

جوان عرصہ

اگست 2015

اگست 2015

خواتین اور مردوں کی دکھی کہانیاں شائع کرنے والا پاکستان کا سب سے بڑا ماہنامہ جوان عرصہ

CPL NO 220
RS:



جواب عرض

جلد نمبر 41۔ شماره نمبر 3

ماہ اگست 2015

قیمت 90 روپے

یا دس نمبر

پوسٹ بکس نمبر 3202، غالب، مدینہ، گلبرگ لاہور

ہانی۔ شہزادہ عالمگیر

عمران اعلیٰ۔ شہلا عالمگیر

چیف ایگزیکٹو۔ شہزادہ انوش

جنرل منیر۔ شہزادہ فیصل

آفس منیجر۔ ریاض احمد

فون۔ 0341.4178875

سرپرکیشن منیجر۔ جمال الدین

فون۔ 0333.4302601

مدیر ایڈیٹنگ۔ کرن۔ بابا۔ نور۔

قائمہ۔ رابعہ۔ ساما۔ زارا



ماہنامہ جواب عرض ماہ اگست 2015 کے شمارے یادیں نمبر کی جھلکیاں

کچھ خواب نوٹے کچھ خواب بھرے
انتظار حسین سائی۔ 40

یادیں
ٹٹا جالا۔ 6

گھر آ جا پر ویسی
کشور کرن۔ 54

بد نصیبی
ذوالفقار علی سانول 16

ہو گی صبر کی جیت
شاز یہ گل۔ 60

کوئی میرے دل سے پوچھے
۱۳ یہ جو بدری 22

برسوں بعد
ایم وکیل مامر جت۔ 68

متاع جان تھا وہ
محمد عرفان ملک۔ 30

دل کا کیا کریں صاحب
شمینہ بٹ لاہور۔ 74

لیکن بھلا نہ پائے
کنول جی تہا۔ 36

جواب عرض 2

Scanned By Amir

کہنوں کی صورت پر شب و شب سے ہلاتے ہوئی ہیں اسکا تمام کہانوں کے ترہ و تہا تقاضا کی طرح توڑ کر دینے ہوتے ہیں جس سے نوات مسکنی کے
ہونے کا امکان ہونے کا نتیجہ یا رات کو اور پچھتر و صدرات نہاگ۔ بلکہ ریشہ زورہ تیسہ پنکھ رز بوشیہ۔ نئی سن وانا ہور۔

فریب ہے محبت
محمد احمد جانی۔ ملتان۔ 166

ادھوری دلہن
نزار مغل۔ پیر محل۔ 102

یادیں
شاہ جالا

اللہ کی آواز
عارف شہزاد۔ 116

ملے کچھ یوں
آسٹر۔ راجھی۔ 188

وقا کی پیاس
زارا ذکیہ۔ مانوال۔ 120

یادیں نمبر

پیار کا سراب
فلک زاہد۔ لاہور۔ 156

اگست 2015
جلد نمبر۔ 41 شمارہ نمبر 3

میری ادھوری محبت
چیرس تابش۔ چشتیاں۔ 426

جواب عرض 3

Scanned By Amir

اسلامی صفحہ

تسبیحات حضرت فاطمہؑ

حضرت علیؑ نے ایک شاگرد سے فرمایا کہ میں تمہیں اپنا اور فاطمہؑ کا قصہ سناؤں جو حضور ﷺ کی سب سے لاڈلی بیٹی تھیں۔ شاگرد نے کہا ضرور۔ فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھ سے چمکی چستی تھیں جس کی وجہ سے ہاتھ میں نشان پڑ گئے تھے اور خود ہی پانی کی مشک بھر کر لاتیں تھیں جس کی وجہ سے سینے پر دسی کے نشان پڑ گئے تھے اور گھر کے جھازو وغیرہ بھی خود ہی دیتی تھیں جس کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے تھے ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس چند غلام باندیاں آئیں میں نے فاطمہؑ سے کہا کہ تم بھی جا کر حضور اقدس ﷺ سے اپنے لیے غلام مانگ لو تاکہ تم کو کچھ مدد مل جائے وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں وہاں جمع تھا اور شرم حیا میں بہت زیادہ تھیں اس لیے شرم کی وجہ سے سب کے سامنے ہاتھ سے بھی مانتے ہوئے شرم آئی واپس آگئیں دوسرے دن حضور اقدس ﷺ نے خود تشریف لائے ارشاد فرمایا کہ فاطمہؑ کل تم کس لیے گئی تھیں وہ شرم سے چپ ہوئیں میں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ ان کی یہ حالت ہے کہ چمکی پیتے ہوئے ان کے ہاتھوں پر نشان اور پانی کی مشک کی رسی کے ان کے سینے پر نشان پڑ گئے ہیں جہد وقت کاروبار کپڑے میلے رہتے ہیں میں نے ان سے کل کہا تھا کہ آپ کے پاس خادم آئے ہیں ایک یہ بھی مانگ لیں اس لیے گئی تھیں بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے اور علیؑ کے پاس ایک ہی بستر ہے اور وہ بھی مینڈھے کی کھال ہے رات کو اس کو بچھا کر سو جاتے ہیں صبح کو اسی پر گھاس دانہ ڈال کر اونٹ کو کھلاتے ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بیٹی صبر کر: حضرت موسیٰ اور ان کی بیوی کے پاس بھی دس برس تک ایک ہی بستر رہا تھا وہ بھی حضرت موسیٰ کا چوڑا تھا رات کو اسی کو بچھا کر سو جاتے تھے۔ اور تو تقویٰ حاصل کر اور اللہ سے ڈر اور اپنے پروردگار کا فریضہ ادا کرنی رہ اور گھر کے کاروبار کو انجام دیتی رہ اور جب سونے کے واسطے لیٹا کرے تو سبحان اللہ۔ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ مرتبہ۔ اور اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ پڑھ لیا کر۔ یہ خادم سے زیادہ اچھی ہے حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر راضی ہوں۔ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا میرے ہاں ہے میں ہو مجھے وہ خوشی منظور ہے یہ بھی زندگی دو جہاں کے بادشاہی بیٹی کی آج ہم لوگوں میں سے کس کے پاس دو پیسے ہو جائیں تو اس کے خدوائے گمراہ کا کام کاج دور کناہ اپنا کام بھی نہیں کر سکتے اگر کوئی پیرا آجائے تو کہتے ہیں کہ ہم نوکر رکھ لیتے ہیں گاڑی چاہئے یا پھر مٹگے ہوٹلوں سے کھانا کھانا یہ نہیں کہ ہم وہ پیرا اللہ کی راہ میں خرچ کر دیں تو آگے کے بادشاہ بھی بن جائیں گے مگر یہاں اللہ کی راہ میں شاہد بن لوگوں کو فقیر نہ بنادے یہ بھی تو سوچیں کہ اگر اس اللہ نے دیا ہے اسی کی راہ میں دینے سے اور کتنا طے گا خدا را سکل کبھی ضائع نہیں جاتی جتنی کرو گے اتنا یہ درجہ بڑھے گا دنیا آپ کو کچھ نہیں دے گی جو ملے گا وہ دو جہاں کا بادشاہ ہی دے گا اس سے مانع اسی کی بیوی کرو اور اسی کا شکر کرو اپنی غربت اور صبر کو دوسروں پر ظاہر مت کرو۔

مشورہ نرن چوکی

جواب عرض

Scanned By Amir

یادیں

-- تحریر۔ ثناء اجالا۔ بھلوال۔

شہزادہ بہائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ آج پھر ایک بہائی یادیں لے کر حاضر ہوئی ہوں امید ہے کہ میری دو مہری کہانیوں کی طرح یہ کہانی بھی قارئین کے دلوں کو بھلا جائے گی قارئین نے میری کہانیوں پر دل کھول کر مجھے داد دی ہے میں سب کی مشکور ہوں اور میں انشاء اللہ کبھی رہوں گی اور امید ہے کہ دوبارہ جواب عرض میسر ہی اسی طرح پذیرائی کرتا رہے گا جواب عرض میرا پسندیدہ رسالہ ہے میں چاہتی ہوں کہ بس اسے ایسے میں سمجھتی رہوں اور میرا بھی راسخز کی است میں آید۔ نام ہو بہت بڑا نام میں راسخز کی دنیا میں اپنی پہچان بنانا چاہتی ہوں اور یہ آپ کے تعاون سے ہی ممکن ہے امید ہے کہ مجھے مایوس نہیں کریں گے ہمیشگی طرح تعاون کرتے جائیں گے۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ وی۔ انٹرنیٹ وارڈ نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

وہ سنے ہیں جو بٹے تھے لیکن پورے نہ ہو سکے
میں نے ان یادوں میں سب کچھ ہی کھود دیا ہے پایا
بھی ہے۔

آئیے اپنی یادیں کرتا ہوں آپ کے نام۔
جانے والے چلے جاتے ہیں لیکن اپنی
یادیں چھوڑ جاتے ہیں اپنے وعدے قسمیں اور
بہت کچھ۔ میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا ہے۔
تو آئیے آپ کو ملواتا ہوں کسی سے وہ تھا میرا اپنا
زمانہ۔ میرا سہرا دور۔

یادیں تم میری نیندوں میں تم
میرنی آتی جانی سانسوں میں تم ہی تم
چاہتا کتنا تم کو دل
تم نہیں جانتے
کیا ہے میرے دل کی مشکل
تم نہیں جانتے

کچھ یادوں کی زنجیریں سنبھال کر
ہیں میں نے اپنے پاس رکھی ہوئی
کہ انہیں اپنی ذات میں شامل کر
جانے کب سے میں ہوں ابھی ہوئی
کچھ میرا بھی تو خیال کر
سے زندگی تیری بھی سلجھی ہوئی
سائیس اپنی امانت ہیں رکھی ہوئی
مجھے بھی اپنی ذات پہ لازوال کر
کہ دھڑکنوں پہ جان اپنی ثناء رکھی ہوئی
قارئین آئیے تبدیل ثناء آپ کو لینے چلتا ہوں
قارئین اپنے ہی جہاں میں جو میرا خود کا پیدا
کر رہے جس میں ہیں یادیں۔ جی ہاں۔ میری
اپنی یادیں۔ جنہیں تصور کی آنکھ سے دیکھتا ہوں
اس جہاں میں اور بھی بہت کچھ ہے میری یادوں
کے علاوہ وہ ہاتھیں جو میری زندگی ہیں۔ وہ چاہتیں



Scanned By Amir



شکر یہ ہم آپ نے میری مشکل آسان کر دی میرے خیال میں مجھے آپ سے بے انتہا پیار ہے۔ میں نے ارد گرد دیکھے بغیر ہی کہا۔ یہ تو اچھی بات ہے تو پھر ادھر ہی محبت کا اظہار کریں گے۔

نو میں آپ کو اس جگہ کے شاہان شان نہیں سمجھتا میرا دل کہتا ہے تاروں کی حسین رات تنہائی اور میں اور تم ہوں۔

اوکے۔ اس نے ہاتھ بڑھایا میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا ہم دونوں میں یہ پہلی ملاقات تھی۔ پھر کب ملیں گے آپ۔۔ اس نے دیرانگی سے پوچھا۔

کل شام چار بجے ریٹورنٹ۔
ہائے۔ اس نے ناز سے کہا اور چلی گئی۔
میری محبت مجھے تیری تمنا
میری چاہت مجھے تیری تمنا
جو ہر لحاظ ہو ساتھ میرے
اسکی راحت کی ہے تمنا
وہ چلی گئی اپنی حسین یاد چھوڑ کر اور میں بے بس بیخارا دکھتا رہا۔

کیا بات ہے یار کیوں کھڑی تھی وہ حسین تیرے پاس میرے قریبی دوست نے پوچھا۔
کچھ نہیں یار بس ویسے ہی ایک کتاب کا پوچھ رہی تھی میں نے اسے ٹال دیا وہ چپ ہو گیا بنا کوئی بات کہنے میں اب کالج چلا آیا وہ ضروری سبجیکٹ کا پڑھنا دل بڑھنے کو نہیں کر رہا تھا میں کالج سے باہر آ کر بیٹھ گیا مجھے چمن ہیں آ رہا تھا۔
اس سے پہلے کہ میں اسے کالج میں جا کر اس کا پوچھتا مجھے اس کے نام تک کانہ پتا تھا اب

ایسا احساس دھڑکن میں

کچھ پہلے نہ جا گا تھا

وہ مگی مسٹرہ جو کالج جاتی تھی سہیلیوں کے ساتھ میں بھی کالج پڑھتا تھا میرے رستے سے گزر کر آگے اگلے روز پر اس کا کالج تھا وہ بہت خوبصورت نرم زلفوں والی دلکش جوان بدن کیانہ تھا اس کے چہرے میں۔ وہ کیا تھا میں کیا تھاؤں۔

یادوں میں تم میری نیندوں میں تم میری آتی جاتی سانسوں میں تم ہی تم اس سے میری پہلی ملاقات آتے جاتے نظروں سے نظریں مکتی ہوئی تھی وہ روزانہ بہترین لباس میں ملیں نظر آتی تھی چھوٹا سا پرس جو دائیں کندھے سے نیچے گھٹنوں تک ترچھا اس نے پہنا ہوتا تھا کمر تک آدمی ہال نیرمی مانگ ہال کھلے رکھتی تھی ٹائٹس نما جنیز لمبی لمبی پہنے ہالوں کو کھلا چھوڑنے سے اندر کندھے پر پرس پہنے جب وہ آتی سب لڑکوں کے دل دہل جاتے نظروں ہی نظروں میں ایک دوسرے کو اشارہ کرتے آج اس نے آئشی لاگ کمپن ٹائٹس پہنے ہال کھلے چھوڑ رکھتے تھے۔ وہ کسی اور ہی جہاں کی مخلوق لگ رہی تھی دلنشین چہرہ۔ لا جواب۔۔ ابھی مسٹرہ میرے پاس سے گزری میں نے بلیو شرٹ جنیز مین رنگی تھی وہ میرے پاس آ کے رکھی اس کی دونوں دوستیں آگے بڑھ گئیں۔

مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔ وہ میری طرف دیکھ کر مسکرائی میرا دل پہلو میں دھڑکا۔
جی فرمائیے۔ میں قندیل شاہ مستر بنا۔
آپ صرف دیکھتے ہی رہیں گے مجھے یا کچھ کہیں گے۔ اس نے دل کی بات آخر زبان پر لائی وہی۔

سوالیہ: مانع ہو گیا۔
 اسی لمحے میری آنکھوں نے اسے دیکھ لیا وہ
 کالج چوکیدار سے مخاطب میرا پوچھ رہی تھی میں
 اس کے قریب گیا۔
 اٹلسکریڈ میں آپ کو کچھ بتا سکتا ہوں
 میرے پکارنے پر وہ مڑی اور مجھے دیکھ کر پر جوش
 ہوئی۔

اوہ۔ آپ ہیں میں ان کا پوچھ رہی تھی وہ
 کالج چوکیدار سے بولی۔ ان کا نام قذیل شاہ ہی
 ہے ناں چوکیدار نے اثبات میں سر ہلادیا۔
 ہاں یہ قذیل شاہ ہے چوکیدار چلا گیا۔
 میں نے حیرت سے پوچھا آپ کا نام تو کیا
 مقام آپ کے تمام مضامین جو آپ کالج میں
 پڑھتے ہیں کیسے آئے ہیں کب جاتے ہیں میں
 سب جانتی ہوں وہ میرے ساتھ چل رہی تھی اور
 بتا رہی تھی میں نے سانس روکے اسے سن رہا تھا
 اور کیا جانتی ہیں میرے بارے میں رک کر
 پوچھنے لگا۔

بہت کچھ وہ محبت سے مجھے دیکھتے ہوئے
 بولی۔
 کیا کوئی لڑکی اتنی بھی بے باک ہو سکتی ہے
 میں سوچے جا رہا تھا۔
 میں آپ کو بتانے آئی تھی کہ آپ کب کیسے
 مجھے ملیں گے۔

میں آپ کو ک الون ریسٹورنٹ میں ملوں گا
 میں نے ریڈ سٹرٹ اور بلیک چینٹ پہنچی ہوگی میرا
 موبائل۔ دوں آپ کو۔ میں نے کہا۔
 کیوں نہیں دیں مجھے کسی ہوٹل میں بیٹھ کر
 بات کریں گے۔
 ہاں کیوں نہیں۔ میں نے ایک لمحے سوچا اور

کردن سے ہاں کہہ دی۔ ہم دونوں چلتے ہوئے
 ایک قریبی ہوٹل میں آئے رستے میں وہ کہہ رہی
 تھی میں نے اس سے پوچھا۔
 آپ کیا میری پسند کے کپڑے پہن کے
 آ سکتی ہیں میں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا اس نے
 ایک لمحہ سوچا اور کہا۔
 ہاں کیسے۔۔۔ بہن آؤں گی۔

میں نے پوچھا فیروز کی رنگ لے کر کالی جینز
 ٹھیک ہے وہ اشتیاق سے بولی۔ میرا ایک ڈریس
 ہے فیروز کی وہی بہن آؤں گی۔

قارئین میں نے مسٹرہ کو چاہئے پلائی تب
 اس نے مجھے بتایا کہ میرے تین بھائی ہیں اور میں
 اکلوتی ہوں میں نے بھی اسے اپنا تعارف کروایا
 کہ میں اپنے ماں باپ کا ایک ہی ہوں۔
 میرے خیال میں آپ نے محبت کا اظہار تو
 ادھر ہی کر دیا ہے کل کیا کریں گے کل کے۔

نہیں مسٹرہ قذیل شاہ تم سے بہت محبت کرتا
 ہے اور الگ طریقے سے اس دنیا کو بھلا کے اظہار
 کریں گے۔ وہ مسکرا دی ہم نے چائے پی مسٹرہ
 نے میرا شکر یہ ادا کیا کہ میں نے اسے چائے پلائی
 اگلے دن میں موقع پر مسٹرہ الون
 ریسٹورنٹ میں پہنچ گئے آج وہ بہت خوبصورت
 لگ رہی تھی اس نے مجھے ہاتھ سے سلام لیا اور یہ
 ایک الگ خوبصورت ہوٹل تھا باقی ہوٹل کی نسبت
 یہ ہوٹل ریسٹورنٹ بہترین تھا۔

تم آج بہت پیاری لگ رہی ہو آئی لو یو میں
 نے مسٹرہ کا ہاتھ تھام کر کہا میں نے خوبصورت
 نازک اس کی نکالی پر کڑا پہنا یا اور چھوئے چھوئے
 سونے کے ناہس پہنائے۔

قارئین کرام اس دن میں نے ساتھ

اکتوبر 2015

جواب عرض 9

یادیں

Scanned By Amir

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈفری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety

ہونوں پر جا کر مجھے ہوائی کس پھانگی میں تے بھی
 کچھ کر لی اب مسرہ میری نظروں سے اوجھل ہو
 گئی۔ تو قارئین کرام اس کے بعد کیا ہوا آپ
 جانیں گے تو دمگ رہ جائیں گے یہ تھی میری اپنی
 محبت کی پہلی چاہت بھری ملاقات اور اس کے
 بعد آخری ملاقات مسرہ بھی نہ مجھے ملنے کے لیے
 چلی گئی کہاں تو آئے پڑھتے ہیں۔

چاہتیں ہوں تو ایسی ہوں
 نہ تیرے جیسی ہوں
 نہ میرے جیسی ہوں
 جیسے بادل منہ برساتے ہوں
 جیسے دریا موج میں جاتے ہوں
 خود کو دور بہانے جاتے ہوں
 جیسے فصلیں لہلہاتی ہوں
 جیسے چاند رات ملتے ہوں
 سنوں چاہتیں ہوں تو ایسی ہوں
 ثناء بالکل میرے جیسی ہوں

قارئین کرام چار بچے مسرہ کو ملنے گیا تھا تو
 چھ بچے تک واپس آ گیا تھا میں گھر آیا تو بہت بہت
 خوش ہو کر بیٹھ گیا میں نے کھانا تھوڑا کھایا اصل
 میں مسرہ کے ساتھ بھی کھالیا تھا ساتھ ساتھ خوشی
 کی وجہ سے بھی نہیں کھا رہا تھا کہ مسرہ میری ہو گئی
 تھی لیکن ماما کے کہنے پر تھوڑا بہت اٹکا ساتھ دینے
 کے لیے میل پر بیٹھ گیا تھا خوشی میرے ہر ہر انداز
 سے ظاہر ہو رہی تھی کہ مسرہ نے مجھ پہ اعتبار کیا
 اتنے سارے لڑکے ہونے کے باوجود سب
 پیارے تھے لیکن مجھے اندازہ نہ تھا کہ مسرہ مجھے
 چکے چکے پسند کرتی ہے۔ ماما نے مجھے دو تین بار
 نو کہہ کہا۔

آج میرا حیاں کدھر ہے۔

وعدے بہت قسمیں مسرہ کو دیں ہم دونوں ہی
 ایک دوسرے کا کبھی ساتھ نہ چھوڑیں گے ہمیشہ
 کے ایک رہیں گے۔

قدیل شاہ ہم دونوں کی زندگی میں اگر کوئی
 اور آیا اور ہم مل نہ سکے تو دونوں کو قسم ہے دونوں مر
 جائیں گے۔

ٹھیک ہے۔ میں نے مسرہ کو وعدہ کے دیا
 ہاتھ مضبوطی سے تھام کر میں نے مسرہ کو محبت
 سے سرشار لہجے میں اپنی چاہت کا یقین دلایا۔
 مسرہ اور میں ہم دونوں تادیر ہوٹل رہے اور ہم
 دونوں کے علاوہ اور بھی بہت سارے نوجوان
 لڑکے لڑکیاں تھے ہم دونوں ان سے الگ اپنی ہی
 دنیا میں مگن تھے ہم نے کھانا کھایا پھر وہاں سے
 چل دیئے۔ ہوٹل سے باہر آ کر میں نے مسرہ کے
 ساتھ گھر واپسی کے قدم بڑھادیئے۔

میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں۔
 نہیں شکر یہ میں چلی جاؤں گی مسرہ میرے
 گلے لگ گئی میں نے اپنے ہونٹ اس کی پیشانی پر
 ثبت کر دیئے اس کی آنکھوں کو چومار اپنے اپنے
 گھر کی طرف چل دیئے۔

میں آج بہت خوش ہوں قدیل شاہ میری
 محبت کو زندہ رکھنا مجھے بھی۔

جان من ایسی کیوں باتیں کرتی ہو ایک دن
 دنیا دیکھے گی آپ اور میری محبت کو۔

قدیل۔ آپ مجھے نہ کہا کرو آپ فیروں کو
 کہتے ہیں مجھے تم کہا کرو تم میں اپنائیت ہے۔
 مسرہ کہہ کر مسکرائی۔

او کے اس کے بعد۔

قارئین کرام میری جان لہو لہو دور ہو رہی
 تھی لیکن مسرہ نے دو تین بار پیچھے دیکھا ہاتھ

سماعت پر یقین نہ تھا مگر یہ سن کر پریشان ہو گئی اور بولی۔

پر میرے بیٹے نے تو کچھ نہیں کیا مگر میں ڈرا بھی نہ ڈرا تھا اس کے بھائی مسلسل یہی کہہ رہے تھے کہ ہم اس سے اپنی بہن حاصل کریں گے میں اپنی بے گناہی کا ثبوت رو رو کر دے رہا تھا مگر وہ کسی بھی صورت ماننے کو تیار نہ تھے آخر کار مجھے ان سے نکل کر بھاگنا پڑا اور پھر میں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑا ہوا تھا میں نے بہت سوچا اور اپنی مسفرہ کے لیے بروقت رو رو کر دن کر رہا تھا کہ یا اللہ پیارا اور میری چاہت میری محبت مسفرہ کہاں تھی کس نے ماری بھی کس جگہ تھی میں اسے ڈھونڈنے کے لیے نکل پڑا تھا اور اس نے دشمن کو بھی ثابت کر کے ہی رہوں گا۔

پھر میں تین سال تک گھر سے باہر نہ میری امی ابو مجھے ملنے آتے رہے مسفرہ کے بھائی میرا پیچھا نہیں چھوڑ رہے تھے اور میں ڈرتا ہوا ان سے دور اپنی جان بچا کر بھاگتا اپنی کامیابی سمجھ رہا تھا اور انشاء اللہ میں اس میں کامیاب ہو کر ہی رہوں گا پھر میں ایک قبرستان میں چلا گیا جہاں بہت بڑا قبرستان اور پھر مجھے وہاں جاتے ہوئے اس کے بھائیوں نے دیکھ لیا میں اپنی جان بچانے کے لیے قبرستان میں بھاگ رہا تھا اور بہت زیادہ دوزن کے بعد مجھے ایک وہ قبرستان ایک عمارت نما لگ رہا تھا جب میں اس کے اندر پہنچا تو وہ بہت بڑا قبرستان تھا جو کہ دور سے لکڑیوں سے ڈھکی ہوئی عمارت نظر آرہی تھی وہاں سے بھاگتا ہوا گیا اور اس کے اندر چلا گیا اور اگر سوچا جائے تو ہم نے بھی اسی قبرستان میں ہی دفن ہونا ہے لکڑیوں سے بنائی گئی چار دیواری تھی اندر قبریں

لیکن میں تال گیا۔ اور کھانے کی میز پر سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گیا۔

قارئین کرام اس وقت موبائل اتنا عام نہ تھا جتنا آج کل ہے لیکن اس کے باوجود میں مسفرہ کی کال کا ویٹ کرنے لگا مسفرہ کے خیالوں خوابوں میں جموٹے ہوئے جانے کب نیند آئی جو واقعی پر سکون ہوئی ہے سب کچھ انسان بھول جاتا ہے مہربان نیند کے مہربان ہونے پر۔ میں صبح لو بچے اٹھا ناشتہ کیا جائے پی کر میں اپنے گھر کے لان میں آ گیا ابھی گرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ ایک گاڑی کا سائبرن بجا۔ میں اپنے دھیان میں بیٹھا کالج سے چھٹی تھی اسی لیے مطمئن ہو گیا تھا قارئین کرام ہمارا گیٹ حلا تھا میں بالکل سامنے بیٹھا ہوا تھا مجھے اپنے گیٹ کی طرف کچھ آدمی آتے ہوئے نظر آئے میں ادھر ہی بیٹھا سامنے دیکھ رہا تھا وہ آ کر میرے دروازے پر رُک گئے میں ادھر ہی بیٹھا رہا وہ سامنے قندیل شاہ ہے۔

میں اپنا نام سن کر چونک گیا اور میرا سارا دھیان ان پر تھا جو کہ پانچ تھے ساتھ ان کے دو مستندے ٹائپ لڑکے تھے میں بوکھلا سا گیا لیکن ادھر ہی بیٹھا رہا۔

ادھر آئیے۔ ایک آدمی نے مجھے اپنی طرف بلایا میں حیرانگی سے انہیں دیکھنے لگا اس سے پہلے کے میں جاتا میرے پاپا کی گاڑی آگئی انہوں نے دیکھا تو آنے کا سبب پوچھا۔

جی آپ کے بیٹے نے مسفرہ ملک کو مار دیا ہے یہ ان کے گواہ ہیں جلدی سے قندیل کو لے کر جانا ہے۔

میں ساکت ہی جہاں کا تھا وہاں کا ہی رہ گیا تھا میرا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا مجھے اپنی

ہو مجھے وہ لڑکی یہاں سے کچھ فاصلے پر ہی ایک سڑک پر مردہ حالت میں ملی تھی فیروز کی کلر کا سوٹ اور پرس اس کے پاس تھا اور جب میں وہاں سے گزر رہا تھا تو وہ خون میں لت پت پڑی تھی میں نے اسے کچھ لوگوں کی مدد سے لا کر یہاں رکھا جب کوئی بھی وارث نہ ملا تو میں نے اسے گاؤں والوں کی اجازت سے امانت کے طور پر کفن دے کر اس قبر میں رکھ دیا ہے اور اب اگر آپ چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں یہ واقعہ بھی تین سال پہلے کا ہے جب اس بابا جی نے فیروز کی کلر کا کہا تو میں سمجھ گیا کہ یہ وہی میری مسرہ ہی تھی جو کہ اسی دھن فیروز کی کلر میں مجھے ملنے آئی تھی۔ پھر بابا جی نے کہا کہ میں چالیس سال سے اسی جگہ میں رہتا ہوں اور اسی قبرستان کی دیکھ بھال کرتا ہوں اور اگر آپ چاہو تو اس قبر کو دیکھ سکتے ہیں مسرہ کے بھائی بھئی بے تاب تھے اور انہوں نے ہاں کر دی اور پھر کچھ ہی محنت کے بعد قبر کو کھودا گیا اور پھر سل کو ہٹایا تو حیران رہ گئے کہ یہ وہی مسرہ تھی اس کے منہ پر رومال تھا اور فیروز کی کلر کا وہی سوٹ پہنا ہوا تھا سب لوگ قبر کے اوپر جھکے ہوئے تھے اسے باہر نکالنے سے پہلے بولے۔

ہم یہاں پر کسی امام مسجد کو لے آتے ہیں بابا جی نے کہا۔ بیٹا مجھ پر اعتماد کرو کہ میں نے اس بچی کو ایک امانت کے طور پر اس قبر میں رکھا تھا اور آج تم اپنی امانت لے جا سکتے ہو اگر یقین نہ آئے تو وہ سامنے میری جھونپڑی ہے اور اسی قبرستان میں رہتا ہوں چالیس سال سے اور اب بھی تمہیں یقین نہیں تو جو مرضی کر لو میں یہ سوچ سوچ کر رو رہا تھا کہ اس کو مارا کس نے خیر پھر اس کا موبائل دیکھا جو کہ بند تھا اور پھر اس کے پاس

ہی قبر میں تھیں جہاں تک نظر جاتی۔ میری برداشت جواب دے گئی تھی میں اللہ سے رورو کر دعا کر رہا تھا کہ میں نے کچھ کیا بھی نہیں اور مجھے اس جرم کی سزا دی جا رہی ہے پھر میں نے ایک جگہ چھپ کر سانس لیا رورو کر میری نگلی بندھ گئی تھی پھر میں اٹھا اور قبرستان کے اوسط میں جا پہنچا جہاں ایک سینٹ سے بنا ہوا چوکور نما چہترہ نظر آیا میں اسکے اوپر گر گیا اور بڑھ چلا تھا اس لیے ذرا سانس لینے کے لیے لینا تھا پھر اس کے بھائیوں نے مجھے دیکھ لیا اور کہا۔ خود ہی ہمارے پاس آ جاؤ ورنہ بہت برا ہوگا میں رورو رہا تھا اچانک ایک بڑے میاں کی آواز آئی۔

بیٹا کیا مسئلہ ہے کیوں شور کر رہے ہو وہ کہنے لگے کہ اس لڑکے نے میری بہن کو مارا ہے اور میں رورو کر کہہ رہا تھا میں نے اسے نہیں مارا وہ میری محبت تھی میں اس سے بہت پیار کرتا تھا اور اپنی جان سے زیادہ اس کو چاہتا تھا اور چاہتا ہوں پر کوئی میری بات کا یقین نہیں کر رہا تھا پھر وہ بڑے میاں آئے اور انہوں نے کہا۔ کیا بات ہے کیا وجہ ہے یہاں آ کر لڑنے کی میں نے کہا۔ ان کی بہن جو کہ میری بہت اچھی دوست تھی اور ان کو کسی نے مار دیا ہے اس کی وجہ پاڑی نہیں ملی اور نہ ہی کوئی خبر ہے کہ وہ کہاں ہے۔

بابا جی نے کہا۔ کب کی بات ہے۔ میں نے کہا۔ تین سال ہو گئے ہیں۔ بابا نے کہا۔ ہاں تم لوگ لڑنا بند کرو میں ایک لڑکی کی میت کو امانت کے طور پر دین کیا تھا تین سال پہلے تو وہ لڑکی شاید وہی ہوگی جو تم کہہ رہے

جو امانتوں تھی اس کے گھر والوں نے اسے وہاں سے اپنے گھر کے نزدیک لے گئے اور دفن کر دیا۔ مسرہ ملک کا فیروزی رنگ کا پرس لسی زنجیر والا جو مسرہ پہنتی تھی تو گھنٹوں تک جاتا تھا مجھے دے دیا اس کا موبائل فون بھی میرے پاس ہی تھا ہاں پتل ان لوگوں کے پاس تھا سب لوگ قبرستان سے چلے گئے مسرہ کے بھائی بھی چلے گئے ارشد اور شبیر جو کہ شرابی جس چوری چکاری بہت برع عادتوں میں ملوث تھے پکڑ لیا اور انہوں نے مسرہ کا خط پڑھوایا وہ دونوں دنگ رہ گئے مجھے مسرہ ملک کے گھر والوں نے بری کر دیا تمام الزامات ارشد اور شبیر کے ذمے لگ گئے اور میری شاندار ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔

قارمین کرام مسرہ ملک کے بھائی اور والدین ہار ہار ہارے گھر آئے ہیں مجھ سے میری مہاپا سے معافی مانگی ہے، قارمین کرام میں آج اپنی مسرہ کی قبر پر ہوں ہیں، جنس ربانین ہر دے کے لیے دنیا میں ضرور رہتا ہوں خدا سے بخش دے اس نے اپنی میری عزت بچائی ہے ہمارے پیار کی لائق رکھی۔

قارمین کرام میں آج سینتیس سال کا ہوں میں نے شادی نہیں کی سترہ سال پہلے کسی سے عہد و پیمانہ کیا تھا وہ پورا کر رہا ہوں مسرہ ملک اپنے پیار کی خاطر عزت کی خاطر خود کا مار سکتی ہے تو کیا میں مسرہ ملک کی خاطر واقف نہیں کر سکتا مجھے مسرہ بہت یاد آتی ہے بس یہ کہوں گا

یادوں میں تم میری نیندوں میں تم میری آئی جانی سانسوں میں تم ہی تم قارمین کرام میں نے شادی دفتر کھول رکھا ہے ہزاروں کی تعداد میں حسین جوڑے لڑکیاں

ایک پستول بھی تھا اور اس کے پرس کو چیک کیا گیا اور اس میں پیسے کاغذ اور کاپی ویسے ہی تھی اور پھر اس میں ایک کاغذ تہ شدہ تھا پتل موبائل مسرہ ملک کا سب کچھ یوں ہی پرس میں محفوظ تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کوئی اس کی عزت کا لٹیرا ہوگا ورنہ اس کے پاس پیسے بھی تھے موبائل بھی تھا پھر انہوں نے وہ تہ شدہ کاغذ کو کھولا اور سب نے باری باری پڑھا اور پھر میری طرف بڑھا دیا جس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

میرے پیارے قندیل شاہ
جب میں تم سے مل کر واپس گھر جا رہی تھی تو راستے میں ٹیکسی خراب ہو گئی تھی میں نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دیا پیدل چلنے لگی کہ ارشد اور شبیر جو ہمارے ہی کالج میں پڑھتے تھے انہوں نے میرا پیچھا کیا بھاگتے ہوئے میں دیرانے میں آئی یہ لوگ مجھ سے زیادتی کرنا چاہتے تھے کہ میں نے اپنے پرس سے پتل نکال کر فائر کیا خود کو اتنی میں ایک گاڑی وہاں سے لڑ رہی تھی یہ مجھے خون میں لبت دیکھ کر بھوگ گئے میں نے پرس سے کاغذ نکال کر یہ تحریر لکھی ہے میرے دل کی کہوں نہ تھی اس وجہ سے تمہیں فون نہ ملی میں نے اپنی عزت پیار بچایا ہے میرا یہ خط تم تک ضرور پہنچے گا خوش رہنا میرے پاس وقت بہت تمہیں خون میرے پیٹ سے کالی بہہ چکا ہے میں تمہیں شاید اگلے جہاں ملوں میری قبر پر ضرور آنا قندیل تم۔

پیارے قارمین کرام بس یہاں تک خط لکھا گیا تھا آخر میں خون کے دھبے تھے ہم سب خاموش تھے قبرستان کے پر اسرار ماحول نے اندر اس کے بعد قارمین کرام ایبونس آئی مسرہ ملک

آباد کرو ہمیں کبھی تو
 دل کے دلوں سے کچھ سلسلے ہیں
 ملاپ کراؤ ان کا کبھی تو
 بے خبر ہوں تم حقیقت میں
 مجھے جان جاؤ تم کبھی تو
 پوچھتا میری بے قرار یوں کا عالم
 دہرانا اپنے بھی قصے کبھی تو
 مجھے جان کر نہ ہونا اداس
 عادت سے میری اداس کرنا تمہیں کبھی تو
 تمہیں یاد کرتی ہوں میں کتنا ثنا
 چنے سے دیکھ جانا کبھی تو
 قارئین کرام مسٹر ملک اور قندیل شاہ کی
 بچی آپ بیتی آپکو کیسی لگی اپنی آرا سے مجھے ضرور
 نوازینے گا۔ واسلام۔ ثنا اجالا بھلول۔

اپنی شیرنی کے نام
 ارے شیرنی جی تم نے یہ کیا کر دیا ہے کہ
 اپنے شیر کے دل پر ایسا بچہ مارا ہے کہ اس کا دل ہی
 نکال کر لے گئی ہو۔ اپنے شیر کو زخمی کر دیا ہے۔
 اب اس شیر کو تیرے آنے کا انتظار ہے کہ تم تم آؤ
 اور مجھے پھر سے تندرست کر دو۔ مان گیا ہوں تم کو
 تمہاری بھر پور جوانی کو تمہاری اس طاقت کو جو تم
 نے مجھ پر آزمایا ہے داد دیتا ہوں میں تمہاری
 طاقت کو بس ایسے ہی بہادر بن کر رہو اور ایسے ہی
 اپنی جوانی کے جو بن دکھاتی رہو۔ ویسے تم نے اس
 شیر کو زخمی تو کر دیا ہے اب اس کا حال بھی پوچھنے
 کے لیے آ جاؤ کہ یہ زندہ ہے کہ نہیں امید ہے ضرور
 پتہ کرنے آؤ گی۔
 فقط تمہارا زخمی شیر۔

لڑکے آتے ہیں مجھ سے شادی کرواتے ہیں
 اور چلے جاتے ہیں میں ان جوڑوں میں مسرہ کو
 دیکھتا ہوں قندیل شاہ کو دیکھتا ہوں لیکن میں نے
 آن تک یہ نہیں سوچا کہ اگر اس سے میں شادی
 کر لوں تو۔۔ کیونکہ میں اپنی وفا زیت جاہت
 کسی کے نام کر کے سرخرو ہو رہا ہوں اور بفضل خدا
 ایسے ہی موت آ جائے گی اگر مجھے کوئی شادی کے
 لیے کہے تو مجھے مسرہ کی وفایا آ جاتی ہے میرے
 اور اپنے پیار کی خاطر جان سے ماتھ دھوٹھی۔
 مجھے مسرہ ملک کبھی نہیں بھولے گی وہ نہیں تو کیا ہوا
 انکی یادیں تو ہیں ناں لوگ تو یادوں کے سہارے
 بھی زندگی بسر کرتے ہیں قارئین کرام پیڑز وفا
 ضرور کریں اپنی محبت کا ایک لمحہ ہی ذہن میں رکھیں
 اور دوسروں کی نظر میں اپنی عزت بتائیں میں اسیلا
 نہیں ہوں مسرہ کی یادیں ہیں سارا دن لوگ
 میرے آفس آتے ہیں ان کے رشتے طے کروا رہا
 ہوں شام کو اکیلے میں وہ آتی ہے میرے دل کے
 انگن میں نبی یادیں لے کر یہ معمول ہے میرا
 نجانے کب سمہ رے گا ضرور رہے گا۔ حالانکہ
 مسرہ کے گھر والے مجھے شادی کے لیے بہت
 کہتے ہیں میری ماما جان پاپا جان بھی اس دار فانی
 سے میری شادی کی حسرت لے کر گئے ہیں لیکن
 قارئین کرام محبت میں وفا کبھی مجھ میں بھی ہے اسی
 وجہ سے میں نے شادی نہیں کی لیکن آپ ضرور
 کیجئے گا اگر حق پر ہیں تو رسنے دیں شادی اگر نہیں
 ہیں تو حق پر کسی نے بے وفائی کی ہے تو آ جائیں
 میں کرواتا ہوں آپ کی شادی دعاؤں میں یاد
 رکھئے گا میری یادیں کیسی لگی اپنی آراء سے
 نوازینے گا اس غزال کے ساتھ اجازت۔
 یاد کرو ہمیں کبھی تو



Scanned By Amir



بد نصیبی

۔۔ تحریر۔ ذوالفقار علی سائول۔ سکنہ کوتوال۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امیر ہے کیا آپ خیریت سے ہوں گے۔ میں نے ایک دوست کی مدد کر کے کچھ دلواسے وہاں رکھا میرے گھر والوں نے لڑائی کرنے کی کوشش کی لیکن لوگوں نے لڑائی ہونے سے بچالیا اور اس کے شوہر نے یہ افواہ پھیلا دی کہ طارق نے میری بیوی کو طارق نے اغوا کیا ہے میں نے جب درخواست کا سنا تو سب سے مشورہ کیا پھر بھی مجھے قید میں رکھا گیا پھر کچھ دنوں بعد مجھے آزادی ملی پھر لوگوں کے جتنے معافی باتیں کسی نے کہا کہ ان لوگوں کو گاؤں سے نکال دیں کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا اور کچھ لوگ ہماری ایمانداری کی وجہ سے ہمارے دوست بن گئے۔ قارئین میں نے اس کہانی کا نام بد قسمتی رکھا ہے امید ہے کہ سب کو پسند آئے گی۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل گھٹی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹرز ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

چاہئے میری شوری ہو یا نہ ہو میرے وہ دوست جو اس ڈائجسٹ کو فضول سمجھتے ہیں اب وہ بھی اس کے دلدادہ ہو گئے ہیں اور بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔

میں دہائی طور پر پریشان ہو گیا تھا اور میں نے ارادہ کر لیا کہ لکھنا چھوڑ دوں لیکن کچھ لوگوں کی حوصلہ افزائی سے اور اصرار پر دوبارہ لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں اور مجھے اب پتہ چلا ہے کہ کچھ لوگ جواب عرض کے خلاف ہیں اب یہ نہیں پتہ کہ ان کو کسی مطلبی ادارے نے کہا ہے کہ تم مختلف حربے کرو کہ رائٹرز لکھنا چھوڑ دیں یقین کریں اتنے گندے میسج اور کچھ یوں لکھ کر بھیجو ہم آپ کے فین ہیں آپ بہت اچھا لکھتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ تم جھوٹ لکھتے ہو بحر حال اگر کوئی گری: ہوئی حرکت کرتا ہے یا بد تمیزی کرتا ہے تو میرے خیال میں

جو میں شوری آپ کے سامنے قارئین جواب عرض کی معرفت پیش کر رہا ہوں اس کا نام میں نے بد نصیبی رکھا ہے وہ اس لیے کہ آپ شوری پڑھیں گے تو آپ کہیں گے کہ یہ نام ہی بنتا تھا کچھ باتیں ضروری جو میں مجبوراً لکھ رہا ہوں وہ ضروری ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ رائٹرز ایک بہت حساس ہوتا ہے رائٹرز کا اصل مقصد تو یہ ہی ہوتا ہے کہ وہ ایسا لکھے کہ قارئین پڑھ کر مہل گریں آگے کوئی اس پر مہل کرے نہ کرے اور جب فون کالی یا آئینہ رو برد میں لیئر آتے ہیں تو بری خوشی ہوتی ہے کہ ہماری شوری کو پسند کیا گیا ہے اور حوصلہ بڑھ جاتا ہے مزید لکھنے کو دل کرتا ہے

جی بات تو یہ ہے کہ جواب عرض میں ہر ماہ کافی عرصے سے خرید رہا ہوں اور پڑھتا ہوں



Scanned By Amir

وقت میں میٹرک کا طالب علم تھا میں نے کوئی ایسا گناہ نہیں کیا تھا اور نہ ہی کوئی ایسی غلطی کی تھی جس کی وجہ سے مجھے شرمندگی ہو لیکن شادی کے بعد مجھ سے ایسی غلطی ہوئی کہ معاشرے میں میرا کوئی مقام نہ رہا میں نے شادی کے بعد اپنی دکانوں میں ایک دکان میں پبلک کال پی سی او بنایا ہوا تھا کیونکہ اس وقت میری سرکاری ملازمت نہ تھی وہ تو بعد میں۔

اس وقت موبائل فون نہیں تھے اگر تھے بھی تو بہت کم ہمارے محلے کی ایک عورت جسے میں جانتا تک نہ تھا وہ میرے ہی پی سی او پر کال کرنے آئی جب وہ پہلی دفعہ آئی تو مجھے کوئی پتا نہ تھا کہ وہ کون ہے کہاں رہتی ہے کافی خوبصورت عورت تھی لیکن میں نے کوئی توجہ نہ دی کچھ دنوں بعد وہ پھر کال کرنے کے لیے آئی کیونکہ اس کا خاوند بیرونی ملک میں کام کرتا تھا اسے وہ کال کرتی تھی پھر تھوڑا تعارف ہوا اور وہ مجھے اپنی طرف مائل کرنے لگی او ر میں نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی محبت میں گرفتار ہوتا گیا کہتے ہیں عشق چھپانے سے چھپتا نہیں کسی لمحے ہو جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے عقل اور شعور دیا ہے جو میں نے استعمال نہیں کیا۔

وہ بھی شادی شدہ تھی میں بھی جوانی بچپن بہت حزت سے گزرے لیکن کچھ نہ سوچا آخر کار میل ملاپ اور ملاقاتوں پر کام آ گیا اس کی بوڑھی ساس اور چھوٹے چھوٹے بچے تھے میں رات کو اس کے گھر بھی چلا جاتا اور ساری ساری رات اس کے پاس رہتا حتیٰ کہ اسے جو دم باہر سے آتی میں بھی اس سے کچھ پیسے لے لینا ہمارا چرچہ پورے محلے میں ہو گیا اور اس لڑکے کا نام میں نے لکھا نہیں اس کا نام فرزانہ تھا۔

اس کی تربیت ہی ایسی ہے۔ اب میں ان کے نام یا نمبر لکھنا مناسب نہیں سمجھتا صرف ان کو اتنا ہی کہتا ہوں کہ کسی غلطی میں مت رہنا ہم اس میں ضرور لکھیں گے میری کہانی داستان محبت میں میں نے جو کورٹ میرج کے بارے میں اور اس کا انجام بلکہ سب رائٹرز نے اس ٹاپک پر بہت کچھ لکھا ہے۔ انجام برا ہوتا ہے اور مجھے افسوس ہے کہ میں نے اسے لفظوں میں تو کہا۔

انجام برا ہوتا ہے کچھ دنوں بعد اس نے کہا نہیں میں کسی سے کورٹ میرج کرنے لگی ہوں اور عملی طور پر سبق حاصل نہیں کیا میں نے اسے بہت سمجھایا آگے وہ نہیں مانی پھر بھی اللہ اس کے نصیب اچھے کرے آمین۔

اب اصل کہانی کی طرف آتے ہیں۔ میرا نام طارق ہے اور ہم پانچ بہن بھائی ہیں میں سب سے بڑا ہوں میرے والد صاحب سرکاری ملازمت کرتے تھے اور میری پیدائش پر ضلع منڈی بہاؤ الدین کی ہے میرے والد اتنے شریف اور اتنے ایماندار آدمی ہیں کہ آج میں اگر زندہ ہوں تو ان کی شرافت کی وجہ سے اور قدر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ میرے والد محترم کی زندگی و زار کرے آمین ہماری پہلی بڑھی لکھی ہے اور تقریباً ہم چار بھائی اچھا خاصہ کھاتے ہیں اور مجھ سب چھوٹا بھائی سرکاری ملازم ہے دوسرے دو بھائی کاروبار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا سب کچھ ہے میرا بچپن اور سکول کالج تک بہت اچھا گزرا میرے والد صاحب کی دعاؤں میری بھی کافی عزت تھی لیکن میری ایک غلطی سے مجھے خاک میں ملا دیا میری والدہ صاحبہ وفات پا گئیں اس لیے میری شادی مجبوراً کم عمری میں ہی کر دی گئی اس

میں بڑے اطمینان سے رات بارہ بجے دیوار پھلانگ کر کمرے میں داخل ہو گیا تو آگے فرزانہ جاگ رہی تھی اس نے جلدی سے اندر سے کنڈی لگا کر مجھے کہا۔

طارق آج سب غلط ہو گیا میرا بھائی رات کو ملنے کے لیے آگیا تھا وہ رات سے مل سوا ہوا ہے آپ آرام سے نکل کر اپنے گھر چلے جاؤ کچھ برانہ ہو جائے۔

میں بھی یہ بات سن کر بہت پریشان ہو گیا ابھی باتیں کر رہی رہے تھے کہ اس کے بھائی نے دستک دی اور کہا۔

دروازہ کھولو اندر کون ہے فرزانہ نے کہا۔ بھائی کوئی بھی نہیں اس نے دروازہ نہ کھولا اس نے کہا۔

مجھے یہ سب سے کہ کوئی غیر مرد اندر ہے آج میں تمہارے گھر نہیں چھو دوں گا۔

اس تو میں موت ہی موت نظر آنے لگی اس سے باہر سے کنڈی لگا دی اور آواز دی کہ میں تم دونوں کو زبردوں گا۔ میرے پاس ہائی سی ایل دائرے میں تو میں نے گھروں کے سب کو اطلاع کر دی تقریباً آدھے گھنٹے بعد محلے کے لوگوں کو میرے گھر والے فرزانہ کے گھر آگئے اس کا بھائی کھڑکی لے کر دروازے میں کھڑا تھا بڑی مشکل سے لوگوں نے اس سے کھڑکی چھین کر مجھے باہر نکالا پورے محلے کے لوگ اکٹھے ہو گئے وہ بھی گھر سے بھاگ گئی اور مجھے گھر والے گھر لے آئے مجھے ہر کوئی لعنت دے رہے تھا میرے ابو بہت غصے میں تھے بولے۔

تم نے میری عزت خاک میں ملا دی تمہیں شرم آتی چاہے تمہارے بچے بیوی ہے تم نے

ایک رات جب میں اس کے گھر کی دیوار پھلانگ کر اندر گیا تو اس کی ساس نے مجھے بازو سے پکڑ لیا بلکہ مجھے پہچان بھی لیا میں نے اس کو دھکا دے کر گرا دیا اور دیوار پھلانگ کر واپس آ گیا اس نے فرزانہ سے پوچھا۔

میں نے اس لڑکے کو پہچان لیا ہے وہ طارق ہے تم نے اسے کیوں بلایا۔

فرزانہ صاف مکرنگی میں اس رات بہت پریشان تھا مجھے نیند تک نہ آئی دوسرے روز اس کی یوزمی ساس نے اپنے بیٹے کو کال کی کہا۔

آپ کی بیوی تو میں نے فلاں شخص سے ساتھ رنگ رلیاں مناتے دیکھ لیا ہے اب یہ بات پورے محلے میں آگ کی طرح پھیل چکی ہے فرزانہ کے خاوند نے مجھے فون کر کے بات کی میں نے صاف انکار کر دیا اس نے کہا۔

پلیز میرا گھر تباہ مت کرو۔ میں نے اس کی بات کا کوئی لوٹس نہ لیا پھر

ہمارا اس طرح ہی ملاقاتوں سے سلسلہ چل نکلا آئی دفعہ ہم بازار بھی شاپنگ وغیرہ کرنے بھی آگئے جاتے اور کئی محلے دار بھی ہمیں دیکھتے اور میرے گھر میں بھی ساری بات کا پتہ چل گیا اور مجھے بہت شرمندہ کیا گیا پھر میری اپنی بیوی نے مجھ سے لڑائی کی لیکن میری بد نصیبی کہ میں باز نہ آیا

ایک رات فرزانہ کی ساس نہیں چلی گئی تھی وہ میرے پیسے اور پر آئی اور کہا۔

آج رات میں گھر میں اکیلی ہوں دیوار پھلانگ کر سیدھے میرے کمرے میں آ جانا۔

میں نے کہا کہ ٹھیک ہے میں آ جاؤں گا۔ اسی رات میری محبوبہ کا بھائی آگیا لیکن مجھے اس بات کا کوئی علم نہ تھا وہ برآمدے میں سو گیا تو

جب وہ بات میرے گھر والوں اور دوستوں نے سنی تو وہ بس پریشاں ہو گئے کہ اگر وہ ایسا کرے گی تو تمہارا ملازمت بھی چلی جائے گی اور تمہیں بند کر دیا جائے گا۔

ادھر فررہ کے سسرال اور ملے والے بھی اعتماد میں لینے لگے کہ ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے تم جہاں رہنا چاہو وہاں چلی گئی جس کا ہم کو پتہ چل گیا تھا کہ وہ کہاں گئی ہے اس کے شوہر نے مجھ سے رابطہ کیا اور مجھ سے پوچھا۔
فرزانہ نہیں ہے۔
ہم نے کہا کہ وہ درانا مان میں سے اس کے شوہر سے کہا کہ تم اسے نکالو اور ساتھ ہی کہا کہ تم آج سے فرزانہ سے ملاقات نہیں کرو گے۔
دوسرے دن میری محبوبہ کا شوہر اپنی بیوی کو لینے دارالامان میں گیا تو اس نے کہا۔
میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی۔
پھر اس نے گاؤں والوں کو بتایا کہ میری بیوی میری بات نہیں مانتی نہ جو کہ وہ دارالامان سے واپس آئے میں ملاقات سے نہیں گیا اور ہجرت کر لی۔ میرے ساتھ گئے میں نے اپنی محبوبہ کی منت سماجت کی تو اس نے کہا۔
اب میرا حوالہ کسی صورت مجھے قبول نہیں کرے گا اور نہ میرے لیے وہاں مجھے مار دے۔
میرے بچے کہاں جائیں گے۔
جب میں نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا تو میری محبوبہ دھاتیں مار مار کر رونے لگی بڑی مشکل سے اسے چپ کر دیا تو اس نے کہا۔
اگر طارق تم سے میرا ساتھ نہ دیا تو میں باہر نکل کر کم بیزناہ کا الزام لگا دوں گی و نہ اب مجھ سے نکال کر رہا ہوگا اور سارا بھی دینا پڑے گا

جب وہ بات میرے گھر والوں اور دوستوں نے سنی تو وہ بس پریشاں ہو گئے کہ اگر وہ ایسا کرے گی تو تمہارا ملازمت بھی چلی جائے گی اور تمہیں بند کر دیا جائے گا۔
ادھر فررہ کے سسرال اور ملے والے بھی اعتماد میں لینے لگے کہ ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے تم جہاں رہنا چاہو وہاں چلی گئی جس کا ہم کو پتہ چل گیا تھا کہ وہ کہاں گئی ہے اس کے شوہر نے مجھ سے رابطہ کیا اور مجھ سے پوچھا۔
فرزانہ نہیں ہے۔
ہم نے کہا کہ وہ درانا مان میں سے اس کے شوہر سے کہا کہ تم اسے نکالو اور ساتھ ہی کہا کہ تم آج سے فرزانہ سے ملاقات نہیں کرو گے۔
دوسرے دن میری محبوبہ کا شوہر اپنی بیوی کو لینے دارالامان میں گیا تو اس نے کہا۔
میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی۔
پھر اس نے گاؤں والوں کو بتایا کہ میری بیوی میری بات نہیں مانتی نہ جو کہ وہ دارالامان سے واپس آئے میں ملاقات سے نہیں گیا اور ہجرت کر لی۔ میرے ساتھ گئے میں نے اپنی محبوبہ کی منت سماجت کی تو اس نے کہا۔
اب میرا حوالہ کسی صورت مجھے قبول نہیں کرے گا اور نہ میرے لیے وہاں مجھے مار دے۔
میرے بچے کہاں جائیں گے۔
جب میں نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا تو میری محبوبہ دھاتیں مار مار کر رونے لگی بڑی مشکل سے اسے چپ کر دیا تو اس نے کہا۔
اگر طارق تم سے میرا ساتھ نہ دیا تو میں باہر نکل کر کم بیزناہ کا الزام لگا دوں گی و نہ اب مجھ سے نکال کر رہا ہوگا اور سارا بھی دینا پڑے گا

فرزانہ نہیں ہے۔
ہم نے کہا کہ وہ درانا مان میں سے اس کے شوہر سے کہا کہ تم اسے نکالو اور ساتھ ہی کہا کہ تم آج سے فرزانہ سے ملاقات نہیں کرو گے۔
دوسرے دن میری محبوبہ کا شوہر اپنی بیوی کو لینے دارالامان میں گیا تو اس نے کہا۔
میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی۔
پھر اس نے گاؤں والوں کو بتایا کہ میری بیوی میری بات نہیں مانتی نہ جو کہ وہ دارالامان سے واپس آئے میں ملاقات سے نہیں گیا اور ہجرت کر لی۔ میرے ساتھ گئے میں نے اپنی محبوبہ کی منت سماجت کی تو اس نے کہا۔
اب میرا حوالہ کسی صورت مجھے قبول نہیں کرے گا اور نہ میرے لیے وہاں مجھے مار دے۔
میرے بچے کہاں جائیں گے۔
جب میں نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا تو میری محبوبہ دھاتیں مار مار کر رونے لگی بڑی مشکل سے اسے چپ کر دیا تو اس نے کہا۔
اگر طارق تم سے میرا ساتھ نہ دیا تو میں باہر نکل کر کم بیزناہ کا الزام لگا دوں گی و نہ اب مجھ سے نکال کر رہا ہوگا اور سارا بھی دینا پڑے گا

فرزانہ نہیں ہے۔
ہم نے کہا کہ وہ درانا مان میں سے اس کے شوہر سے کہا کہ تم اسے نکالو اور ساتھ ہی کہا کہ تم آج سے فرزانہ سے ملاقات نہیں کرو گے۔
دوسرے دن میری محبوبہ کا شوہر اپنی بیوی کو لینے دارالامان میں گیا تو اس نے کہا۔
میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی۔
پھر اس نے گاؤں والوں کو بتایا کہ میری بیوی میری بات نہیں مانتی نہ جو کہ وہ دارالامان سے واپس آئے میں ملاقات سے نہیں گیا اور ہجرت کر لی۔ میرے ساتھ گئے میں نے اپنی محبوبہ کی منت سماجت کی تو اس نے کہا۔
اب میرا حوالہ کسی صورت مجھے قبول نہیں کرے گا اور نہ میرے لیے وہاں مجھے مار دے۔
میرے بچے کہاں جائیں گے۔
جب میں نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا تو میری محبوبہ دھاتیں مار مار کر رونے لگی بڑی مشکل سے اسے چپ کر دیا تو اس نے کہا۔
اگر طارق تم سے میرا ساتھ نہ دیا تو میں باہر نکل کر کم بیزناہ کا الزام لگا دوں گی و نہ اب مجھ سے نکال کر رہا ہوگا اور سارا بھی دینا پڑے گا

فرزانہ نہیں ہے۔
ہم نے کہا کہ وہ درانا مان میں سے اس کے شوہر سے کہا کہ تم اسے نکالو اور ساتھ ہی کہا کہ تم آج سے فرزانہ سے ملاقات نہیں کرو گے۔
دوسرے دن میری محبوبہ کا شوہر اپنی بیوی کو لینے دارالامان میں گیا تو اس نے کہا۔
میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی۔
پھر اس نے گاؤں والوں کو بتایا کہ میری بیوی میری بات نہیں مانتی نہ جو کہ وہ دارالامان سے واپس آئے میں ملاقات سے نہیں گیا اور ہجرت کر لی۔ میرے ساتھ گئے میں نے اپنی محبوبہ کی منت سماجت کی تو اس نے کہا۔
اب میرا حوالہ کسی صورت مجھے قبول نہیں کرے گا اور نہ میرے لیے وہاں مجھے مار دے۔
میرے بچے کہاں جائیں گے۔
جب میں نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا تو میری محبوبہ دھاتیں مار مار کر رونے لگی بڑی مشکل سے اسے چپ کر دیا تو اس نے کہا۔
اگر طارق تم سے میرا ساتھ نہ دیا تو میں باہر نکل کر کم بیزناہ کا الزام لگا دوں گی و نہ اب مجھ سے نکال کر رہا ہوگا اور سارا بھی دینا پڑے گا

میرنی پہنی بیوی کو مجھ سے اتنی تھی میرے ساتھ یہ مطلب سے بات بات پہ میری سلسلہ میں اس گفتگو میں میرا کاروبار تباہ ہو گیا پھر میں نے اس کے لیے دوسرے شہر میں کرائے کا مکان لیا اور میں سے ریورٹنگ سے کیا اور ماہ مجھے اس کو ملنے دیا۔ دینا پڑتا تھا اور مجھ پر بہت قرض لگا تھا میرے دست مجھ سے مرہ موڑ گئے ہیں اور اب میں بہت زیادہ پنجال میں آچکا تھا نہ تو طلاق دے سکتا ہوں اور اگر خرچہ ہم دونوں تو کھڑا

قد بھی نہ اٹھاتا جس سے شرمندگی ہو جو والدین کا کہنا نہیں مانتا وہ بھی سکھ کی زندگی نہیں گزار سکتا میری بیٹی بیوی وقار ہے جو اتنا کرنے کے باوجود بھی رداشت کر کے میری خدمت کرتی ہے جب میں اس کے سامنے جاتا ہوں تو مجھے عجیب سا خوف اور شرمندگی ہوتی ہے۔۔۔

جاتا ہوں ہمارا راجہ جھکی دیتی ہے۔
 فرزند بہت پد کر اور موت لگی ہے اب وہ کس دور کتاہ کرتی سے اور ایسی مرضی کرتی ہے اور اب وہ کسی غیر محرم کے ساتھ رہ رہی ہے مجھ سے ہر ماہ خرچہ وصول کرتی ہے اور وہ دھوکے با: عورت ہے مجھے سر کوئی طعنہ دیتا ہے کہ تمہاری بیوی کے ساتھ فلاں شخص کا مطلب فرزند کے ساتھ کاش میں اس وقت صرف اتنا ہی سوچ لیتا کہ جو عورت اپنے مجازی خدا کو چھوڑ کر مجھ سے غیر کام کر سکتی ہے وہ میری کیسے ہو سکتی ہے لیکن اس کے باوجود بھی میری آنکھوں پر پردہ رہا اس کے سابقہ خاوند سے میری لڑائی ہو چکی ہے جو کہ خط در خط بتی جا رہی ہے لیکن مجھے کیسے کی سر اہل چکی ہے۔
 میری تمام قارئین سے گزارش ہے کہ ایسا

CPL No.220

لاہور
جواب عرض
 ماہنامہ

کریں جواب عرض میں مختصر اشتہارات کیلئے استعمال کریں

آپ کے دیئے گئے ان اشتہارات پر مضمون ہے۔ یہ مختصر اشتہارات اور خط و کتابت اور اخبار میں ہونا چاہئے۔ اگر اشتہار کرنا ہے تو ان کی قیمتیں... (معلومات) ... روزانہ اشتہارات کروانا چاہئے۔

نام _____ کھل پتہ _____

کوئی میرے دل سے پوچھے

-- تحریر -- سادہ چوہدری --

شہزادہ بھائی۔ انعام دینکم۔ امید ہے کہ آپ خبریت سے ہوں گے۔
 ایک کہانی کوئی میرے دل سے پوچھے کے ساتھ حاضر ہو رہی ہوں امید ہے کہ آپ میری کہانی کو شائع
 کر کے شکر یہ کا موقع دیں گے اور شائع ہوگی تو میں مزید بھی لکھتی رہوں گی۔
 وارہ جواب عرض کی یا کسی کو نہ نظر آتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
 تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکلی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں
 ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

دوست پروگرام کی تیاری میں مصروف رہے
 اب پروگرام کا آغاز ہوا۔
 جب میری علی کے پروگرام کی باری آئی
 تو ہم دونوں سٹیج پر گئے جیسے علی نے مجھے اپنی
 قریب کھینچ کر میری کمر پر ہاتھ رکھا تو میں کافی
 روس ہو گئی علی نے آہستہ سے میرے کان میں
 کہا یا رنم روس کیوں ہو۔ سی ہو اچھے سے
 پروگرام کرو۔

میں نے خود کو ریلیکس کیا اب ہم دونوں
 نے بہت اچھے سے ڈانس کیا جیسے ہی ہم دونوں
 سٹیج سے نیچے اترے تو ہمارے دوستوں نے کہا
 یا ر جوڑی تو بڑی کمال کی لگ رہی تھی میں نے
 ساری ماتوں کو اپنے دل پر لے لیا اب علی کے
 بارے میں میں نے خواب دیکھنے لگی۔
 مجھے علی سے محبت ہو گئی تھی تو اب میں نے
 علی سے اپنے بیار کا اظہار کر دیا تھا علی سے کہا
 کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔
 کیا وہ جنوری۔ میرے دل میں عانت

ایک رشتہ تھا ایک انسان تھا
 دونوں کے چہینے کا ڈھنگ الگ تھا
 انسان نے چاہا وہ رشتہ میرا بن جائے
 رشتہ نے کہا ہم دونوں کا رشتہ الگ ہے
 انسان نے کہا کیا ہوا
 رشتہ راستے بکھر گئے

عانتہ ایک بہت ہی حسین اچھی سوچ
 رکھنے والی لڑکی ہے جب کالج سے
 نکلتی تو اکثر لڑکے اس کے پیچھے جا کرتے
 ۔ عانتہ دل کی بہت صاف لڑکی ہے لیکن ایک
 دن اس کا کلاس فیلو عالی اپنے کچھ دوستوں
 کے ذریعے اس کا خط بھیجتا ہے۔

دس جون۔ کو مجھے علی اچھا لگتا ہے میں
 نے علی سے دوستی کر لی پھر اس طرح ہم دونوں
 کی دوستی کافی بڑھ گئی۔ کالج مینا بازار کے
 پروگرام کی تیاری چل رہی تھی جس میں علی
 اور میں نے ایک رومنگ گانے پر ڈانس کے
 لیے حصہ لیا کافی دن تک علی اور ہمارے ماتی

اگست 2015

جواب عرض 22

کوئی میرے دل سے پوچھے

Scanned By Amir



Khawar

Scanned By Amir



اے دوستوں کے ساتھ ایک ہوئیں میں
چلا گیا عائشہ کو فون کیا تم آ جاؤ وہ اپنی دوست کو
لے کر آئی میں نے عائشہ سے پوچھا۔

پیسے کہاں ہیں
اس نے جواب دیا کہ مجھ سے اتنے پیسے
نہیں بن سکے لیکن میں اپنے گھر کا سارا زور
لے کر آئی ہوں۔
پانچ مئی۔

اپنے گھر سے نکلتے ہوئے اپنے بیگ میں
اپنے ماں بہن اور بھائیوں کی تصویریں رکھتے
ہوئے وہ رونے لگی مئی اپنے باپ کی تصویر
دیکھتے ہوئے کیا کہ ابوتی مجھے معاف کر دیجئے
گا۔ پر ایک دن آپ کو میری محبت کا احساس
ضرور ہوگا۔ علی نے مجھے کہا۔
زور دو میں پیسے لے کر آتا ہوں۔

اتنے میں میری دوست بھی مجھ سے مل کر
چلی گئی مجھے کہا اپنا خیال رکھنا میں اور علی کا
دوست ہوں میں رہ گئے کافی دیر ہو گئی تھی میں
نے زین سے کہا۔

علی کا پتہ کرو وہ ابھی تک کیوں نہیں آیا
زین پتہ کرنے گیا آس پاس جتنی بھی
گولڈن جیولری شاپ تھیں ان سب پر علی نہیں
ہے اس نے آ کر مجھے بتایا تو میں پریشان ہوئی
کچھ بل کے لیے بے چین ہو گئی لیکن زین نے
کہا۔

اب تم نے گھر واپس جانا ہے یا علی کا
انتظار کرتا ہے۔

میں نے جواب دیا۔۔ اب میں کس منہ
سے گھر واپس جاؤں گی اب تو سب میرے
بارے میں جان چکے ہوں گے۔

کے لیے کوئی خاص جگہ نہ تھی میں عائشہ کو
دوسری لڑکیوں کی طرح ہی سمجھتا تھا۔ میں تو
صرف لڑکیوں سے وقت گزاری کے لیے دوستی
کرتا ہوں میں یہ بھی جانتا ہوں کہ عائشہ ایک
بہت امیر گھرانے سے تعلق رکھتی ہے میں نے
سوچا میں اس سے شادی کر لیتا ہوں میں نے
عائشہ کو ہاں بول دی ان کے گھر رشتے لینے
چلے گئے جب ہم عائشہ کے گھر رشتہ لینے گئے تو
عائشہ کے ابو نے میرے کام کے بارے میں
پوچھا تو میں نے کہا۔

میں ابھی پڑھائی کر رہا ہوں میں کام نہیں
کرتا عائشہ کے ابو نے میرے ابو کے کام کے
بارے میں پوچھا۔
میں نے کہا۔۔ میرے ابو محنت مزدوری
کرتے ہیں۔

عائشہ کے ابو نے یہ سب سن کر مجھے انکار
کر دیا میں عائشہ سے ناراض ہو گیا۔
بچیس جنوری۔

میں نے علی کو بتایا اسے کہا کہ میں
تمہارے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں علی نے کہا۔
کیا تم اپنے گھر والوں کے خلاف جا کر
شادی کر سکتی ہو

میں نے جواب دیا صرف تمہارے لیے
کر سکتی ہوں وہ سب جو کچھ نہ کیا ہو۔

علی نے کہا ٹھیک ہے کل تم اپنے گھر سے
کچھ پیسے لے کر آ جانا تاکہ ہم کچھ رہنے کا
انتظام کر سکیں پھر شادی کر لیں گے اس
دنیا سے بہت دور ایک نئی دنیا میں جائیں گے
جہاں صرف ہم ہی ہوں گے۔
گیا رہ فروری۔

اگست 2015

جواب عرض 24

کوئی میرے دل سے پوچھے

Scanned By Amir

ان سے لڑتی ہوں میں سے برس بس —
 ساتھ اپنے گھر کے دروازے کی قفل کی حب
 میں دروازے کے پاس کھڑی ہوتی تو میرے
 پاؤں تلے سے زمین کا پھینے لگی جب وہ کھلا
 تو سامنے میری بہن آئی دلوں بہنوں کی
 آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی مائے مجھے مد
 آنے کو کہا لیکن سامنے میرے ہوا گئے نسوں
 نے کہا۔

اپنے قدم و پس موڑ لو اس سے پہلے کے
 میرے ہاتھ اٹھ جائیں۔
 میں روتی ہوئی واپس آئی۔
 میرے مد رکھرائی سے ہ
 جس کی سمجھ میں رکھتا کوئی
 وہ بیاس ہے جس کی طلب نہیں رکھتا کوئی
 وہ احساس ہے جس کی پہچان نہیں رکھتا
 کوئی
 نہ جانے کیوں پھر بھی محبت ہر اس شخص

سے
 جسے سمجھ نہیں میرے دل کی آہ سے
 میں کافی دیر روتی رہی جب زین کام
 سے فارغ کر گھر آ گیا تو میں ہے — نسوؤں
 کو اپنے دل میں بند کر لیا سوچا جو انسان لاہور
 سے اسلام آباد بڑھائی کرنے کے لیے آیا تھا
 آج اس نے میری خاطر اٹنا گھر بار چھوڑ دیا
 ہے اور میری عزت کو بچایا ہے اب میں اس
 نساں کو اپنی جد سے کوئی تکلیف نہیں دے سکتی
 میں یہ سب اپنے ذہن میں سوچ ہی رہی تھی
 اتنے میں زین نے مجھے آوار دی میرے لیے
 چائے بنا کر لاؤ زین نے چائے پی لی میں نے
 کہا۔

زین نے مجھے بہت دی پر اب میں پوری
 طرح ٹوٹ چکی تھی اگلا دن بھی گزر گیا لیکن علی
 واپس نہ آیا زین سے اب میری بے بس
 حالت دیکھی رہ جا رہی تھی اس نے مجھے کہا۔
 تم چاہو تو مجھ سے شادی کر سکتی ہو کیونکہ
 اب تمہارے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے۔
 میں نے زین سے شادی کر لی ہم دونوں
 کافی عرصہ اسی ہوٹل میں رہے اب میرے
 لیے اپنے مامی کو بھول کر آگے بڑھنا اتنا
 آسان تو نہ تھا لیکن جب میں نے یہ سوچا کہ
 کوئی انسان میرے لیے اتنی بڑی قربانی دے
 رہا ہے مجھے بھی اس کی قدر کرنی چاہئے پھر دو
 برس ہو گئے میری ایک بیٹی ہوئی جس کا نام ندا
 رکھا ہم جس آئی کے ہوٹل میں رہ رہے تھے
 اس نے کمرہ خالی کرنے کو کہا اب دونوں اس
 بات سے پریشان ہو گئے تھے۔

زین نے اپنے والدین کو لاہور میں لون
 کیا ان سے کچھ رقم منگوائی زین نے اپنے کچھ
 دوستوں سے بات کی ان سے کہا کوئی چھوٹا سا
 گھر مجھے خرید دیں کچھ دلوں کے بعد وہ اپنے
 گھر شفٹ ہو گئے قدرت نے مجھے واپس اسی
 موڑ پر لا کھڑا کیا تھا جس سے مجھے مایوسی کا
 سامنا کرنا پڑا کیونکہ جس گلی میں زین نے اپنا
 گھر خریدا تھا وہ اسی گلی میں ہی تھا جہاں
 میرے والدین کا گھر تھا اب میرے دل میں
 اپنے گھر والوں سے ملنے کی چاہت تو بہت تھی
 مگر ملنا میرے لیے بہت ہی مشکل تھا سوچا
 میرے گھر والے مجھ سے ناراض ہوں گے
 لیکن وہ مجھے ضرور معاف کر دیں گے کیونکہ وہ
 بھی مجھ سے اتنی ہی محبت کرتے تھے جتنی میں

اگست 2015

حواب عرض 25

کوئی میرے دل سے پوچھے

Scanned By Amir

بس طرح طرح جم دونوں کا آپس میں ہر روز
 ہی ایک چھوٹی چھوٹی بات پر جھگڑا ہونا شروع
 ہو گیا اسی وجہ سے ہمارا ایک دن شادی کا رشتہ
 ختم ہو گیا زین اپنی ماں کے ساتھ واپس لاہور
 چلا گیا تھا زین اپنے ساتھ اپنی بیٹی ندا کو بھی
 لے کر گیا زین کی ماں نے کہا اس کو رہنے دو یہ
 بھی اپنی ماں کی طرح ہی ہوگی اب میں بے
 بس ہوں میرا اب اپنی قسمت سے بھی اعتبار
 اٹھ گیا تھا۔

کس سے کروں شکوہ
 کس کو کہوں اپنا رشتہ
 بر کوئی دیتا ہے
 مجھے پیار کی سزا

اپنی بیٹی ندا کی طرف دیکھتی ہوں تو
 میرے اندر ہنس آتی میں نے کہا کہ میں اپنی
 بیٹی ندا کی زندگی برباد نہیں ہونے دوں گی پھر
 اپنی بیٹی کی خاطر ماڈرن پبلک سکول میں نوکری
 کرنا شروع کر دی۔۔
 دو جنوری۔

اب میری بیٹی تین برس کی سوگلی سے میں
 لے اپنی بیٹی ندا کو بھی اس سکول میں داخل کروا
 دیا اپنے ماضی کی ساری باتوں کو یوں بھلا
 کر میں خوش رہنا شروع کر دیا۔

دن رات کام شروع کر لیا میری قابلیت
 دیکھ کر سکول کی میڈیم لے مجھے پرنسپل بنا دیا۔
 چار مئی۔

ماڈرن پبلک سکول کی میڈیم نے ایک
 پروگرام کروایا اسوں سے مجھے وہاں سٹنگ کی
 دعوت دی وہاں میں نے سکول کی پرنسپل عائشہ
 کو دیکھا مجھے اپنی زندگی میں پہلی بار کسی سے

زین میں لے کر کچھ سامان لے کر آتا
 ہے آپ میرے ساتھ با۔ اور چلیں ہم دونوں
 بازار روانہ ہونے سے میں میری بہن ماریہ
 اور امی مازار روانہ ہوئیں وہ دونوں مارکیٹ
 میں ماما کی ستائی کے لئے کبرے خرید رہی تھی
 اتنے میں ہم دونوں بھی اسی مارکیٹ میں اپنی
 بیٹی ندا کے کپڑے لینے داخل ہو گئے ہم دونوں
 نے اس کو دیکھ لیا میں نے کہا ہم کھرواپس
 جاتے ہیں کل آکر خرید لیں گے زین نے کہا

ٹھیک سے جب ہم وہاں کھرمکے تو پتا چلا
 کہ میری چھوٹی بس ماما کی نادری سے شادی کی
 خبر سن کر میرے دل میں کہہ جانے کی حسرت
 پیدا ہوئی لیکن جاہ کر بھی جاتا نہیں نے میرا
 مایوس چہرہ دکھاتا۔ زین نے مجھ سے کہا

آج میرے دوست لی ساگرہ سے ہم
 دونوں وہاں ملے جاتے ہیں اس سے تمہارا
 موڈ بھی ٹھیک ہو جائے گا زین کے دوست کے
 ماں علی کے چند دوست آئے تھے انہوں نے
 رین کو طعنہ مانا شروع کر دیا کہ زین اس لڑکی
 کا تو علی کے ساتھ چن رہا تھا۔ زین نے مجھ سے
 وہاں پر کچھ نہ کہا لیکن گھر آ کر اس منہ بن گیا
 وہ علی کے دوستوں کی باتوں میں آ کر مجھے طعنہ
 مارنے لگا ہم دونوں کا آپس میں کافی جھگڑا ہوا
 پھر چانک زین کی ماں اپنے منہ سے ملنے
 گئی زین کی ماں یہ تو جانتی تھی کہ زین شادی
 کر لی ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اس نے
 ایسی لڑکی سے شادی کی ہے جو پہلے کسی اور
 سے شادی کرنے والی تھی جب سے یہاں
 آ کر شادی کی مات کا پتہ چلا تو اس نے اپنے
 بیٹے کے کان بھرنا شروع کر دیئے

نہیں بس اتنا ہی جانتا ہوں کہ میں آپ کو انصاف ضرور بلاؤں گا پتہ نہیں وہ کس انصاف کی بات کر رہا تھا عجیب آدمی تھا۔
پچیس مئی۔

عائشہ کے والدین سے درمیانے پر تیل دی سامنے عائشہ کا بھائی کھڑا تھا اسے کیا میں اندر آ سکتا ہوں احمد نے کہا
جی آپ کون

میں اپنا تعارف کرایا تو اس نے مجھے اندر آنے کو کہا احمد نے مجھے ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا کچھ دن پہلے میں ماڈرن پلننگ سکول میں گیا تھا وہاں میں نے آپ کی بہن عائشہ کو دیکھا تھا اس کے متعلق آپ کے ابو سے بات کرنا چاہتا ہوں احمد نے ایسے ابو کو بلایا کہا کہ شکر آفتاب آئے ہیں آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں جب عائشہ کا ابو اندر آیا تو میں نے ادب سے کہا۔

میں آپ سے آپ کی بیٹی عائشہ کے متعلق کچھ بات کرنا چاہتا ہوں

انہوں نے کہا کہ وہ اب میری بیٹی نہیں ہے میں اس کی کوئی بات نہیں کرنا چاہتا

میں نے ان کو بتایا کہ میں آپ کی بیٹی کے ماضی کے متعلق سب کچھ جانتا ہوں اس سے پیار کرتا ہوں یہ جاننے کے بعد مجھے اس کا احساس ہوا کہ زندگی میں انسان کو ایک موقع تو اسے ضرور ملنا چاہئے۔ زندگی میں غلطی ہر انسان سے ہوتی ہے مگر جب اس کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے تو اس کو معاف کر دینا چاہئے تو اس کو معاف کرنا ہمارا فرض ہوتا ہے آپ کی بیٹی نے جو بھی غلطی کی ہے وہ کسی نیکوئی کی محبت کے لیے کی تھی اگر آپ نے اپنی بیٹی کو

پہلی نظر میں محبت ہو گئی میں نے سکول میں جو بھی گانا گایا تھا ان کی خوبصورتی کو دیکھ کر گایا۔
مجھے بھی بھی اس بات پر یقین نہیں ہوا تھا کہ میں انسان کو کسی سے پہلی نظر میں ہی اتنی محبت ہو سکتی ہے جیسے ہی پروگرام ختم ہوا عائشہ جی سے اپنے دل کی بات کہے بتایا کہ مجھے زندگی میں پہلی بات کسی سے پیار ہوا ہے وہ بھی پہلی ہی نظر میں عائشہ نے جواب دیا طلاق شدہ ہوں میری ایک بیٹی ہے میں نے جواب میں پوچھا کہ طلاق کیسے ہوئی تو عائشہ جی نے بتایا کہ سویری میں آپ کے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتی پھر سکول کی میڈم سے عائشہ کے بارے میں پوچھا تو میڈم۔ نہ عائشہ کے ماضی کے بارے میں سب کچھ بتا دیا میں نے جواب میں کہا اب تو میں اس لڑکی سے شادی کروں گا میڈم سے پوچھا کہ عائشہ کے والدین کا گھر کہاں ہے۔

میڈم نے بتایا گھر ہمارے گھر کے قریب ہے میڈم نے اپنا فون نمبر مجھے دیا کہا جب آفتاب جی آپ نے ان سے ملنا ہو تو مجھ رابطہ کرنا میں نے کہا ٹھیک ہے اب میں چلتا ہوں

دس مئی۔

آج کافی دنوں بعد مجھے اپنی ڈائری لکھنے کا موقع ملا ہے میں آج کل زیادہ ہی مصروف رہنے لگی ہوں ہمارے سکول میں کچھ دن پہلے ہی شکر آئے تھے ان سے ایک شکر آفتاب نے مجھ سے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا لیکن اب کسی پر بھروسہ نہیں کرنا چاہتی انہوں نے مجھے کہا میں یہ تو نہیں جانتا کہ آپ مجھ سے شادی کریں گی یا

اگست 2015

جواب عرض 27

کوئی میرے دل سے پوچھے

Scanned By Amir

مل کر بہت خوش ہوئی ایسا لگا جیسے میری کھوئی ہوئی دنیا مجھے واپس مل گئی ہو جب اگلے دن میں سکول گئی تو آفتاب مجھ سے ملنے آیا تو میں نے اسے شکر یہ بولا کہا

آج آپ کی وجہ سے مجھے میری کھوئی ہوئی دنیا واپس مل گئی ہے یہ کہہ کر چلی گئی جب میں گھر پہنچی تو آفتاب کے گھر والے میرے رتے کے لیے آئے یہ سب دیکھ کر میں کمرے میں چلی گئی جب آفتاب کے گھر والے واپس چلے گئے تو میرے ابو نے مجھ سے پوچھا میں نے جواب دیا اباب میں شادی نہیں کرنا چاہتی میرے ابو نے کہا۔

میں جانتا ہوں جو کچھ تمہاری قسمت نے تمہیں دکھ دیے ہیں اس کے بعد یہ سب تمہارے لیے بہت ہی مشکل ہے لیکن جی میں پہلے بھی تمہاری بھلائی چاہتا تھا اب بھی وہی چاہتا ہوں اگر تم چاہتی ہو کہ میں خوش رہوں تو اس لڑکے سے شادی کر لو یونکہ میرا دل کہتا ہے کہ یہ اس لڑکے سے شادی کر کے تم بہت خوش رہو گی تم سے کئی محبت کرتا ہے کچھ سال پہلے جب علی کا رشتہ آیا تھا مجھے اس کی آنکھوں میں میل نظر آتی تھی لیکن یہ لڑکا خدا نے تمہاری خوشی کے لیے بھیجا ہے ہاں بول دو بیٹی۔

ٹھیک ہے ابو جو آپ کو ٹھیک لگے وہ کریں اب میری شادی آفتاب سے ہو گئی اس نے مجھے زندگی کی پروہ خوشی دے دی جس کی مجھے ضرورت بھی نہ تھی کچھ سال پہلے محبت کے نام سے نفرت ہو گئی تھی لیکن جب مجھے آفتاب کا بے نہا محبت ملی تو مجھے محبت کے نام پر غر ہونے لگا مگر میں چاہ کر بھی زندگی میں علی کے

معاف نہ کیا تو تیرے کیسے معاف کرے گا جب ایک بار آپ کے بیٹے نے یہی غلطی کی تھی تو آپ نے اسے بھی ایک دفع دیا تھا پھر اپنی بیٹی کے لیے کیوں اتنی نفرت ہمارا معاشرہ آج اسی وجہ سے گز رہے کیوں کہ اس میں بیٹی اور بیٹے کی محبت میں فرق کیا جاتا ہے گھر کی عزت تو عزت ہوتی ہے جا بے مینا برباد کرے یا بیٹی کیا فرق پڑتا ہے یہ سن کر عائشہ کے ابو کی آنکھوں میں آنسو آنے اور کہا کہ میری بیٹی کہاں رہتی ہے عائشہ کے ابو کو عائشہ کے گھر کا پتہ بتایا۔

پچیس دسمبر۔
کچھ کام میں مصروف تھی اتنے میں کسی نے دروازے کی بیل بجائی میں نے مدعا سے کہا کہ دروازہ کھولو خدا نے دروازہ کھولا سامنے میرے والد صاحب تھے میں نے سب کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا کہ میں اب کیا کروں میں پاگلوں کی طرح وہاں کھڑی ہی خوش ہوئی ہی اس دوران میری آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہ رہے تھے میرے والد نے خود ہی اندر آ کر مجھے گلے لگایا اور رونے لگے انہوں نے مجھے کہا۔

بیٹی مجھے معاف کر دو میں کیسا ماپ ہوں حوائی بیٹی کی ایک غلطی و معاف نہیں کر سکا۔
میں نے کہا میں ابوتی آپ اپنا نہ کریں آپ کیوں یہ سوچ رہے ہیں مجھ سے غلطی ہوئی ہے جو معافی کے قابل نہیں تھی ابو کہنے لگے میرے ساتھ کھر چلو اب تم یہاں نہیں رہو گی گھر جا کر ایسے بھائیوں بہوں اور امی کو

جانئیں گے۔ اور پھر ایسا ہی ہوا ہم دونوں
امریکہ چلے گئے جہاں ماضی کو بھولنا آسان
ہو گیا۔

میری سبیلوں کا سفر کچھ عجیب سا لگ رہا
کوئی تو بات ہوئی جو دل نہیں تار با تھا۔

وہ رات درداور تم کی رات ہوگی
جس رات رخصت ان کی میت ہوگی
اتھ جاتے ہیں یہ سوچ کر ہم نیند سے
کہ کسی غیر کے کندھوں پر
میری جان سوار ہوگی
ہوش نہیں تھا مجھے
اس کی میت کی رات
میں سے کبھی سوچا نہ تھا
میری زندگی تیرا نام ہوگی
میری جان اب زندہ ہوں
تیری خاطر تیرے لیے
اب لوٹ ایتنا نہ ترپا
آج کل شہر میں کٹن میں کپڑی
میری لاش ہوگی
تو مجھے بزخون کے آنسو وہ ہوگی
اور خون سے تیری میری لاش ہوگی
ہر قسم کی قیامت ہوگی
تیری گلہ میں تیرے شیر میں
مرگھ میں کبھی میری داستاں ہوگی
راہے مغل۔ پتھل

علاوہ کسی سے محبت نہ کر سکی۔
تین مارچ۔

جہاں میں کام کرتا تھا وہاں پر علی بھی کام
کرتا تھا لیکن اتنے سال گزر جانے کے بعد
کو اپنی محبت کا احساس ہو گیا تھا اب دو ماہوں
رہتا تھا ایک دن علی سے پوچھا۔

یار آپ اتنے پریشان کیوں رہتے ہو پھر
علی نے اپنے ماضی کی کہانی سنانی کہا ایک
بار عائشہ سے ملنا چاہتا ہوں
میں نے کہا۔ آؤ سر سے ساتھ
علی نے حیرت سے میرے منہ کی طرف
دیکھنے لگا کہ کہنے لگا۔

کیا تم اسے جانتے ہو
میں نے جواب دیا وہ میری بیوی ہے کہا
کہ وہ آج بھی شاید تم سے محبت کرتی ہے یہ
سب جان کر علی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے
میں نے علی کو گھبرائے کر یا علی تو ذرا پیٹ روہ میں
بٹھا دیا وہ کب کہا کہ آپ سے کوئی ملنے آیا ہے
بہ ہر نے میں اتنی تو اتنے پاؤں واپس
آگئی تو علی نے آؤ زنی کہا ایک بات میری
سات سن لو تو عائشہ نے جواب دیا۔

تیری بے وفائی سے دل ٹوٹا ہے
مگر بخش منوں آت بھی تجھ سے ہے
اب میں لوٹ کر آؤں نہ آیاؤں گی
بس اتنا نہیں گی اپنا خیال رکھنا
دل کی۔

آفتاب سے ہا میں اس شیر سے بہت دور
جاتا چاہتی ہوں جہاں صرف ہم دونوں ہی
ہوں ہمارے خواب ہوں آفتاب نے کہا ٹھیک
ہے اب ہم دونوں ہی سے لیے امریکہ چلے

متاع جاں تھاوہ

-- تحریر۔ محمد عرفان ملک۔ راولپنڈی۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
 آج پھر ایک کہانی متاع جاں تھاوہ لے کر حاضر ہوا ہوں امید ہے کہ اس کو دوسری کہانیوں کی طرح کسی
 اس کے بارے میں قارئین کی بہتر سمجھتے ہیں سب نو مسلم
 :اور جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
 تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹرز سوسائٹی نہیں
 ہوگا۔ اس کہانی میں کیا سمجھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

عجیب ہوتی ہے اور محبت کے نام پر بیٹھنے والے
 عجیب سے عجیب تر ہیں۔

محبت اگر سر بازار نچھائے تو ہم سر بازار
 ناپتے ہیں محبت عجیب ہوتی ہے یا محبت کرتے
 والے۔ اپنی زندگی کو سوائیوں کے نام کر دینا اپنی
 زندگی کو انہوں کے طوق ڈالنا انہاں کی عظمتی ہے
 سب چھوڑنا محبت کے نام کر کے خانی ہاتھوں کو کھنا
 محبت کے نام کسی کے لیے ساری زندگی نام لگا دینا
 ہم موت کو زندگی سے نونے کا نام دیتے ہیں لیکن
 موت ویسے ہی بد نام ہے۔ محبت انسان کو جیتے جی
 زردی سے اور ہم اگر کوئی مر جائے لیکن ہمیں
 اپنے اندر کے احساسات و جذبات اور امیدیں۔
 دفن کر کرنے کے لیے کوئی گورکن نہیں ملتا جو
 ہمارے قبر کے کتبے کو گورکن نہیں ملتا طویل ترین
 جنگ جو انسان خود سے لڑتا ہے۔ محبت کے نام پر
 جنگ دل اور دماغ کی کوئی ماننے کو بیچار نہیں بہت
 کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے پہلے بیچار کو اپنا
 آخری پیارا امانت۔

اسے کہو کہ بہت نا ادا شے ہے جنوں
 اسے کہو کہ بہت بد شے ہے مجھے تمہارا
 محبت اور یادیں ہمیشہ ساتھ چلتی ہیں یادیں
 ہماری زندگی کا بہت اہم ٹکڑے ہوتی
 ہیں جس کو ہم اپنے سینے سے لگا کر رکھتے ہیں۔
 محبت بڑی اہم ٹکڑے ہوتی ہے۔ جس کو ہم
 اپنے سینے سے لگا کر رکھتے ہیں محبت بڑی نامراد
 شے ہوتی ہے کچھ بڑا دکھنے بھی ہمیشہ پھرتی ہی
 رہتی ہے ہماری زندگی کا چین و قرار جو کبھی اور
 محبت ہم سے اپنا آپ چھین کر بھی کبھی خوش نہیں
 رہتی ہم کب تک محبت کے نام پر پوری زندگی
 گزاریں گے۔

یادیں ہماری چھڑی ہوئی محبت اور چھڑے
 ہوئے لوگوں کو یاد کرنے کا سامان ہوتی ہیں جس
 کے ذریعے ہم پوری زندگی گزارنے کے قابل خود
 کو محسوس کرتے ہیں۔ کسی کی محبت بہت تڑپاتی
 ہے اور کسی کی محبت روتی ہے محبت پوری زندگی
 ہمارا زندگی کو دنیا میں سوا کرتی ہے محبت بہت



Scanned By Amir



-- متاع زندگی -- متاع حاصل تھا وہ مجھ سے بہت دور کر جا بسیرا کر بیٹھا ہے --
 کائنات اپنے والد کو بلاتی ہوتی اس کی آنکھوں سے بہتے ہوئے آسو میرا انتہا کو میرے صبر کر ٹھکڑا دیتے ہیں میں جب صبر کی انتہا کو چھوڑنے لگی ہوں جیسی کائنات مجھے پھر آپ کی باتیں آپ کے الفاظ میرے کانوں میں گونجتے ہیں مجھے ہر روز رلاتے ہیں ہر روز سگاتے ہیں میں ہر روز مرتی ہوں اور ہر روز ہی جیتی ہوں کائنات کے لیے اس کے سکتے وجود کو ماں کی ہانسیوں کی ٹھنڈک دینے کے لیے اسے خود اپنی زندہ رکھنے کے لیے میری زندگی بہت عجیب ڈگر پر چل رہی ہے جب راتوں کی تہائی میں کائنات کی روٹی آواز بھگی لہجے کی صورت میں بہت ترپاتی ہے -- اب لوٹ آؤ ناں --

سرد ہواؤں کی دوش پر

ازنے والے خزاں رسیدہ

درختوں کے بکھرنا کیسا لگتا ہے

کاشان میں جانتی ہوں جہاں تم اور حذیفہ
 چلے گئے ہوناں -- وہاں سے واپسی بھی ممکن نہیں
 -- لیکن یہ دل بھی بہ بات ماننے کو تیار نہیں ہوگا یہ ہر
 وقت تیرے دید کی تمنا تیرے پیار کی طلب حذیفہ
 کی معصوم شرارتوں -- حذیفہ کی تو ملی زبان میں کی
 گئی فرمائشوں کو یاد کرتا ہے -- دل تجھے محسوس کرنا
 چاہتا ہے میرے کان کاشان آپ کے پیار بھرے
 جینے سننے وترس گئے ہیں --

میری ذات مجھ میں ہی سمی جا رہی ہے --
 آپ کو میرے آنکھوں دکھ پہنچاتے ہیں تھے ساج
 وہی آنکھیں ہر روز اپنی دماغ مگر تھی ہیں اپنی بے
 نئی پریشانیاں سوتی ہیں تم میری آنکھوں میں

بہیں حکا قبلہ اور سجدوں کا محور اور دل و
 دماغ بڑھ رہی کی جنگ سے آ رہے ہوتے ہیں جو
 خوش نصیب ہو کر بھی پوری زندگی بد نصیبی کا طوق
 گلے میں دال کر پھرتے ہیں محبت ہمیں خوش
 نصیب اور بد نصیب بناتی ہے محبوب کی قربت اگر
 خوش نصیبی ہے تو ہی محبوب اگر پوری زندگی بیعت
 کے لیے اے معارف دے جائیں تو زندگی بیول
 کا حکل من حالی ہے جیساں صرف کانٹے ہوتے
 ہیں جہاں خوشیوں کا نسیرا ہوتا ہے ہماری عقل کے
 منائی ہوتے ہیں ہماری زندگی پھر ٹھکڑوں کے زد
 میں ہی جیتی ہے اور ہم خزاں کے بکھرے ہوئے
 تھوں کی طرح کلیوں میں رسوا ہوتے ہیں --

قاریمین کی ندر ایک طبع حقیقت سے پھر
 پوری کہانی آئیے -- قاریمین کی زبان سننے ہیں
 میری حال فرشتے کہاں ہو --

میری جان بہان معصوم ہو پیار -- پیار یہ
 حذیفہ اور کائنات دور ہے ہیں یہ باتیں آج بھی
 میرے دل پر سموڑنے کی ضرب لگاتی ہیں میرا
 کاشان میرا مراقی حد جب میرے ساتھ نہیں تو
 یہ زندگی بوجھ لگتی ہے میرا بیٹا حذیفہ جب میرے
 پاس نہیں تو یہ زندگی بے مقصد لگتی ہے میری پہلی
 محبت ہی مجھ سے بہت جلد پھڑکی میری پہلی محبت
 میرا شوہر کاشان جس کے ساتھ گزرے دن میدانی
 مانند اور راتیں چاند رات کی سی ہوتی تھی جس کی
 محبت ملنے پر نہال ہو جاتی تھی جس کے ساتھ جینے
 سے مجھے عظیم سائنات کا احساس ہوتا تھا جس کے
 ساتھ میری زندگی کو مکمل کر دیا تھا جس کی محبت نے
 مجھے زمین سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دیا تھا میں اس کو
 کھو کر تہی داماں ہو چکی ہوں اب میرے پاس
 کھونے کو کچھ بھی نہیں ہے جو میری -- متاع جان

تھے انکو سینے سے لگائے تمہاری خوشبو کو محسوس کرتی ہوں تمہارے جسم کی تپش کو خود میں قطرہ قطرہ اتارتی ہوں کاشاں میں نہیں جاتی کہ میں نیم پاگل جان کب تک خدا پاک کی دی ہوئی نعمت کو سنبھال پاؤں گی لوگ آوازیں کتے ہیں لوگ میری ذات کو رہنہ کرتے ہیں تم کیوں ان لوگوں کو نہیں توکتے ان کی زبان کو نہیں روکتے جواب دو کیوں وہ آج بیگانوں سے بھی زیادہ برا سلوک کرتے ہیں مجھے مارتے ہیں۔

کاشان میں تمہارے بغیر تم بن ادھوری ہوں لوگوں کو اس بات پر بھی اعتراض ہے کہ میں نے پاگل پن کا چوغہ پہن کر آپ کی ذات کو خود میں متعبد کر لیا ہے اور میں آپ کی ذات کو کبھی بھی خود سے علیحدہ نہیں کر پاتی کاشان یہ لوگ کب جانتے ہیں کہ میں تمہیں کتنا چاہتی ہوں میرا نقصان تو دیکھو محبت گستردہ میری جان متاع جان تھے آپ میری زندگی کا حاصل خدا پاک کی نعمت تھے میرے لیے آپ وہ نعمت تھے جس کو میں ہمیشہ اپنے پاس دیکھنا چاہتی تھی محسوس کرنا چاہتی تھی کیا میری یہ محبت یہ جنون یہ وارگی لوگوں کو کیوں سمجھ نہیں آتی میں اپنی ذات پر گزرتا ہر لمحہ آپ پر وار دینا چاہتی تھی اپنی سانسیں بھی تم پر وار دینا چاہتی تھی میں اپنی سب ادا کی زیست تمہارے ساتھ گزارنا چاہتی تھی میری خواہشات اتنی بڑی تو نہیں تھی میں آپ کے سنگ رفاقت کے لمحے جنت کی سیر کی طرح گزارنا چاہتی تھی میری خواہشات اتنا درد دیتی تھی جو آپ مجھے یوں چھوڑ کر چلے گئے جواب کیوں نہیں دیتے کاشان۔۔

پر دیکھی پھل جاتے ہیں
رفاقت کب بدلتی ہے

آئے آنسو کبھی اپنی انگلی کی پور سے جن لیتے تھے اور انہیں سنبھال کر رکھنے کو کہتے تھے اب کیوں میرے آنسو تمہیں درد نہیں دیتے اب کیوں تم ان کو اپنی انگلی کی پور سے نہیں سمیٹتے تم مجھے سے اب کیوں ناراض سے رنج ہو میری زندگی سے جانے کے بعد بھی تم میرے دل کی ملکیت پر ابھی تو برا جھان ہو میری پہلی اور آخری محبت تم ہو میں اکثر تم سے یہ کہتی تھی کاشان اب یہ میں نے ثابت کر دیا ہے کہ تم کیوں میری ذات کو مجھ سے مجھین لے گئے میرے پاس اب کچھ بھی تو نہیں باقی رہا۔ چپکے سے لے کر نام تیرا گزار دوں گے زندگی زمانے کو بتائیں گے پیارا ایسے بھی ہوتا ہے کاشان تمہاری ذات میرے لیے نعمت الہیم تھی تمہارا پیارا میرے لیے قارون کا خزانہ تھا تمہارا ساتھ میرے لیے کوہ نور کا بیڑا تھا کاشان اب تمہارے بغیر میری ذات ایک گناہ اور بوجھ سے تمہارے پیار کے بغیر یہ زندگی ایک اجڑی ہوئی قبر ہے۔۔ تمہارے ساتھ کے بغیر یہ سوائے دکھوں کی آماجگاہ کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

ہت جھڑکی دلہیز پر بکھرے
بے چہرے چہلوں کی صورت
ہم کو ساتھ لیے بھرتی ہے
تیرے دھیان کی تیز ہوا

کاشان تیرے دید کے تڑپتی یہ آنکھیں
ہر روز ہی کئی مرتبہ صحن سے ہوتی ہے گھر کے
دروازے پر ٹھہر جاتی ہیں اور تمہارے قدموں کی
آہٹ سے پیمان لینے والی آج تمہارے قدموں
کی چاپ سننے کے لیے ترس گئی ہیں تمہارے کام
کرنے تو ترس گئے ہیں پورا کاشان میں ہر روز
ہی تمہارے کپڑے جو تم بھی استعمال کیا کرتے

محبت زندہ رہتی ہے

محبت کب بدلتی ہے

تم ہی کو چاہا ہے

تم ہی سے پیار کرتے ہیں

یہی برسوں سے عادت تھی

اور عادت کب بدلتی ہے

کاشان آپ جانتے ہو آج آپ کو چھڑے

ہوئے چار سال ہو گئے ہیں میں نے 1465 دن

آپ کی یاد میں روتے ہوئے گزارے ہیں سکتے

ہوئے گزارے ہیں میں آپ کی یاد میں ہر لمحہ

تڑپتی سکتی رہتی ہوں میں ہر روز ہی اپنا حساب

کرنے بیٹھ جاتی ہوں اپنی محبت کی گہرائی کو ناپے

کے لیے خود کو ٹوٹتی ہوں رہتی ہوں میں خود کو آپ

کے نام لگا کر اپنی زندگی کو اپنے ہاتھوں سے دیکھنا

چاہتی ہوں لیکن کاشان تم تو بہت جلد بدل گئے ہو

تم مجھے اتنی جلدی چھوڑ جاؤ گے کیوں اتنی جلدی

چھوڑ گئے ہو۔ کیوں کاشان۔

تم اتنی جلدی کیوں بدل گئے ہو کاشان تم

مجھے اپنی زندگی سے کیوں تنہا کر گئے ہو تم کیوں

لوگوں کے طعنے اور اپنوں کی ر کے لیے مجھے اس

بے حس دنیا میں کیوں چھوڑ گئے ہو میں کب تک

یوں برداشت کروں گی تو بولتے کیوں نہیں ہو

کاشان تم کو کب سے میری آنکھوں میں آنسو

اچھے لگنے لگے ہیں انگلی کی پوروں سے چنتے

ہوئے آنسو اب خود بخود ہی رک جاتے ہیں لیکن تم

کبھی ہاتھ بڑھا کر انہیں صاف کیوں نہیں کرتے

تم کیوں اپنی محبت اپنی کائنات سے بے خبر ہو گئے

ہو مجھے اپنی محبت سے کیوں علیحدہ کر دیتے ہو

لوٹ آؤ نا۔

آنکھوں میں عکس لے کے اسے ڈھونڈ رہے

تھے

پلکوں کی پرچھائوں میں کہیں کھو گیا تھا وہ

میں کتنا تڑپوں گی تمہاری دید کے ہمیں

جانتی ہوں تم جہاں چلے گئے ہو نا۔ اب وہاں سے

واپسی ممکن نہیں ہے لیکن یہ دل بھی اس بات کو

ماننے کو تیار نہیں کہ تم اب لوٹ کر نہیں آؤ گے تم مجھ

سے ہمیشہ کے لیے چھڑ گئے ہو میں خود کو کس طرح

مضبوط بنا لوں کہ میں اس بات کو مان لوں کہ تم

اب دوسرے جہاں کے باسی ہو۔ جہاں ہر کسی کو

جانا ہے مگر وہاں سے واپسی اب ناممکن ہے مجھے

حذیفہ کے کھلونے اس کی معصوم شرارتیں بہت

رلائی ہیں میں کب تک یوں تڑپوں گی کاشان

میں نہیں جانتی کہ میں تم کو کیا کہوں اور تم سے کیا

مانگوں میری باتیں میری آہیں میری التجا ہیں تم

اب سن ہی نہیں پاتے میں سب کچھ بھول کر بھی

نہیں بھول پاتی میں تمہیں کیوں کر بھی اپنے اندر ہی

محسوس کرتی ہوں میں زندگی کے طویل ترین گزر

رسی ہوں ایسے لگتا ہے کہ وقت ختم سا گیا ہے جب

سے تم مجھ سے چھڑے ہمیں اسی جگہ پر ہی چھٹی رو

گئی ہوں جہاں تم مجھے چھوڑ کر گئے ہو۔

کاشان میرے الفاظ مجھے کھوکھلے لگتے ہیں

جب میں تم کو لوٹ آنے کا کہتی ہوں۔

پرانے تین کی وسیع و عریض دنیا میں

یہ ایک خوشی بہت ہی کہ درد اپنا ہے

تمہارے آنے کے بعد میری زندگی اس قدر

کی طرح بس گئی ہے جہاں نہ روشنی ہوتی ہے اور نہ

ہی اپنے وہاں بس تنہائی درد اور خوف سوتا ہے

تمہارے جانے کے بعد میری زندگی بس یہ گھر

میں رہتے ہوئے بھی اندھیر قبر میں تبدیل ہو گئی

ہے جہاں ہر گز رتا ہوا دن ہر روز ہی نئی اذیت لے

کر طلوع ہوتا ہے جہاں کبھی الفاظ کی مار ماری جاتی ہے تو کہیں۔۔۔

میں خود پر ظلم برداشت کر لیتی ہوں لیکن کائنات پر کیے گئے ظلم میری آنکھوں کے گوشوں کو تم کر دیتے ہیں میری آنکھوں کو ہر روز ہی برسنے پر مجبور کر دیتے ہیں کاشان وقت کی بھابھ دوڑ میں خود کو کسی اور کے سہارے پر بوجھ پر محسوس کرنا بہت اذیت ناک ہوتا ہے تم جانتے ہو کاشان جب سے آپ کے اپنے کریں تو نا چاہتے ہوئے بھی انسان آنسو بہانے پر مجبور ہو جاتا ہے میرے بھائی میری بھابھیاں میں ہر رشتے کو اپنا جانتی تھی لیکن جب سے تم مجھ سے پھڑے ہو میری ذات خود میں مقید ہوئی ہے۔

کون کہتا ہے کہ نظروں میں دروے محسن کچھ سمجھتیں بھی بڑی اذیت ناک ہوتی ہیں کاشان زندگی تنہا گزرتی ہے تو یہ بوجھ لگتی ہے میں کب تک خود کو یوں دلوں کی پھڑے سے پہلے کاشان تم مجھے خود کے بغیر رہنے کا کوئی طریقہ تو بتا دیں میں کب تک کائنات کو اپنی زندگی اپنی ممتا سے دور رکھوں گی میں بہت گنہگار ہوں کاشان جو اپنے وجود کے ایک حصے کو خود سے چار سال تک دور رکھ رہی ہوں جب سے تم مجھے تنہا کر کے گئے ہو تب سے میں آپ کی سوچ کو خود سے علیحدہ نہیں کر پائی کاشان میں نیم پاگل ہوں لوگ کہتے ہیں کہ میں اس دنیا میں کہیں رہنے کے قابل نہیں اگر قابل نہیں ہوں تو وہ بھی پاگل خانے کے مجھ سے میرے اپنے اتنی نفرت کرتے ہیں تم کیوں نہیں دیکھتے سب کچھ کاشان۔

جاننے ہیں نہیں ملو گے تم
دل کی خاطر ہی خواب دکھلا دو

کاشان میں تمہیں ایک بات بتا دوں میں پاگل نہیں ہوں میں آپ کے لیے پاگل بن گئی ہوں کاشان میں ٹھیک ہوئی تو وہ میری شادی کر دیں کے جو میں کبھی نہیں کرنا چاہتی میں آپ کی یادوں میں کسی کی حصہ داری نہیں چاہتی۔ میں تمہیں کن لفظوں میں بتاؤں کہ میں تمہیں کتنا چاہتی ہوں پلیز ب لوٹ آؤ نا۔ میں تھک جاتی ہوں روٹی رہتی ہوں ملکتی رہتی ہوں سسکتی رہتی ہوں کاشان آپ کو اپنی بیٹی کا واسطہ ہے اب لوٹ آؤ نا۔ میری زندگی کو اب مکمل کر دو یا تمہیں راتوں کے یہہ سوچنے کی عادت میری بدل جاؤ مجھے اپنی یاد سے غافل کر جاؤں۔

تھے سوچتے رہتا آئیے میں
راتوں میں چاند کو بکتے ہوئے
میری عادت وہی بن گئی ہے
تیرے وعدے تیری قسمیں
تیری وہ باتیں ساری
انہی ہر پہل یاد کرنا
میری عادت بن گئی ہے
تیرے سنگ گزری وہ سب شامیں
وہ گرم دو پہریں
ساحل کی ریت نہ گھرماتا
نام لکھنا۔ انہیں یاد کرنا
میری عادت سے بن گئی ہے
جاناں۔
گر فہرست ملے تو اتنا کر جاؤ
میری عادت ہی بدل جاؤ۔

لیکن بھلا نہ پائے

-- تحریر۔ کنول جی تنہا۔ گلگو منڈی۔

قلمبرادر بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ ایک کہانی لیکن بھلا نہ پائے لے کر حاضر ہوا ہوں امید ہے کہ یہ کہانی آپ کے معیار پر پوری اترے گی یہ ایسے لڑکے کہانی ہے جس نے ایک لڑکی سے پیار کیا اور انتہا کا کیا لیکن اس لڑکی نے اس کا دل تو زرد کیا اس نے اس سے پیار نہیں کیا تھا اگر اس نے اس کے ساتھ پیار کیا ہوتا تو اس سے بے وفائی نہ کرتی۔ وہ لڑکا آج بھی اس کی یادوں میں جی رہا ہے کیونکہ وہ ہی اس کا پہلا پیار تھا اور ہمیشہ رہے گی کہتے ہیں ناں کہ پہلا پیار بھی بھلا یا نہیں جاسکتا یہی حال اس لڑکے کا ہے کہ اس نے پیار کیا اور اس کو بھلا رہا ہے اب کہاں تک کامیاب ہوا ہوں آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔ ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقاصد کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ سوا اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

میرا خیال ہے کہ اگر محبت کی قیمت ادا کرنی پڑے تو انسان ذلیل و خوار ہو کر رہ جاتا ہے اسے طرح طرح کی باتیں سنی پڑتی ہیں پھر وہ انسان نگوں سے بھی زیادہ ہلکا بن جاتا ہے بلکہ لوگ کچھ کسی سے بھی زیادہ پتلا بنا دیا کرتے ہیں۔

قارئین اب آپ کو کہانی کی طرف لے کر چلتا ہوں۔ میرا نام کنول جی تنہا ہے اور میں گلگو منڈی کے قریب ایک گاؤں میں رہتا ہوں ہم پانچ بہن بھائی ہیں میں سب سے بڑا ہوں اور مجھ سے چھوٹی چار بہنیں میری پیدائش پر بہت خوشی سائی گئی پورے گاؤں میں منٹھائی تقسیم کی گئی سب تکہ والے بہت خوش تھے کہ میں پہلے پیدا ہوا تھا اس طرح گھر والے مجھ سے بہت پیار کرتے تھے کیونکہ میں سب کا لاڈلا تھا اسی طرح جب میں پانچ سال کا ہوا تو مجھے منٹھی سکول جو کہ ہمارے

ہاؤس میں داخل کر دیا تھا شروع شروع میں میں پڑھنے میں کافی دلچسپی لیتا تھا لیکن جب میں نے چہارم کلاس کے پتھر دیئے تو اس کے بعد میری بربادی کے دن شروع ہو گئے جب میں پانچویں میں ہوا تو اس وقت مجھے عشق و محبت کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔

تیسرے روز ایک دن میں سکول سے گھر واپس آیا تو کھانا کھانے کے بعد جواب عرض پڑھ رہا تھا کہ ہمارے ہمسایوں کی ایک چھوٹی سی بچی آئی مجھے کہنے لگی۔

بھائی کنول یہ لیٹر مجھے آئی شاہ لے آیا ہے میں نے اس بچی سے لیٹر پکڑ لیا اور اسے بچاس روپے دیئے اور وہ چلی گئی۔ قارئین آپ کو بتاتا چلوں کہ جو شاہ تھی۔ وہ میرے تایا کی بیٹی تھی اور وہ بھی میرے ہی گاؤں میں رہتی تھی اور وہ بھی

اگست 2015

جواب عرض 36

لیکن بھلا نہ پائے

Scanned By Amir

پانچویں میں ہی پڑھتی تھی اور میں بھی۔

ہاں تو قارئین جب یہ لڑکی شہا کا خط مجھے دے کر چلی گئی تو میں نے وہ خط کھولا جس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

جان سے پیارے کنول جی اسلام الفت۔
امید کرتی ہوں کہ آپ خیریت سے ہوں گے میری جان جب سے آپ کو دیکھا ہے دن کا سکون اور راتوں کی نیند اڑ گئی ہے کھانا کھانی ہوں تو بھوک نہیں لگتی پانی پیتی ہوں تو پیاس نہیں لگتی ہر وقت آپ کا چہرہ میری آنکھوں میں جھایا رہتا ہے میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں، گر آپ نے مجھے چھوڑا تو میں زہر کھالوں گی فقط تمہاری پہچان شہا، میں نے جب یہ خط پڑھا تو بہت خوش ہوا لیکن ساتھ ساتھ حیران بھی ہوا کیونکہ اس سے پہلے بھی شہا نے مجھے خط نہیں لکھا تھا خیر میں نے بھی خط کے ذریعے اپنے پیار کا اظہار کیا اسی طرح ہم نے ایک دوسرے سے وعدے کیے اور قسمیں کھائیں کہ کبھی ایک دوسرے کو نہیں چھوڑیں گے اسی طرح ہمارے پیار کو ایک سال ہو گیا لیکن اس ایک سال میں نے ہم نے کوئی بھی ایسا کام نہیں کیا تھا کہ ہم ایک دوسرے کی نظروں سے گر جائیں اور نہ ہی کسی کو ہمارے پیار کے بارے میں پتہ تھا۔

خیر اسی سال ہی ہماری پانچویں کلاس کے پیر ہوئے جو کہ میں اور شہا نے اکٹھے ہی ایک ساتھ ایک ہی گاؤں اور ایک ہی سکول میں دیئے تھے مجھے وہ دن آج تک یاد ہے جب شہا نے مجھ سے کہا کہ تھا۔

کنول میری دوستیں کہہ رہی ہیں کہ ہمیں سکول کے باہر سے سو سے لاکر دو

میں نے کہا ٹھیک ہے۔

پھر میں سو سے لینے چلا گیا جب سو سے لے کر آیا تو میں کمرے سے باہر ہی کھڑا ہو گیا کیونکہ میری عادت نہ تھی کہ سب لڑکیوں کے سامنے جاؤں حالانکہ کمرے میں جھنسی لڑکیاں وہ سب مجھے بلاری تھیں کنول کمرے میں آ جاؤ لیکن مجھے لڑکیوں سے شرم آتی تھی خیر شہا خود کمرے سے باہر آئی اور اس وقت مجھے کھینکس بولا اور سو سے لے کر کمرے میں چلی گئی اسی طرح ہی ہم نے پیار دیئے اور پھر آٹھویں کلاس تک ہم نے ایک ساتھ ہی پڑھا تھا پھر عید الفطر آئی ہم نے سارے روزے رکھے اور میں آخری عشرے میں احتکاف بیٹھ گیا جب دس دن بعد ہم لوگ احتکاف سے اٹھے تو سب نے ہمارے گلوں میں پھولوں کے ہار اور مالا وغیرہ ڈالے اور میرا ایک دوست تھا جس کا نام شہباز ساگر تھا شہا نے کسی نہ کسی طرح مالا شہباز تک پہنچا دی کہ کنول جب احتکاف سے اٹھے تو اس کے گلے میں ڈال دینا اور ساتھ میں دوسرے گفت بھی تھے۔

اسی طرح ہمارے پیار کو تین سال ہو گئے تین تین سالوں میں ہم نے ایک دوسرے سے سب ملاقاتیں کیں لیکن کوئی بھی غلط کام نہیں کیا تھا اور مجھے بھی غلط کام سے سخت نفرت تھی اور میں ہمیشہ ہی نفرت کرتا تھا اور کرتا رہوں گا کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ میں اس کے ساتھ جسمانی طور پر نیکی برا کام کروں اور وہ میری ہی نظروں سے گر جائے کیونکہ میں نے آج تک اس کے بارے میں کوئی بھی ایسی بات اپنے مائنڈ میں نہیں لگایا تھا خیر میں آپ کو کس طرف لے گیا۔ ایک دن شہا نے مجھ سے کہا۔

اور کے ساتھ کر دیتے ہیں ثناء نے اپنی: می کو کہا کہ
اگر میری شادی کنول کے ساتھ نہ ہوئی تو میرا جاؤں
گی اس کی امی ثناء کی باتیں سن کر چپ ہو گئیں اور
ثناء دن بدن بدلتی جا رہی تھی۔ ایک دن میں نے
محسوس کیا کہ وہ مجھ سے پہلی طرف سے بات نہیں
کرتی ایک دن میں نے خط لکھا جس کی تحریر یوں
تھی۔

جان سے پیاری ثناء اسلام علیکم۔
میری جان آپ کو کیا ہو گیا ہے جو آپ مجھے
اتنی بڑی سزا دے رہی ہو پلیز مجھے جواب دینا
آپ کے جواب کا منتظر کنول تھی۔

پھر دو دن بعد ہی مجھے ثناء کا خط ملا جس کی
تحریر یوں تھی۔ اسلام علیکم۔ کنول جی امید کرتی
ہوں آپ ٹھیک ہوں گے کنول جس دن سے ہمارا
موبائل پڑا گیا ہے اسی دن دے گھر میں بہت
ہنگامہ مچا ہوا ہے اور مجھے ایک پل کے لیے بھی
سکون نہیں مل رہا ہے اگر تم چاہتے ہو کہ میں زندہ
رہوں تو پلیز مجھے بھول جاؤ میں نے جو آپ کے
ساتھ وعدے قسمیں کھائیں تھیں مجھے معاف کر
دینا شاید خدا کو ہمارا پیارا یہاں تک ہی منظور تھا
ہمارا ساتھ یہی تک ہی تھا۔

فقط تمہاری بد نصیب دوست ثناء،
خط پڑھ کر میرے ہوش اڑ گئے کیونکہ میں
نے کبھی ایسا سوچا بھی نہ تھا کہ ثناء مجھے ایسے
چھوڑے گی میں اس کی یاد میں روتا رہا نہ کھانے کا
ہوش نہ پینے کا ہوش مجھے کوئی ہوش نہ رہتا کہ میں
کہاں ہوں کیا کر رہا ہوں میں بروقت ثناء کی یاد
میں یہ گانا سنتا رہتا تھا اور روز روز سے روتا رہتا۔
کیوں کسی کو وفا کے بدلے وفا نہیں ملتی
کیوں کسی کو دعا کے بدلے دعا نہیں ملتی

کنول جی مجھے موبائل ڈے دو۔
میں نے کہا ٹھیک ہے اور میں نے اسے
موبائل لے دیا اس طرح ہم موبائل یہ بات
کرنے لگے ایک دن اس کے ساتھ۔

قارئین چار سال تک ہم صرف خط وغیرہ
سے ہی بات کیا کرتے تھے اور ایک دوسرے کا
حوالہ دریافت کیا کرتے تھے۔ اور اب کبھی کال پہ
تو کبھی: ایس ایم ایس سے اس طرح ہی پیار بھرا
ایک سال گزر گیا اور ہمارے پیار کو پانچ سال ہو
گئے۔

ایک دن ثناء نے مجھے کہا کہ کنول تم بلیک کٹر
کی پینٹ پہنا کر تمہیں بہت اچھی لگتی ہے۔
قارئین آپ کو بتانا چلوں کہ میرا رنگ اس
وقت بہت ہی سفید تھا اور میں بڑے بڑے ہال
رکھے ہوئے تھے جیسے تیرے نام قسم میں سلمان
خان کے ہیں میں اس وقت سم ٹوسم سلمان خان
کی طرح لگتا تھا ہمارے پیار کو کسی کی نظر لگ گئی تھی
ہوا یوں کہ۔

ایک دن ہم فون پر بات کر رہے تھے اور اس
کی امی آگئی اور اس نے آتے ہی ثناء کو مارنا
شروع کر دیا اور اتنا مارا ہے وہ بے ہوش ہو گئی ثناء
نے مجھے سب کچھ بتا دیا کہ میرے ساتھ ایسا ہوا
ہے مجھے اسی وقت بہت رونا آیا کیونکہ وہ بہت
مصنوم تھی بہت ترس آتا تھا مجھے اس پہ ثناء کی امی
نے ثناء کو بہت روکا کنول کے ہاں ہمارا آنا جانا
نہیں ہے اسے چھوڑ دو لیکن ثناء صرف ایک ہی
بات پر ڈٹی رہی کہ جیوں گی تو کنول کے ساتھ
مروں گی تو کنول کے ساتھ یہ سب مجھے ثناء نے
بتایا کہ میں نے امی کو کھری کھری سناکی ہیں اور
امی نے کہہ دیا ہے کہ عنقریب آپ کی شادی کسی

عید کا دن

مجھے اک بار تو آکر پکارو عید کا دن ہے
 میری ابھی ہوئی زلفیں سنوارو عید کا دن ہے
 نئے کپڑے پہن کر تم کوئی خوشبو لگا لینا
 پھر آنکھوں میں میرا بھی عکس اتارو عید کا دن ہے
 میرے محبوب نے آنا کلیاں بچھانوں راہوں میں
 گلشن میں پھول مہکا دو بہارو عید کا دن ہے۔
 رنگین مہندی لگھکتی چوڑیوں سے کرن
 تم اپنی کلائیوں کو سنوارو عید کا دن ہے
 کشور کرن چوکی

غزل

کر لیا اختیار ایک راستہ نیا
 اور بدل دی ہے تقدیریں ساری
 جو برباد یوں کی جانب جاتی تھیں
 مٹا دی ہے لکیریں ساری
 ہم نے دے کر خوشیاں جو خریدے تھے آنسو
 آج بیچ دی ہیں وہ جاگیریں ساری
 وہ خواب جو انجام تک نہ پہنچ سکتے تھے
 ہم نے پھینک دی ہے وہ تائیدیں ساری
 وہ شخص جو جان سے پیارا تھا ہمیں
 آج جلا دی ہے وہ تصویریں ساری
 چھوڑ دیا ہے سوچنا بیٹے لہون کے مطلق
 اور بدل ڈالی ہے تحریریں ساری
 آج پہنچا ہے یہاں طیب اے خدا تیرے باعث
 ورنہ کون دیتا ہے اس گھر کو تعمیریں ساری
 محمد طیب بت کبریا

جو بے سخن

کیوں کسی کو خوشی کے بدلے خوشی نہیں ملتی
 یہ پیار میں کیوں ہوتا ہے
 کبوں کسی کو غمی کے بدلے غمی نہیں ملتی
 اب تو میں ہوتا ہوں اور شاہ کی یاد ہوتی ہے
 اور جواب عرض ہوتا ہے شاہ کے چلے جانے کے
 بعد میں بالکل اکیلا ہو گیا ہوں اور میں نے پکا عہد
 کر لیا ہے کہ دوبارہ کسی بھی لڑکی کا اعتبار نہیں
 کروں گا کیونکہ لڑکیاں ہوتی ہے بے وفا ہیں یہ
 مخصوص لڑکوں کے ساتھ پیار کا نکتہ کرتی ہیں۔
 آخر میں اپنے دوستوں اور بھائیوں کو
 بھی کہوں گا کہ لڑکیوں سے جتنا بھی ہو سکے بچ جاؤ
 آج کل لاکھوں میں کوئی ایک لڑکی ہے جو سچا پیار
 کرتی ہے

تو قارئین مجھے بے چینی سے انتظار رہے گا
 کہ یہ میری پہلی کہانی تھی۔ قارئین آپ کی
 دعاؤں کا منتظر کنول جی تھا۔۔
 نہیں اس سے گلہ کوئی یہ بھی اک حقیقت
 ہے

طلب جس کی زیادہ ہوا کثر نہیں ملتا
 خدا کی قسم بڑی مشکل سے ملتا ہے وہ دل
 جو محبت بھانے والا ہو
 یوں تو میرے سینے میں بہت غم ہیں وہی
 لیکن میں نے ہر حال میں مسکرانے کی قسم
 کھائی ہے۔

- علم وہ دولت ہے جسے نہی کوئی چرا سکتا ہے نہی
 چھین سکتا ہے۔
- بدترین قصہ وہ ہے جس کے ار سے لوگ اس کی عزت
 کریں۔
- ہر نئے والی چیز حرام ہے۔
- جو دم نہیں کرتا اس پر دم نہیں آیا جائے گا۔
- ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔
- نکالوں کو سوال کرنا مظلوموں پر ظلم ہے۔

کچھ خواب ٹوٹے کچھ خواب بکھرے

۔۔ تحریر: انتظار حسین ساقی۔ ٹانڈلیاں والا۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
 آج پھر ایک کہانی کچھ خواب ٹوٹنے کچھ خواب بکھرے لے کر آپ کی بزم میں حاضر ہوں ہاں امید ہے
 کہ میری دوسری کہانیوں کی طرح انہی کو بھی اپنی بزم میں شامل کر کے شکر یہ کاموں میں لے کر یہ کہانی پڑھنے
 والوں کے لیے ایک سستی ہے امید ہے کہ جو آپ عرض کی کہانیوں کو پڑھنے کے بعد اس میں سستی لیا کریں
 کیونکہ جو اب عرض ہی ایسا رسالہ ہے جو ہمارے دکھوں کو شائع کرتا ہے اور اس میں ایک سستی چھوڑ جاتا ہے
 امید ہے کہ آپ بھی سستی حاصل کریں گے۔ میں اس کہانی کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اس کے
 بارے میں آپ نے رائے دی ہے میں منتظر ہوں گا۔
 ادارہ جو اب عرض کی پالیسی کو نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
 تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کا ادارہ پارائٹرز مسز ڈار نہیں
 ہونگا اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

سپاریاں۔ شراب جیسے زہر بازار میں بہت آسانی
 سے مل جاتے ہیں اور پھر ہم بڑے شوق سے ان کو
 اپنی رگوں میں اتارتے ہیں۔

اکثر ایسا بھی ہوتا ہے دیکھنے میں آیا ہے کہ
 جہاں پر گندکی کے ڈھیر ہوتے ہیں وہاں پر یہ لوگ
 بیٹھے ہوتے ہیں ان لوگوں کو سرگ نشہ کے علاوہ
 دنیا جہاں کی کوئی خبر نہیں ہوتی نہ گرمی نہ سردی نہ
 دھوپ نہ چھاؤں جب ہم سب کو معلوم ہے کہ نشہ
 ایک موت ہے تو پھر بھی کوئی شیشہ پی رہا ہے تو
 کوئی نشہ آور گولیاں تو کوئی انجکشن لگا رہا ہوتا ہے
 اپنی موت کو اپنے پیسے سے خرید کر بہت خوش
 ہوتے ہیں بھی ہم نے سوچا کہ یہ لوگ کون ہیں
 جس سے ہم نفرت کرتے ہیں جن کے پاس جانا
 بھی ہم اچھا نہیں سمجھتے یہ لوگ کوئی غیر نہیں ہیں یہ
 بھی ہماری ذات کا حصہ ہیں۔ ہمارے معاشرے

کردار شاہ زیب۔ گل ناز۔ وسم۔۔

کھڑکیاں بند ملیں راستے سنسان ملے
 اپنی آنکھوں کی طرح شہر بھی ویران ملے
 نشہ کی لعنت ہے نشہ موت۔ ہے نشہ کرنیوالے
 لوگ صرف موت کا انتظار کرتے ہیں اور موت
 آہستہ آہستہ ان کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے دعا
 کرتا ہوں کہ کوئی بھی شخص کسی بھی نشہ کا عادی نہ ہو
 آپ لوگوں نے دیکھا ہوگا شہروں میں نشہ آور
 لوگوں کی زندگی کیسی زندگی ہوگی ہے۔

آج کل تو شہروں میں اکثر یہ لوگ آپ کو
 مزکوں پہ پارکوں میں ہسپتالوں کے باہر لاری
 اڈوں کے پاس آپ کو دکھائی دیں گے جو مختلف
 قسم کے نشہ آور چیزوں سے نشہ کرتے ہیں جو ہم
 لوگ ان کو ایسے شوق کے لحاظ پر استعمال کرتے
 ہیں جن میں سگریٹ۔ پان۔ چونا۔ ون ٹون

اگست 2015

کچھ خواب ٹوٹے کچھ خواب بکھرے جواب عرض 40

Scanned By Amir

آ رہا تھا کہ گراؤ ڈھکے ایک کونے میں نشہ کرنے والے بے ہوش پڑے ہوئے تھے کسی کا سر کہیں تو کسی کی ٹانگ کہیں یہ لوگ تو میں اکثر دیکھا کرتا تھا مگر جس منظر نے مجھے روکا وہ منظر بہت عجیب تھا ان نشہ آور لوگوں کے پاس ایک لڑکی بھی بیٹھی ہوئی تھی کچھ لوگ بے ہوش تھے تو کچھ جاگ رہے تھے ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی جس کی حالت بہت بری تھی بہت ہی میلے کپڑے اور مٹی اور گرد سے اٹے ہوئے بال ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ نجانے کتنے عرصے اپنے بال اور منہ تک صاف نہیں کیا ہو۔

اس لڑکی کی حالت دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا میں اس لڑکی سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ کون ہے کہاں سے آئی ہے کہاں رہتی ہے کس کی بیٹی ہے اور اس حالت میں کیسے آئی۔ میں نے اس سے پوچھا۔

تم کون ہو۔
اس کو کچھ بول نہیں تھا کہ میں کون ہوں کیا پوچھ رہا ہوں اس نے صرف مجھے اتنا ہی کہا۔
پلیز مجھے ایک انجکشن لگا دو میں اس لڑکی کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ایک شخص آیا اس نے مجھے سلام کیا اور کہا۔

سر آپ کون ہیں اس لڑکی سے کیا چاہتے ہیں۔

میں نے کہا۔ میرا نام انتظار حسین ساقی ہے میں ایک رائٹر ہوں اور صحافی ہوں میں جانا چاہتا ہوں کہ یہ کون ہے اور اس حالت میں کیسے آئی۔ اس نے کہا۔

سر اس کی ساری داستانیں میں آپ کو سناتا ہوں یہ بھاری آپ کو کیا بتانے کی اس کے ہاتھ

کا حصہ ہوتے ہیں۔
ان میں سے کسی کا بھائی ہے تو کائی کسی کا باپ بھی ہوتا ہے کوئی بیٹا اور کوئی کسی بہن کا بھائی ہوتا ہے۔

قارئین کچھ عرصہ پہلے ہمارے شہر میں یہ اعلان ہوا کہ شہر میں جہاں جہاں بھی نشی یا بھکاری یا ان سڑکوں یا پارکوں یا گلیوں یا گھلوں میں سرعام آوارہ نہ پھرنے دیا جائے ایک تو یہ لوگوں کو تنگ کرتے ہیں اور دوسرا چوری وغیرہ بھی کرتے ہیں ان کو روکنے کے لیے بہت اقدامات کیے بھی ہیں مگر کچھ فرق نہیں پڑا چند دنوں کے بعد پھر وہی لوگ اپنے اپنے اڈوں پر موجود ہوتے ہیں یہ لوگ اکثر لوگوں کی شکل میں ہوتے ہیں۔

ہم ایسے لوگوں کو بھی جانتے ہیں جو بہت خوبصورت نوجوان اور صحت میں بڑھ جاتے ہیں تو بہت المیوں ہوتا ہے خوبصورت جسم کے مالک لوگ صدیوں کے بیمار ہوتے ہیں اپنی خستہ اور لڑھکھالی حالت کی وجہ سے لوگوں کی نفرت کا سبب بنتے ہیں پہلے پہلے یہ لوگ نشہ کے عادی نہیں ہوتے پہلے سے نشہ آوری کرتے ہیں اور پھر یہ ان کے خون میں ایسا شامل ہوتا ہے کہ واپسی کا راستہ ہی نہیں ملتا ہے کبھی کوئی چوری تو کبھی کوئی چوری ہمارے محاصرے میں نشہ آوری کرنے والوں سے اپنے رشتہ دار بھی منہ پھیر لیتے ہیں خدا کبھی کسی کو ایسی بری چیز کا عادی نہ کرے۔ ہمارے شہر لیصل آباد میں ایک گراؤ ڈھکے وہاں پر یہ نشی لوگوں کے ڈیرے بہت مشہور ہیں

مجھے جواب عرض لینے کے لیے اس گراؤ ڈھکے سے گزر کر چوک گھنٹہ گھر جانا پڑتا ہے وہاں اسے جواب عرض ملتا ہے میں جواب عرض لے کر واپس

اگست 2015

کچھ خواب ٹوٹے کچھ خواب بکھرے جواب عرض 41

Scanned By Amir

میں ایک شاہر تھا اس میں کچھ کھانا تھا اس نے وہ اس لڑکی کو اپنے ہاتھوں سے کھلایا اور پھر مجھے اس نے ساری داستان سنائی۔

میرا نام وسیم ہے اور میں روز اس لڑکی کے لیے کھانا لاتا ہوں اور اپنے ہاتھوں سے اس کو کھلاتا ہوں۔

درد دل کا غم تم نہ سمجھ پاؤ گے کبھی

پروردگار تم سرعام نہیں ہوتا

سال بھر ہم نے بہت یاد کیا ہے تم کو

اب نئے سال پہ یادوں کا گھر دنداٹوٹے

میرا نام وسیم ہے اور میں بھی اسی شہر میں رہتا

ہوں میں کچھ عرصہ ہی پہلے امریکہ سے واپس آیا

ہوں یہ میرا اپنا شہر ہے اس میں میرا بچپن گزرا اس

میں میں جوان ہوا میری شرارتیں میری بہت سی

یادیں اس میرے شہر کی درود یوار سے جڑی ہوئی

ہیں۔

ایک دن ایسے ہی میرا دل کر رہا تھا کہ شہر کی

سیر کی جائے میں اور میری بیگم اور میرا بیٹا عالی

حیدر ہم گاڑی میں بیٹے اور شہر کی سڑکوں پر گاڑی

کا حزن کی مجھے ایک عرصہ گزر جانے کے بعد بھی

ایسا لگ رہا تھا جیسے کل کی بات ہے سکول کالج اور

یونیورسٹی کے دن بہت یاد آ رہے تھے اچانک

میری گاڑی کے آگے ٹریفک اشارے کھڑے

ہوئے ایک لڑکی کو دیکھا جو ہر گاڑی والے کے

پاس جا کر بھیک مانگ رہی تھی اس کو دیکھا تو مجھے

ایسا لگا جیسے اس لڑکی کو میں پہلے سے ہی جانتا ہوں

جب میں نے گاڑی سے باہر آ کر اس کو دیکھا اس

کا نام لیا تو وہ اچانک مجھ سے دور بھاگنے لگی آخر

میں نے اس کو پہچان لیا تھا وہ گل ناز تھی۔

وہ تو بہت امیر خاندان کی لڑکی تھی اس کی

شادی بھی ایک امیر خاندان میں ہوئی تھی اور پھر گل ناز اور شاہ زیب نے تو شادی بھی اپنی محبت اور اپنی پسند کی کی تھی آخر کیا ہوا گل ناز ایسے بھکارن بن کر بھیک مانگ رہی تھی مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ میں یہ سب کچھ جانتا چاہتا تھا میں دوسرے دن بھی وہاں گیا مجھے وہ نہ ملی آخر کار ایک دن مجھے مل گئی اور میں نے اس سے پوچھ لیا۔

یہ کیا حالت بنا رہی ہے۔

اشکوں کے کچھ راز ہوئے یوں عیاں

ورنہ کون چاہتا ہے اس طرح شکایت کرنا

گل ناز۔ وسیم اور شاہ زیب یونیورسٹی میں

اکٹھے پڑھتے تھے تینوں ہی بہت امیر گھرانے سے

تعلق رکھتے تھے وسیم گل نام کو بہت پسند کرتا تھا دل

ہی دل میں گل ناز سے بہت پیار کرتا تھا جنون کی

حد تک مگر کبھی اظہار محبت نہ کر سکا تھا گل ناز۔ شاہ

زیب کو چاہتی تھی جنوں کی حد تک اور شاہ زیب

گل ناز کو بہت چاہتا تھا اس کا پتہ یونیورسٹی میں سب

دوستوں کو تھا گل ناز اور شاہ زیب ایک دوسرے کو

پسند کرتے ہیں بہت جلدی شادی بھی کرنا چاہتے

تھے مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ گل ناز وسیم کے خواہوں

کی بھی رانی تھی۔ وسیم بھی اپنی دنیا میں اپنے من

مند میں صرف اور صرف گل ناز کی صورت سہانی

ہوئی تھی۔

وسیم چاہتا تھا کہ جتنا جلدی ہو سکے وہ گل ناز

سے اپنی جنونی محبت کا اظہار کرے وسیم نے ٹھان

لی تھی کہ جو بھی ہو آج وہ گل ناز سے اپنی محبت کا

اظہار کر دے گا آج صبح جب وسیم یونیورسٹی کے

لیے آنے لگا تو نبھانے کئی دیر تک وہ اپنے کمرے

میں آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر گل ناز سے اپنی

محبت کا اظہار کرنے کے لیے مشتق کرتا تھا میں اسے یہ

اگست 2015

کچھ خواب ٹوٹے کچھ خواب بکھرے جواب عرض 42

Scanned By Amir

وہم اپنی محبت کھو چکا تھا وہم بھی اپنے گھر والوں کی مرضی سے شادی کر لی اور وہ بھی امریکہ چلا گیا وہاں سے تعلیم حاصل کی اور ڈاکٹر بن کر واپس لوٹا وہم کی بیگم بہت ہی پیار کرنے والی لڑکی تھی خاندان کی مگی اور اللہ پاک نے وہم کو چاند سا بیٹا بھی عطا کیا تھا وہم اپنی زندگی میں بہت خوش تھا زندگی گزار رہا تھا اس کو اپنا منی پاد بھی نہیں تھا گل باز اور شاہ زیب کی زندگی بھی خوشیاں ہی خوشیاں تھی ہر طرف پھول ہی پھول تھے شاہ زیب ہر روز شام کو گل باز کے ساتھ گھومنے شہر میں بھی کسی ہوٹل میں بھی کسی ہوٹل میں بھی کسی ہوٹل میں بھی کسی ہوٹل میں بھی کسی شاہ زیب اور گل باز آہستہ آہستہ مغرب کی تہذیب اور معاشرے میں ڈھلتے گئے اور مغرب کی رنگینیوں میں گم ہونے لگے۔

اکٹرا ایسا ہوتا کہ شاہ زیب اپنی کسی گریل فرینڈ کے ساتھ ہوٹل میں ہوتا تو بھی کسی ڈانس پارٹی میں گل باز بھی اپنی مرضی سے بھی ہوٹل میں تو بھی کسی پارٹی میں گل باز اور شاہ زیب ایک دوسرے سے بہت دور ہوتے جا رہے تھے وہ اپنی رنگینی میں گم تو گل باز اپنی رنگینی میں ان دونوں کی محبت ختم ہو چکی تھی دونوں کی راتیں الگ الگ ہو چکی تھی دونوں کا اب حال یہ تھا کہ مغرب کی معاشرتی آزادی نے ان دونوں کو بہت خراب کر دیا تھا۔

شاہ زیب اور گل باز ہوٹلوں میں جاتے اور وہاں پر سکریٹ نوشی۔ شراب نوشی۔ بہت شوق سے کرتے تھے اور آہستہ آہستہ وہی شوق ان کی عادت بن گیا گل باز بھی شراب نوشی اور سکریٹ نوشی کی عادی بن چکی تھی وہ چھوڑنا چاہتی تھی مگر چھوڑ نہیں سکتی تھی کیونکہ نشہ اس کی عادت اس کی

بھی کہوں گا میں اسے یہ بات بھی کہوں گا وہم بہت اچھے انداز سے تیار ہوا اور کنگنا بنا ہوا یونیورسٹی پانچا وہم کو آج کسی کی کوئی پروا نہیں تھی وہ بس وہم کی نظریں گل باز کو ڈھونڈ رہی تھی وہم کی سب امیدوں پر پانی پھر گیا تھا جب گل باز نے وہم کو دعوت نامہ دیا کہ اس کی شادی شاہ زیب سے ہو رہی ہے وہم گل باز کا منہ دیکھا رہ گیا وہم کی دنیا ہی اجڑ گئی تھی دل ٹوٹ سا گیا خواب بھر گئے کیا سوچا تھا کیا ہو گیا ہے وہم نے دل میں سوچا کہ اس نے اظہار محبت میں دیر کر دی ہے اس دیر نہیں کرنی چاہئے تھی۔

کہاں تک سینٹا میں بکھری محبت کو کچھ خواب ٹوٹے تھے کچھ خواب بکھرے تھے

وہم ٹوٹے دل ٹوٹے خوابوں کی کرچیاں سمیٹ کر بوجھل قدموں کے ساتھ واپس آ گیا اور پھر وہ دن بھی آ گیا جس دن گل باز اور شاہ زیب کی شادی گل باز کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی تھی شہر کے بہت امیر تاجروں نے شرکت کی کیونکہ وہ بہت امیر خاندان کے چشم و چراغ تھے گل باز اور شاہ زیب کی شادی میں اپنی آنکھوں سے دیکھی کیوں کہ میں دونوں کا بہت اچھا دوست تھا جیسے یہ وقت وہم نے گزارا ایسا ہی وقت اسی کو مظلوم ہو گا جس کی محبت اس کی آنکھوں کے سامنے کسی اور کی ہو جائے اور وہ حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا ہی رہ جائے شادی کے بعد شاہ زیب اور گل باز پاکستان سے باہر یورپ چلے گئے شاہ زیب کے پاپا کا بزنس تھا شاہ زیب نے وہ سنبھال لیا اور گل باز بھی اس کے ساتھ اس کی جیون ساگی تھی۔

کچھ خواب ٹوٹے کچھ خواب بکھرے جواب عرض 43 اگست 2015

رگوں میں اپنی طرح بستھا تھا۔

انجکشن لگانا بھی شروع کر دیا تھا۔

ایک دن ایک ہوٹل میں شاہ زیب کسی لڑکی کے ساتھ شراب پی رہا تھا تو گل ناز اپنے کسی بوائے فرینڈ کے ساتھ انجوائے کر رہی تھی شاہ زیب اور گل ناز کی جو عزت والی بات تھی وہ تو ختم ہو چکی تھی مگر اس دن شاہ زیب سے رمانہ گیا اور اس نے گل ناز کو جب دیکھا تو اس کو گھسیتا ہوا اپنے گھر لے آیا بہت مارا پیٹا کہ اس نے میری عزت خاک میں ملا دی ہے شاہ زیب نے گل ناز کو طلاق دے دی اور پھر اس نشہ کا مادی کیوں بتایا گل ناز نشہ کی خاص ہیروین یا ڈرگ کی اتنی عادی ہو چکی تھی کہ اگر اس کو نہیں ملتا تھا تو مانگنے لگتی تھی گھر والے کیا کرتے گھر والے نے اپنی بیٹی کو تڑپتے نہیں دیکھ سکتے تھے وہ مجبور تھے کہ وہ گل ناز کو خود ہی نشہ لاکر دیتے تھے اور اچھے ڈاکٹر سے علاج بھی کروا رہے تھے مگر کچھ فرق نہ پڑا کیونکہ گل ناز کی زندگی اب نشہ تھا اور نشہ اس کی موت کی طرف لے کر جا رہا تھا آہستہ آہستہ گل ناز نشہ کی حالت میں اکثر بے ہوش ہو جاتی اس کو دنیا جہاں کی کوئی ہوش نہ رہتی تھی اس کی زندگی کا چراغ کسی وقت بھی گل ہو سکتا تھا اور یوں وہ اکثر گھر سے بھاگ جاتی پاگلوں کی طرح اور گھر والوں کو یقین ہو گیا کہ گل ناز اب بھی ٹھیک نہیں ہو سکتی تو گھر والوں نے بھی اس پر توجہ دینا اور اس کا خیال چھوڑ دیا گل ناز کی حالت اب ایسی ہو چکی تھی کہ کوئی اس کو پہچان نہیں سکتا تھا۔

بس اپنے نشے کو پورا کرنے کے لیے اس دن گل ناز اشارے پر کھڑی گاڑیوں سے بھیک مانگ رہی تھی تو سیم جو امریکہ سے واپس آیا تھا اس نے اس کو پہلی نظر میں ہی پہچان لیا تھا وہ سیم کو بہت افسوس ہوا کہ بھی اس گل ناز کی خوبصورتی۔ محبت اور حسن کے چرچے پورے شہر میں خاندان میں مشہور تھے اور آج یہ گل ناز شہر کی سڑکوں بازاروں اور گلیوں میں بھکارن بن کر بھیک مانگ رہی تھی زندگی انسان کو کہاں سے کہاں لے جاتی ہے وہ سیم کو اکثر بہت افسوس ہوا کہ گل ناز میری محبت کی موت کی آغوش میں اتنی خستہ اور بری حالت میں ہے کہ گل ناز کی حالت اس قدر بگڑ چکی تھی کہ اب اس کا کوئی اور مل نہیں صرف موت ہی تھا اس لیے وہ سیم نے اپنے ٹوٹے اور ٹکڑے ہوئے خوابوں کو جوڑنے کے لیے ان کی تکمیل کے لیے ایسا کیا روز اپنے گھر سے کھانا لاتا اور گل ناز کو اپنے ہاتھوں سے کھلا کر چلا جاتا تھا گل ناز کو تو اتنا بھی معلوم نہ تھا کہ اس کھانا دینا والا اور روز اپنے ہاتھوں سے کھلانے والا کون ہے۔

دل میں ہوتا تو کسی طور نکل بھی جاتا اب تو وہ شخص بہت دور تک ہے مجھ سے وہ سیم اپنی محبت کو نہ تو پاسکا اور نہ ہی اس کے لیے کچھ کر سکا تھا۔ ملی بھی محبت تو کس موڑ پہ وہ سیم نے مجھے بتایا کہ گل ناز کو اس حالت تک لے کر جانے والا صرف اور صرف شاہ زیب ہے نہ وہ اس کو اتنی آزادی دیتا اور نہ آج وہ مغرب کے گندے ماحول میں اپنے آپ کو اتنی دور لے جاتی نہ شاہ زیب شراب پیتا نہ گل ناز بیٹی نہ شاہ زیب اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ سرعام پھرتا نہ گل ناز

گل ناز نے شہر میں بھیک مانگنا شروع کر دی اور جو ملتا اس سے نشہ پورا کرتی تھی اور اکثر نشتی لڑکے جہاں براکھے ہوئے تھے وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئی گل ناز نے اپنے آپ کو

اگست 2015

کچھ خواب ٹوٹے کچھ خواب ٹکڑے جواب عرض 44

Scanned By Amir

یہ عیادت کم۔ زیادہ تیری عداوت ہے
اس کے برعکس کرتی ہوں جو دل کہتا ہے
اب میرے دل سے ہی میری عداوت ہے
زہن رکھ دیتے ہیں اب تو دل بھی دوست
اب تو جذبوں میں اتنی ملاوٹ ہے
زندگی کے اصولوں کی بدگلی سے اکتا گیا ہے دل
سنو لو کو اب میری ان سے کھیل عداوت ہے
غزل

میں تپتی ہوں میں کلی ہوں
ماما کی گزیا پاپا کی پری ہوں
آنکھوں کی شہنشاہ کی پری ہوں
سب ناز اٹھاتے رہتے ہیں
کیوں لاڈ لگاتے ہو بابا
کیوں جان لگاتے ہو بابا
کیسا رشتہ ہے یہ اپنا
دکھ سکھ سانجھا ہے ہے اپنا
دل سے دل کا ہے ناطہ ہے
ذرا سا درد میرا تیری آنکھ بھراتا ہے
کیا عمر بھر ایسے ہی چاہو گے
کیا پاس اپنے ہی رکھ پاؤ گے
لیکن ایسا بھی کبھی ہو پایا ہے
کہتے ہیں بیٹی تو دھن پرایا ہے
کوئی شہنشاہ ہو یا ہو گدا
میں تپتی ہوں یا پری ہوں
گزیا ہوں یا پری ہوں
دامن میں دعاؤں کے پھول لیے
سر پر عزت کی روا لیے
نک دن تو جانا ہے مجھے
نایا کی محبت ماما کی راج بھانا ہے مجھے
شمینہ بٹ لہور

پھرتی جب عورت کو اس کا شوہر اتنی آزادی دے
وے تو اس کا انجام۔ گل ناز جیسا ہی ہوتا ہے اکثر
لوگ دولت کے نشے میں بھگ جاتے ہیں اور پھر
واپسی کا راستہ نہیں ملتا۔ قارئین یہ بھی گل ناز کی زخمی
داستاں جو میں گل ناز کونشہ کی حالت میں دیکھ کر
پوچھنے لگا تھا تو وہ مجھے اس کے اپنے ہاتھوں سے
کھانا کھلانے والا شخص وسیم ملا جس نے اپنی اور
گل ناز کی ساری داستاں سنائی جس کو سن کر مجھے
بہت افسوس ہوا گل ناز کی زندگی کسی وقت بھی نشہ
کی حالت میں ختم ہو سکتی ہے

تمام قارئین سے التجا ہے کہ گل ناز کی زندگی
کے لیے دعا کریں اور آخر میں میں قارئین سے
اتنا ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ آپ امیر ہیں یا فریب
ہیں آپ کے حالات اتنے ہی ہیں یا بد سے ہیں مگر اتنا
ضرور خیال رکھیں کہ نہ نئے کچھ کہاں جاتے ہیں کس
کے پاس جاتے ہیں ان کے دوست کیسے ہیں
اپنے بچوں کا خیال رکھو ان کو اتنی زیادہ آزادی نہ
دیں کہ معاشرے میں کوئی اور گل ناز پیدا ہو جائے
نشہ ایک لعنت ہے حرام ہے موت ہے خدا کے
لیے اپنے بچوں سے اس کو دور رکھیں بلکہ اپنے
بچوں کے سامنے سگریٹ بھی نہ بٹکیں خدا سب کو
اس نشہ جیسے کندے کام سے محفوظ رکھے آمین
میری طرف سے میرے والدین اور قرآن لعین
یعنی ملک شاہین حیدر رحمانہ ملک اور بہت ہی
بیاری سویٹ سی کزن ماریہ شامل پنڈی کھسپ کو
بہت بہت سلام اور ماریہ جی آپ کی تحریر پسند آئی

دل کو دل سے راہ ہوتی ہے کہاوت ہے
روٹھ کر مان جانا دوست کی عادت سے
تو دور جا کر بھی مجھے یاد کرے اتنا

کچھ خواب ٹوٹے کچھ خواب بکھرے جواب عرض 45 اگست 2015

عید لوٹ آئی ہے تم بھی لوٹ آؤنا

-- تحریر۔ سویرا فلک خان۔ روڈ و سلطان۔

شہزادہ بھائی۔ سلام و تحیات۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ چائیک شایان ضیاء کی آمد نے ضیاء ہاؤس میں مزید خوشیوں کو دو بالا کر دیا تھا۔ ثانیہ بہت خوش ہوئی کہ شایان لوٹ آئے۔ شایان نے ثانیہ کی طرف دیکھا مگر نہیں تھا شایان کی بے رخی سے ثانیہ بہت روتی تھی اور دکھنا کی آنکھیں سرخ ہوئی تھی سب نے وہ پوچھی تو ثانیہ صرف سر دیر کا بہانہ کر گئی تھی۔ شام کو سب عید کا چاند دیکھ رہے تھے اور بہت خوش تھے لیکن ثانیہ پریشان تھی۔ میں نے اس کہانی کا نام عید لوٹ آئی ہے تم بھی لوٹ آؤنا۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی۔۔۔

دارہ جواب عرض کی پنی کو نہ نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں۔ کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا انٹرنیٹ سروس نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں یا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

شادی کے بعد پڑھائی چھوڑ دی تھی کہ اسے کاموں سے فرصت نہیں ملتی تھی اور صائمہ کا ٹیچر بننے کا خواب ادھورا رہ گیا تھا بس وہ چاہتی تھی کہ میں چاہ کر کے بعد شادی کر دوں گی، ثانیہ پڑھائی میں مصروف تھی کہ شایان اس کے سر پر آن پہنچا تھا اور کہا۔

ثانیہ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں مگر میں پاپا کے سامنے زبان نہیں کھول سکتا تم شادی کے بعد پڑھ لینا میں تمہیں نہیں روکوں گا۔

ثانیہ نے فیسے سے کہا ٹھیک ہے مگر آج سے میری اور تمہاری محبت مر گئی ہے جو محبت کرنا جانتے ہیں وہ بڑے بڑے طوفان سے بھی ٹکرانا جانتے ہیں اور اپنی محبت کے لیے کچھ بھی کر سکتے ہیں اور آپ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

ایک کپ چائے ملے گی۔

تم سے شادی نہیں کر سکتی جب تک میں میں ایم ایس سی نہ مکمل نہ کر لوں اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو تمہارا انتظار کرو اور میری خاطر اٹکل فرحان کی بھی منع کر دو کہ تم ابھی شادی کرنا ہی نہیں چاہتے ثانیہ ضیاء یہ کہتے ہوئے کمرے میں چلی گئی تھی مگر پین شایان کے لیے یہ بات کسی امتحان سے کم نہ تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ بھی بھی اپنے سب کے سامنے نہیں بول سکتا اور اس دلہہ چشموں میں سونے کا مقصد صرف شادی تھی کہ فرحان ضیاء کی ایک سی خواہش تھی کہ وہ اس فرض سے سبوتا ہو جائے۔

شایان اور پنی بی بی ثانیہ کی جلد شادیاں کر دے مگر ثانیہ کی سوچ تھی کہ شادی سے بعد کوئی بھی لڑکی نہیں بر د سکتی اور وہ صرف گھر کی بہ کر رہ جاتی ہے جس طرح اس کی بیٹ فرینڈ صائمہ نے



Scanned By Amir

و یہ کہہ کر دانش نے ہانیہ کی پیشانی پر بھوسہ دیا اور
رکڑے سے باہر نکل گیا

منیر ضیاء کے دو بیٹے ایک بیٹھی تھی فرحان اور
عرفان دونوں ہی ایک گھر ساتھ ضیاء ہاؤس رہتے
تھے فرحان ضیاء کے دو بیٹے تھے کیٹکن شایان اور
ہانیہ ضیاء عرفان ضیاء کے تین بیٹے تھے دانش
۔ ٹانیہ اور آمنہ۔ رحمان ضیاء جن کی شادی چچا زاد
کزن مجاہد سے ہوئی تھی رحمان کا صرف ایک ہی
بیٹا تھا صائم۔ ضیاء ہاؤس کے گلین آپس میں بہت
پیار محبت و شفقت سے رہتے تھے اسی طرح بیٹوں
کی محبت بچوں میں منتقل ہو گئی تھی منیر ضیاء نے
اپنے بچوں کو مزید قریب کرنے کے لیے ٹانیہ کا
رشتہ شایان سے کر دیا تھا۔ ہانیہ کا رشتہ دانش سے
اور آمنہ صائم سے کر دیا سب ان رشتوں بے
بہت خوش تھے ہانیہ اور دانش تو ایک دوسرے کو
بہت چاہتے تھے مگر شایان اور ٹانیہ بھی ایک
دوسرے سے محبت تو کرتے تھے لیکن ٹانیہ محبت پر
اتنا یقین نہیں رکھتی تھی۔

سب بیٹے ایک ساتھ ایک ہی حویلی میں
کھیلتے کودتے بڑے ہوئے تھے بڑے ہونے پر
ان کو اپنی اپنی نسبت کا پتا چلا تو کسی نے اعتراض نہ
کیا سب بہت ہی خوش تھے۔ شادی کی تیاریاں
عروج پر تھیں ہر طرف گہما گہمی اور خوشیاں ہی
خوشیاں تھی دانش تو بہت زیادہ خوش تھا مگر ٹانیہ کی
طور پر راضی نہ تھی۔

تیرے خیالوں سے فرصت نہیں ملتی
اک ہل کے لیے ہمیں راحت نہیں ملتی
یوں تو سب کچھ ہے ہمارے پاس
بس دیکھنے کو آپ کی صورت نہیں ملتی

ہانیہ جو اپنے دھیان میں گم تھی بری طرح
اچھل پڑی۔

دانش مسکرا دیا۔ یار میں نے بہت دنوں سے
تمہارے ہاتھ کی چائے نہیں کی آج بہت طلب ہو
رہی ہے آپ کو مگن میں دیکھا تو چلا آیا اب پلیز
اپنے خوبصورت ہاتھوں سے چائے بناؤ لیکن
دھیان سے اگر آپ نے جان بوجھ کر بھی ہاتھ
جلائے تو میری جان مجھے بہت تکلیف ہوگی یہ
سننے ہی ہانیہ کے ہاتھوں میں پینا آ گیا۔

ٹھیک ہے آپ جائیں میں ابھی چائے بنا
کر بھیج دو گی ہانیہ نے دانش کو وہاں سے بلنا چاہا۔
نہیں نہیں یار تم کہیں بھول نہ جاؤ آپ
چائے بناؤ اور میں تمہاری مصومیت دیکھتا رہوں گا
ہانیہ نے جلدی سے ایک کپ چائے بنا کر دانش کو
دی اور کمرے میں جا کر سوچ رہی تھی کہ دانش نے
ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا اور پوچھا۔

میری جان پڑھائی کیسی جارہی ہے۔

ہانیہ نے بھابھ دیا سر ابھی جارہی ہے اور
آپ سنائیں آپ کی ڈیوٹی کیسی ہو رہی ہے
ہانیہ نے بھی پوچھا تھا۔

دانش نے جواب دیا ڈیوٹی ابھی طرح کر
رہا ہوں میں مجرم کو تو معاف کرنا نہیں ہوں چاہے
میری ماں ہو میرا باپ ہو میں خود مجرم کو معاف کرنا
میرے لیے زہر پینے کے برابر ہے اور میری ہانیہ
صاحبہ سے شادی ہونے والی ہے اتنی خوبصورت
جوانی میں تمہیں بیوہ نہیں کرنا چاہتا۔

دانش نے جیسے ہی یہ جملے زبان سے نکالے
تھے ہانیہ نے دانش کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور
رونے لگی تھی دانش نے دلاسا دیا۔

یار میں مذاق کر رہا تھا پلیز دل چھوٹا مت کر

دانش نے ہانیہ کو دیکھ کر یہ پڑھا تو وہ حسب
عادت مسکرائی ہانیہ نے کہا۔

اب بس کر دو اور مجھے جانے دو دانش نے کہا
ایک شعر اور سن لو باقی شادی کے بعد سناؤں گا۔

میں جس دن بھلا دوں تیرا پیار دل سے
وہ آخری ہومیری زندگی کا

یہ آنکھیں اسی رات ہو جائیں اندھی
جو تیرے سوا دیکھیں پھر کسی کا

دانش نے جب یہ شعر پڑھا تو ہانیہ نے کہا
مجھے لگتا ہے آپ کی ڈیوٹی سخت نہیں ہے جو اتنے
شعر تم یاد کر لیتے ہو دانش نے کہا۔

میری جان ڈیوٹی بہت سخت ہے مگر آپ کو
دیکھ کر تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے اور ہانیہ کی
خوبصورتی کو دیکھ کر شعر یاد آ جاتے ہیں۔ موسم
بہت حسین ہو رہا تھا بلی بلی بارش نے موسم کی
خوبصورتی میں مزہ اضافہ کر دیا تھا ہانیہ بچپن سے
ایسے موسم کی دیوانی تھی وہ بارش کی بوندوں میں
نہائی رہتی تھی اور آج وہ بارش میں بے خبری سے
نہا رہی تھی اور شایان دیکھ رہا تھا شایان سے رہا نہ
گیا اور وہ بھی بارش میں بھٹکنے کا وہ ٹائیپ کے ساتھ
تھا مگر ہانیہ بے خبر تھی جب ہانیہ نے دیکھا شایان
نے شعر پڑھا۔

بھگی بیاز تھا کہ وہ میرا سے فقط
بھگی بیڑوہ مجھ سے تھا تو نہیں

بھگی یہ دعا کہ اسے ملیں جہاں کی خوشیاں
بھگی یہ خوف کہ وہ خوش میرے بنا تو نہیں

خدا کے لیے اپنی یہ شاعری بند کر دو مجھے
شاعری سے بے حد نفرت ہے آپ شاعری تو کر
لیتے ہیں مگر جس سے محبت کرتے ہیں اس کی کوئی
خواہش پوری نہیں کر سکتے مرد صرف خواب

دکھاتے ہیں پورا نہیں کرتے صرف آپ مردوں
نے لڑکیوں کی عزتوں کو محبت کے نام پر داغدار کیا
ہے معصوم لڑکیوں کو محبت کے نام پر سرخ سوٹ
کے خواب دکھانے پر عزت دار خاندان کی لڑکیوں
کو بے حیائی کا کفن پہنایا ہے محبت کے نام پر کئی
گھر برباد کیے گئے ہیں کیونکہ آپ جانتے ہیں
عورت کی واحد کمزوری محبت ہے وہ اپنی محبت کے
لیے کچھ بھی کر سکتی ہے آپ اسی بات کا فائدہ
اٹھاتے ہیں مگر کوئی لڑکی آپ کی بہت زیادہ عزت
کرتی ہے تو مذاق سے یہ کہہ دے کہ وہ آپ سے
پیار کرتی ہے تو آپ لڑکیوں کا نام نہیں گے اور
اپنی بیوی کو بتائیں گے کہ بہت ساری لڑکیاں مجھ
سے محبت کرتی تھی اور میں صرف آپ سے۔ آپ
لوٹ تو محبت کے نام سے بھی نا آشنا ہیں صرف
آپ محبت کا لفظ بولتے ہیں اور لڑکیاں خواب دیکھ
دیکھ کر مرجاتی ہیں اور کیونکہ آپ بہت خوبصورت
خواب دکھاتے ہیں اور حقیقت کچھ بھی نہیں مگر
جب خواب اور حقیقت ٹکراتے ہیں تو سینے ٹوٹ
جاتے ہیں جب مرد کی احسینیت سامنے آتی ہے تو
عورت کو اس وقت اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے
تانیہ بہت فحشے میں بہت کچھ کہہ گئی تھی لیکن پھر بھی
شایان کی موٹا رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا اپنی محبت
کی خاطر آواز نہیں اٹھا سکتا اس کی خوشی کے لیے
کچھ بھی کر نہیں کر سکتا۔

شایان کی چھنیاں ختم ہو رہی تھیں اور شادی
سے دن بھی نزدیک آرہے تھے ایک دن وہ بھی
آ گیا جس دن شایان اور دانش کی شادیاں ہو گئی
دانش تو بہت خوش تھا جیسے ہی وہ بنوں کو اپنے
کمرے میں بٹھایا گیا دانش جیسے ہی اپنے کمرے
میں آیا تو پورا کمرہ سجا ہوا تھا اور ہانیہ بہت پیاری

لگ رہی تھی دانش نے ہانیہ کے خوبصورت سراپے کو دیکھا تو گنگٹانے لگا۔

میں نے سوچا نہ تھا ایسا ہو جائے گا
میرے پہنوں کا محبوب مل جائے گا
اب تو کانٹے بھی مجھ کو کلیاں لگیں
میرے دل میں یہ ارمان چلنے لگے

دانش نے ہانیہ کو تختہ میں خوبصورت انگوٹھی پہنائی اور پیاریں کھو گئے۔

کہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا مگر وہ مجبور تھی جب اسے تہینہ کی بات یاد آئی کہ شایان نے تہینہ کی بہن حسینہ کی عزت برداری اور وہ بھی صرف محبت کے نام پر لیکن دل نہیں مانتا تھا کہ شایان ایسا کر سکتا ہے مگر مرتے وقت حسینہ کی زبان پر شایان کا نام تھا ہانیہ کو دکھ اس بات کا تھا کہ شایان حسینہ سے شادی کر لیتا یا پھر ہانیہ کو سب کچھ بتا دیتا ہانیہ انہی سوچوں میں غم تھی کہ جب شایان نے الوداع کہا اور ڈیوٹی پر چلا گیا۔

شایان کو بہاد پور گئے ہوئے پانچواں دن تھا اسے ہانیہ کی بہت یاد آ رہی تھی ہانیہ لاکھ خفا تھی اس کی محبت تو بھی شایان نے ہانیہ کو کال کی ہانیہ نے فوراً ایک کی شایان نے حال احوال پوچھا اور ہانیہ کو دل کی بات بتا دی تو ہانیہ نے اوکے کہہ کر فون بند کر دیا تھا۔

شایان کمرے میں آیا تو ہانیہ کپڑے تہہ میل کر کے سو چکی تھی شایان اور ہانیہ کے ساتھ سو گیا رات تین بجے ہانیہ کی آنکھ کھلی تو انتہائی غصے میں چلائی بے شرم میرے ساتھ کیوں کمرے میں آنے کی آپ کی ہمت کیسے ہوئی شایان اٹھا اور ہانیہ کو پکڑ کر کہا۔

میرا صبر مت آزماؤ تم میری منکوحہ ہو اور پیار بھی اگر میں خاموش ہوں تو میری خاموشی کا فائدہ مت اٹھاؤ دو دن بعد میں بہاد پور جا رہا ہوں پھر بھی نہیں آؤں گا جب تک تمہیں میری محبت کا یقین نہ ہو جائے گا مگر ایک بات یاد رکھنا ایک مرد ساری دنیا سے لڑ سکتا ہے مگر انسان میں ہمت ہو تو شیر سے بھی لڑ سکتا ہے مگر محبت اور عورت کی نفرت کے آگے ہار جاتا ہے اور دو دن بعد تم جیت جاؤ گی اور تمہیں تمہاری جیت مبارک ہو تیری نظر میں محبت مرگئی ہے اور مجھے اور محبت کی قبر پر جا کر زندگی کا خاتمہ کر دو مگر میں تم سے محبت کرتا ہوں اور میری محبت زندہ ہے زندہ رہے گی اور مجھے امید تم پر نہیں مگر اپنی محبت پر ہے کہ تم ضرور مجھے بلاؤ گی یہ کہہ کر شایان باہر نکل گیا۔

دانش دن کے تین بجے گھر لوٹا تو ہانیہ سو رہی تھی دانش نے اٹھانا مناسب نہیں سمجھا اور فریج سے بوتل نکال کر پانی پی کر وہ باہر چلا گیا ایسا تھا باتوں میں مصروف ہو گیا تھا ہانیہ کی جب آنکھ کھلی تو اسے احساس ہوا کہ دانش تین بجے گھر آتا ہے ہانیہ منہ دھونے باہر گئی تو دانش پاپا کے ساتھ بیٹھا تھا جیسے ہی دانش کی نظر ہانیہ پر پڑی فوراً ہی ہانیہ کے پیچھے چلا گیا تو ہانیہ نے کہا۔

جناب اندر آ جائیں میں ابھی آ رہی ہوں دانش ہنس کر کمرے میں چلا گیا ہانیہ جب کمرے میں گئی تو پہلے معافی مانگی کہ میں سو رہی تھی مجھے معلوم بھی نہیں ہوا اس آپ کب آئے تو دانش نے اپنے ہاتھوں سے ہانیہ کا چہرہ لیا اور کہا۔

میری جان آپ سوتے ہوئے بہت پیاری

آج شایان کی واپسی تھی ہانیہ کو بہت دکھ ہوا

عید لوٹ آئی ہے تم بھی لوٹ آؤ نا جواب عرض 50 اگست 2015

زندگی کا روگ ہے جگ میں انسان یا تو مر جاتا ہے یا پھر جیب جاتا ہے لیکن محبت میں نہ مر سکتا ہے اور نہ ہی سکتا ہے صرف تڑپ سکتا ہے اگر وہ چاہتی تو شایان کو معاف کر سکتی تھی شایان بھی سچی محبت کرتا تھا لیکن جب اسے حسینہ یاد آئی تو محبت کو بھول جاتا تھا۔

رمضان شریف کی آمد تھی ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھی ثانیہ کا دل بے حد اداس تھا وہ پہرے کے بعد موسم بہت خوبصورت ہو گیا تھا ثانیہ نے کمرے کی کھڑکی سے لان کا نظارہ کیا کتنا حسین منظر تھا سارے پودے بارش میں بہا کر مزید خوبصورت لگ رہے تھے اتنے خوبصورت موسم میں وہ تنہا تھا ثانیہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے کاش شایان تم ایسا نہ کرتے کاش تم ایک مصوم کی عزت کو محبت کے نام پر داغدار نہ کرتے میری محبت میں کیا کی تھی کیا میں خوبصورت نہیں تھی ابھی وہ انہی سوچوں میں گم تھی جب ثانیہ نے پکارا تو وہ ثانیہ کے پاس چلی گئی۔

ثانیہ نے پوچھا ثانیہ کئی ماہ گز گئے ہیں بھائی شایان نہیں آئے تمہیں یاد نہیں آتی کیا تو ثانیہ رو دی نہیں یا وہ مجھے بہت یاد آتے ہیں لیکن وہ آرمی میں ہیں انہیں جلدی چھٹی نہیں ملتی۔ لیکن شایان کی یادیں میرا قیمتی سرمایہ ہیں ثانیہ نے جھوٹ بول کر ثانیہ کو خوش کر دیا تھا۔

ثانیہ ہالی سٹور کی پرنسپل بن گئی تھی وہ بہت خوش تھی کہ اس کا خواب پورا ہو گیا تھا ثانیہ دسویں کلاس کا چالو تھی کا پڑھنے پڑھا کر آفس میں آئی تو ثانیہ کے نمبر پر تہینہ کی آٹھ کانٹے آئی ہوئی تھیں ثانیہ نے بیک کال کی تو تہینہ نے ثانیہ سے معافی

لگ رہی تھی اگر میں آپ کے پاس بیٹھ جاتا تو آپ نی نیند خراب ہو جاتی اور نیند تو ہر کسی کو بہت پیاری ہوتی ہے اور پھر آپ مجھ سے ناراض ہو جاتی اور تمہیں ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ثانیہ نے کہا جناب مجھے آپ سے زیادہ نیند پیاری نہیں ہے اگر آئندہ آپ نے مجھے نہیں اٹھایا تو میں ناراض ہو جاؤں گی ثانیہ کی بات سنتے ہی دانش نے کہا۔

پار جب مجھے آپ کی ایسی باتیں یاد آتی ہیں تو ڈیوٹی بھول جاتا ہوں اور اب بھی صرف تمہیں دیکھنے آیا تھا اور باقی باتیں رات کو ہوں گی تو ثانیہ نے کہا۔

اچھا اب جاؤ ڈیوٹی پر آئی لو پوسٹج تو دانش نے کہا۔

آج ایسا کیوں کہا تو ثانیہ نے جواب دیا۔
آپ لوگ پیار میں رشوت لیتے ہیں اور آپ اتنا سڑ کر کے آئے ہو تو یہ میں نے آپ کو رشوت دی ہے دانش ہنس دیا۔

پار میں رشوت نہیں لیتا اور رشوت دینے والے بھی سے نفرت کرتا ہوں لیکن آپ کی رشوت قبول کرتا ہوں اور اگر آپ اسی طرح ہی رشوت دیتی رہی تھی میں ڈیوٹی چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آپ کے پاس ہی رہ جاؤں گا دانش نے آئی لو لکھا اور ڈیوٹی پر چلا گیا۔

ثانیہ کو شایان شدت سے یاد آ رہا تھا وہ اس سے بہت محبت کرتی تھی وہ اتنا جان بھکی تھی کہ شایان کے بغیر نہیں رہ سکتی ہر مل شایان کو یاد کر کے روتی تھی کیونکہ وہ جان گئی تھی کہ محبت انسان کی ہار ہے محبت تڑپ ہے محبت درد ہے محبت

عید لوٹ آئی ہے تم بھی لوٹ آؤ نا جواب عرض 51 اگست 2015

اور جب اسے پتا چلے گا کہ میں نے شایان ضیاء پر اتنا شک کیا ہے تو پھر بھی بھی نہیں۔

ثانیہ نے تمہیں کو شایان کا نمبر دیا اور تمہیں نے سب کچھ سچ سچ شایان کو بتا دیا کہ بھائی مجھ سے غلطی ہو گئی ہے پلیز مجھے معاف کر دو میں ثانیہ تم سے بہت محبت کرتی ہے پلیز لوٹ آؤ تو شایان نے تمہیں کو دلاسہ دیا میں آپ کا بھائی ہوں اور آپ نے جان بوجھ کر نہیں کیا میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے آپ تو بہن کے مجرم کے سزا دینا چاہتی تھی اور مجھے نہیں یہ سنتے ہی تمہیں نے لون آف کر دیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

ثانیہ نے باہر کو سب کچھ سچ سچ بتا دیا بانیہ پریشان ہو گئی لیکن پھر بانیہ نے یقین دلایا تم فکر مت کرو میں شایان کو سمجھاؤں گی اور آپ بھی کال کر کے گھر آنے کا کہہ دینا وہ ضرور آئیں گے اور ماں ثانیہ رمضان شریف ختم ہو رہا ہے امی ابو بھائی کو آنے کا کہہ رہے ہیں اور وہ آتا بھی نہیں ہے مگر مجھے امید ہے کہ تم کہو تو وہ ضرور آئے گا۔

ثانیہ اپنے سوتے پر شرمندہ تھی دو دن بعد عید تھی اور شایان نہیں آیا تھا وہ تو رورور پاگل ہو گئی تھی اور بے حد شرمندہ تھی اب ثانیہ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ شایان کو ضرور بلائے گی۔ ثانیہ افطاری بنانے میں مصروف تھی کہ دانش چن میں آ گیا اور بانیہ نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ دئے تو بانیہ نے کہا۔ جی ہاں میں پلیز ہاتھ بناؤ تو دانش نے کہا میں دانش اور رشوت لینے آیا ہوں آپ سے۔

بانیہ نے کہا اب جاؤ کوئی آجائے گا پھر ملاقات ہوگی تو دانش نے کہا۔

بھری جان میدان تو بائٹل صاف ہے کوئی

مانگی یا روہ شایان کیس تھا جس نے میری بہن کو خود کشی کرنے پر مجبور کیا تھا وہ اور شایان تھا مجھے بھی مرتے وقت حسینہ نے صرف نام بتایا تھا حسینہ کی ڈائری اس کے بیٹ فرینڈ قانزہ کے پاس تھی قانزہ دو سال کے لیے شو بزنس کے ساتھ سعودی عرب چلی گئی اب قانزہ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے اس سے پوچھا میرے پوچھنے پر اس نے بتایا۔ شایان نے خود کشی کر لی تھی کیونکہ شایان کا کاروبار تھا مغرور بن کر لڑکیوں کی عزت کے ساتھ کھیلتا تھا جب حسینہ نے شایان سے کہا کہ وہ سب کچھ سچ بتا دے گی شایان کی اصنیت سامنے لائے گی کیونکہ جب سچ اور جھوٹ ٹکراتے ہیں تو حقیقت سامنے آتی ہے اور جب حقیقت سامنے آتی ہے تو انسان نہ صرف دوسروں کی نظروں سے گرا جاتا ہے بلکہ اپنی نظروں میں بھی مجرم بن جاتا ہے تو شایان نے کہا میں دنیا کی نظروں میں شریف اور معزور ہوں تو حسینہ نے کہا کہ شایان سچائی خود ایک ثبوت ہوتی ہے جیسے چھپایا نہیں جا سکتا لیکن مٹایا نہیں جا سکتا اور خدا بھی مجرم کو معاف نہیں کرتا اور یہ سچائی میں ضرور تمہارے ہر والوں کو بتاؤں گی تو اس وقت شایان کے پاس کوئی راستہ نہ تھا اور شایان لڑکیوں کے ساتھ فلیٹ کرنا جنگ بھگتا تھا اور وہ کسی جنگ میں مارا نہیں تھا لڑکیوں کو محبت کے نام پر بے حیائی کا نشانہ شایان ضیاء نہیں شایان خاں پہناتا تھا جب شایان کو معلوم ہوا کہ حسینہ سے بدنام کر دے گی تو شایان خاں نے اپنے آپ کو شوٹ کر دیا مجھے معلوم نہ تھا سو پلیز ثانیہ مجھے معاف کر دو اور بھائی شایان کو واپس بلا لو ثانیہ نے کہا۔

یار اب وہ میرے بلائے پر بھی نہیں آئے گا

نہیں آئے گا اور ہانیہ صاحب آپ کو عید میں کیا گفٹ دوں تو ہانیہ نے کہا۔

یار صرف آپ ہی کافی ہیں میری عید تو آپ ہیں سب کچھ یہ سب سن کر دانش ہنس دیا اور ہانیہ کے ہاتھوں پر کس کر کے چلا گیا ہانیہ بھی مسکرا دی۔

فرحان ضیاء پریشان تھی وہ رو رہی تھی۔

کاش شایان تم لوٹ آؤنا۔

کاش تم لوٹ آؤنا

سنا ہے بہاریں لوٹ آئی ہیں

تم بھی لوٹ آؤ گے۔

تو یہ موسم بھی بدلے گا

بہاریں لوٹ آئیں گی

یہاں منظر بھی بدلے گا

سنو عید لوٹ آئی ہے

تم بھی لوٹ آؤنا۔

ہانیہ نے یہ سب سنا کر شایان کو سچا کر دیا اور رونے لگی جب شایان نے یہ سب سنا تو بہت خوش ہوا کہ ہانیہ نے مجھے بلایا ہے۔ اچانک شایان ضیاء کی آہ نے ضیاء ہاؤس میں مزید خوشیوں کو دوہلا کر دیا تھا۔ ہانیہ بہت خوش ہوئی کہ شایان لوٹ آیا ہے شایان نے ہانیہ کی طرف دیکھا بھی نہیں تھا شایان کی بے رخی سے ہانیہ بہت روئی تھی رو رو کر ہانیہ کی آنکھیں سرس ہو گئی تھی سب نے وجہ پوچھی تو ہانیہ صرف سر رو دکا بہانہ کر گئی تھی۔

شام کو سب عید کا چاند دیکھ رہے تھے اور بہت خوش تھے لیکن ہانیہ پریشان تھی کہ وہ اپنی غلطیوں کی معافی کس طرح شایان سے مانگے جوں جوں رات ہو رہی تھی ہانیہ کی بے قراری بڑھ رہی تھی رات کے گیارہ بج گئے تھے لیکن

شایان اب تک نہیں لوٹا تھا۔ ہانیہ جاگ رہی تھی اچانک ہانیہ کے کمرے کا دروازہ بند ہوا تو کہا دیکھتی ہے کہ شایان ضیاء ہانیہ کے سامنے کھڑا تھا ہانیہ نے ہنسنے لگا کہ شایان کے گلے لگ گئی اور خوب روئی اور ہانپتی غلطیوں کی معافی مانگی شایان نے ہانیہ کو اپنے سے الگ کیا اور کہا۔

میرنی جان میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے ساری غلطی تمہاری دوست کی تھی میں نے تم سے بہت محبت کی ہے اور محبت کبھی مرنی نہیں ہے زندہ رہتی ہے ہانیہ بہت خوش ہوئی تو شایان ہانیہ کے قریب ہوا اور کہا۔ آئیں گے نہ ہوش میں کبھی ایسا غمخوار ہو گا خواہوں کے آشیانے میں بس پیار ہی پیار ہو گا میرے جسم تیری جسم جی میرا خدا ہے۔ تو میری ابتداء ہے تو میری انتہا ہے۔ شایان نے ہانیہ کو یقین دہرایا تھا کہ اب سب غلطیوں کو گمانتیاں دور کر دو کیونکہ میں تمہارے بلائے پر آیا ہوں آپ نے کہا کہ عید لوٹ آئی ہے تم بھی لوٹ آؤنا کب میں لوٹ آیا ہوں اب سارے بدلے لوں گا جتنا ترپایا ہے اتنا ہی ترپاؤں گا تو ہانیہ رونے لگی شایان نے کہا۔

ہانیہ نے کہا کہ میں تو مذاق کر رہا ہوں جہاں محبت ہوتی ہے وہاں انتقام کی کوئی مجال نہیں ہوتی آئی لو۔

ہانیہ جان یہ الفاظ سن کر ہانیہ نے بھی اظہار محبت کر دیا تھا اب دونوں بہت خوش تھے عید لوٹ آئی ہے اور پیار کرنے والوں کو ملا گئی ہے دونوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پوری زندگی ایک دوسرے کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا۔
اللہ حافظ سو برا فلک۔

گھر آ جا پر دہی

۔۔ تحریر۔ کشور کرن۔ چٹوکی۔

شہزادہ بھائی۔ اسلام ویلیم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
 قارئین میں ایک بار پھر ایک ایسی کہانی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں جو ایک
 فرما بردار بیٹے کی کہانی ہے اور دعائے کہ ہر کسی کی اولاد ایسی ہی فرما بردار ہو میں نے اس کہانی کا نام۔ گھر
 آ جا پر دہی۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی
 یہ سن کر ماں کو کچھ حوصلہ ہوا اور پھر عید کی آمد آمد تھی اور رفعت بیگم کو عید سے زیادہ اپنے بیٹے کی آمد کی
 خوشی تھی کہ کب میرا چاند آئے اور میری عید ہو خیر وہ دن بھی گیا جب ارشی پاکستان آن پہنچا۔
 وارہ جواب عرض کی چٹوکی وہ نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقدمات کے نام
 تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل قسطنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا راشر ڈسٹرکٹ وارٹنگ
 ہوگا۔ اس کہانی میں یہ چٹو ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

ارسلان جو کہ بچپن میں ہی باپ کا سایہ کھو بیٹھا تھا
 اب صرف ماں ہی تھی جس کو چھوڑ کر خود اپنے
 بیٹس کے لیے ماں کو پاکستان میں ہی چھوڑ کر گئے
 ہوئے اب دوسری عید آ رہی تھی ہر بار ماں کو حوصلہ
 دینا اور کہتا ماں میں جلدی آ جاؤں گا بہت جلدی
 آپ پریشان نہ ہوں ماں بھی اپنے لخت جگر کے
 لیے دعا میں مانتی کہ میرا بیٹا جس مقصد کے لیے
 گیا ہے وہ اسی مقصد میں کامیاب ہو کر لوٹے۔
 ٹھہر وہ واحد بیٹا تھا جو ماں سے بات کیے
 بغیر کبھی نہ تھا نہیں کھاتا تھا ماں کی آواز سے بنا سوتا
 نہیں تھا اور آنکھ مھتے ہی اپنی ماں کی آواز سن کر وہ
 دن کا آغاز کرتا تھا وہ بے شک بیرونی ملک تھا مگر
 اس کو ماں کے علاوہ کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا جب
 بھی دل چاہتا ماں سے وڈیو کال سے بات کر لیتا
 تھا۔

ارے ماں آپ کیوں اتنی پریشان ہو رہی
 ہوں میں انشاء اللہ عید پر ضرور آ جاؤں
 گا اور اپنی پیاری سی ابق جان کے ساتھ عید کی
 خوشیاں مناؤں گا آپ پیاری کریں دیکھنا آپ
 عید کا چاند! پچھرتی ہوں کی اور میں آپ کے پاس
 ڈبل خوشی من کر آؤں گا۔ دیکھنا ماں آپ کا بیٹا
 آپ کا ہر خواب پورا کرے گا انشاء اللہ میرے
 لیے دعا ضرور کرتا ہوں رہنمان شریف آ رہا ہے
 کہتے ہیں روز دے وقت ہر دعا قبول ہوتی ہے اور
 پھر وہ بھی ایک ماں کی دعا ہوگی جو کہ اللہ کی بارگاہ
 میں ضرور قبول کی جائے گی۔

رفعت بیگم کی کال سننے ہی اس کا پینا بیٹا
 ماں کی باتوں کو دہرانے بیٹھا تھا ارسلان جو کہ
 رفعت بیگم کا کل سرمایہ کل کائنات تھا اس کی عمر بھر
 کی کمائی صرف اس کا ایف سی پنشن و چھانٹ تھا

جواب عرض 54

گھر آ جا پر دہی

Scanned By Amir



Scanned By Amir



میں امی کو بتا ہی دوں گا کہ میں آپ کی
بھانجی سے شادی نہیں کروں گا اور نہ ہی پاکستان
میں کسی لڑکی سے میرا پیار تو یہاں ہی ہے جو مجھے
بروز کہتی ہے۔ ارشی تم کب ڈولی لاؤ گے کب ہم
ایک ہوں گے مگر میں کس طرح ماں کو مناؤں کہ
امی میں یہاں ہی انگلینڈ میں شادی کروں گا اور
اپنی پسند کی کروں گا ماں کو یہ پتہ اگر چلا بھی تو اس
کے دل پر کیا گزرے گی کہ میرا بیٹا نافرمان نکلا یہ
لفظ میں بھی سنتا نہیں چاہتا دل کے ہاتھوں مجبور
ہوں اپنے پیار کو بھی نہیں چھوڑ سکتا کیوں کہ وہ
میرے دل کی ملکہ بن چکی ہے اور میں نے صرف
اس کو ہی اپنی زندگی میں لانے کا ارادہ کر رکھا ہے
کہ میں بھی پاکستان گیا بھی تو اپنی بیوی کو لے کر
ہی جاؤں گا۔

مگر کیا کروں مجبور ہوں آج تک اگر میں
نے اپنی ماں سے کوئی بات چھپائی ہے تو وہ بھی کہ
میرا پیار میرے پاس ہے میری اپنی ہونے والی
بیوی ماریہ اور ماریہ کے بغیر میں پاکستان نہیں
جاؤں گا۔ میں ہر وقت دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ کوئی
ایسا سبب بنا دے کہ میری امی ماریہ کو قبول کر
لے۔

وقت گزرتا گیا ارسلان کو اپنا بچپن یاد آ رہا تھا
وہ اکثر تجباتی میں اپنے بچپن کے دن یاد کر کے
بہت روتا تھا اور پھر پردیس میں جب اپنے دیس
کی یاد آتی ہے اپنے گاؤں کی وہ گلیاں اپنے گھر
میں کھلے اور بڑے بڑے گھر حویلی نما احاطے اور
پھر دوستوں کے سبک گلیوں میں گلی ڈنڈا اور
کرکٹ کھیلنا اور نہر بر نہانا بارش میں سب بچے مل
کر شور مچانا اور کاغذ کی کشتیاں بنا کر بہتے ہوئے
پانی میں ریس لگانا کچھڑ میں گندے ہو کر بھاگنا کیا

آج جانے کیوں وہ ماں کی کال سن کر کچھ
پریشان سا ہو گیا تھا کہ میری امی جانے کتنی اداس
ہیں اور اگر امی اداس ہو میں تو میں یہاں کچھ نہیں
کر پاؤں گا اور سب کچھ چھوڑ کر پاکستان چلا
جاؤں گا وہ انہی سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ دوست
کی آواز نے اسے چونکا دیا۔

ارے ارسلان۔ تم ابھی تک کمرے میں ہی
بند ہو ہم سب آپ کا ویٹ کر رہے ہیں چلو پار آج
سو سمجھی پیارہ ہے اور پھر ہمیں چھٹی چھی ہے چلو۔
کیا تمہیں یاد نہیں تھا کہ ہم نے کہاں جانا ہے ؟
ہاں یار یاد تو ہے سب کچھ مگر۔۔۔ مگر کیا مگر یار
تم ٹھیک تو ہونا۔

ہاں میں ٹھیک ہوں مگر ماں پریشان ہی ہیں
وہ کہتی ہیں کہ تم اس بار عید پاکستان کرو گے مگر میں
کیا کروں ماں کی مایوسی میری کمزوری ہے اور اپنی
ماں کی دعاؤں سے ہی تو آج میں اس مقام پر
ہوں کہ بیرونی ملک میں بھی میرا اپنا بزنس چل رہا
ہیں اور پھر اگر یہ سب کچھ اگر میرے پاس ہے تو
ماں کی بدولت ہے اب میں امی کو کیا بتاؤں کہ میں
کتنا مصروف ہوں لیکن ان کو کسی بھی پریشانی میں
نہیں دیکھ سکتا اور ایک طرف میرا کروڑوں کا
بزنس اور دوسری طرف ماں اب میں کیا کروں یار
مجھے تم ہی بتاؤ میں اپنی امی کو کیسے رضامند کروں کہ
وہ عید پر میرا انتظار نہ کرے۔

بہت وعدے بھی کیے ہیں کہ امی میں ضرور
آ جاؤں گا اور پھر میری امی کو بس میری شادی ہی
فکر لگی ہوئی ہے وہ تو ہر بار یہ کہتی ہیں کہ تم پہلے
شادی کرو پھر جانے دوں گی میں اس کی نہیں رہ سکتی
اب کیا کروں اگر شادی کے بندھن میں جکڑا گیا
تو پھر کبھی آزادی نہیں ملے گی۔

کہ آجا بیٹا اب پھر وہ جا سن بھرا ہوا سے کھانے والا
کوئی نہیں تم کب آؤ گے وہ شرارتیں مجھے بہت یاد
آتی ہیں اور میں وہاں جا کر پھر باپوں واپس لوٹ
آتی ہوں آجا بیٹا وہ ٹھنڈی لسی اور کھن کے بیڑے
کس کو کھلاؤں گی تم جلدی سے آ جاؤ بس۔

جب یاد ستائے تجھے میری تو ہم کو سندیر لکھ دینا
تیری یادیں ہیں میرے آنگن میں کچھ ہم کو
ایسا لکھ دینا

جب آئے گا ساون کا موسم اور بیڑوں پہ چک
جا میں جا میں
اس موسم میں میرے بن گزرا تیرا پل پل کیسا لکھ دینا
وہ ساگ میں کھن کے بیڑے وہ لسی ٹھنڈے سے منگنی کی
وہ پہلا پرائٹھا کھانے کے لیے تو آ جا بیٹھ لکھ دینا

دیواروں پہ تیرے نام تھے جو سب چوم چوم کر
مٹ گئے ہیں

جو مٹ نہ پائے جیون میں کچھ لکھ جا ایسا لکھ دینا
جب بیٹھیں چھٹی منڈیوں پر اور گائے کوئل بیڑوں پر
پھر دیکھ کے ان پرندوں کو تیرا حال ہو جیسا لکھ دینا
آج

آج ارسلان بہت اداس تھا اور اسے رہ رہ
کر اسنے بچپن کے دن یاد آ رہے تھے اس نے ماں
کو فون کیا کہ ماں اگر آپ کی اجازت ہو تو میں عید
کے بعد آ جاؤں گا مگر ماں نہیں مانی اور اپنی ضد پر
عی اڑی رہیں کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ اس کی بھانجی
کا رشتہ اب ٹوٹ جائے گا اور اس کی یاں اس کا
رشتہ کہیں اور کرنا چاہتی ہے اور وہ مجبور تھی کہ اب
کیا کروں بیٹا ہے وہ آنے کا نام نہیں لے رہا اور
بھانجی بیٹی کا رشتہ کہیں اور کرنے کو بہت جلدی کر
رہی ہے ارسلان بیٹا تم جلدی آ جاؤ کہیں تمہاری
ماں کی پسند کوئی اور نہ لے جائے۔

دن تھے گرمیوں کی بارش کے مزے اور پھر نیوب
ویل پر جا کر ڈبکیاں لگانا کاش وہ دن ایک بار پھر
لوٹ کر آئیں پورا دن نیوب ویل پر نہا نہا کر شام
کو جب سرخ آنکھوں سے گھر کی چوکھٹ پر
پاؤں رکھتے تو ماؤں کی ڈانٹ پہلے ہی منظر ہوتی
ہے کہ آگئے آوارہ پھرتے پھرتے گھر۔ کیوں
آئے ہو نکل جاؤ اتنی گرمی میں کہاں تھے تمہیں
نہیں پتا تھا کہ کھانا کھانا ہے ماں انتظار کر رہی ہو
گی ماں نے ٹھنڈی لسی میں شکر اور نمک ڈال کو
ہمارا انتظار کرتے کرتے تھک جانا تو مجھے میں
ہمارے داخل ہوتے ہی ہم پر اپنے انتظار کے
ایک ایک پل کا بدلہ لینے کے لیے سوائے ڈانٹ
کے کچھ نہ ملتا۔

کچھ دیر سے بعد پھر وہی ماں اور پھر تازہ
روٹی تھی والی وہ بھی اتنی دھوپ میں لکڑیوں کے
چولہے پر پکا کر دینا اور ساتھ میں کھن میں شکر
ڈال کر لسی میں نمک ڈال کر ٹھنڈی کر کے پیش
کرنی اور پھر اوپر سے اپنی مٹا کا پیار بھی نہیں
بھول سکتا۔

وہ اپنے ہی گھر کی حویلی میں جا سن کا
درخت اور پھر اوپر گئے جا سن اتار تے وقت بھڑ
کے جھتے کو جب پتھر لگا تو بیڑوں کا بھڑ بھڑا کر
ہماری آنکھیں منہ سوجھ کر ماں کی ڈانٹ۔

آج وہ وقت یاد آ رہا تھا ارسلان بیٹا ہوا
کبھی جس پڑتا تھا اور کبھی اپنے باپ کی یاد اور ان
کے فوت ہونے کے بعد آنے والے برے وقت
کو یاد کر کے رو بھی رہا تھا اسے کوئی سمجھانے والا
بھی نہ تھا اور نہ ہی اسے کوئی چپ کروانے والا تھا
وہ اپنے اس جا سن کے بیڑے پر پلے جا سن اپنی ماں
کے منہ سے سن کر بہت خوش ہوا تھا ماں نے بتایا

جواب عرض 57

گھر آ جا پردیسی

Scanned By Amir

اس کی نہیں اس کی دولت کی پیاسی ہے اور صرف وہ اس کے بزنس سے پیار کرتی ہے آج ارشی کو یہ معلوم ہو گیا تھا ماں باپ جو بھی کرتے ہیں اولاد کی بہتری کے لیے کرتے ہیں یہ ایک غیر لڑکی تھی اس کی اصلیت سامنے آگئی تھی مگر نشاء تو ہمارے خاندان کو جانتی تھی اور ہم نے بچپن بھی ایک ساتھ گزارا تھا نشاء مجھ سے بہت پیار کرتی تھی جس کے لیے میں اپنی ماں کی پسند کو ٹکرا رہا تھا آج اس نے اپنا آپ دکھا دیا سچ سے کوئی کسی کو جانے بغیر کسی سے سچی محبت نہیں کرتی۔ اپنی ماں کا سر جھکنے نہیں دوں گا آج میری آنکھیں حل گئی ہیں کہ میں ایک نظر راستے پر چل رہا تھا اگر میری ماں کو یہ سب معلوم ہوتا تو اس پر کیا لڑتی وہ بھی مجھے معاف نہ کرتیں اور میں اس جہاں کا نہ اس جہاں کا رہتا میرے پاس سے ہی کیا ایک ماں بس ایک ہی ماں کا سہارا ہے وہ بھی ناراض ہو جاتی تو میں نہیں کا نہ رہتا۔

آج ارسلان کا رستہ صاف ہو گیا تھا اس نے ماں کو حوصلہ دیا کہ ماں آپ فکرنہ کرو میں بہت جلدی آ رہا ہوں اور آپ کی بہو بھی لے کر ہی آؤ گا جو آپ کی پسند وہ میری پسند ہے اور ماں اس بار آپ کی بہو خواہش پوری کر کے آپ کو اپنے ساتھ لے آؤں گا میں آپ کے ہانا نہیں رو سکتا اور نہ ہی اب آپ کو خود سے دور رکھنا چاہتا ہوں۔

یہ سن کر ماں کو کچھ حوصلہ ہوا اور رفعت بیگم کے دل سے اٹھنے والی دنیا میں خدا کی بارگاہ میں جا پہنچی جن و خدا نے بہت جلد قبول کر لیا۔

عید کی آمد آئی تھی اور رفعت بیگم کو عید سے زیادہ اپنے بیٹے کی آمد کی خوشی تھی کہ کب میرا چاند آئے اور میری عید ہو۔ خیر وہ دن بھی آ گیا کہ بیٹا

آف۔ ماں یہ بھی کوئی بات ہے آپ کے لیے جیسی بہو کہو گی میں لے کر آ جاؤں گا اور پھر اگر اس کی ماں یعنی ممانی کہیں اور کر رہی ہے تو کرنے دیں کوئی بات نہیں پھر نشاء خود بھی تو مجھے اب پسند نہیں کرتی وہ میرے ساتھ کیسے رہ پائے گی۔

نہیں بیٹا نشاء کی بات پر مت جاؤ تمہارے ماموں نے کہہ دیا ہے کہ اگر یہ ارسلان سے شادی کے لیے رضامند نہیں تو میں کہیں اور بھی اس کی شادی پر خوش نہیں ہوں ان کے گھر میں بہت مسئلہ بنا ہوا ہے تم جلدی آ جاؤ بس پھر دیکھنا سب مسئلے ختم ہو جائیں گے۔

ارسلان یہ سنتے ہی دلی طور پر کچھ خوش تو ہوا مگر اسے دکھ اس بات کا تھا اس کی ماں پریشان تھی خیر وقت بے لگام کھوڑے کی طرح پر لگا کر اڑتا رہا اور ماہ رمضان کا دوسرا عشرہ شروع ہو گیا تھا ماں ایک ایک دن گن کر گزر رہی تھی اور پھر یوں ہوا کہ جب ارشی پاکستان آنے لگا تو ماں یہ سے کہا میں جا رہا ہوں وہ بونی میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گی اور ہم وہاں جا کر شادی کر لیں گے ارشی ماں گیا اور اس نے ہار یہ تو بھی تیار کر لیا مگر ماں نے ایک شرط بھی کہ وہ اپنا سب بزنس مار یہ کے نام کرنے اور اپنی تمام جائیداد مار یہ کے نام کرنے پھر مار یہ جائے گی۔ یہ سن کر ارشی بہت پریشان ہو گیا کہ اس نے کیا کہہ دیا مجھے اس کی اصلیت کا پتہ نہ تھا مار یہ مجھ سے نہیں میرے بزنس سے پیار کرتی ہے اور میں ایسا بھی نہیں ہونے دوں گا ایسی لاپٹی لڑکی تھی لیے میرے دل میں کوئی جگہ نہیں ہے۔

آج ارسلان کو احساس ہوا تھا کہ وہ جس کے لیے اپنے ماں سے بغاوت کر رہا تھا آج وہ

آج ماں بیٹے دونوں نے نئے نئے گھر میں پیغام بھیجا کہ ارشی آ گیا ہے اور اب جتنی جلدی ہو سکے شادی کی تیاری کریں عید کے دن ماں نے بیٹے کے سنگ عید کی خوشی کو بہت عرصے بعد پورے ہوتے ہوئے دیکھا آج کل جہاں کی خوشیاں اس ماں کے قدموں میں تھیں۔ جس کا ایک فرما بردار بیٹا اتنا عرصہ ماں سے دور پردیس میں رہ کر بھی ماں کے بغیر کھانا نہیں کھا تا تھا جس کا ایک ہی آنکھ کا تارہ آج تک ماں سے بات کیے بغیر سو نہیں پاتا تھا جس کا لاڈلا بیٹا نیک اور فرما بردار بیٹا ماں کا چہرہ دیکھے منا دن کا آغاز نہیں کرتا تھا۔

کاش کہ اس دور کا بر بیٹا ارسلان ہو اور دور رہ کر بھی ماں کے بتا رہ نہ پائے اور اسے بر بیٹا کی خوشیوں کا جذبہ کا احساس ہو اور ماں کی کمی کو محسوس نہ کرے کاش بر اولاد ہی اس ارشی کے جیسی ہو اور ماں پر غم بھول جائے اور ہر دکھ سے آزاد ہو اور اس دور کی اولاد ارشی کے جیسی تیب ہو تو کبھی کوئی ماں اپنی اولاد کے ہاتھوں مجبور نہ ہو اور نہ اپنی خواہشیں لے کر ایشوں بھری آنکھیں لے کر آجیں لے کر بڑوں دکھ لے کر بہ چیز کو ترستے ہوئے اس دنیا سے بھی ٹھوکر دوں سے اور ایشوں کی طرح نہ جائیں آج اس دور میں جنوں کے ہوتے ہوئے ایک گھر میں بیٹا بیٹوں کی زندگی بسر کر رہا ہے تو دوسرے میں ماں اپنی سسکیوں اور ایشوں بھری زندگی کے دن گزار رہی ہیں خدا پر مسلم کے بچے کو تیب بنائے اور ماں باپ کا فرما بردار بنائے

نے فلائٹ پکڑی اور پاکستان آ گیا جب امیر پورٹ پر اترا تو ماں کو فون کیا ماں کسی ٹھنڈی گرو اور کھن لگا کر پراٹھے پکاؤ میں آ رہا ہوں۔

آج وہ بہت خوش تھی اسے نہ تو کرمی لگی اور نہ ہی تھکاوٹ ہوئی اسے کے گھر میں اس کا چشمہ و چراغ آ رہا تھا جو ماں خود کو اتنا تھا سمجھ رہی تھی آج اس کے سب دکھ ختم ہو گئے تھے اور ہر بیماری سے آزاد تھیں کیونکہ آج اس کا بیٹا ملنے والا تھا وہ بار بار دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی اور کبھی اپنے گھر کی طرف کہ جو گھر بالکل سنیان تھا آج اس میں خوشیاں اور رونقیں آنے والی تھی۔

آج اللہ اللہ کر کے اس ماں کا انتظار ختم ہو گیا تھا جب بیٹے نے دروازے کی دہلیز کے اندر پاؤں رکھا تو کہا ماں ارشی آ گیا ہے اسے ڈانٹوئے اپنی دیر کیوں کی بیوں اتنا انتظار کرو لیا آپ سے ماں ڈانٹتا میں آپ کی ڈانٹ کھانے کو ترس گیا ہوں ماں آج بھی وہی ارشی ہے جو کل تھا اور جو بچپن میں تھا ماں دیر سے آتا آپ کو اچھا نہیں لگتا تھا اور آج تو میں دو سال بعد آیا ہوں آج مجھے ہنسی نہیں ہوئی۔ لگا دیں میری شکایت میرے بابا سے اور خود بھی ڈانٹو اور بابا سے بھی ڈانٹ پڑو اور۔

ماں کی آنکھوں میں خوشی اور غم کے ملے جلے اشک تیرے تھے خوشی اپنے بیٹے کے آنے اور غم کہ وہ آج اپنے باپ کی کمی کو محسوس کر رہا تھا جو اپنے بیٹے کو بڑے ہونے کی دعا میں دیتا تھا آج وہ ہم میں موجود نہ تھا اور نہ ہی وہ اپنے بیٹے کو اس طرح دیکھ پایا تھا ماں کو اپنا شوہر یاد تو آ رہا تھا مگر ماں نے بیٹے کو گلے لگا کر سب دکھ بھول کر سب غم چھوڑ کر سب انتظار کو جھٹک کر بیٹھے کو سینے سے لگایا اور بچپن کی طرح ٹھنڈی لسی اور کھن کا پراٹھا دیا اور

ہوگی صبر کی جیت

-- تحریر۔ شاز یہ گل۔ ماسٹرو۔ بھیر کنڈ۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
آج ایک کہانی کے ساتھ حاضر خدمت ہوں جس کا عنوان میں نے ہوئی صبر کی جیت رکھا ہے یہ کہانی
میں نے بہت ہی محنت سے لکھی ہے آپ قارئین کو یہی گلی مجھے اپنی رائے سے ضرور نوازے گا اگر میری
کہانی شائع ہوگی تو میں پھر ایک اور کہانی کے ساتھ حاضر خدمت ہوں گی مجھے لکھنے کا بہت شوق ہے امید
ہے کہ آپ میرے اس شوق کو ضرور پورا کریں گے میں آپ کے تعاون کی مفکورد ہوں گی جواب
عرض میرا پسندیدہ رسالہ ہے میں کوشش کروں گی کہ اس کے لیے ایسی تحریریں لکھوں جس میں ایک سبق ہو
جو معاشرے کی عکاس ہوں۔

ادارہ جواب عرض کی پاسکی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے
نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا رائرٹڈ ادارہ
ہوگا اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

چاند کا گلزار فروائی امی نے کہا۔	مہندی لگے گی تیرے ہاتھ
اتنے میں شور مچا لڑتے والے آگے لڑکیوں	ڈھولک بجے گی ساری رات
نے اور زور زور سے گانا شروع کر دیا۔	تجھ کو دیس پیا کا بھانے
لے جائیں گے لے جائیں گے	تیرا پیار تیرے گن گائے
دل والے دلہنیا لے جائیں گے	لہک لہک کر ڈھولک کی تھاپ
رہ جائیں گے رہ جائیں گے	لڑکیاں میں گانے گا رہی تھی۔
میے والے دیکھتے رہ جائیں گے	ارے سمیہ دیکھو تو لڑکے والے آتے ہی
گلزار خوبصورت ہنڈ سم نو جوان تھا جو ہر لحاظ	ہوں گے فروا کو بال میں لے آؤ۔
سے کسی بھی لڑکی کا آئیڈیل ہو سکتا ہے گلزار فروا	اچھا آنتی میں جاتی ہوں سمیہ۔ شازہ اور
کے پہلو میں بیٹھ کر بیٹھ گیا وہ کن اکھیوں سے	میرا فروا کو لے کر ہاں میں پہنچی فروا کو سٹیج پر بٹھایا
فروا کو دیکھ کر باقی فروا بہت حسین لگ رہی تھی گلزار	گیا۔
بہت خوش تھا اور خوشی اس کے چہرے سے عیاں	خدا نظر بد سے بچائے کیسا روپ آیا ہے
تھی اسے گلزار کیا بار بار ہماری بھابھی کو چوری	ہماری فروا آسمان سے اتری ہوئی حور لگ رہی
چوری دیکھ رہے ہو نظر نہ لگا دینا ہماری بھابھی کو	ہے جمیلہ خالہ اس پہ واری صدتے جا رہی تھیں
فراز نے ٹکرا لگایا۔	ارے کیوں نہ لگے جمیلہ میری بچی ہے ہی

اگست 2015

جواب عرض 60

ہوگی صبر کی جیت

Scanned By Amir



Scanned By Amir

گلزار کے پاس آ کر کہا۔
گلزار صاحب مبارک ہو آپ کی مسزماں
بننے والی ہے یہ بہت ویک ہیں اس لیے ان دنوں
ان کا خاص خیال رکھیے گا۔

گلزار بہت خوش تھا کہ فروا میں بہت خوش
ہوں تم نے مجھے بہت بڑی خوشی دی ہے گلزار نے
فروا کی ہیپ کے لیے ایک ماسی رکھ دی ہے جو
گھر کے سارے کام کرتی تھی اور پھر وہ وقت بھی
آ گیا جب فروا نے ایک خوبصورت گول مٹول سا
بچہ گلزار کی بانہوں میں دیا گلزار پار پارا سے چوم رہا
تھا انہوں نے بچے سا حزر رکھا تھا وہ دنوں اپنے
بچے کے ساتھ بہت خوش تھے۔

جب ساحر ایک سال کا ہوا تو اسی دوران
گلزار میں کچھ بدلاؤ آنے لگا وہ اب رات کو گھر
بھی لیٹ آنے لگا تھا ہر وقت چڑچڑاہن اور ساحر
یہ بھی توجہ چھوڑتی تھی فروا جب پوچھتی تو یہ کہہ کر
ٹال دیتا کہ نوکری ہی ایسی ہے ہزاروں کھینٹے
ہوتے ہیں مگر گلزار کی طبیعت دن بدن گرنے لگی
تھی وہ بہت کمزور ہونے لگا تھا وہ گلزار جو فروا کو
پھولوں کی طرح رکھتا تھا اب بات بے ہاتھ فروا کو
نا صرف گالی گلوچ کرتا بلکہ ہاتھ بھی اٹھنے لگا تھا اور
ان جھگڑوں کے درمیان تھا ساحر کم سا جاتا تھا
گلزار کچھ دنوں بعد گھر آیا تو بہت مضطرب تھا فروا
نے پوچھا۔

کیا ہوا ہے گلزار آپ پریشان لگ رہے ہیں
طبیعت تو ٹھیک ہے ناں آپ کی۔
ہاں ٹھیک ہوں میری جا ب چلی گئی ہے مجھے
نوکری سے نکال دیا تھا ہے۔
مگر کیوں فروا نے خیرا کر پوچھا۔
تمہارے ہر سوال کا جواب دینے کا میں

فروا ایک دن جمعہ ہی گئی گلزار نے بھی
مسکرانے پر اکتفا کیا ماحول بہت خوبصورت تھا۔
اور پھر رخصت کیا فروا پار پار ماں کے گلے لگ
رہی تھی فروا رخصت ہو کر گلزار کے گھر میں آگئی
گلزار کا تین کمرے والا گھر جس میں وہ اپنے
بھائی بھابھی کے ساتھ رہتا تھا آج جھگڑ کر رہا تھا
فروا کو ایک بچے ہوئے کمرے میں لایا گیا۔

گلزار سرکاری عہدے پر فائز تھا بہت
خوبصورت اور کھیر و جوان تھا فروا بھی کوئی کم
خوبصورت نہیں تھی جیسی گلزار نے جب گھونگھٹ
اٹھایا تو دیکھتا ہی رہ گیا اس کی چلیں جو اٹھی تو ان
غزالی آنکھوں سے چار ہوئی اور پھر پلٹنا بھول گئی
زندگی کے کچھ سال دن عید اور رات شب برات
جیسے گزرنے لگے فروا کے ساس سر تو پہلے ہی
وفات پا چکے تھے گلزار کے بڑے بھائی اور بھابھی
نے اس کی شادی کروائی تھی اور پھر شادی کے بعد
انہیں الگ کر دیا تھا گلزار اپنی ذمہ داریاں خود
سنجالے بڑا بھائی جا ب کرتا تھا جس کی وجہ سے
وہ اپنے بیوی بچوں کو دوسرے شہر لے گیا۔

فروا دن بھر کام کرتی اور رات کو گلزار کے
آنے کا انتظار کرتی گلزار میری کچھ طبیعت خراب
ہے سچ سے سر چکرا رہا ہے۔

ارے کیا کہہ رہی ہو تم نے مجھے فون کیوں
نہیں کیا میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جاتا چلو
اٹھو ابھی چلو۔

ارے نہیں نہیں گلزار آپ پریشان نہ ہوں
کوئی بہانہ نہیں چلے گا جلدی سے تیار ہو جاؤ
میں ابھی تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جاتا ہوں۔
وہ دنوں ہی ڈاکٹر ثمرہ کے کلینک میں گئے
ڈاکٹر ثمرہ نے فروا کو چیک کیا ٹیسٹ کیا اور پھر

نہیں ابو میں آپ کے ساتھ نہیں جاسکتی۔
کیوں نہیں جاسکتی۔ ہم نشئی کو اپنا داماد نہیں
مانتے ابھی تمہارا بیٹا بھی چھوٹا ہے اک عمر بڑی
ہے تمہارے سامنے اس نشئی کے لیے اپنی زندگی
برباد مت کرو۔

نہیں ابو میں گلزار کو نہیں چھوڑ سکتی وہ جیسے بھی
ہیں میرے شوہر ہیں اور ساحر کے باپ میں ساحر
کی شخصیت برباد نہیں کرنا چاہتی۔

فروا کو اب بھی گلزار سے محبت تھی فروا کے
والدین ناراض ہو کر اس سے ہر رشتہ توڑ کر چلے
گئے یہ سوچ کر کہ جب یہ ان حالات سے نکل
آجائے تو خود ہی ہمارے پاس چلی آئے گی۔ فروا
جانتی تھی ماں باپ چاہے جیسے بھی ہوں بچے ہمیشہ
اپنے ماں باپ کے ساتھ ہی خوش رہتے ہیں فروا
کے والدین اس کی بروا کرنی چھوڑ دی اور گلزار
کے بھائی بھابھی تو پہلے ہی لائق ہو چکے تھے اب
سارے حالات کا فروا کو اکیلے ہی سامنا کرنا تھا
اس لیے فروا نے ٹھان لی کہ چاہے کچھ بھی ہو وہ
حالات کا مقابلہ کرتے گی وقت کا دھارا اپنی رو
سے چلتا رہا فروا دن رات ایک کر کے اور تھوڑے
سے پیسے بچانے لگی تاکہ گلزار کا کسی ایسے ڈاکٹر
سے علاج کروا سکے اور اس سے نشے کی لت
چھڑائی جاسکتے مگر ایک دن گلزار نے اس کو پیسے
صندوق میں رکھتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور جب
فروا کام کرنے چلی گئی تو موقع ملنے ہی گلزار نے
وہ پیسے نکال لیے اور جا کر خوب نشہ کیا حسب
معمول آج فروا نے صندوق کھولا دیکھوں تو کتنے
پیسے ہوئے ہیں مگر وہاں سے تو پیسے نہ ملے تو فروا
تجسس لگی کہ گلزار نے ہی پیسے چرائے ہوئے سو
چپ بوگنی اور کاتب تقدیر سے اپنی قسمت کا گلہ

پابند نہیں ہوں میرا داغ مت کھاؤ۔
فروا کو گلزار لائق ہوئی تھی کہ اب گھر کیسے چلے
گا سو اس نے ڈرتے ڈرتے گلزار سے کہہ ہی دیا
کہ گلزار اب کیا ہوگا اب گھر کیسے چلے گا۔

تو میں کیا کروں مجھے تو کوئی اور کام نہیں آتا
گلزار روز گھر سے نکل جاتا اور سارا دن منر
مشت میں گزارتا رات کو لوٹ آتا اب اسے ساحر
کی بھی کوئی پروا نہیں تھی گلزار کے غلط دوستوں
نے اسے ہیروئن جیسے غلط نشے پر لگا دیا تھا جس کی
وجہ سے اسے نوکری سے بھی نکال دیا گیا۔ فروا
بہت پریشان تھی کیونکہ اب تو نوبت قاتوں تک
آگئی تھی فروا کو کپڑے سینے کا کام آتا تھا سوچا
کیوں نہ میں کپڑے سلائی کروں اور اس طرف
فروا نے ہمت کی اور ساتھ والی باجی کے توسط سے
کچھ کپڑے سینے کے لیے ملنے لگے مگر جب فروا کو
اپنی محنت کی مزدوری ملی تو گلزار نے وہ پیسے اس
سے جھپٹ لیے اور ان پیسوں سے اپنا نشہ خرید لیا
اب تو یہ معمول بن گیا کہ وہ کپڑے سلائی کر کے
پیسے کماری اور گلزار اسے مار پیٹ کر اس سے پیسے
چھین کر لے جاتا اور چاکر اپنا نشہ پورا کرتا اب
فروا کو مجبوراً لوگوں کے گھروں میں کام کرنا پڑا۔

ساحر اب بڑا ہو رہا تھا فروا نے ساحر کو ایک
سرکاری سکول میں داخل کروا دیا ساحر بہت لائق
اور ذہین بچہ تھا اس وجہ سے وہ ہر کلاس میں ہمیشہ
اول آتا فروا کے والدین کو جب پتہ چلا تو وہ فروا
کے گھر آئے اور اسے اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔

فروا ہم تمہارے ماں باپ ہیں تم نے ہمیں
بھی بتانا گوارا نہیں کیا ہم تمہیں یوں برباد ہوتا نہیں
دیکھ سکتے ہم تمہیں لینے آئے ہیں فروا نے والدین
سے کہا۔

کرنے لگی۔ کسی نامم میں تمہارا باپ بھی سرکاری عہدے پر

فائز تھا غلط محبت اور غلط دوستوں کی دوسری میں
پر باد ہو گیا۔ اچھا بیٹا آپ کھانا کھا لو مجھے ذرا خال
سکینہ کا جوڑا سینا ہے صبح کام پر جاتے ہوئے دہتے
جاتا۔

امی میں نے کھانا کھا لیا ہے اب میں تھوڑی
سٹڈی کر لوں پھر قریب آرہے ہیں۔

ہاں بیٹا کیوں نہیں بہت محنت کرتے ہو خدا
تمہاری محنتوں کو رانیاں نہیں جانے دے گا۔
فروا فروا کہاں ہو کہ ہر مرگئی ہو۔

جی گلزار میں یہاں ہوں مچن میں آپ کے
آگے۔

ہاں ہاں تم تو چاہتی ہو تو کہ کبھی نہ آؤں مر
کھپ جاؤں کہیں۔

خدا نہ کرے کسی باتیں کر رہے ہیں آپ۔
زیادہ باتیں نہ کرہ اور جلدی سے مجھے پیسے دو
میرا بدن ٹوٹ رہا ہے مجھے نشے کے لیے پیسے
چاہئیں۔

کہاں سے لاؤں میں پیسے آتی فروا کا ضبط
جو اب دے گیا تھا جیسی فروا بول پڑی سارا دن
لوٹوں کے گھروں میں کام کرتی ہوں گھر آکر
کپڑے سکتی ہوں اور ہمارا یہ معصوم بچہ جس کی
ابھی پڑتے کا عمر ہے تمہاری وجہ سے مزدوری
نہ کرنے اینٹوں کے بھنے پہ جاتا ہے اور اپنی تعلیم کا
شوق پرائیویٹ امتحان دے کر پورا کر رہا ہے
تمہیں اس معصوم پہ ترس نہیں آتا کیوں نہیں
چھوڑتے تم نشہ۔

میں نیاروں نہیں چھوڑ سکتا نشہ چھوڑوں گا تو
مر جاؤں گا کیوں نہیں سمجھتی تم یہ بات تم مگر میں کیا
تکروں میرے پاس آتی پیسے نہیں ہیں۔

اللہ ہمیشہ اپنے بندوں کو آزماتا ہے اور جو
پیسے رو گئے وہی کامیاب رہے یہ بات اس کے
دماغ میں گھومنے لگی تو اس نے اللہ سے معافی مانگی
اور دعا کی اللہ مجھے اپنے امتحانوں سے سرفرد کرنا
مجھے صبر استقامت عطا فرماتا کہ میں صبر سے
حالات کا مقابلہ کر سکوں۔

ساحر نے میٹرک اچھے نمبروں سے پاس کر
لی تھی اور آگے بھی پڑھنا چاہتا تھا مگر حالات ایسے
نہیں تھے۔ ساحر بہت حساس تھا اس نے محنت
مزدوری شروع کر دی تاکہ اپنی آگے کی تعلیم کا
خرچہ خود اٹھا سکے اور پرائیویٹ پڑھنے لگا۔

ساحر بیٹا آ جا کھانا کھا لے میری جان دن
بھر محنت مزدوری کرتے ہو اور رات کو بھی پڑھائی
نہ کھانے کا ہوش سے نہ پینے کا نہ سوتے ہو۔

کیا کروں انی میں آپ کی زندگی کا کل
اماشہ ہوں میری بھی پنچہ خواہشیں ہیں تمنا میں ہیں
جنہیں مجھے خود پورا کرنا ہے۔

اچھا اچھا میرے بچے ابھی اٹھ فریش ہو کر
خانا کھالے میں جاتی ہوں میرا بیٹا بہت بہادر
ہے اور میری دن رات کی دعا میں ضرور رنگ
لا رہا ہے۔

باب الماں ایک آپ ہی تو ہیں جسے میری فکر
ہوتی ہے کبھی کبھی مجھے بہت دکھ ہوتا ہے جب میں
اپنے دوستوں کے والدین کو انکے لیوچے کے
بارے میں فکر مند دیکھتا ہوں ایک میرا باپ ہے
جیسے سوائے نشے کے کسی چیز کی فکر نہیں گھر بھی تب
آتا ہے جب نشے کے لیے پیسے چاہیں ہوں یا
کھانے کی طلب ہو۔

ہاں بیٹا بس میرے مقدر کی بات ہے ورنہ

وہ سے ہی لون پہ بہہ لرسا حر پھوٹ
 نہ ررونے لگا وہ سا حرجو کچھ وقت پہلے شیر کی
 طرح دھاڑیں مار رہا تھا اب اپنی ماں کے زخم اور
 ماتھے سے بہنے والے خون کو دیکھ کر بلک بلک کر رو
 رہا تھا فروانے سا حرجو کھلے لگا لیا پیار کیا اس کا ہاتھ
 چوما کیونکہ وہی تو تھا جس کے لیے وہ زندہ تھی
 سا حرنے ماں کو پکڑ کر اٹھانے کی دعا پر ماں تو جیسے
 زمین سے چپک گئی تھی۔

نہیں سا حرجو بیٹا مر جانے دے اپنی اس بد
 نصیب ماں کو نہیں کروانی مجھے کوئی مرہم پٹی اس
 زندگی سے تو موت ہزار درجہ بہتر ہے آج
 فرواہبت ولبرداشت ہو گئی تھی جوان بیٹے کے
 سامنے زور زور سے مار کھانا اس کے لیے شرمندگی
 کا باعث تھا مگر وہ مجبور تھی کیونکہ گلزار کوئی بات
 سمجھتا تو تب نہ اسے نشے سے مطلب تھا مار پیٹ
 اس کا معمول بن گیا تھا اور سہنا فروا کی مجبوری
 سا حرجو خد کے آگے فروا کو بار مانتا بڑی کیونکہ فروا
 اپنے بیٹے کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتی تھی سو
 مان گئی سا حرجو اپنے مضبوط بازؤں سے اپنی کمرور
 ماں کو یوں تھاما کہ زخموں درد سے چور بھاری پڑتا
 ہوا وجود فروا کو ایک دم ہلکا سا محسوس ہونے لگا اور
 وہ دونوں ڈاکٹر کے پاس چل دیئے مرہم پٹی کروا
 کے فروا جب گھر آئی تو سا حرجو کو سمجھانے لگی۔

دیکھو بیٹا تم اب بڑے ہو گئے ہو مگر یہ کبھی
 مت بھولنا ہے گلزار آپ کا باپ ہے اور میں نے
 آپ کی تربیت ایسی نہیں کی کہ بڑوں سے بد تمیزی
 کرو آپ کے ابو واپس آ جائیں تو ان سے معافی
 مانگو ماں باپ چاہے جیسے بھی ہوں اولاد کے لیے
 قابل احترام ہوتے ہیں۔

اچھا امی جیسے آپ کہیں گی میں دیا ہی

باہر ہو گیا اور فروا وینڈی خراب رہا مگر وہ۔۔۔
 رک جائیں ابو اگر آپ میرے باپ ہیں
 سا حرنے چلا کر کہا۔ آج مجبور سا حرجو بد تمیزی کی
 حد پار کرنی پڑی تھی سا حرجو اب جوانی کی دلہیز پر
 قدم رکھ چکا تھا کشادہ چھائی باپ سے بھی بڑھتا
 ہوا قد مضبوط جسامت اس کی عمر اور جسامت کے
 ساتھ ساتھ اس کا قصہ بھی بڑھتا جا رہا تھا آج
 سا حرجو کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھی اور آج اس کی
 آنکھیں بہت خطرناک تھیں گلزار غصے سے بڑ
 بڑاتا ہوا باہر نکل گیا سا حرجو بچپن سے اپنی ماں کو
 اپنے باپ کے ہاتھوں پٹھا ہوا دیکھ رہا تھا آج
 سا حرجو نہ کر سکا اور بول پڑا۔

امی آئیں میں آپ کو ڈاکٹر کے پاس لے
 چلوں ابو نے بہت بے دردی سے آپ ما۔ اے
 آپ کو۔ مجھے معاف کر دیں امی میں نے ہمیشہ
 آپ کی تربیت کو اپنا معیار بنایا ہے میں نہیں چاہتا
 تھا کہ میں ابو سے بد تمیزی کروں مگر آج تو انہوں
 نے حد ہی کر دی دیکھیں نا کتنا خون نکل رہا ہے
 آپ کے سر سے۔

رہنے دو بیٹا کوئی بات نہیں وہ بیچارہ بھی کیا
 کرے جب نشہ اسے ستاتا ہے تو وہ نہیں ستاتا
 ہے یہ نشہ ہے ہی بڑی نامراد شے۔

رہنے دیں امی ابو ہمیشہ آپ پر ظلم ہی کرتے
 ہیں اور آپ ہمیشہ ان کی ہی سائیڈ لیتی ہیں چلیں
 میں آپ کو ڈاکٹر کے پاس لے چلوں خون بہت
 بہ رہا ہے۔

ارے نہیں میری جان تو ٹکر نہ کر میں ٹھیک ہو
 جاؤں گی۔

ٹکر کیسے نہ کروں امی میرا آپ کے سوا

مظرت کے لیے دعا تو کرنے کا اور آج تقدیر کو شاید اس کا ساتھ دینا تھا۔ ان تین غنڈوں میں سے ایک آدمی نے موبائل نکالا وہ شاید کسی سے بات کرنا چاہ رہا تھا مگر اسے سگنل پر اہلہم کی بحالی کی خاطر اس طرف چلنے لگا جہاں ساحر چھپ کے کھڑا تھا جیسے ہی وہ اس درخت کے پاس پہنچا ساحر نے کمال سے بھرتی سے ایک جھپ لگا کر اس غنڈے کو سنبھلنے کا موقع دینے بغیر ہے اس سے ہتھیار چھین لیا اور اندھا دھند ان پر برس پڑا اس جواب کاروائی کے لیے دوسرے دو آدمی بھی آگے بڑھے مگر وہی ڈھیر ہو گئے ساحر خود بھی حیران تھا کہ اس میں اتنی ہمت کیسے آگئی جن لوگوں کو وہ اغوا کر کے لے جا رہے تھے وہ ایک ریٹائرڈ افسر تھے اور دوسرے ان کے دوست ڈاکٹر جو کہ ان سے ملنے ان کے گھر آئے تھے ایک اگلی بھو اور ایک پوتی اور پوتا جو لوگ انہیں لے کر جا رہے تھے وہ کالعدم تنظیم کے کچھ لوگ تھے ان کے کچھ دوست ان کے پاس تھے انہیں چھڑوانے کے لیے انہوں نے ان لوگوں اور ان کی فیملی کو برہنہ کر دیا تھا۔

ساحر نے ان کی جان بچا کر ان پر بڑا احسان کیا تھا اس آدمی نے ساحر کو اس کی بہادری پر مبارکباد دی اس کا شکر یہ ادا کیا اور پوچھا ساحر جتنا آپ نے ان غنڈوں کو خاک میں ملا دیا آپ کو ڈر نہیں لگا۔

نہیں سر مجھے موت کا خوف نہیں ہوتا میں تو خود ہی موت کا تمنا ہی ہوں۔

خدا نہ کرے جتنا کیسی باتیں کر رہے ہو کچھ نہیں سر چھوڑیں اس بات کو آپ بتائیں آپ کو کہاں جانا ہے میں آپ کو آپ کے گھر تک چھوڑ

کروں گا۔
وقت کتنا گیا ساحر نے رپائیٹ بی اے کر لیا اب وہ چاہتا تھا کہ کوئی اچھی سی جاب ہو مگر اسے مسلسل ناکامی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا کیونکہ اس کی حیثیت رشوت دینے کی تھی تاہی کوئی سٹارٹ اپ بھی اس کے پاس آج بھی وہ ایک انٹرویو دینے کے لیے نکلا اور جاتے ہوئے ماں سے کہا ماں دعا کرنا آج انٹرویو کا میاب رہے ورنہ یہ ناکامیاں اور مایوسیاں مجھے مار ڈالیں گی جب انٹرویو دینے پہنچا تو انہوں نے بغیر سی وی دیکھے اسے رجیکٹ کر دیا ساحر بہت دلبرداشتہ ہوا اور واپس آگیا مگر آج اس نے سوچا کہ کب تک یوں منہ لگا کر گھر جاتا رہوں گا میری ماں اتنی محنت کرتی ہیں اور مجھے محنتوں سے بچایا ہے مگر میں ان کا خواب پورا نہیں کر سکتا وہ خود سے غمگین تھا آج مایوسیوں کا اٹھا گہرائیوں میں ڈوبا بدھیانی سے سڑک کنارے بیدل چلا جا رہا تھا چلتے چلتے وہ ایک شہر سے دوڑ سہا اک سنان جگہ پر پہنچ گیا تھا جہاں سڑک کنارے جا بجا بڑے بڑے درخت تھے ابھی وہ ان ہی سوچوں میں جا رہا تھا کہ وہ کہاں پہنچا ہے کہ ایک دین جو کہ بہت زور سے جھٹکے سے رکی اور اس میں سے کچھ لوگ ہاتھ میں کچھ سامان اور باہر نکلے اور چند لوگوں کو باہر نکالا جن میں ایک بچہ اور ایک بیٹی بھی دو مرد اور ایک عورت تھے وہ کٹنی پر تھے یا کوئی غنڈے ساحر سمجھنے سے قاصر تھا ساحر نے خود کو ایک بڑے درخت کی اوٹ میں چھپا لیا اور دیکھنے لگا کیا ایک اس کے ذہن میں ایک بات آئی کہ مرنا تو ویسے بھی ہے کیوں نا ان لوگوں سے لڑ کر مروں اگر ان برہنہ لوگوں میں سے ایک بھی بچ گیا تو میری

رحمان نے انکا علاج کیا ساحر ایک بہادر اور محنتی
 نوجوان تھا وہ اپنی محنت اور لگن سے منزلیں طے
 کرنے لگا اور ان کو سرکاری گھر بھی مل گیا تھا۔

اب فروا کی زندگی میں بھی سکون آ گیا تھا اور
 گلزار بھی علاج کی وجہ سے بہتری کی طرف جا رہا
 تھا آج فروا کو اس کی محنت کا ثمر ملنے کا وقت آ گیا
 تھا اور گلزار بھی ٹھیک ہو کر گھر آ گیا تھا ساحر اور فروا
 بھی بہت خوش تھے خاکی وردی اس پر خوب حق
 رہی تھی بے شک خدا بھی کسی کے صبر کو تانتا نہیں
 آزما تا کہ وہ سہ نہ سکیں رب تو اپنے بندوں سے
 بے پناہ پیار کرتا ہے فروا نے آج شکرانے کے فعل
 ادا کیے تھے سب سے شکر ادا کیا ساحر بھی بہت خوش تھا
 بے شک آج صبر جیت گیا تھا۔

کارمین یہ تھی ادنیٰ سی کاوش آپ سب کی
 قیمتی آراء کا انتظار ہے گا شکر یہ ہے
 شاز یہ گل با سہرہ بھیر کڈ تھلہ سواتیاں

طاہر عباس۔ شہار آباد کی شاعری

مستردھنا روٹھنا زنگ کی تھا ہو جائے گی
 دل کے تدا بے کی انتہا ہو جائے گی
 جوڑ بیٹھے ہیں مانسوں کا رشتہ ہم
 پل بھر میں خوشبو گل بنا ہو جائے گی
 پیار میں بہت بڑی سزا ہوئی ہے
 معلوم نہ تھا پیار میں ہمیں
 جدائیوں کی ایک لمبی سزا ہو جائے گی

- اگر کچھ بنا چاہتے ہو تو ایک لڑ بھی ضائع مت کرو۔
- تم خود تکی کرو مگر دشمن سے تکی کی امید نہ کرو۔
- اللہ تعالیٰ دو باتوں کو پسند کرتا ہے۔ بدداری اور مہاشدوی۔
- اگر کسی کو خوشی بخش دے سکتے تو تم بھی نہ دو۔

آتا ہوں انہوں نے جیسی روکی اور اس میں بیٹھ کر
 اور اس صاحب کے گھر چل دیئے راستے میں
 ڈاکٹر صاحب کو انکے گھر چھوڑا جیسے ہی وہ صاحب
 کا بنگلہ آیا اور انہوں نے گاڑی روکی تو ساحر کو کچھ کر
 حیران رہ گیا کہ اتنا بڑا اعلایشن بنگلہ ساحر کے گھر
 تک چھوڑ کر اور خود واپس پلٹنے لگا تو وہ صاحب
 نے ساحر کو زبردستی منا لیا اور اپنے ساتھ اندر لے
 گئے ساحر کے لیے چائے منگوائی ساحر نے بھی اور
 صاحب نے بھی چائے پی انہوں نے ساحر سے
 پوچھا۔

بیٹا اب بتاؤ کہ آپ کو کیا مسئلہ ہے آپ اتنی
 مایوسی والی باتیں کیوں کرتے ہو مجھ سے کچھ مت
 چھپاؤ میں نے آپ کو بیٹا کہا ہے آپ ہمارے محسن
 ہو آپ کو بتانا ہی ہوگا۔

وہ صاحب بہت بھلے انسان تھے اور ساحر
 نے انہیں سب کچھ بتا دیا کہ کیسے ہو نوکری کی تلاش
 میں در پردہ خواب ہو رہا ہے مگر رشوت یا سفارش نہ
 ہونے کی وجہ سے ابھی تک ناکام ہوں صاحب
 نے پوچھا۔

آپ کی نوکری میں لگوادوں گا آپ کی تعلیم
 کتنی ہے۔

سربل اے کیا ہے آگے بھی پڑھنا چاہتا ہوں
 مگر حالات ایسے نہیں ہیں اپنی تعلیم کو جاری رکھ
 سکوں انہوں نے کہا۔

میں تمہیں سرکاری جا ب دیتا ہوں
 ساحر مان گیا پھر سرکاری نوکری تو ساحر کا
 بچپن کا خواب تھا مگر یوں پورا ہو جائے گا اس نے
 سوچا بھی نہ تھا ساحر نے نیک شخصیت کا شکر یہ ادا
 کیا جن کی وجہ سے اس نے اپنے والد گلزار کو نئے
 والے ہسپتال میں داخل کر وا دیا جہاں ڈاکٹر

اگست 2015

جواب عرض 67

ہوگی صبر کی جیت

Scanned By Amir

برسوں بعد

۱۔ تحریر۔ ایم وکیل عامر جنت۔ ساہیوال۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خبریت سے ہوں گے۔
 آج پھر ایک کہانی برسوں بعد لے کر آپ کی بزم میں حاضر ہو رہا ہوں امید ہے کہ میری دوسری کہانیوں کی
 طرح اس کو بھی اپنی بزم میں شامل کر کے شکر یہ کامو صبح دیں گے یہ کہانی پڑھنے والوں کے لیے ایک سبق
 ہے امید ہے کہ جواب عرض کی کہانیوں کو پڑھنے کے بعد اس میں سبق لیا کریں کیونکہ جواب عرض ہی ایسا
 رسالہ ہے جو ہمارے دکھوں کو شائع کرتا ہے اور اس میں ایک سبق چھوڑ جاتا ہے امید ہے کہ آپ بھی سبق
 حاصل کریں گے۔ میں اس کہانی کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اس کے بارے میں آپ نے
 رائے دینی سے میں منتظر ہوں گا۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
 تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا راسخ روزنامہ دار نہیں
 ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے پتہ آپ و پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

وہ جانتا تھا کہ اسے اس کے گناہ کی سزا ملی ہے تو وہ
 انجانے میں کر بیٹھا تھا روتے روتے اس کے
 دماغ نے ساری یادوں کو جو اس کے ماضی سے
 جڑی ہوئی تھی اٹھایا اور ایک فلم کی طرح سارا
 منظر قاسم کی آنکھوں کے سامنے گردش کرنے لگا
 اور قاسم آہستہ آہستہ آنکھیں بند کرنا بہت پیچھے
 اپنے ماضی میں پہنچ گیا تھا۔

قاسم ایک مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتا تھا
 اس کے والدین صلوٰۃ صوم کے پابند تھے اس
 لیے قاسم کو بھی انہوں نے اپنے نقش قدم پر چلنے کا
 حکم دیا صبح فجر نامہ مسجد جا کر اپنے باپا کے ساتھ نماز
 پڑھتا آ کر سکول جاتا پھر آ کر ٹھوڑا آرام کھ کے
 مسجد جانا شام کر کھیلتا۔ اس کے روزانہ کے کام
 تھے بڑھتے بڑھتے وہ پانچویں کلاس میں آ گیا۔

کی بوزھی آنکھیں لرز رہی تھیں اور ان
 قاسم سے ٹپ ٹپ آنسو برس رہے تھے قاسم
 نے سوچا بھی نہیں تھا کہ اس کے ساتھ ایسا ہو سکتا
 ہے رات کے بارہ بج رہے تھے اور وہ چمن میں
 پچھی ہوئی چار پائی پر بیٹھا تھا آج پھر سادوں
 برسنے جیسا منظر تھا اس کے کچھ قاصیلے پر ایک
 چار پائی پر اس کی بیوی رخسانہ اور ایک چار پائی پر
 صبا سوئی ہوئی تھی ان کو کیا پتہ تھا کہ قاسم پر کیا
 گزر رہی ہے آج ہونے والے واقعہ نے رخسانہ
 کو بھی چکنا چور کر دیا تھا پر وہ اس بات کو بھول جانا
 چاہتی تھی اس نے قاسم کو بھی کہا تھا کہ آپ بھی اس
 بات کو دل پر مت لو۔

اندر سے رخسانہ بھی رو رہی تھی لیکن وہ اس
 واقعہ کو بھول کر سو گئی تھی لیکن قاسم ابھی تک جاگ
 رہا تھا اس کا جی چاہتا تھا کہ مار ڈالے اپنے آپ کو



Scanned By Amir



معاشرہ نس حال میں تھا قاسم خیر آ کر بھی اپنے بابا جانی سے سب کچھ کہتا اور کالج کا ماحول بتاتا کہ کیا کچھ ہو رہا ہے پر قاسم کا بابا اسے ایک ہی بات بتاتا کہ بیٹا ابھی چیزوں سے دور ہی رہنا ورنہ ان چیزوں میں ایسا کھو جاؤ گے کہ لگنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جائے گا بیٹا اب آپ بڑے ہو گئے ہیں مجھے اپنا دوست سمجھو اس لیے میں نے آپ کو بابا جانی کہنے کی اجازت دی ہے بس بیٹا ان رنگینوں میں کہیں کم نہ ہو جاتا یہ دنیا حسین فریب ہے جو بھی اس میں کھو گیا وہ اپنی ذات کو بھی بھول گیا اور اپنے رب کو بھی بھول گیا۔

قاسم نے اپنے بابا جانی سے وعدہ کیا کہ وہ کبھی کوئی کتاب نہیں کرے گا قاسم نے اپنی اسے کھل کر لیا اس کے بعد اس کے بابا جانی نے کہا کہ بیٹا اب اور پڑھ کر کرنا ہے ایسا کرو شہر کے ایسا کرو شہر کے مدرسے میں بچوں کو پڑھایا کرو وہاں کا انچارج میرا دوست ہے وہ کہہ رہا تھا کہ وہاں اساتذہ کی کمی ہے اس لیے تم پڑھانے آ جایا کرو تو قاسم نے کہا بابا جانی میں نے جانے سے انکار تو نہیں کیا مگر ابھی کچھ ماہ آرام کرنا چاہتا ہوں تو بابا جانی نے کہا۔ ٹھیک ہے بیٹا جیسے آپ کی خوشی اس طرح قاسم کو نماز کے علاوہ کوئی کام نہیں تھا شام کو دوستوں کے ساتھ کھیل لیا اور دوستوں سے گپ شپ لگا لیا ایک شام کو وہ اپنے دوستوں کے ساتھ اپنی بیٹھک میں بیٹھے تھے تو انہوں نے قاسم سے کہا۔ قاسم دوسرے شہر میں ایک بہت بڑا میلا لگا ہوا ہے وہاں کافی خوبصورت منظر ہیں ہم سب دوست مل کر جا رہے ہیں سوچا آپ کو بھی ساتھ لے جائیں ویسے بھی آپ ان دنوں فری ہیں تو قاسم نے کہا۔

اس کے بعد اس نے بابا جان کا حکم تھا کہ اسے مدرسے میں داخل کروانا ہے تاکہ قرآن حفظ کر لے اور بابا جان کے حکم کی تعمیل کرنی تھی اسے کیونکہ وہ دین اسلام کو بھی سب کچھ سمجھتے تھے اور اپنے گاؤں کی جامع مسجد میں امامت کرتے تھے اس لیے قاسم کو سر جھکا کر پانچویں کے رزلٹ کے بعد مدرسہ جانا پڑا وقت اپنی رفتار سے گزرتا رہا قاسم دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم بھی حاصل کر رہا تھا اور تین سال میں وہ نڈل پاس کر گیا تھا اور قرآن مجید بھی حفظ کر لیا پھر وہ وہی پچھلے دن کی طرح پڑھتا اور شام کو کھیلنا اب قاسم جوانی کی دلہیز پر قدم رکھ چکا تھا اس کے بھی بہت سے دوست بن چکے تھے وہ قاسم کو بہت کچھ سناتے تھے اور اپنی محبتوں کی کہانیاں سننے تو قاسم ان کے پاس سے اٹھ جایا کرتا تھا کیونکہ اسے ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں تھا اور نہ ہی اس کا ذہن اسے اس بات کی اجازت دیتا تھا کیونکہ وہ جو بھی باتیں بتاتے تھے اسلامی وہ اسلامی کتابوں میں پڑھ چکا تھا کہ یہ زنا ہے طہا کے پاس انکی بہت بڑی سزا ہے اس لیے وہ ان چکر میں سے دور ہی رہتا تھا اس طرح وہ میٹرک مکمل ہو گئی اب وہ پوری طرح سے دنیا کو اور دنیا کی رنگینوں کو دیکھ چکا تھا اس کے باوجود بھی وہ ان رنگینوں سے دور ہی رہا پھر کالج کا دور شروع ہوا یہاں بھی اس نے سب سے دور دور رہنا اور بس پڑھائی کی حد تک رہنا اس نے شیوا ہونا لیا تھا کالج میں بہت سی پارٹیز ہوتی تھی لڑکیوں کے لڑکے دوست اور لڑکوں کی لڑکیاں دوست اور لڑکیوں کے بہت سے بوائے فرینڈ تھے وہ ان کے ساتھ بڑیک ٹائم پر کیشین پر جاتیں اور بیٹھ کر کہیں لگاتے اور گانے گاتے ہمارا

دربار پر سلام کرنے آئیں ان میں سے ایک لڑکی کے چہرے پر نقاب کیا ہوا تھا تو قاسم ایک دم سے زمین پر سے اٹھا اور نقاب پوش لڑکی پر جمبھٹ پڑا۔ سبھی حیران تھے کیا ہوا قاسم کے منہ سے ایک ہی لفظ نکل رہا تھا کہ اپنا چہرہ دکھاؤ اور اس لڑکی کی چادر کھینچ رہا تھا لڑکی چیخ رہی تھی اور اپنا بھاؤ کر رہی تھی اسے میں بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے انہوں نے قاسم کو پکڑ لیا اور بہت مارا قاسم کے دوست بھی جمبھٹ گئے جب وہ مار کھا کر زمین پر گر پڑا تو سبھی لوگ چھوڑ کر چلے گئے تھے اس کے دوستوں نے آکر اسے اٹھایا ہاسپتال لے گئے ڈاکٹرز نے میڈیسن دی شام تک قاسم بہتر ہو گیا تھا قاسم رو رہا تھا کہ مجھ سے ایسی فطرتی ہو گئی ہے میں نے تو آج تک کسی لڑکی کی طرف دیکھا تک نہیں ہے شام کو سب لوگ واپس آ گئے وہ سارے راستے میں روتا رہا گھر آ کر بھی انہوں نے جمبھٹ بولا کہ قاسم کا ایکسٹرنٹ ہو گیا تھا یہ گاڑی سے گرا گیا تھا اس طرح دن گزرتے رہے قاسم اس واقعہ کو بھول چکا تھا۔ پھر دو تین ماہ بعد قاسم نے شہر کے دورے میں پڑھانا شروع کر دیا اب اسے جب بھی یہ واقعہ یاد آتا ہے تو وہ رو پڑتا ہے پھر قاسم کے بابا جانی نے اس کی مصیبت کو دوسرے شہر میں اس کا دوست رہتا تھا ان کے جاننے والے تھے لڑکی والے قاسم کے ماں باپ کو لڑکی اچھی لگی قرآن پاک کی حافظہ تھی لڑکی والوں کو بھی قاسم پسند آ گیا یوں قاسم اور رخسانہ کو ایک دوسرے سے قدر نے لگھ دیا دن گزرتے رہے اور قاسم اور رخسانہ نے ایک دوسرے کو دیکھا نہیں تھا کیونکہ ان کا گھرانہ مذہبی تھا اور وہ اس بات کو زبردستی نہیں دیتے تھے دن پر دن گزرتے گئے قاسم کی شادی کے دن

دل تو میرا بھی کر رہا ہے کیونکہ مجھے بچپن سے ہی لگی ایرانی سرکس دیکھنے کا بہت شوق ہے پر مجھے بابا جانی نہیں جانے دیں گے تو اس کے سب دوستوں نے کہا۔ ہم آپ کے بابا جانی سے بات کرتے ہیں تو ایسا کرو بابا جانی کو ٹھٹھک میں بلاؤ تو قاسم کے بابا جانی نے انکار کیا لیکن سب کے آگے ہتھیار ڈال دیئے تو پھر بابا جانی نے انہیں کہہ دیا کہ ٹھٹھک ہے میں تمہارے ذمہ بھیج رہا ہوں وہاں کوئی غلط کام نہ کرنا تو سب نے کہا۔ بابا آپ پریشان نہ ہوں۔

اس طرح ہی انہیں جانے کی اجازت مل گئی اگلے دن سب دوست صبح صبح نکل پڑے اور بس میں بیٹھ کر بھی خوب کہیں لگا رہے تھے دوپہر کو میلے پر پہنچ گئے قاسم کے تو ہوش ہی اڑ گئے اتنا بڑا میلا دیکھ کر اور اتنی دنیا دیکھ کر بہت بڑے بڑے جمولے دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے یہ جمولے ان کے اوپر گر جائیں گے اس طرح ہی گئے انہوں نے دی ایرانی سرکس کا شو دیکھا پھر باہر نکل کر دربار کی طرف چل دیئے دربار پر پہنچ کر سب نے سلام کیا اور پھر باہر گن میں بیٹھ گئے وہاں کافی ٹھگ ٹاٹھ لوٹ کھسوٹ پانی پی رہے تھے پیالوں میں ڈال کر اس کے دوستوں نے بھی وہ پانی پیا اور قاسم کو بھی کہا کہ تم بھی پی لو قاسم نہ مانا سب نے اسے زبردستی پلا دیا اور چننے لگے۔ لو قاسم آپ بھی مزے لو بھنگ کے قاسم کا دماغ ماؤف ہوتا جا رہا تھا وہ آواز نکالتا تو اسے ایسا محسوس ہوتا جیسے وہ بہت دور سے بول رہا ہو بیٹھے بیٹھے قاسم کانپ رہا تھا کیونکہ بھنگ کا نشہ ہی اس پر حاوی ہو گیا تھا پھر قاسم نے آنکھیں کھولیں تو اسے ساری دنیا کھوتی ہوئی دکھائی دی پھر ایسا ہوا کہ چار پانچ لڑکیاں

مقرر کر دیئے گئے یوں ایک دن شادی کا بھی آگیا
 سبھی بہت خوش تھے قاسم کو تیار کیا گیا اس کے
 دوست خوب شور شرابے سے بارات لے کر آئے
 تھے قاسم کے بابا جانی نے بھی کسی نو نہیں روکا
 کیونکہ اس کا ایک ہی بیٹا تھا اور وہ اس کی شادی
 خوب دھوم دھام سے کرنا چاہتا تھا یوں بارات
 دوسرے شہر پہنچ گئی بارات کی خوب عزت کی گئی
 پھر تھوڑی دیر بعد نکاح ہوا اور کھانے کے بعد گھر
 بلایا گیا دلہا کو دودھ پلائی کی رسم کے لیے قاسم
 کے ساتھ تین چار بزرگ اور تین چار دوست ایک
 ساتھ ان کے کمن میں بچھے ہوئے صوفے پر بٹھایا
 گیا۔ اور قاسم کے چہرے پر سے سیرا بنادیا گیا اور
 اوپر چھت پر دوسرے کمرے میں رخسانہ کو دہن
 بنایا جا رہا تھا تو اس کی سہیلیوں نے کہا۔

رخسانہ چلو دلہا دیتے ہیں رخسانہ نہ مانی نہیں
 اس کو زبردستی وندو کے پاس لے آئیں وہاں سے
 نیچے کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا انہوں نے
 جیسے ہی نیچے دیکھا ایک دم رخسانہ کی چیخ نکلی وہ
 نہ پڑتی تھی اس کی سہیلیوں نے بھی قاسم کو دیکھ لیا
 تھا۔ انہوں نے کہا رخسانہ یہ تو وہی پاگل لڑکی ہے
 جس نے دربار پر آپ کے ساتھ بد تمیزی کی تھی
 تمہیں سب کے سامنے تماشہ بنایا تھا تمہارے
 ساتھ شادی کر رہی ہو ایک پاگل کیساتھ تو رخسانہ
 نے روتے ہوئے کہا۔

نہیں میں یہ شادی نہیں کروں گی اس
 گھٹیا انسان کے ساتھ۔ رخسانہ نے ایک لڑکی تو
 بھیجا اور کہا کہ میرے چاچو کو اور ابو کو بلا کر لاؤ ایک
 لڑکی جا کر دونوں کو لے کر آئی تو رخسانہ نے اپنے
 چاچو کو اور ابو کو سب کچھ بتا دیا رخسانہ کا چچا پہلے ہی
 بہت غصے والا تھا اس نے جلدی سے کمرے میں

پڑا ہوا گلہ ان اٹھا جو کہ پتھر کا تھا اور بھاگ کر نیچے
 آئے ہی قاسم کے سر پر مارا ایک چیخ کے ساتھ
 قاسم کے سر سے خون بہنے لگا ابھی جو سر سہرے
 سے سجا ہوا تھا اب خون سے لت پت تھا کسی کی
 سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا ہوا کافی لوگ
 کھڑے ہو گئے اور انہوں نے رخسانہ کے چچا کو
 پتہ لیا اور پوچھا۔ کیا ہوا تم لوگ اس طرح لڑکی
 رخصت کرتے ہو تو رخسانہ کے ابو نے سب لوگوں
 کو ساری حقیقت بتا دی کہ اس نے قاسم نے بد
 تمیزی کی ہے ساری بات سننے کے بعد قاسم کا بابا
 جانی بھی رو پڑا اور رخسانہ کے والد کے پاؤں میں
 نہر نہر معافی مانگی۔ ہمیں معاف کر دیں ہم اس
 طرح واپس جائیں گے تو پورے خاندان والے
 اور گاؤں میں ہزاری ناک مت جانے گی لیکن
 رخسانہ کے پتہ چلنے ایک نہ سہی اس نے کہا۔ نکل
 جاؤ اس گھر سے ہمیں تم لوگوں سے کوئی رشتہ نہیں
 رہتا۔

ساری بات نکل کر گاؤں کے نمبردار کے
 پاس چلے گئے اور قاسم کے دوست اس نو ذائقہ
 سے پاس لے گئے پتی کروانے نمبردار کو بتایا کہ
 جیسے اس نے بھٹک کے نشے میں ایسا کیا بارات
 تک یہ سلسلہ چلتا رہا بارات کو رخسانہ کے گھر والوں
 کو بھی آگنا کہا گیا اور نمبردار کے ڈیرے پر فیصلہ
 ہوا آخر نمبردار نے کہا۔ سب باتوں کو بھول جاؤ یہ
 نیک کا حافظہ قرآن ہے پتہ نہیں ہے اس سے یہ غلطی
 ہوئی کل اس کے ساتھ دہن کو بھی بھیجنا ہے سبھی
 باتوں کو بھول جاؤ یوں پوری بارات نمبردار کی
 حوصلی میں رتی صبح نمبردار نے بارات کے ساتھ
 دہن کو بھی بھیج دیا گھر پہنچ کر پورے گاؤں کو پتہ
 چل گیا لوگ ان پر تھو تھو کر رہے تھے رات کو

کڑی رو رہی تھی وہ چلا رہا تھا تم میری ہوتی مجھ سے چمکز کہاں چلی گئی تھی لوگوں نے اس کو پکڑ لیا اور قاسم کو مجبوراً جو سکتے کے عالم میں کھڑا تھا سے کہا کہ یہ پاگل ہے سب اس کے ساتھ ایسا کرتا ہے آپ پریشان نہ ہوں اپنی بیٹی کو لے کر جائیں لیکن قاسم کے دل سے آپیں نکل رہی تھیں وہ رو رہا تھا اور دل میں کہہ رہا تھا۔

یہ پاگل نہیں ہے مجھے اللہ نے اس شخص کے روپ میں سزا دی ہے وہ آنسوؤں سے بھری آنکھیں لے کر گھر آ گیا وہ رات تھی جو قاسم کو رلائے جا رہی تھی وہ بھی خود کو اپنی قسمت پر برا بھلا کہہ رہا تھا اور بھی اس کے دل میں ہزاروں باتیں آ رہی تھیں کہ ابھی مر جاؤں رخسانہ اسے حوصلہ دے رہی تھی وہ جان لیا تھا کہ خدا ہمیں ہماری نیکی اور برائی کا بدلہ ضرور دیتا ہے۔

تو پیارے بھائیوں ہم کیوں بھول گئے ہیں کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے قاسم کی تو ایک غلطی تھی جس کی اسے سزا مل گئی تھی ہم روزانہ ہزاروں گناہ کرتے ہیں تو سوچو خدا ہمیں کیسے معاف کرے گا ہم ایک بھی گناہ کا عذاب نہیں سہہ سکتے پھر کس امید پر کہتے ہیں کہ خدا نہیں سنتا تو بھائی کیسے سنے خدا ہم اسے بھی سنتے ہی نہیں دنیا کے سامنے روتے ہیں مدد مانگتے ہیں بھی ہم نے زحمت ہی نہ کی مسجد تک جا کر اللہ سے معافی مانگیں۔

دوستو سوچنا ضرور اور اپنی قیمتی رائے سے نوازنا۔ میڈم۔ ماہا ملک اور نازش پرنس کو بھتیجیوں بھرا سلام۔

رخسانہ پھولوں کی بیج پر بیٹھی رو رہی تھی اسے وہ خوشی نہیں ہو رہی تھی ہر لڑکی کو ہوتی ہے اس کے سینے پورے ہونے پر وہ اپنی قسمت کو کوس رہی تھی رات کو قاسم کمرے میں داخل ہوا اس نے رخسانہ کو سلام کیا لیکن رخسانہ نے سلام کا جواب نہ دیا اور قاسم سے کہا۔ ہم صرف نام کے مہاں بیوی ہیں اس کے علاوہ ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ قاسم نے بہت کہا کہ میں ایسا نہیں ہوں وہ سب انجانے میں ہوا لیکن رخسانہ ہی طرح ہی اپنے فیصلے پر قائم رہی وقت گزرتا گیا رخسانہ قاسم سے سیدھے منہ بات نہیں کرتی تھی قاسم روتا ہوا اور اللہ سے دعائیں مانگتا ہوا ان کی شادی کو دس سال ہو گئے تھے اب رخسانہ پہلے سے بہتر خیال رکھتی تھی قاسم کو کہتی۔ میں اللہ سے معافی مانگوں وہ معاف کر دے شاید اللہ نے سزا کے طور پر ہمیں اولاد جیسی نعمت سے محروم رکھا انہوں نے بہت سے جگہ سے دم کرواتے اور رو کر اللہ سے معافی مانگی کہ شادی کے تیرا سال بعد ان کے ہاں بیٹی پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے صبا رکھا وہ صبا کا بہت خیال رکھتے تھے دن گزرتے رہے اور صبا کو بھی انہوں نے دینی تعلیم سے ارستہ کیا صبا پانچویں سے ملل مڈل سے میٹرک تک آگئی اس کے بعد ان کو کوئی اولاد نہ ہوئی صبا ہی ان کا کل سرمایہ تھا صبا میٹرک میں تھی کہ ایک دن صبا نے کہا۔ ابو جان مجھے کچھ کتابیں لینی ہے شہر سے آپ میرے ساتھ چلیں۔ قاسم نے کہا ٹھیک ہے بیٹی چلتے ہیں شہر پہنچ کر انہوں نے کتابیں وغیرہ لیا اور وہ واپس آ رہے تھے کہ صبا نے چہرے پر نقاب کیا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص سامنے آ گیا تھا اس نے صبا کے چہرے پر سے نقاب کھینچ دیا صبا بالکل تجھے مر

دل کا کیا کریں صاحب

-- تحریبِ تمییزیت۔ محنت پورہ دلا اور --

شہزادہ ہمالی۔ سلام و علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ میں نے ایک دوست کی منت کر کے پکھلواسے وہاں رکھا میرے گھر والوں نے لڑائی کرنے کی کوشش کی لیکن لوگوں نے لڑائی ہونے سے بچایا اور اس کے شوہر نے یہ نانا پھیلا دی کہ طارق نے میری بیوی کو طارق نے اغوا کیا ہے میں نے جب یہ فحاشی کا سنا تو سب سے مشورہ کیا پھر بھی مجھے قید میں رکھا گیا پھر کچھ دنوں بعد مجھے آزادی ملی پھر لوگوں کے چھٹے ساتھی ہائیں کسی نے کہا کہ ان لوگوں کو گاؤں سے نکال دیں کسی نے کہا کہ کسی نے کہا کہ ان کو لوگ ہارنی ایچ اے کی وجہ سے ہمارے دوست بن گئے۔ کارٹین میں نے اس کہانی کا نام بدھستی رکھا ہے کہ سب کو پھنسا ئے گی۔

دارہ جواب عرض کی ہنس کر کہ لکھو کہتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل گھنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقی ہوگی جس کا لوہارہ یا ریشترڈ۔ وارٹھس ہوگا اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

کوئی بات نہیں آپ کا بھی تو کیا تصور بھلا جب تک آپ کو ساری حقیقت حال کا علم نہیں ہو جاتا آپ کیسے میرے جذبات سمجھیں گے۔۔۔ ہے ناں۔ اور ظاہر حالات جانتا پڑیں گے پھر فیصلہ کیجئے گا کہ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں یا غلط۔

میرا نام ارسلان ہے۔۔۔ ارسلان علیم۔ بس عام سی شکل صورت کا عام سا بندہ ہوں نہ تو خود کو کبھی ہیرو سمجھتا ہوں اور نہ ہی کبھی کسی نے جان من جان بگر پری دیکھ کر کا دلچسپی نہیں دیا تو جن کا ٹوٹا ہوں اور نہ ہی کسی نے جن ورگے کا خطاب دیا ہے سوائے میری پیاری ماں مجھے لگتا ہے کہ میں شاید اس بھری دنیا میں صرف ماں کا ہی لاڈلا ہوں من چاہا ہوں آخر کو ان کی آخری عمر کی آخری اولاد جو تھا جس وقت میں اس دنیا میں نزول ہوا تھا۔

میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے۔ امیر اسلام ماہر نے صاحب نے یہ نظم شاید میرے لیے ہی لکھی ہے انہوں نے تو محبت کو پیغام کا درجہ دیا تھا مگر مجھے تو لگتا ہے کہ میرا سارا وجود ہی محبت ہے۔

قلام غنی اللہ بن اور ہارہ شریف کا تو صرف نام ہی محبت تھا مگر مجھے لگتا ہے میرا کلام میرا مقام محبت میری سچ میری شام سب محبت ہی ہے۔ ارے آپ کو یقین نہیں آرہا۔ سب کہہ رہا ہوں بھی ماں میں اور وہ جو پروین شاہ کر صاحبہ فرماتی ہیں کہ محبت ایک بھر ہے تو آج کل میں خود اس بھر پر بیٹھا ہوں۔
الوجہ ہا ہوں۔
جی ہاں ابو۔
ارے آپ پھر مذاق سمجھ رہے ہیں چلیں تھا۔



Scanned By Amir

پلاٹ لے کر اس وقت کی فروخت کے مطابق تعمیر کروالیا تھا اور ہم اس بڑے سے صحن اور تین کمرے والے گھر میں بڑے خوش بڑے مست رہتے تھے ہمارے گھر کے بالکل ساتھ والے گھر مبینو کا تھا جو محسن بھائی کی طرح ماربل کا کام کرتے تھے رشید چچا بہت مرغبان مرنج قسم کے تھے صنم ان کی سب سے چھوٹی بیٹی تھی لاڈلی اس لیے نہیں کہوں گا کہ میں نے کبھی اس اس پوزیشن میں دیکھا ہی نہیں تھا ہمیشہ گندے سندے چلے میں اچھے سلجے بالوں کے ساتھ ہمارا کھیل خراب کرنے کے لیے جانے کہاں سے آن پھرتی تھی اور صین میرے ہی سامنے آ کر اس طرح کھڑی ہو جاتی جیسے واقعی پتھر کا صنم ہو ایک تو اس کا حلیہ اور پھر صین اس کا کھیل کے درمیان میں آنا سب سے اہم سیدھا میرے سامنے آ کر جم ہی جاتا میں تو جڑ ہوتا ہی تھا میرے سارے دوست بھائی سہیل جو مل کر میرا ریکارڈ لگاتے میرا اٹھا منا سا وجود مارے طش کے اچھل اچھل کے جاتا پھر جو میں اس کے پتھرینی کو جھانکے دو ہاتھ دیتا تو ایک دم عالم بالا سے عالم ظہور میں داخل آ جاتی اور پھر جو اپنا پھاڑ سامنے کھول کر رونا شروع کر دیتی اس کی ماں باہر سے آنے سے پہلے پہلے ہی میری چھوٹی آپا اور اماں انٹھاں خیزاں باہر آ جاتی او ر پھر مل اس سے کہ اپنے دوستوں اور بھائیوں کی طرح بھی غائب ہو جاتا وہ بھوتی میری ہی ٹانگوں سے لپٹ جاتی اور اماں اماں کر کے چلانے لگتی بس پھر میں ہوتا اور چھوٹی آپا کے دھمو کے جو وہ بلا تکلیف وہی گلی میں ہی مجھے جڑ دیتی اور رہی اماں تو وہ اس صنم کی بیٹی کو پچھارتی اور گھر لے جاتی اور اگلے آدھے گھنٹے میں اس کا منہ دھلا

میرے بڑے بھائی آپنی سب صاحب اولاد ہو چکے تھے دو بھتیجیوں اور بھانجوں سے چھوٹا چچا ماموں جب دنیا میں تشریف لائے گا تو پھر وہ کس کا من چاہا نہ ہو گا بڑے بھائیوں اور بہنوں کے لیے میں ان دائیڈ ہی تھا اس لیے ان کی طرف سے پروٹوکول بھی ایسا ہی ملا تاکہ بھوں چڑھاتا ہوا مگر مجھے کیا فکر تھی۔ اور کیوں کرتا میں پروا کسی کی کہ میرے لاڈ اور غرے اٹھانے کو میری پیاری اماں اور اپا ہی کافی تھے میری اماں جیسی ایسا آپ نے بھی ضرور کبھی نہ کبھی نہیں نہ کہیں دیکھی ہی ہوگی نرم حلیم طبیعت والی جسم چلتی پھرتی محبت اور شفقت بر کسی پر مہربان۔

ہاں ابا ذرا سخت طبیعت تھے کڑک۔ لیکن اخروٹ کی طرح اوپر سے ٹھا کر کے لگنے والے مگر اندر سے نرم ریلے اور طاقت بخشنے والے۔ اماں کی محبت بھری آغوش اور ابا کی دھوپ چھاؤں جیسی شفقت میں میں بڑا ہوتا چلا جا رہا تھا اور میرے ساتھ ساتھ آپا اور بھیا کے بچے بھی جو مجھ سے بڑے تھے دونوں بھائیوں انس اور موٹس کے تقریباً ہم عمر تھے۔

بچپن کہاں گزرا کیسے گزرا اور ٹھیک طرح سے یاد نہیں کیونکہ تب کے کراچی اور اب کے کراچی میں بہت فرق تھا۔

ہم سارا دن گلیوں میں ہی کھیلا کرتے تھے پڑھنا اور پڑھنے کے بعد صرف اور صرف کد گڑے لگانا صرف اتنا ہی کام تھا ہمارا۔ ابا ایک بڑی فیکٹری میں سپروائزر تھے بہت اچھی تنخواہ تھی ان کی اور بڑے بھیا اپنا ماربل کا کام کرتے تھے اہانے اچھے دھتوں میں ایک روز پر ایک ہزار گز کا

یار ارسل بات کیا ہے وجہ تو بتا دو۔ میرے
میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اور باقی سب کو آنکھ
مارتے ہوئے خیانت بھرے انداز میں کہا تو مجھے
اور زیادہ آگ لگ گئی۔

میں نے آپ کو بتایا ناں میں صرف اپنی
اماں کا ہی لاڈ لاکھا ہائی بھائیوں بہنوں وغیرہ کے
لیے تو بس میں ایسے ہی تھا۔ ابویں۔ نام پاس۔
بھائی کے لیے کھیل میں پارٹنر اور آپا کے لیے چھوٹو
جو بازار سے سودا لانے بھاگ بھاگ کر کام
کرنے والا ارسل چھوٹو ہی تھا مگر میں شاید غلط تھا
میر کی بات سن کر جس طرح مجھے فضا آیا تھا بالکل
اسی طرح ہی موہن بھائی کے ماتھے پر بھی ہل
پڑتے تھے اور پھر میرے جواب دینے سے پہلے
ہی بھائی میر کو ایک مکا جڑ دیا۔

لو جی کہاں کے سوال۔ کیسے جواب۔
دیکھتے ہی دیکھتے ہم سارے دوست دو پارٹیوں
میں بت گئے تھے ایک طرف میں اور بچے اور دو
چار دوست تھے تو دوسری طرف میر اور باقی
لڑکے۔ خوب گھمسان کارن پڑا مکوں لاتوں
اور ڈنڈوں سے ایک دوسرے کی خوب تواضع کی
گئی۔ اور جانے کب تک ہم اچیل نگڑوں کی
طرح اچیل اچیل کر ایک دوسرے پر حملہ آور
ہوتے رہے کہ اپنے مارٹل کے کارخانے ابو کے
گھر کے اگلے حصہ میں مشین لگا کر بنایا گیا تھا
محسن بھائی اور اپنے کارخانے والے رشید چچا
باہر نکل آئے پھر ہمیں بمشکل چھڑایا گیا۔ اور پھین
کی لڑائیاں بھی بھلا کوئی لڑائیاں ہوتی ہیں چند ہی
روز ناراضگیاں اور پھر خود بخود ہی صلح صفائی ہوئی
ہم بھی چند دن لڑ بھڑ سے ایک ہو گئے پھر وہی ٹیم
اور پھر وہ دھماچو کڑیاں۔

جو شیانا سنا اور اس کی اماں کے حوالے کر آئیں
مجھے یہ سب دیکھ کر بے حد غصہ آتا اور غصہ تو اس
اور موٹس کو بھی خوب آتا تھا مگر وہ اسی سے زیادہ
مجھے قصور وار سمجھتے تھے کہ شاید میں ہی جان بوجھ کر
اس چھٹکی چھٹکی کو مارتا ہوں جس کے نتیجے میں
اماں اور آپا ہر آ کر ایک تو ہمارا کھیل بگاڑ دیتی
اور پھر اس پر آپا مجھے ڈانٹ اور مار کر ساری گلی
میں ان کا اور میرا تماشہ بنا دیتی حالانکہ میرا اس
میں کیا قصور بھلا میں کوئی جا کر اسے دعوت دیتا تھا
کہ صنم بی بی ہم کھیل شروع کر چکے ہیں اور اس
وقت ہمارا کھیل عروج پر پہنچ چکا ہے تم اپنے اول
جلول طے سمیت باہر آؤ اور بخوشی ہمارے رنگ
میں بھگ ڈالو مجھے اماں اور آپا سے پٹا کر اپنا
کلیجہ ٹھنڈا کرو لو بھلا مجھے کیا پڑی تھی جو میں اس
آفت کی پڑا کو منہ لگا تا مگر یہ سب ہے کہ بتانا میں
اس سے بچتا تھا اتنا ہی وہ میرے راستے میں آئی
۔ بتنا غصہ اسے دیکھ کر میرے دل میں ابھرتا تھا
اتنا ہی وہ میرے صبر کو آزمانے کی کوشش کرتی پھر
میں نے دانستہ اسے نظر انداز کرنا شروع کر دیا وہ
جدھر سے تڑپتی میں وہ راستہ ہی چھوڑ دیتا ایسے
جیسے کوئی وہم کا مارا کالی بی کو دیکھ کر راستہ چھوڑ
دیتا تھا اگر وہ ہمارے کھیل کے درمیان میں ہمیشہ
کی طرح سامنے کھڑی ہو جاتی تو میں کھیل ہی
چھوڑ دیتا اور بھاگ جاتا پھر چاہے پیچھے سے
آوازیں کے جاتے یا قہقہے پڑتے میں بالکل
پر واہ نہ کرتا۔

یار ارسل تم تو صنم مین کو دیکھتے ہی میدان
چھوڑ جاتے ہو ایسے بھاگ جاتے ہو جیسے اس
سے ٹکڑا تر خض لے رکھا ہو تم نے یا پھر اس کی کوئی
قیمتی چیز چھپا رکھی ہو۔

کے سینٹ پر۔ میں بڑے غریب اعزاز میں کمرے میں اور فونو گراف کو خامی خاصی اسکو دے موی اور تصاویر بنانے کی ہدایت دیتا پھر ہاتھ مین میرے پیچھے سے حیرت اور تجسس سے بھری آواز ابھری۔

ارے تم نے بچانا نہیں انہیں جو اپنے ارسل ناموں میں لکھا ہے تم انہیں بھول گئے گی ہو ابھی تو میں چلی آواز کے ٹھکے سے ہی گل نہیں پایا تھا کہ اس پر تجسس سوال کے جواب میں کبھی کی چھتکتی سی آواز دن کرا یکدم پلٹا تھا اپنے سینے پیچھے سے اپنے سینے پیچھے کھڑی اس زردے کی پلیٹ کو دیکھ کر رنگ ہی رہ گیا تھا۔۔۔ جی ہاں زردے کی پلیٹ اور وہ بھی ناکو ناک بھری ہوئی بالکل زرد زرد کے رنگ کا گھاگھا پہتا ہوا جس پر مٹی لکڑ کے سنون اور گونے کا کام اس طرح کیا گیا تھا جس زردے کو رنگ برنگی اشرفیوں ہادام پتے اور گلاب جاسن رس گلوں سے سجایا گیا ہو اس کا لباس قاخرہ بھی جی اسی طرح ان رنگ برنگے سے لٹک رہا تھا جیروں میں گولڈن کھسے اور کچے ٹھکر پالے بالوں میں پیلے رنگ کا رنگ برنگے موتیوں اور گھنگروں سے سجا پرائندہ جیسے وہ ایک ہاتھ میں لیے گول گول گھماری میرا سر سے لے کر پاؤں تک جائزہ لینے میں مصروف تھی اس کا لباسا چیز کی کا دو پنہ بے نیازی سے اس کے ایک شانے پر جمبول رہا تھا تیز میک اپ کی نہیں اور ماتھے پر چھتکتی ہوئی ناگن ڈیزائن کی بندیا۔ دونوں ہاتھ بھر بھر کے سینٹی گئی مٹی لکڑ کی چڑیاں اور گھاگھرے کے نیچے سے نظر آتی ہوئی سانولی سلونی پتلیوں میں چھتکتی گولڈن پازیب اب آپ خود ہی بتائیں میں نے اگر ان محترمہ کو

وقت اپنے پیچھے کیسے کیسے نشان چھوڑ جاتا ہے یہ دیکھنے کی فرصت کے ہوتی ہے اور ہمیں بھی پیچھے دیکھے بنا آگے ہی آگے بڑھتے چلے جانا تھا ۲ بڑھتے چلے گئے بڑھتے ہی چلے گئے اور جیسے جیسے بڑے ہوتے گئے ویسے ویسے مسائل بھی اپنا روپ دھارتے گئے دوستیاں بھی مضبوط تر ہوتی گئیں۔

ہماری ہما نیچوں کی طرح اب دوسری لڑکیاں بھی باہر نہیں نکلتی تھیں صرف سکول کا لہز وغیرہ ہی یا پھر رشید داروں کی طرف اس سارے عرصے چھوٹی آپا اور اس بھائی کی شادیاں ہو چکی تھیں ہمارے تہہ اور ان کی جگہ اس بھائی کو فیکٹر میں جا بٹل گئی تھی وہ اسی فیکٹری میں انجینئر تھے ہمارا گھر بھی اب پہلے والا نہ رہا تھا گزرتے وقت کی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ گھر بھی اندر باہر سے تبدیل ہو چکا تھا پہلے جہاں بڑا سا کھلا گن ہوتا اور گن کے کچھ بچ بڑا سا چھتتار پھیلا درخت تھا وہاں اب گیراج اور بڑا سا حال بنا دیا گیا تھا اور اس بڑے سے ہزار گز کے ہال کے اوپر منزلیں تعمیر ہو چکی تھیں ظاہر بات ہے نئے دور کے نئے فاضلوں کے مطابق انداز بھی تو نئے ہونے تھے اور مزے کی بات چچا رشید سین کا گھر بھی ہمارے گھر کے ساتھ بلند ہوتا جا رہا تھا ظاہر ہے ان کے بھی بیٹے تھے اور جیسے جیسے وہ بیا ہے جا رہے تھے گھر منزلیں اور منزلوں میں کمرے بڑھتے جا رہے تھے۔

ارے یہ کون سید نور کا جائیں بنا لائٹ کیرہ ایکشن کا شور چچا بھرتا ہے۔۔۔ یہ ہم موتی بھائی کی مہندی میں آئے ہیں یا کسی فلم یا ڈرامے

WWW.PAKSOCIETY.COM

زردے کی پلیٹ اور وہ بھی ناکو ناک بھری ہوئی کہہ دیا تو کیا نلٹ کیا۔۔۔ ارسل ماموں پچھانا ان کو یا تم بھی اس کی طرح ہی اپنے ماضی سے باغی ہو اور اچھا برا جیسا بھی ہو اسے بھولنے میں ہی عافیت سمجھتے ہو بڑی آپا کی لاڈلی اہنسی کی شوخ و چنچل چمکتی ہلکے پرا ریکارڈ لگاتی آواز نے مجھے ایک دم چونکا دیا اور میں جواب محترمہ کا لاشعور طور پر جائزہ لینے میں مصروف تھا آگے بڑھ کر ان دونوں کو سوالیہ نگاہوں سے گھورنے لگا۔

اچھا تو یہ ہیں جناب عزت مآب ارسل موصل صاحب۔۔۔ ہوں۔۔۔ ارے یہ یعنی یہ تو بالکل بھی نہیں بدلے سوئے کے ویسے ہی ہیں جل گزر اور یعنی کون ہیں یہ محترمہ آج سے پہلے تو نہیں بھی دیکھی اس گیندے کے پھول کے منہ سے اپنے لیے جل گزرا کا خطاب ہی مجھے آگ لگانے کو کافی تھا مجھے لگ رہا تھا کہ میری رگوں میں خون کی جگہ لاوا اپنے لگا ہو گرم گرم فٹے کا لہلہا ہوا لاوا مگر میں خود پر کنٹرول کرنے پر مجبور تھا کہ مجھے ان محترمہ کا دور بھی اربوہ معلوم نہ تھا اس لیے مہرے بڑے بڑے کڑوے گھونٹ کیسے گھونٹ بھرتے ہوئے میں نے یعنی سے بڑے مصوم انداز میں سوال کیا تھا لیکن اس کچھاب دینے سے پہلے ہی وہ ایک قدم بڑھی اور مسلسل ایک ہاتھ پر پراندہ جھلاتی ہوئی دوسرا ہاتھ کمر پر جمائے ہوئے آنکھوں میں آنکھیں گاڑا کر جھکتا رہتی ہوئی بڑی ادا سے بولی۔

ادو ہو۔۔۔ تو یہ ہیں یہ حضرات تو لگتا ہے واقعی فارغ البال ہونے کے ساتھ ساتھ فارغ الفعل بھی ہوتے جا رہے ہیں یعنی کہ یہ واقعی اپنے تائناک ماضی کو کسی طاق میں رکھ کر بھول چکے ہیں یا ابھی بھی یہ میرے سامنے جم کر کھڑے

ہونے کی تاب نہیں رکھتے۔ یعنی۔۔۔ کہا یہ اب بھی کھیل کا میدان ویسے ہی چھوڑ کر بھاگ جائیں گے جیسے برسوں پہلے بھاگ جاتے تھے۔

اس۔۔۔ یہ کیا۔ ابھی تو میں اس کے فارغ البال رک میرے بھی آج کل کے نوجوانوں کی طرح بال گر گر کے بے حال ہو چکے ہیں اور میری سر کی دھرتی نخر ہوتی جا رہی تھی اور فارغ الفعل کہلائے جانے پر ہی وہ تاب کھا رہا تھا کہ اس کے اگلے جملے نے میرے سامنے میرے ماضی کے کئی مناظر لا کھڑے کیسے میں حیرت کے مارے منہ اور آنکھیں بیک وقت کھولے اسے دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔

یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ صنم مبین۔۔۔

جی۔۔۔ سن۔۔۔ صنم مبین وہ ہی صنم جو مجھے کر دیکھ کر واقعی صنم بت میں ڈھل جاتی تھی اور آپ آپ میدان چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے جل گزراے بھڑے کہیں کے۔ اب اک ادا سے لنگ ملک کر کہتی وہ میری حیرتوں اور حواسوں پر میز پر بھلیاں گرا رہی تھی کہاں یہ ہا اعتماد سائنوی سلونی درمانے قد مناسب سراپے والی صنم مبین اور اب یہ کہ میرا حواس باختہ ہونا لازم تھا اور میں واقعی حواس باختہ ہو بھی گیا تھا۔

کیوں یاد آیا کچھ کہ ابھی بھی کچھ باقی ہے یاد کروانے کو۔۔۔ ادا سے حقیوں کے ٹکڑوں والا پراندہ میرے سینے پر مارتی وہ آنکھیں منکا کر بولی۔

لگ۔۔۔ کیا یاد کروں اور کیا یاد کروانا چاہتی ہیں آپ۔ اس کی اس حرکت پر میں حریہ بوکھلاہٹ کے ساتھ ساتھ ہٹا ہٹ کا بھی شکار ہو گیا ارے وہ ہی۔ جو ہم میں تم میں قرار تھا تمہیں

یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔
وہی تھی وہ نباہ کا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔
جو لطف مجھ پر تھے بیشتر وہ کرم تھا میرے

حال یہ مجھے سب یاد ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی ہم میں تم میں بھی چاہ گی کبھی ہم سے
تم سے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمہیں یاد ہو کہ
نہ یاد ہو

سنو ذکر ہے کئی سال کا کیا تم نے ہم سے
ایک وعدہ تھا
سو نبھانے کا تو ذکر کیا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد
ہو

اور اس۔ وہ ہی کے بعد اس نے بے جا
اے مومن صاحب کی روح اور ان کے کلام پر ستم
کے پہاڑ توڑتے ہوئے ان کی مشہور زمانہ غزل
اقبال کی لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
کے اسٹائل میں گنگنانے کی کوشش کی کوشش
فرمائی کہ مجھے اپنے ساتھ ساتھ اس کے بھی خاطر
الفعال ہونے کا گمان ہونے لگا اس پر یعنی کی
قتل کرتی تھی جو وہ ارد گرد کے ماحول اور افراد کی
وجہ سے دو پہلے مت میں ٹھونس کر روکنے کی کوشش
میں ہلکان ہوئے جا رہی تھی میرے دماغ کا میلر
ایک دم ہی گھوما۔ اور گمان غالب تھا کہ میں بچپن
کی طرح ہی جہا کے دو ہاتھ اس زردے کی پیٹ
کے کان کے نیچے دھر دیتا کہ جی مجھے بازو سے پکڑ
کر چھٹی ہوئی دوسری طرف لے گئی اور پیچھے یعنی
کیس اتھ ساتھ اس کے قہقہے بھی میرے تعاقب
میں بھاگے چلے آ رہے تھے۔

یہ تھا میرا عرصہ دراز سے اس بھوتی سے پہلا

میرا تو پہلے ہی زیادہ تر وقت گھر سے باہر ہی
گزرتا تھا میں خاص کیونیکٹ کا سٹوڈنٹ تھا او
ر میری پوری دلچسپی اور لگن ڈائریکشن پروڈکشن
میں تھی اور اب تو میں اپنا سہ دوستوں کے والد
کے پروڈکشن ہاؤس کے ساتھ منسلک ہو چکا تھا
اور اب تو میرا زیادہ تر وقت واقعی لائٹ کیریہ

پرواسنگ نکل جاتے ہیں لوگ محبت
 کر لیا لے
 تعلق لہراتے ہیں پھولوں کی امید لیے
 اک دن خوشبو ہو جاتے ہیں لوگ محبت
 کرنے والے

جی امجد اسلام امجد نے بالکل ٹھیک ہی فرمایا
 ہے واقعی محبت جذبہ کا جب کسی دل میں گھر کرتا
 ہے تو پھر عشق نے نہیں کا نہ چھوڑا اور نہ آدمی ہم
 بھی تھے بہت کام کے گنگنا تا پھرتا ہے وہ ضروری
 تو نہیں کہ اس واردات قلبی کا شکار ہونے والے
 کسی خاصی رنگ خاص نسل خاص عمر اور خاص
 مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں جی نہیں ایسا تو ہرگز
 بھی نہیں ہوتا ناں اور یہ تو میں نہیں جانتی کہ محترمہ
 کیونکہ صاحب نے میرے معصوم اور نادان دل
 کو ہی نشانہ مشن کیوں بنایا۔

اور سب بتایا اس کے بارے میں میں کچھ
 وثوق سے نہیں کہہ سکتی مگر ہاں مجھے اچھی طرح یاد
 ہے کہ بچپن میں جیسے ہی گلی میں بچوں کے ساتھ
 کھتے اور دوڑنے بھاگنے کی آواز میرے کانوں
 میں پڑتی تو میں نے چاہتے ہوئے بھی خود بخود
 ہی ہاہر کی سمت چل پڑتی یہ جیسے بغیر کہ میرا حلیہ
 کیا ہے میرے پاؤں میں جوتا ہے کہ نہیں میرے
 بال بندھے ہیں یا جھاز جھکاڑ کی طرح بکھرے
 ہوئے ہیں میرا منہ دھلا ہے یا نہیں یا بلیوں کا جانا
 ہوا ہے میں تو بس جیسے نیند کی کیفیت میں چلتی
 ہوئی گلی میں جا لیتی تھی اور ہوش تو اس وقت آیا
 جب سڑنے کھڑے ٹھسے کے لال پیلے بھجھو کو
 چہرہ لیے ارسل کے ہاتھوں پہنچ چکی ہوتی تھی۔
 اور ایسا ہمیشہ ہی ہوتا تھا جتنا وہ مجھے جھکتے

ایکشن کرتے ہی گزر جاتا تھا گو کہ شروع شروع
 میں سب کی مخالفت مول لینا پڑتی ہے اس لیلہ
 میں نام کمانے عزت بنانے اور پھر مقام پانے
 کے لیے پتھروں کی راہوں پر بچھے کانٹوں کے
 اوپر ننگے پاؤں چلنا پڑتا ہے اسکی اذیتیں سب کو
 اٹھانا پڑتی ہیں قریبیاں سب کو دینا پڑتی ہیں اس
 لیے میں نے بھی کسی کی ہاتوں کو دل پر نہیں لیا تھا
 حالانکہ شروع شروع میں تو ابا مجھے خبری محفل میں
 بر ملانا چاہا کہہ ڈالتے تھے مگر میں نے بھی پلیٹ کر
 انہیں جواب نہیں دیا تھا اور نہ ہی کبھی ناراضگی کا
 اظہار کیا تھا ہاں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی سچ تھا
 کہ میں نے بھی اس راہ کو چھوڑنے کا ارادہ نہیں
 کیا تھا۔ یعنی کہ اگر ابا ماں خفا تھے تو میں بھی پر
 امید تھا کہ کبھی نہ کبھی میں انہیں منامی لوں گا اور
 انہیں اپنے شوق کے من میں قائل کر کے ہی
 رہوں گا بالکل۔ یہی ہی جیسے حسن بھائی اور انس
 بھائی نے قائل کیا تھا کروڑھ قہور پر بنے ہال کو دو
 حصوں میں تقسیم کر کے انہیں ماربل کا کارخانہ
 بنانے کے لیے اور اب لگ رہا تھا کہ واقعی میں
 گمراہوں کو قائل کرنے منانے میں کامیاب ہو
 ہی گیا ہوں کیونکہ بھائی کی شادی میں کی گئی میری
 ایونٹ بھٹ میری ڈائریکشن میں اوپر تلے سپر
 ہٹ ہونے والے دوٹی وی سی بیگز ٹاک شوز اور
 بے حد پسند کیا جانے والا مانگ شوسپ نے مل
 جل کر میرا مورال کافی حد تک بلند کر دیا تھا وہ
 سب اب سمجھ چکے تھے کہ میں شاید اس لیلہ میں
 نام روشن کرنے کے لیے ابا کی آخری عمر
 میں انہیں عطا کیا گیا تھا مگر نہیں مجھ سمیت کسی کو
 بھی شید یہ علم ہی نہ تھا کہ کسی شعبے میں نام روشن
 کرنے کے لیے دنیا میں وارد ہوا تھا۔

جتنا وہ مجھے دھکے مار مار کر اپنے آگے سے پیچھے ہٹاتا اتنا ہی میں میں اس سے لپٹ لپٹ جاتی تھی اس سے ہار کھا کر اس کی ہی پناہ میں جانا چاہتی جانے کیوں اور پھر روتے روتے میرے منہ سے صرف اماں اماں ہی نکلتا تھا حالانکہ ہم سب بھائی بہن تو اپنی والدہ کو امی جان کہتے تھے مگر میں تب تک اماں اماں کی رہائی دیتی تھی جب تک اسل کی اماں اور آپا آپا کر مجھے بچانہ لیتی اور یہ تو روز کا ہی تماشہ تھا۔

اور میں اس کے ہاتھوں بٹی اور وہ روز ہی میری وجہ سے اپنی آیا کے ہاتھوں ذلیل ہوتا تھا حالانہ میں جان بوجھ کر ایسا نہیں کرتی تھی مگر ہر روز ہی خود بخود یہ سب ہوتا ہی چلا جاتا اور پھر وہ مجھ سے کھرانے لگا جہاں میری جھلک دیکھتا وہ سر پر پاؤں رکھ کر ایسے دوڑ بھاگتا جیسے بھوت دیکھ لیا ہو ویسے تو اس نے مجھے بھوتی اور چڑیل جیسے عظیم الشان لغابات سے نوازی ہی رکھا تھا مگر اب تو یوں محسوس ہونے لگا ہے جیسے میں واقعی چڑیل ہی کٹنے لگی ہوں اس کے اس طرح کھیل چھوڑ کر بھاگنے اور راستہ بدلنے کی وجہ سے میرے نازک دل پر بڑا گہرا اثر ہوا ہے۔

ایک دن مجھے ہانسی اور امی سے شدید جسم کی ڈانٹ پڑی بلکہ ہانسی اور بھانسی نے تو غصے میں آ کر دو ہاتھ بھی جمائے ہات ہی کچھ ایسی تھی اس دن محلے کے تمام لڑکے حسب معمول کرکٹ کھیلنے میں مصروف تھے ورنہ روز کی طرح اندھی بنی چلتی آرہی اسل کے سامنے جا کھڑی ہوئی اس نے بڑے غصے سے دانت کچکچا کر میری طرف دیکھا اور پھر بلا زور سے میرے پیروں میں پھینک کر واک آؤٹ کر لیا اور میں بیگی پلیس نیے اس کی

پشت گھورتی رہ گئی تب ہی یعنی اور اکرم آگے بڑھے اور میرا ہاتھ تھام کر مجھے میرے گھر کے دروازے تک چھوڑ گئے تھے اتنے میں کسی دوسری گلی سے اسے پکڑ کر لایا گیا اور گلی اس کے کہ ان کا کھیل پھر شروع ہوتا جانے ان لڑکوں میں سے کس نے اس سے کہا کہ ایک دم اس کے بھائی اور بیٹی اس پر چڑھ دوڑے پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ غل و شور گلی میں کہ الامان لپیٹا گرد کے ہال تھے اوہو ہا کی آوازیں وہ لوگ خود کو بروٹلی کے جالشیں تہمت کرنے پر تلے ہوئے ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر وار کر رہے تھے اتنا بے ہنگم شور اور چیخ و چہاڑ سن کر اندر سے ابو اور اسل کے گھر سے محسن بھائی دوڑتے ہوئے آئے اور بمشکل ان کو چھڑایا۔ تحقیقات کرنے پر فرد جرم میرے ہی نام لگی ابو تو شاید درگزر کرنے کہ ابھی میری عمر ہی کیا ہے اور وہ اسل بھی کون سا کہیں کا شہزادہ ٹھکان تھا کہ پر یاں اور لڑکیاں اس کی ایک جھلک دیکھ کر ہی ڈھیر ہو جاتی یہ تو میرے ہی سر میں خدا جانے کیسا سودا آن سا پاتا تھا کہ اس سوکھے سڑے کالے لمبے بیگن جیسے اسل کو دیکھ کر اسل کو دیکھ کر بت ہی بن جاتی تھی جانے کیوں۔

نام کنوا کر رکھ دی اس لڑکی نے ہماری سارے محلے میں وہ ٹانگ برابر چھو کر جو میری ایک جھلک دیکھ کر راستہ بدل لیتے تھے آج کیسے تن تن کر اچھل میرے سامنے میری ہی بہن کی شان میں قصیدہ گوئی فرما رہی تھی اور میں اس کی وجہ سے صرف اس کی بے وقوفی کی وجہ سے ان کی ننگے ننگے کی باتیں سننے پر مجبور ہو گیا تھا۔ یہ چاپ کھڑا ان کی بک بک سننا ہا اور یہ میسٹی نکل اب کیسے منہ اٹھائے آئیں پھاڑ پھاڑ کر مجھے

کسی سے کچھ کہہ بھی نہ پائی کہ میرا تو کوئی قصور بھی نہ تھا یہ ستم تو مجھ معصوم پر محبت کے شہنشاہ نے ڈھایا تھا کیونکہ کے ظالم تیر کا نشانہ میرے دل بنا تو اس پر کبھی اس طرح گھائل کر گیا کہ پھر نہ دل کسی کام میں رہا اور نہ ہی میں۔۔۔

بزاروں دکھ بڑیں سہتا محبت مر نہیں سکتی
ہے تم سے بس یہی کہنا محبت مر نہیں سکتی
پرانے رابلوں کو تنے وعدوں کی ضرورت

ذرا اک بار تو کہنا محبت مر نہیں سکتی
میں نے کامیابیوں کی طرف شروع کر دیا
تھا یہ سفر میرے اپنوں کی دعاؤں کے ساتھ بہت
تیزی سے جا رہا تھا اپنی ان کامیابیوں سے بے
حد خوش تھا اور کیوں نہ ہوتا آخر کار میں نے اپنی
پیاری ماں اور ابا کے دل سبوا سے ختم کر دیئے
تھے خاص طور پر ان کا یہ وہم کہ میں شوہر کی چکا
چوند میں کم ہو کر کیس انہیں بھول ہی نہ جاؤں
کہیں اتنا مشہور اور مفرد ہی نہ ہو جاؤں کہ ان
سے اپنے تعلق پر اپنے متوسط طبقے کا فرد ہونے پر
شرمندگی محسوس ہوئے انہیں ڈیزون ہی نہ کر
دوں حالانکہ مجھے تو ہمیشہ ہی ابا کا لیورٹ شعر اپنی
پوری جذبات اور گہرائی کے ساتھ یاد رہا ہے
کیونکہ بہت چھوڑی عمر میں ہی انہوں نے جیسے یہ
خیال ہمارے دماغوں میں اچھی طرح بٹھا دیا تھا

ہم ایسی کل کتابیں قابل لہلی سمجھتے ہیں
جنہیں پڑھ کر بچے باپ کی قبلی سمجھتے ہیں
تو بھلا پھر میں کیسے بھٹک سکتا تھا مگر کیا
کریں میں نے بتایا تھا ناں کہ میں ان کی آخری

کچھ رہی تھی جیسے میں اس کی نہیں کسی اور کی بات
کر رہا تھا بے وقوف نالائق کہیں کی۔ جلال بھائی
کا غصہ لہو بہ لہو بڑھتا ہی جا رہا تھا اور میں واقعی ہو
ہو کی طرح انہیں غصے کے مارے کٹا اڑاتے
کچھ دیکھ کر سوچ رہی تھی کہ انہیں ہوا کیا ہے۔

باتی میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا پھر بھیا مجھ
سے کیوں تھا ہیں مجھے کیوں ڈانٹ رہے ہیں بھلا
میں تو آپ کے سامنے ہی بیٹھی ہوں ورک کر رہی
ہوں کب سے اور بھیانے آتے ہی مجھے ڈانٹنا
شروع کر دیا بھیا سے نظر بچا کر میں نے پاس بیٹھی
باتی کے کان میں گھس کر ہولے سے کہا تو جواب
میں انہوں نے ایک زبردست گھوری کے ساتھ
دور وار دھمو کے سے بھی نوازا ڈالا۔ بس امی جان
بہت ہو گیا ہے آج سے اس کا گھر سے باہر لگتا
بھی بند کر دیا سے سکول چھوڑنے اور لینے میں خود
ی جاؤں گا دیکھتا ہوں اب یہ کیسے رہتی ہے کسی
جگہ جہاں بید کی وہی میں اسے زندہ گھاڑ کر واپس
آؤں گا سمجھا دیں اس کو اپنی زبان سے میرے
ساتھ ساتھ سب کو کڑی نگاہوں سے گھورتے
نہ بروست وارنگ دیتے بھیا تو نیچے کارخانے
چلے گئے ابو کے پاس اور پیچھے رہ گئی امی اور باتی
وران کے نرنے میں پھنسی میں معصوم اور مظلوم
سی صنم رشید بیمن۔ اور پھر تھوڑا عرصہ تو بھیا کی
گھرائی کا سلسلہ بہت اچھے طریقے سے جاری رہا
تد۔ کب تک آہستہ آہستہ ان کی غصہ کے ساتھ
ساتھ حفاظت بھی کم ہوتی چلی گئی اور پھر جیسے ہی
میری طرف سے ایک دو واقعات اور رونما ہونے
مجھے کالا پانی کی سزا سزا دی گئی جی ہاں کالا پانی میرا
لیے حیدرآباد کالی پانی جیسا ہی تھا جہاں مجھے
اموں ممانی کی بیٹی بنا کر بھجوا دیا تھا اور میں معصوم

آئی تھی یہ سوئی بھائی کی شادی میں ہی جانے کہاں سے آئی ہے اور میری سکون کی زندگی میں زلزلہ لے آئی پہلے کیا اس کے ابو اور ابھائیوں نے اسے زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا جو اب آزاد سے تو لگتا ہے کہ جیسے صدیوں کی قیاس کے بعد چیل کو کھلا چھوڑا گیا ہو شریف انسانوں کو تنگ کرنے کے لیے اور ان کا خون چوسنے کے لیے میں۔ میں غصے سے جلا بھنا تو ہوا ہی تھا نہ جانے کیا کیا کہتا چلا گیا اور اپنے جوش خطا بہا میں یہ بھی نہ دیکھ سکا کہ اس کا سالو لارنگ کیسے پیکا پڑھ گیا تھا اس کی چھوٹی چھوڑی کا جل بھری آنکھیں اس وقت تالاب کا منظر پیش کر رہی تھیں جو پانیوں سے لبالب بھرا ہوا اور اس کے کنارے اکی گھاس جل جل کر سیا ہو گئی ہو وہ اپنے بارہل کٹاؤ والے لیوں پر ظلم کرتی انہیں بری طرح سے کھلتی ایک دم جھٹکے سے اٹھی اور میرے نزدیک سے گزرتی وہی تیزی سے لاؤنج کا دروازہ پار کرتی ہوئی سیڑھیوں اتر گئی۔ ہاں البتہ جاتے جاتے ہاتھ مار کر میرے ہاتھ میں پکڑا گرم گرم بھاپ اڑتی ہو جائے سے بھرا ہوا گل سا تڑکا گم میرے اوپر اٹاٹا نہیں بھولی تھی۔

میں جو بڑے مزے سے اپنی زندگی میں پہلی بار اسے واگ آؤٹ کرتے دیکھ کر اپنے دل میں بڑی کینسی کی خوشی پھلتے محسوس کر رہا تھا اس اٹاؤ پر ایک دم گھبرا کر بلکہ جلیلا اٹھا تھا اور میرے اس طرح ایک دم اٹختے ہی اچھل کود مچانے کی وجہ سے کچھ چائے بمعدتک پاس کھڑی ارفع کے پاؤں پر جا کر گری اب کہ ساتھ ساتھ وہ بھی اچھل رہی تھی میں تو صرف اسے کپڑے جھاڑنے اور خود کو جلن سے بچانے کی کوشش میں بند رہ گیا

مگر کی آخری اولاد ہوں سو ان کا دل میرے لیے کچھ زیادہ ہی دھڑکتا تھا اور جناب دل تو آج کل میرا بھی دھڑک رہا تھا نئی لے پر اپنے گھر میں ایک خاصی استحاک کے ساتھ اسے چلتا پھرتا بلکہ ہر ایک کے ساتھ بہت خاص اپنا پن لیے ہوئے گھلتا ملتا دیکھ کر حیران رہ جاتا اور پھر اس پر اس کا آتے جاتے مجھے کوئی نہ کوئی ایسی جھپتی بات ہوئی دیکھی بات کر جاتا کہ میں اندر ہی اندر جلتا بھٹتا رہتا تھا اور وہ مزے سے اماں یا بھائی کے ساتھ نہیں لڑانے میں مکن ہو جاتی تھی۔

ارفع یہ صنم آج کل کچھ زیادہ ہی ادھر نہیں پائی جاتی کیا اس کے گھر والوں نے اسے نکال باہر کیا ہے جو یہ لوگوں کے گھروں اور گھر والوں پر قبضہ جمانے کے چکروں میں پھرتی رہتی ہے چیل کہیں کی چھوٹی آپا کی ارفع کے ہاتھ سے چاہنے کا گم پکڑتے ہوئے میں نے صنم کو کھا جانے والی نظروں سے کھورتے ہوئے پوچھا تو تو اس کے جواب دینے سے پہلے ہی ادھر بھی جوانی حملہ ہو گیا رانی اپنے ماموں سے کہہ دو اگر ان سے میرا اور اماں کا پیار دیکھا نہیں جاتا تو اپنا پورا یا بستر بھی اپنے پروڈکس ہاؤس میں لے جائیں کیونکہ میرے گھر والے مجھے نکالیں یا نہ نکالیں میں تو ان کے سینے پر منگولے کے لیے نہیں ہمیشہ ہی یہی نظر آؤں گی چلتی پھرتی کھانی چینی بستی ہسانی اور ہاتیں بگاڑتی چاہئے ان کا کبجو جلع یا پھر یہ خود جل جل کر کونکہ ہو جائیں اور ان سے راکھ۔۔۔ اف کوس فوز یہ بھائی کی شخصی سعد یہ کوجلاتے ہوئے اس نے مزے سے کہا تو میں واقعی جل بھن گیا تھا۔

ارفع۔ یہ چیل بھئی پہلے تو کبھی نظر نہیں

تو قح نہ تھی روٹی بھابھی نے میری طرف پانی اور
چین کر پڑھاتے ہوئے خطی سے کہا۔ تو میں بے
بسی سے ان کی طرف دیکھتا ہی رہ گیا اب ایسے کیا
دیکھ رہے ہو ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہوں۔ روٹی کمال
ہے اتنا پتھ کہہ گئے تم گھر آئی مہمان سے نہ اماں
کا لحاظ کیا اور نہ ہی کسی اور کا اور اب اتنے بڑے
بڑے منہ بنا کر ہمیں ایسے دکھا رہے ہو جیسے سارا
قصور ہی ہمارا ہے چھوڑو یا رکھا ہے لڑائی
جھگڑے میں چھوڑ دو ان لڑکیوں کو ان کے حال پر
وہ چاہئے صنم ہو یا ارفع ہی میرب ہو یا تمہی ہو یا
یعنی ہو بس ان کے معاملات میں ناگم مت
اڑانا اب انس بھائی نے شرارت سے کہا تو
بھابھی نے ساتھ ساتھ میں بھی مسکرایا میں نے
ایک بات پھر صنم نامی کا بی بی سے فحش کر رہے تھے
نکارا وہ کہہ کر آیا اور اس پہ کافی حد تک عمل پیرا بھی رہا
مگر وہ بھی صنم تھی کیسے بھلا باز رہتی یہ اراستہ کاٹنے
سے۔ اور اسی چو سے بی بی کے ٹھیل میں کب یہ
چو بارسل عظیم اس کافی بی صنم بسین کا شکار ہو گیا
اسے بھی صنم نہ ہوا۔

میری آنکھوں کے سمندر میں جلن کیسی ہے
آج بھی دل نہ تر پونے کی لگن کیسی ہے
مجھ سے پوچھو کہ محبت لی اگن کیسی ہے
مجھے مظلوم ہی لڑکی یہ ترس آتا ہے
اسے دیکھو محبت میں ظن کیسی ہے

میری محبت نے مجھے زیادہ دن تک اس
سے دور رہنے نہیں دیا میں جس قدر غصہ کھا کر اور
جتنی زلت اٹھانے کے بعد اس روز وہاں سی نکل
تھی ان سب کے ساتھ ساتھ مجھے بھی پورا یقین
تھا کہ میں اب شاید دو ہزار بھی ادھر کا رخ نہ کر
پاؤں مگر کیا کرتی دل کا کہ جس پر میرا اختیار ہی

مخا عمر بے چاری ارفع خواں خواں ہی لئے میں
آگئی تھی وہ تو باقا عیدہ رو بھی رہی تھی مجھے کوشش بھی
رہی تھی کہ میری وجہ سے اس کے پاؤں پر جوت
بھی لگ گئی تھی اس کا لیور شک بھی ٹوٹ گیا تھا
اور ساتھ ہی ساتھ اس کی دن رات کی محنت سے
بڑھائے گئے ہاتھوں پیروں کے ناخنوں میں
سے پیر کے انگوٹھے کا ناخن بھی دو لکھت ہو گیا تھا
اور سب سے بڑھ کر اس کی نئی نئی دوسرے بھی
اس سے روٹھ کر چلی گئی تھی یعنی کے میرے
کھاتے میں ساتھ ہی کوئی جیم آن پڑے تھے اور
میں بے چارہ مایہ ناز پروڈیوسر ڈائریکٹر اپنے
آدمے چلے جسم کے ساتھ اب اماں بڑی بھابھی
اور آپا کی ڈانٹ کھا کر جان بھی جلا رہا تھا
تمہیں ضرورت کیا تھی ارسل صنم کو کچھ بھی کہنے کی
تمہیں چہ کیا ہے یا اس بے چاری سے اتنی
سیدھی سادھی تو ہے۔ ہاں جی ہاں چلی کی طرح
سیدھی ہے میں دل ہی دل میں بڑبڑایا تم بچپن کی
باتیں بھول نہیں سکتے یا وہ زبانہ تو لب کا گزر گیا
ہے اور نہ تم بچے ہو۔ اور نہ وہ مضمی۔ میرا مطلب
بچی سے دونوں بڑے ہو سکے ہو تو اپنے کام سے
کام رکھا کرو ناں ضرور کیا ہے تمہیں ایک
دوسرے سے الجھنے کی ایویں فضول میں اس کا دل
بھی دکھایا اور اماں کو بھی ناراض کا ارفع کو بھی رلایا
اور پھر سب سے بڑھ کر خود کو بھی جھلایا۔ بھلا ملا گیا
ہے تمہیں سب کمر کے تباہ ذرا۔ انس بھائی
میرے زخموں پر مرہم لگاتے ہوئے ساتھ ساتھ
بولتے بھی جا رہے تھے اور میں بڑے بڑے منہ
بتایا چپ چاپ سنے جا رہا تھا۔
تو اور گیا۔ سمجھا میں اسے انس تم از کم مجھے تو
اس سے اس طرف کی کسی بھی بےوقوفی نہ قطعاً

کرنے والی تھیں کہ ان کا دل جیتنا میرے لیے چنداں بھی مشکل نہ تھا اور رہے ابا تو وہ بھی ایسے ہی تھے بہت پیار کرتے والے پیارے سے انسان سو میں اس مشن پر چل لگی اور بہت جلد میں اس میں کامیاب بھی ہو گئی کیونکہ اماں اور ابا تو پہلے سے ہی میرے بہنوئی تھے اور پھر جب سے ارسل نے میری بے عزتی کر کے مجھے گھر سے نکالا تھا تب سے تو میں اور زیادہ اچھی ہو گئی تھی ان سب کی نظروں میں لہذا اب وہ پہلے سے زیادہ مجھ سے محبت کا اظہار کرتے تھے ان کے ساتھ ساتھ میں نے گھر کے ہر فرد کو اپنی چکنی چیزیں مینھی مینھی ہاتوں کے جال میں خوب اچھی طرح پھنس لیا سوائے بڑی بہن اور بھابھی کے اس ارسل مسل کے۔

مگر کب تک۔۔۔ کب تک وہ مجھ سے بیخ سکتا تھا میں نے آہستہ آہستہ اس کے گرد جنگ کرنا شروع کر دیا تا محسوس انداز میں اس کے کئی کام اس طرح ذمے لے لیے کہ کسی کو شک بھی نہ ہو اور اس اعتراضی بھی نہ ہو مثلاً اس کے کپڑے اگر دھلنے والے استری کرنے والے پڑے نظر آتے تو بھابھیوں کا ہاتھ بنانے کے بہانے نہ صرف دھو کر استری کرنی ان کی جگہ پر رکھ دیتی اس کی پسینہ کے کھانے بھابھی سی سیکھنے کے بہانے وہی بناتی اور پھر اسے جا کر کھلا کر سب کے سامنے زبردستی اس سے تعریف کرواتی اور وہ بے چارہ اماں آبا اور بھابھی کی ڈانٹ سے بچنے کے لیے اچھی ہے ٹھیک ہے مزے کی سے جیسے رسمی فقرے بول کر جان چھڑانے کی کوشش کرتا مگر یہ صنم کا تختہ تھا صنم۔۔۔ من کا وہ پنجابی منڈہ بھلا کیسے نکل پاتا میرے قلعے سے لہذا آہستہ آہستہ میں اسے قابو

شروع سے نہ ہونے کے برابر تھا کروں گا کیا جو محبت میں ہو گیا تا کام مجھے تو اور کوئی کام بھی نہیں آتا تو اسی محبت نے مجھے جلد ہی پسپا کر دیا تھا فصرہ تو شام تک کہیں منہ چھپا کر سویا تھا اور رہا دلالت کا احساس تو اس کی کک کو محبت کی کک نے بچھا ڈالا تھا اور پھر جیسے یہ روہنی بھابھی مینھی اور چھوٹی آیا ہمراہ مجھ سے ملنے اور دو پردہ مجھے منانے آئیں تو میں نے سب کچھ بھول بھال کر ان سے ایسے ملی جیسے ڈر سے پھڑکی کوچ اور جب آبا کی زہانی ارفع کی چوٹ اور اس ستم گر کے تجلس جانے کا پتا چلا تو اس قدر بے چین ہوئی کہ اسی وقت ان کے ساتھ ہی ارفع کی عبادت کے بہانے اس دشمن جان کا دیدار کرنے جا پہنچی مگر وہ ظالم ویسے کا ویسا ہی تھا ایک بار پھر بچپن کی طرح میدان چھوڑ کر بھاگ گیا مگر وہ بچپن کا دور تھا تب تو میں کچھ نہیں کر سکتی تھی مگر اب۔۔۔ اب میں اس بھگوڑے کو کیسے بھاگنے دیتی تھیں تو اسے ڈالتی ہی تھی محبت اور جنگ میں سب جاتز ہے اور میں بھی اس محبت کی جنگ کو جیتنے کے لیے اس وادی پر قار میں کود پڑی تھی ساری کشتیاں جلا کر ڈوہا کی کیفیت خود پر طاری کیے میں نے سرد حزی کی بازی لگادی مجھے اب ہر حالت میں ارسل اور اس کی محبت کو جیتنا تھا اور اس کے لئے مجھے سب سے پہلے اس کی ماں اور ابا کو اپنی مٹھی میں کرنا تھا کیونکہ میں اچھی طرح سے جانتی تھی کہ ارسل اگر دنیا میں کسی کے سامنے کھڑا ہونے سے گھبراتا ہے تو وہ اس کے ابا تھے اور اگر کسی کی بات کبھی بھول کر بھی نال نہ پاتا تو وہ اس کی ماں تھیں اور سچ کہوں تو اس کی اماں اتنی سویت تھی اتنی محبت

کرنے میں کامیاب ہوگی۔
ہم نے تمہارے نام کی نقل دیوچلی
سب رنگ کائنات کے منہ میں آگئے
ارسل اور کتنا عرصہ انتظار کرنا ہوگا ہمیں آخر
کب لاؤ گے تم اپنے گھر والوں کو ہماری طرف
فائل بات کرنے کے لیے اب تو اس خود ساختہ
منگنی کو بھی انجام پائے ایک عرصہ ہو گیا اور تمہیں
پھر بتا رہی ہوں ابو اور بڑے بھائی پر آج کل پھر
شادی کا جنون سوار ہو چلا ہے اور پھر چچا کریم بھی
اپنے بیٹے تابلش کے لیے بہت اصرار کر رہے ہیں
پھر یہ نہ وہ کہ خاندان والوں کے پر زور اصرار
کے سامنے ابو مجبور ہو جائیں اور انہیں کوئی مشکل
فیصلہ کرنا پڑ جائے اسی لیے کہہ رہی ہوں ابھی بھی
وقت ہے ابھی طرح سوچ لو پھر نہ کہنا قسم بے وفا
ہوگی۔

کلشن کے نیم ترین گوشے میں میرے
سامنے بیٹھی وہ ایک تضا فرانہ ادا سے کہہ رہی تھی
اور میں اس کے عشوہ و غرہ میں بری طرح ہی
الجمعا وارگی سے اسے نگے جا رہا تھا۔

یولو ناں ارسل۔۔۔ کیا جواب دوں میں
امی جان اور ابا جان کو اور باجی روز میری جان
کھاتی ہیں کہ دل دیا بھی تو کس گھونچو کو جسٹس کیا
بھی تو کس مٹی کے مادھو کے ساتھ جیسے اپنے حق
کے لیے بھی آواز اٹھانا نہیں آتا اب میں کیا کہوں
انہیں تم بتاؤ ناں۔

بس تھوڑا سا انتظار کرو اور صنم مجھے چند دن
اور دے دو پلیز دیکھو بھائی تو سارے ہی میرے
ساتھ ہیں رہ گئی بھابھیاں تو جب بھائیوں کو
اعتراض نہیں ہمارے رشتے کا تو بھابھیاں بھی
کتنی دیر منہ پھلائیں گی بھلا اصل مسئلہ تو آپاؤں

کا ہے جانے کیوں وہ مان دی نہیں رہیں ایسے
ایسے اعتراضات اور ایسے ایسے جواز ڈھونڈ ڈھونڈ
کر لاتی ہیں کہ میں تو میں بے چارے بھائی بھی
لاجواب ہو جاتے ہیں کاش اماں اور ابا یوں
میرے نیا چچا تجھد حار ڈولتی چھوڑ کر اتنی جلدی
راہی ملک عدم نہ ہوتے سب کہتا ہوں اگر اماں
زندہ ہوتی تو ناں تو کب کے ہمارے سہرے کے
محصول کھل چکے ہوتے مگر افسوس نہ ان کی قسمت
میں اپنے چھوٹے کی خوشی دیکھتی لکھی تھی اور نہ ہی
ان کے چھوٹے کے نصیب میں انہیں اپنی ہستی
بستی گھر ہستی کا سکھ دکھانا تھا اب تو بس انتظار ہے
کہ آیا میں اور بھابھ بھی کسی طرح مان جائیں تو یہ
تیل بھی خیر و عافیت مندھے چڑھے بس اس
وقت تک تم کسی نہ کسی طرح اپنے گھر والوں کا نالو
پلیز میں نے اپنا وہ ہی پرانا رونا روایا تو وہ ایک
بار پھر چڑھی۔

دیکھو ارسل تمہارے ان پرانے مجھے بھنے
بھانوں سے کام چلنے والا نہیں ہے اب تمہیں کوئی
شہور قدم اٹھانا پڑے گا میں تمہیں بتا چکی ہوں ابو
اور بھیا اب مزید انتظار نہیں کرنے کے موڈ میں
ہیں پہلے ہی تمہاری بھابھیوں اور آپاؤں کی لگائی
آج تجھنے میں نہیں آرہی اوپر سے وہ الو کا پٹھا
تابلش ہاتھ دھو کر بڑا ہے میرے پیچھے اور تم۔۔۔ تم
ہو کہ تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا میں نے دو چار بار
بھانے سے ڈیٹ مار کر ہی بڑے طرح خان بنے
ہوئے ہوئے بیاناں جس دن ڈولی میری کرتے
رہنا پھر کر سیاں سیدھی شہ کے پھیروں کی طرح
اور آہی بھرتے آنسو پونچھتے ہوئے پارا تہوں کو
کو لڈر تک پھاتے رہتا اس نے ایک بار پھر آگ
لگانے والے انداز میں کہا تو میں واقعی سر سے

کہ باقی سب کو میری پیاری اماں کو بہر حال میری خوشی سب سے زیادہ عزیز تھی مگر باقی سب تو جیسے ہمارے خلاف مجاز ہی کھول کر بیٹھ گئے مگر ان سب کے سامنے بھی ہم تھے ہم ارسل عظیم اور منہم رشید مین جانے وہ کسی خدمت جس نے میرا دماغ بالکل ہی گھما دیا تھا کہ میں نے انجائی قدم اٹھایا جس کے بارے میں کم از کم میں نے تو کبھی سوچا بھی نہ تھا مگر آ پاؤں بھابھوں وغیرہ کی طرف سے بار بار اس طرح کی رکاوٹیں کھڑی کی گئیں مجھے بار بار اس طرح ڈیل کیا گیا ہمیں زچ کر رہ گیا اس روز بھی ہم دونوں چھپ چھپا کر طارق روڈ پر اپنے پسندووز کار میں بیٹھے تھے کہ رہے تھے کہ روٹی بھائی اور چھوٹی آپا کے ساتھ تھی اور ارفع بھی اس ریسٹورنٹ میں آئیں اب وہ اتفاقاً آئیں تھیں ہمیں پھر ایک بات رنگے ہاتھوں پکڑ لیا گیا تھا انہوں نے ہم تو ابھی ان کے چھاپے سے ہی نہیں سنبھل پائے تھے کہ صنم کی ہانسی اور بھابھی بھی شاپنگ بیگز ڈھیر اٹھائے ادھر ہی آئیں ان چھوٹے خوشنک تھوڑے لمبے ہمیں گھورتی خواتین نے واہی ہمارے اوسان خطا کر دیئے تھے مگر یہ تو ابھی کچھ بھی نہ تھا اصل طوفان تو گھر جا کر اٹھا تھا۔

اماں سمجھا میں اسے اور کتنی ذلت کرائے گا یہ ہماری ارے اس کی حرکتوں کا کیا اثر پڑ رہا ہے ہمارے بچوں پر اس کا اسے ذرہ برابر خیال نہیں انا ٹھیک کہتے تھے یہ شوہر کی لیلڈی ایسی سے سب کے سب مادر پدر آزادی ہو جاتے ہیں کوئی شرم کوئی حیا باقی نہیں رہی اسے دیدوں کا پانی مر گیا اس ارسل موصل کا غضب خدا کا سارے زمانے میں اسے وہ بھتی چیل مین زادی ہی ملی تھی عشق

پاؤں تک سلگ گیا تھا یہ میری اور اس کی کوئی پہلی ڈیٹ ملاقات نہ تھی ہم نے تو کراچی کا کوئی گوشہ نہ چھوڑا تھا جہاں اپنی محبت کی نشانیاں اور ثبوت نہ نصب کیے ہوں اور اسی طرح ایک خفیہ ملاقاتیں اعظم معظم ارفع اور میرب نے کامیاب چھاپے مار کر ہمیں بقول آپا رنگے ہاتھوں رنگ رلیاں مناتے پکڑ لیا اب یہ ان کی اپنی ای آی ہوگی یا اس کے جیسے کسی تاوت کا ہاتھ ملوث تھا کچھ کہنا نہیں جا سکتا مگر اسکا میاب تیرن چھاپے نے ہمارے مانس کے فہارے سے ہوا ضرور نکال دی اعظم نے اسی وقت فون کر کے آیا بھابھی کے ساتھ محسن بھائی اور اس بھائی کو بھی موقع واردات پر بلا لیا اور وہ بھی اتنے ویلے اور نرم جوش کہ دیکھتے ہی دیکھتے جائے واردات پر آن پہنچے بس جی پھر کیا تھا وہ تمام خدائی فوجدار ہمیں اپنے گھر کہتے جیسے تیسے گھر پہنچے اور پھر جو عدالت لگائی گئی جس طرح فرد جرم ہمارے نام لگی اور جس طرح ہم دونوں کو قابل گردن زنی قرار دیتے ہوئے سخت سے سخت ترین سزا ہمیشہ کی جہاں سادی گئی اس نے کم از کم مجھ پر اس مصرعے کا رنگ بدلتا ہے آسان کیسے کیسے بہت اچھی طرح واضح کر دیا میں تو واہی سب کو رنگ رنگ بدلتا دیکھ کر دھنگ رہ گیا تھا کہاں تو صنم سب کی چھتی لاڈلی معصوم اور بہت اچھی لگی تھی اور کہاں وہ ایک دم حالات ٹھکی میسنی جادو کرنی اور جانے کیا کیا ہو گئی اماں بے چاری تو دیبے پاؤں لنگھوں میں ہماری طرف داری کر رہی تھی کہ میں اگر ان کا لاڈلا چھوٹا تھا تو صنم بھی ان کی لاڈلی ہی تھی جیسے انہوں نے گودوں میں کھالا تھا ان کا شاید رشتے سے ہی قدر اختلاف نہ تھا جتنا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور
- ✦ ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈفری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

✦ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

✦ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety

آبادی کے پیروں تلے سے زمین ہی تو کھینچ لی
 تھی وہ یکدم گرنے کے سے انداز میں صوفے پر
 بیٹھ گئیں جبکہ انس بھائی نے میرے کندھے پر
 ہاتھ رکھ کر مجھے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی باقی سب
 لوگوں پر تو میرے اس فیصلے کا جواثر ہوا سو ہوا مگر
 اماں جیسے بالکل ہی خاموش ہو گئی میں جانتا تھا کہ
 میں نے شاید ان کے دل کو دھچکا پہنچایا ہے میری
 اماں واقعی مجھ سے بے تحاشہ پیار کرتی تھیں۔

میں تجھ سے ناراض نہیں ہوں چھوٹے مجھے
 صنم بھی مومھی پیاری سے جس طرف تم مگر کیا
 کروں تمہارے بھائی نہیں اور بھابھیاں تو
 تمہارے پھر بھی مان ہی جائیں گے مگر تمہاری آپا
 انہوں نے تمہارے ابا جی کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا
 ہے مجھے بڑی فکر ہو رہی ہے بیٹا میری طبیعت بھی
 ٹھیک نہیں رہتی پتا نہیں تمہاری کوئی خوشی دیکھ
 پاؤں گی بھی کہ نہیں میں نے اماں سے لپٹ کر
 معافی مانگی تو وہ میرا ہاتھ چوم کر الٹا مجھے دلا سے
 دسنے لگیں ہلڈ پریش اور شوگر کا مرض انہیں دن
 بدن گھلائے جا رہے تھے اور پھر اماں کا خوف کچھ
 اس طرف ہی ثابت ہوا کہ میں بالکل ہی نوٹ کر
 رہ گیا اماں ایک رات ہلڈ پریش بانی ہونے کے
 باعث بے ہوش ہو گئی انہیں بے ہوشی کے علام
 میں ہاسپٹل سے جایا گیا تھا مگر وہ جہم نہ ہو سکیں
 اور ابھی تو ہم اس صدمے سے پوری طرف نکل
 بھی نہ پائے تھے ہا ابھی ہم سب گوروتا ہوا چھوڑ
 کر اماں کے پیچھے پیچھے چل دیئے ساری زندگی
 اماں نے ابا کے نقشے قدم پر چلتے تزاری اور اب
 آخر میں ابا کو ان کے پیچھے پیچھے جاتے دیکھ کر ہم
 سمیہ ہو گئے۔

یہ دونوں صد مات ہماری پوری زندگیوں کو

لڑانے کے ارے اماں میں کہہ رہی ہوں سنبھال
 لیں ابھی بھی اسے ورنہ خاندان میں ہی رہی سکی
 عزت بھی خاک میں ملادے گا یہ چھوٹا کھوٹا آپ
 کا۔۔ آپا کا قصہ تھا کہ لہو بہ لہو بدھتا ہی جا رہا تھا
 گھر آتے کے ساتھ ہی پہلے تو انہوں نے خوب
 جی بھر کے میری خاطر کی پھر ان کی توپوں کا رخ
 صنم کی طرف ہو گیا تھا قاتبانہ چور پر اسے برا بھلا
 کہہ کر جی نہ بھرا تو ٹھونک کر اس کے گھر لڑنے جا
 چکی دھر بھی خوب جوانی حملے کیے گئے اور بات
 بڑھتے بڑھتے اتنی بڑھی کہ میں اور انس بھائی ہی
 بچا کروانے جا پہنچے گروہاں کے حالات دیکھ کر
 ٹھٹھتا میرا دماغ ہی الٹ گیا تھا۔۔ آپا بھیا کان
 کھول کر سن لو آپ میری بات میں شادی کروں تو
 صرف اور صرف صنم سے وہ جیسی بھی ہے میری
 محبت ہے مجھے نہ اس کی ذات سے کوئی مطلب
 ہے اور نہ ہی اپنی برادری سے دنیا کی کوئی طاقت
 بھی مجھے میری محبت سے جدا نہیں کر سکتی سنا آپ
 نے اس لیے برائے مہربانی یہ تماشا بند کریں اور
 جائیں یہاں سے یہ شریف لوگوں کا گھر ہے کوئی
 بازار یا چوک نہیں کہ آپ اتنی گھٹیا زبان استعمال
 کریں یہاں پر میری ہونے والی سسرال ہیں یہ
 اور مجھے ان کی عزت کا خیال ہے جتنا کہ آپ
 لوگوں کا۔ میں نے ایک دم غصے سے کہتے ہوئے
 اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ انگوٹھی نکال لی جو
 چند گھنٹے پہلے ہی طارق روڈ سے صنم کی پسند سے
 خریدی تھی اور اس کی سانگرہ پر اسے گفٹ کرنے
 کا ارادہ تھا مگر اب حالات ایسے ہو گئے تھے کہ
 سانگرہ تک کون انتظار کرتا میں نے وہ نہیں ہی
 گولڈن رنگ وہی سب کے سامنے اس کا ہاتھ
 پکڑ کر اسے پہنا دی میرے اس عمل نے دونوں

بتایا تو میں تھوڑی کنفیوز ہوئی کیونکہ اس کے سارے گھر والوں کی مخالفت تو میں پہلے سے ہی تھی اور اب اگر خالہ بھی مجھے زچلیٹ کر دیتیں تو۔ اور اسی خدشے نے میری نیندیں اڑا رکھی تھیں امی جان نے ارسل کے کہنے پر خالہ سمیت سارے گھر والے کو ڈنر پر انوائٹ کای تھا اور سچ کہوں تو میرے ساتھ ساتھ امی اور بھابھیاں بھی کنفیوز ہو رہی تھیں کیونکہ ایک تو وہ پنجابی کشمیری خاندان سے تھیں اور پھر لاہور کی رہنے والی تھیں اور سنا تھا کہ لا جواب کو کنگ کرتی تھیں ان کے ہاتھ کے ڈانٹنے کے سامنے بڑے بڑے ماہر پای بھرتے نظر آ رہے تھے اور ہم ظہرے مسکن برادری کے ان جیسے مرض مرفن اور لڈیہ کھانے چاہ کر بھی نہ بتا پاتے اس لیے ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ڈنر کا میڈیو کیا رکھیں اس لیے مجھے بھی ارسل سے ہی مدد لینی پڑی اس کے ہی مشورے پر جو بھی التماسید حامنا بنا کر ان کے سامنے رکھ دیا۔

خالہ نہرے لیے بہت ہی خوبصورت اور قیمتی تحائف لائی تھیں ان کی بیٹی بھی مجھے اپنی طرف سے بہت اچھے تحائف دیئے اور جو محبت اور خلوص مجھے ان کے رویے سے ملا وہ سب سے بڑھ کر تھا میں ان سے مل کر واقعی بے حد خوش تھی اور مطمئن بھی ہو گئی تھی ڈھیروں تحائف پھر پھول مثالی سب مل کر مجھے احساس دلار ہے تھے کہ میری سسرال سے یہ سب سوغاتیں میرے لیے ہی آئی ہیں خالہ نے میرے اور ارسل کے ہر خدشے کو غلط ثابت کرتے ہوئے ہمارے رشتے پر تصدیق کی مہر ثبت کر دی سب ٹھیک چل رہا تھا ہم ان دنوں ہواؤں میں اڑ رہے تھے خوش رنگ تھلیاں بے خوشیوں کے کھلے خوش رنگ پھولوں

الٹ پلٹ کر گئے اماں نے ہانکل ٹھیک کہا تھا ان کی آنکھ بند ہوتے ہی میرے طرف کھلنے والے خوشیوں کے سارے در شاید بند ہو گئے تھے گھر والوں نے واضح طور پر مجھے ان کی موت کا ذمہ دار قرار دے دیا اور مجھ پر اس خود ساختہ مہنگی کو توڑنے کے لیے پوری طرح سے دباؤ ڈالا جانے لگا وہ نہیں جانتے تھے کہ پھوگلوں سے یہ چراغ بجھا یا نہ جائے گا سو میں نے اپنے فیصلے پر ڈنار ہا اور آج تک قائم و دائم ہوں۔

آساں نہیں ٹوٹے ہوئے دل کا جوڑنا
بچتاؤ گے خوابوں کی ہستی اجاڑ کر

میرے دن رات اب اس کی یادوں کے سہارے ہی گزرنے لگے میں نے بھی خواب میں تصور نہیں کیا تھا کہ مجھے اس کے بغیر رہنا پڑے گا میں نے تو اپنے سارے بچے بڑی احتیاط سے اور بڑی ہوشیاری سے کھیلے تھے میں تو اسے اپنے سحر میں پوری طرح سے جکڑ چکی تھی لاکھ لاکھ لفظوں لاکھ دشواریوں اور لاکھ سب کی نہیں نہیں کی گردان کے باوجود مجھے پورا یقین تھا کہ ارسل میرا ہو کر رہے گا اور پھر میرے اس یقین کو محکم کرنے کے لیے وہ اپنی اکلوتی خالہ کو بھی گواہ بنا کر لے آیا اس کی ایک ہی خالہ تھیں اور وہ بھی لاہور میں رہتی تھیں خالہ کے بیٹے کی شادی میں سب گھر والوں کے ساتھ وہ بھی لاہور گیا اور وہاں اس نے خالہ سے میرا بھی ذکر کیا او رہمارے من کی راہ میں آنے والی رکاوٹوں کا بھی اس نے جانے خالہ کو کیا اور کس انداز میں کہا کہ اگلے مہینے ہی خالہ اپنی چھوٹی بیٹی کے ساتھ کراچی آئیں اور ارسل نے مجھے ان کی مدد کے متعلق

نہیں اور آپا کی حالت بھی کہتے ہیں ٹھیک نہیں ہے اللہ ہی خیر کرے۔

فوزیہ بھابھی نے میرے استفسار پر جو خبر مجھے سنائی تھی وہ مجھ پر بجلی بن کر گری تھی آپا کا ہارٹ ایک مطلب میرے اور اس کے مطنم میں ایک اور رکاوٹ ایک بار پھر انتظار اور وہ بھی جانے کتنا لمبا میرے کان سائیں سائیں کرنے لگے میں بمشکل خود کو سنبھالے وہاں سے اٹھی اور اپنے آنسو اور سسکیاں اور روئی ہوئی اپنے گھر آگئی جانے کیوں اس خبر نے مجھے بری طرح سے ہلا دیا تھا میرا دل اندر ہی اندر کچھ غلط بہت ہی غلط ہو جانے کی گواہی دے رہا تھا میں طے پیر کی ملی کی طرح اندر باہر پھر رہی تھی اور ارسل تھا کہ میرا فون ہی نہیں اٹھا رہا تھا اور نہ کسی سبج کا جواب دے رہا تھا یوں تو آپا ہاسپتال جانے خبر سنتے ہی ابوامی بھابھی اور بھیا بھیا ہاسپتال طے گئے تھے اور بھابھی نے مجھے فون کر کے کہا کہ اب آپا کی حالت خطرے سے باہر ہے مگر میرا وجدان مجھے کچھ اور ہی کہانیاں سن رہا تھا میری جب تک ارسل سے بات نہ ہو جاتی مجھے یقین ہی نہ آتا اور نہ ہی قرار آتا تھا اور یہ بات وہ خود بھی جانتا تھا مگر اسکے ہاوجود بھی اس نے نہ تو مجھے فون کیا اور نہ ہی کوئی ٹیکسٹ۔

مطنم میں تم سے معذرت چاہتا ہوں ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا میں اب اس سے زیادہ اور اس رشتے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا میری طرف سے تم آزاد ہو جہاں چاہو جس سے چاہو اپنی شادی کروالو مگر اب اپنے پیاروں کو تکلیف نہیں دے سکتا اب اس سے زیادہ مجھے میں ہمت نہیں ان کا دکھ ان کی تکلیف دینے کی آپ سب سے بھی

بردوانہ رار رقص کرتے اپنے آنے والے کل اور گزرے ہوئے کل کر بھلائے بس اپنے حال میں مست تھے کہ ہمیں پورا یقین تھا کہ ہمیں ایک ہوئیں سے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی مگر خواب تو خواب ہی ہوتے ہیں اور دیوانوں کے خواب بھی کبھی سچ ہوئے ہیں بھلا۔

وہ بھی ایک خوبصورت شام تھی میں روز کی طرح اپنی کھڑکی میں کھڑی تھی ارسل کو اپنی گاڑی گلی میں لاتے ہوئے دیکھ رہی تھی یہ میرا روز کا معمول تھا اس کے آفس جانے اور واپسی کے وقت اپنی کھڑکی میں کھڑے ہو جتا اسے دیکھا کرتی تھی وہ میرے سامنے گاڑی سے اگر روز کی طرح مجھے ہاتھ پلا کر وٹس کیا وہ گھر کے اندر چلا گیا مگر پھر جلد ہی گھبرایا ہوا اس بھائی وغیرہ کے ساتھ باہر آیا پھر دیکھتے ہی دیکھتے گھر کے تقریباً تمام افراد ہی افراتفری میں نکلے اور گاڑیوں میں بیٹھ کر کہیں طے گئے میں اس منظر کو دیکھ کر ایک دم گھبراسی گئی اور ساری اطمینان پیریں فراموش سرپٹ دوڑتی ان کے گھر چلی گئی گھر میں صرف فوزیہ بھابھی اور سبج تھے اور ابھابھی بڑی پریشانی کے عالم میں بیٹھیں تھیں۔

کیا ہوا بھابھی سب خیر ہے تو ہے ناں۔ یہ سب لوگ کہاں گئے ہیں اتنی پریشانی کے عالم میں۔

میں ڈرتے ڈرتے بھابھی سے پوچھا تو انہوں نے افسردہ نظر مجھ پر ڈالیں اور سر جھکا لیا۔ بھابھی پلیز کچھ تو بتائیں ناں مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے۔ چھوٹی آپا کو ہارٹ ایک ہوا ہے انہیں ہاسپتال میں لے کر گئے ہیں تم بھی تم بھی دعا کرو مطنم سب ٹھیک ہو جائے بھائی جان یہاں

تک مجھے سہتا بڑا ای اور ہانسی نے تو ٹھیک ٹھاک قسم کی ٹھکانی کی تھی میری جبکہ اب تو مجھ سے ناراض ہو گئے کہ میری شکل نہ دیکھنے کی قسم کھالی انہوں نے تیار اور اعلان بھی کر دیا۔ جب تک اس کو پتا نہ ہو کہ میرے سامنے نہ آئے اور یہی فرمان بھائیوں کی طرف سے بھی داغ دیا گیا تھا اب مجھے اٹھتے بیٹھتے سب کے طعنے تلنے سننے پڑتے ہیں اور میں رہ رہ کر اپنی محبت کے لاشے کو اپنے ہی کاغذوں پوٹھانے ہوئے سسک سسک کر بیٹھتا ہوں اور سسک سسک کر مرنے پر مجبور ہوتی ہوں۔

امی جان آپ بالکل پریشان نہ ہوں سب سے انتظامات مکمل ہیں ابوق کی چچا جان سے بات ہوگئی ہے اگلے جمعے کو وہ لوگ آجائیں گے عصر کے بعد نکاح ہو جائے گا صنم کا ہم بھی ارسل موہل کو بتادیں گے کہ ہم بھی کسی سے کم نہیں ہیں ہماری بین کے لیے ابھی بھی ایک سے بڑھ کر ایک رشتہ ہماری اپنی برادری میں موجود ہے یہ تو اس بے وقوف کی ضد نے ہمیں مجبور کر دیا تھا ورنہ تھا کیا اس گھڑوں میں نہ شکل نہ عقل کاٹھ کا الو بے وقوف گدھا کہیں کا معد ہو کر مگر بھائی بہنوں سے ایسے ڈرتا ہے جیسے ان کا زرخیر غلام ہو ارے یہ تو ہماری ہی لڑکی کے دماغ میں حساس ما گیا جو ہم مجبور ہو گئے ورنہ ایسے ایسوں کو تو ہم اپنی سیزھی بھی نہ چڑنے دیتے با آپ بالکل پریشان نہ ہوں اس جمعے کو اس کا نکاح ہو جائے گا تاہم اس کے ساتھ رہ گئی رخصتی تو وہ اس کے اگلے ساتھ آنے پر کر دیں گے اچھا ہے ناں وہ نکاح کے کاغذات ساتھ لے جائے گا اور صنم کو ویزہ لکوا کر لیتا آئے گا تاکہ رخصتی کے بعد یہ بھی اس کے

گزارش سے کہ ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا میری طرف سے شکلی ختم سمجھیں اور آخر کار تمام تر خدشات اپنے بدترین روپ میں سامنے آئی گئے تھے آپ کے ہاسٹل سے گھر آنے کے بعد بھی ارسل سے میرا کوئی رابطہ نہ ہوکا پایا تھا میں دو چار بار امی کے ساتھ آیا کی طرف بھی ان کی خبر لینے گئی اور مجھے امید تھی کہ شاید شکر وہی ہو مگر وہ مجھے وہاں بھی نہ ملا اور نہ ہی اسے میں نے اس کے گھر میں دیکھا تھا اس دن کے بعد سے جیسے غائب ہی ہو گیا تھا اور اب جس طرح سب کے سامنے بغیر ڈرے بغیر

اس نے مجھے انگوٹھی پہنا کر اپنا پابند کیا تھا اسی طرح ہی سب کے سامنے بنا بھک بلا خوف و خطرہ مجھے آزاد بھی کر دیا تھا اس کا یوں میرے گھر آکر مجھ سمیت میرے تمام گھر والوں کے سامنے گھر میں ٹھہرانا میرے بھائیوں کے منہ پر جوتا مارنے کے برابر تھا اور انہیں ارسل کی طرف سے کیا جانے والا انکار بھی ایسے ہی تھا بھیا فوراً محسن بھائی کے پاس گئے اور انہیں ساری صورت حال بتائی مگر انہوں نے بھی کوئی خاص در عمل نہ دکھایا کیونکہ وہ سب اب ہمیں ہمارے حالات پر چھوڑ چکے تھے اور ان کا موقف بھی اپنی جگہ درست ہی لگ رہا تھا کہ معقول ان کے جب منگنی وہ خود کر سکتا ہے تو اسے ختم کرنے کا اختیار بھی صرف اس کو ہے ہم بھلا اس میں کیا کر سکتے ہیں نہ اس نے پہلے ہم سے کوئی مشورہ کیا تھا اور نہ ہی اب ہمیں خبر ہونے دی ہے اب آپ ہی بتائیں ایسے میں ہم کیا کریں بھیا وہاں سے ایک طرح سے لاجواب ہو کر آئے تھے اور پھر ان کا زور صرف مجھ پر ہی چلا تھا سب کی شکل ناراضگی حتیٰ کہ تشدد

درد اٹھا کچھ اس طرح صنم
دل کی سب حسرتیں نکال گیا
ہرہ دیوانی انتہاؤں کو چھوڑی تھی آپا کی
اچانک آنے والی بیماری نے مجھے اس قدر خوفزدہ
کر دیا تھا اور حواس باختہ کر دیا تھا کہ میں بالکل
ڈھے کر رہ گیا تھا اب گھر میں کوئی مجھے کچھ نہیں کہتا
تھا شوبز میں میرا ایک نام تھا ایک مقام تھا ایک
پہچان بن چکی تھی گھر سے باہر میں چاہے کتنا ہی
معزز کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو جاتا مگر گھر کے اندر
میں ابھی تک وہ ہی چھوٹو تھا اور میرے بڑے
بہن بھائیوں کے مجھ پر وہ ہی مان تھے جنہیں
توڑنے سے کہیں آسان مجھے اپنا دل توڑنا لگا سو
ایک دن ہمت کر کے میں نے اپنے دل پر پاؤں
رکھ کر اس سے ہر رشتہ توڑ دیا
میرے اس عمل کے بعد بالکل دینا ہی
طوفان ایک بار پھر اٹھ کھڑا ہوا تھا جیسا کہ میری
اچانک منتفی کرنے پر اٹھا تھا مگر اب کی بار یہ
طوفان صنم کے گھر والوں نے اٹھایا تھا اس کے
بھائی میرے خون کے پیاسے ہو گئے تھے اور اگر
میں گلٹی سے بھی ان کے ہتھے چڑھ جاتا تو شاید
وہ مجھے ماری ڈالتے مگر میری قسمت کہ میں آپا کی
بیماری میں لہھا ہوا تھا ان کے ارد گرد ہی چکراتا رہ
گیا اور پھر انہوں نے رسی سکی عزت بچانے
کے لیے صنم کا نکاح کر دیا تھا اس تابش کے ساتھ
جس کو وہ الو کا پٹھا کہتی تھی جیسے ہی مجھے اس کے
نکاح کی خبر ہوئی میرے اندر سنانے پھیل گئے
اور میں جیسے اندر سے بالکل خالی ہو گیا ویران
کھنڈر کی طرح میرے دل کا سکون تو پہلے سے ہی
رضعت ہو چکا تھا اب تو لگتا تھا کہ حواس بھی
ساتھ چھوڑتے جا رہے تھے میں مہلکی اس قدر

ساتھ ہی چلی جائے گی بھیانے امی جان کو سارا
پر وگرام تفصیل سے سمجھاتے ہوئے کہا گو کہ وہ
بات تو امی اور باجی سے کر رہے تھے مگر میں جانتی
تھی کہ در پردہ مجھے ہی سنایا جا رہا تھا میرے دل
میں درد کا جہاں آباد تھا مگر یہ بھی سچ تھا کہ مجھے
اپنے سے زیادہ اپنے گھر والوں کی ہونے والی
ذلت نے توڑ دیا تھا میں تو اس کی دھنکار اور
ٹھوکروں کی بچپن سے ہی عادی تھی مگر اس بات
اس نے جس طرح میرے گھر والوں کی بے عزتی
کی تھی اپنے پیاروں کی تکلیف کا باعث مجھے او
ر میرے پیاروں کو ٹھہرایا تھا اب مجھے بھی اپنی
سوئی ہوئی انا کو جگانا ہی پڑا تھا۔

اور پھر وہ جمعہ بھی آئی گیا تھا میری بہنوں
اور بھائیوں نے بہت دل پہلے سے ڈھولک رکھ
دلی تھی میں بھی ان کی خوشی کے لیے ان کے ساتھ
بیٹھ جاتی تھی میں نے اب اپنے آپ کو حالات
کے دھارے میں چھوڑ دیا تھا میں تو تدبیر کے
حوالے کر دیا تھا اور چپ چاپ جس طرح
میرے گھر والے کہتے گئے میں رتی گئی خاندان
کے علاوہ محلے سے بھی کافی لوگ مدعو تھے جیسے ہی
میں نے نکاح نامے پر سائن کئے میرے ضبط کا
بندھن ٹوٹ گیا میں امی کے محلے گل کر کچھ اس
طرح ٹوٹ کر روئی کہ وہاں موجود ہر فرد کی آنکھ نم
ہو گئی میرا دل میرے ہاتھوں سے نکل نکل جا رہا
تھا حالانکہ ابھی تو صرف نکاح ہوا تھا مگر مجھے لگ
رہا تھا جیسے میرے جسم سے جان ہی نکل گئی ہو اور
اب صرف خالی بت رہ گیا تھا نامی بت۔

درد سے ہم رہ رہ کر الجھتے ہیں
کس مصیبت میں کوئی ڈالا گیا

دیکھ کسی دن آمل ہم سے ہم کو تم سے کام ہے چاند
 رے سیل پر آنے والا یہ برقی پیغام صنم کے
 نمبر سے آیا تھا ایک عرصہ کے بعد اس کے نمبر سے
 آنے والے اس پیج نے مجھے چونکا دیا میں تو ابھی
 تک اپنے حواسوں میں نہیں آیا تھا اس کے نکاح
 کو بھی چھ ماہ سے زیادہ ہو چکے تھے اس دوران
 دونوں طرف بڑی گہری خاموشی چھائی رہی تھی ہ
 تو اس نے بھی رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی اور نہ
 ہی میں نے اپنے اندر اتنی ہمت کر پایا تھا پھر آپا
 اور بھابھیاں بھی میرے لیے رشتہ ڈھونڈتی پھر
 رہی تھیں بلکہ پچھلے چند مہینوں سے تو وہ اور زیادہ
 متحرک و فحش تھیں مگر میری طرف سے ہر بار انکار
 ہی سننے کو ملتا نہیں اور اب تو وہ بر ملا کہتی پھرتی
 تھیں کہ اسی صنم چیل نے جادو نو نہ کر دیا ہے
 ہمارے چھوٹے بھائی کو جو اسے اسی ٹکوی کے سوا اور
 کوئی دیکھا ہی نہیں دیتی مگر میں انہیں کیسے
 سمجھاتا کہ یہ کوئی جادو نو نہ نہیں ہے یہ عشق تھا اور
 عشق کبھی آسان نہیں ہوتا یہ آگ کا دریا ہے اور
 تیر کر پار کرنا ہے صرف عشق کے بس کا کام ہی
 ہے اور اہج ایک عرصے بعد ملنے والے برقی
 پیغام نے میری ساری سوئی ہوئی حسیات بیدار کر
 دی تھیں میں نے فوراً اس کے نمبر پر کال ملائی۔
 صنم کیسی ہو تم۔ جواب کیوں نہیں دے رہی
 کچھ تو بولو صنم بات کرو مجھ سے پلیز صنم اس کی ہیلو
 کے جواب میں میں نے بے تابی کے تمام
 ساقہ دیکارڈ توڑتے ہوئے کہا مگر ادھر سے
 سوائے سسٹیوں کے کوئی آواز نہیں آرہی تھی اور
 اس کی یہ سسکیاں میری دل پر تیر کی طرح لگ
 رہی تھیں میں خود کو شدید اذیت میں محسوس کر رہا

ڈسٹرب رہنے لگا کہ میری توجہ اپنے کام پر بھی نہ
 ہونے کے برابر تھی اور میرے پروفیشن میں تو
 حاضر دماغی اور ذہانت ہی تو سب کچھ تھی ایسے
 میں میرا وہ ہی بنا جو بن سکتا تھا میرے ساتھ کئی
 اہم پروجیکٹ نکلنے چلے گئے پروڈیوسرز میری
 طرح پاگل اور عشق کے ڈسے ہوئے تو نہ تھے کہ
 اپنا پیسہ برباد کرتے میری ذہنی حالت پاگل اور
 میاں مجنوں کہنے لگے میرے کولیکز میرے ورکرز
 میرے دوست ایک ایک کو کے سب مجھ سے دور
 ہوتے جا رہے تھے کوئی مجھ پر ترس نہ کھاتا۔
 مگر میں پاگل نہیں تھا میں تو اپنے لمبیر کا
 قیدی تھا دن رات لمبیر کے کوڑے کھاتا اس سے
 نظریں چراتا زندگی کے ایام کاٹ رہا تھا میری
 حالت اس سارے عرصے میں اتنی خراب ہو چکی
 تھی کہ اب میرے اپنے میرے پیارے مجھے
 دیکھ کر رو رہے تھے تو مجھے خوب ڈانٹا بھی
 کہ میں نے اپنے دل کی سنے بغیر ہی کیوں اتنا بڑا
 فیصلہ کر لیا کیوں اپنی زندگی کے ساتھ اتنا بڑا کھیل
 کھیل گیا مگر میں انہیں کیا جواب دیتا میری تو
 بچپن سے ہی عادت تھی کہ کھیل درمیان میں ہی
 ادھورا چھوڑ کر بھاگ جانے کی تو بھلا اب کیسے
 اسوجبت کے کھیل کو پورا کر سکتا تھا بھانگنا تو مجھے تھا
 ہی مگر میری اس بھاگ دوڑ نے پچا رشید مسکن کے
 گھر والوں کی بھی دوڑیں لگوا دیں تھی پہلے میری
 تلاش میں اور پھر جیسے ہی مجھے اس کے نکاح کی خبر
 ملی یہ بی دیوانگی اپنے عروج پر جا پہنچی میں نے
 اپنا گھر چھوڑ کر شکل آپا کی طرف ہی ڈیرے لگا
 لیے
 لیے چوڑے گھر میں شب کو تھا ہوتے ہیں

وعدہ کرتا ہوں اب کبھی تمہارا دل نہیں دکھاؤں گا
لگا وعدہ بار ایک بار معاف کرو۔ رانی بنا کر
رنگوں کا تمہیں کبھی کوئی تکلیف نہیں ہونے دوں گا
پلیز پلیز صنم۔

تم پاگل ہو کیا اب کیسے بناؤ گے رانی۔ سب
ختم ہو چکا ہے میرا نکاح ہو چکا ہے ارسل نکاح
اب میں کسی اور کی بیوی ہوں اور اگلے چند ماہ
میں وہ آ کر مجھے لے جائے گا کہا تھا نہ میں نے کہا
تھاناں کہ بہت روؤ گے کم بہت بچھتاؤ گے تم اس
دن کوئی اور میری ڈولی لے جائے گا مجھے ہمیشہ
کے لیے اور تم۔۔ تم ادھر ہی مجھوں نے بیٹھے رہنا
وہ ایک دم میری بات کات کر ہسٹریکل طریقے
سے چلائی تھی اور اس کی باتوں سے بھکتی بے بسی
لا چاری اور غصے نے مجھے بھی بے بس کر دیا تھا اور
میں نے پوری قوت سے اپنا سِل فون دیوار کے
ساتھ دے مارا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا
لیکن اگر رونے سے مسئلہ حل ہو جائیں تو بگڑی
باتیں سنور نے لگیں تو پھر کیا ہی بات ہو مگر رونے
سے تو کسی مسئلے کا حل کبھی نکلا ہی نہیں اس کے
لیے تو عقل ہی لڑائی پڑتی ہے اور میں نے بھی
جیسے تیسے عقل ہی لڑائی اور میری عقل نے مجھے
جو مشورے دیئے اس کے مطابق میں ایک بار پھر
اس کی طرف ہویا نہ وار لیکنے لگا میرے ہار بار فون
کرنے پر بالا آخر وہ پھر میرے ساتھ ہات
کرنے لگی چند دن رو پیٹ کر ایک دوسرے سے
لڑ بھڑ کر ہم پھر پہلے جیسے ہو چکے تھے اب ہم نے
ایک بار پھر ملنا شروع کر دیا تھا لیکن اب ہمیں
بہت آسان اور سہولت ہو گئی تھی کیونکہ میرے گھر
والے بھی مجھے شک سے بری قرار دے چکے تھے
وہ بھی اپنی شاپنگ کے بہانے آتی اور میرے

تھا۔
صنم پلیز اس طرح رو نہیں بات کر میرے
ساتھ گالیاں دو مجھے کو سو مجھے بد دعائیں دو مجھے
خدا کے لیے مجھے اس طرح چپ کی مار مت مارو
مجھے اپنے آنسوؤں کے سمندر میں نہ ڈبوؤ۔ صنم
پلیز کچھ تو بولو یا ایک بار آواز تو سنا دو اپنی ترس
گیا ہوں تمہاری آواز سننے کے لیے تمہاری
صورت دیکھنے کے لیے خدا کے لیے اتنی ظالم
مت ہو صنم خدا کے لیے میں خود بھی سسک اٹھا تھا
مگر اس نے کوئی بھی جواب دیئے بغیر ہی فون بند
کر دیا تھا۔

میں نے پھر کال ملائی مگر اس نے پھر کال
کات دی مگر میں ہمت نہ ہارنے والا تھا ہار ہار
کوشش کرتا رہا آخر کار اس نے فون اٹھا ہی لیا۔
کیوں تنگ کر رہے ہو تم مجھے اب رہ کیا گیا
ہے باقی سب کچھ تو ختم ہو گیا ہے ختم کر دیا ہے تم
نے سب کچھ اپنی جذباتیت کے ہاتھوں آگ لگا
دی میرے اربانوں میں جھلسا کر رکھ دیا ہے
میرے خوابوں کو بکھر کر رہ گئے ہیں میرے ارمان
اور پھر بھی تمہیں چین نہیں آتا بھلا کیا چاہتے
ہو مجھ سے کیا ملے گا تمہیں بھلا اس ڈھیر سے
اب جاؤ ارسل میاں جاؤ اب اپنی زندگی کو
خوشگوار گزرو جسے چاہو جس کے ساتھ ساتھ چاہو
مرضی شادی کر لو میری طرف سے تم بالکل آزاد
ہو اب نہ مجھے تمہاری کوئی بات سنی ہے اور نہ ہی
تمہاری باتوں میں آتا ہے اس نے روتے ہوئے
کہا۔

صنم پلیز میں مانتا ہوں غلطی میری ہے مگر
میں کیا کروں یا تم جانتی ہوناں مجھے چین سے ہی
ایسا ہی ہولنا میں ایک بار بس ایک بار معاف کرو

اگست 2015

جواب عرض 95

دل کا کیا کریں صاحب

Scanned By Amir

تھا میں اندر ہی اندر ختم ہوئی جا رہی تھی اور پھر شاید میں بالکل ہی ختم ہو جاتی کہ اس دشمن جان نے اس قدر بے کل کیا کہ بے خودی کے عالم میں میں اس جانے پہچانے نمبر پر ایس ایم ایس کر بیٹھی بس پھر مجھے یوں لگا کہ میری روٹی ہوئی زندگی میری پھنڑی ہوئی خوشیاں مجھے واپس مل گئی ہوں میں ایک بات پھر اندھوں کی طرح چلتی ہوئی اسی راہ کی طرف چل دی جس پر میرا دل میرا نقل پکڑ کر مجھے چلانے جا رہا تھا ارسل سے ایک بار پھر رابطے کیا استوار ہوئے میں ہر طرف سے بیگانہ ہوئی چلی گئی۔۔۔ انا عزت وقار سب دانتوں تلے اگیاں دبائے حیرت بھری آنکھوں سے مجھے اور میری دیوانگی کو دیکھتے رہ گئے میں بہت سوچنے کے بعد ایک فیصلہ کیا اور اس پر عمل کرنے کا بھی پورا پورا پروگرام ترتیب دے ڈالا مگر اس سے پہلے اس کا بھی پکا یقین کرنا تھا کہ میرا ساتھ دے گا کہ نہیں میں اسے پانے کے لیے آخری واڈھیلنے جا رہی تھی اس میں بت بھی ہو سکتی تھی اور مات بھی اگر میرا واڈھیلنے کا میاب رہا اس کے ملن کی صورت جیت میرا مقدر بنتی اگر وہ مجھے نہ ملتا تو پھر موت کی صورت میں مات تو تھی ہی اد میں نے ارسل سے ساتھ نبھانے کا پکا وعدہ لینے کے بعد اپنے پلان پر عمل درآمد شروع کر دیا۔

سب سے پہلے میں نے امی اور ہاجی کے سامنے رخصتی سے انکار کر دیا انکار کر کے ایک قسم کا دھماکہ کر ڈالا امی تو مارے حیرت کے گنگ ہی رہ گئیں مگر باجی اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکیں کیونگی تاہم چند ہی روز تک واپس آنے والا تھا میری رخصتی کی تاریخ طے ہو چکی تھی مگر میں تیاریاں زور و شور پر جا رہی تھی اور ایسے میں میری طرف

ساتھ نکل جاتی ارے ارسل میں نے تمہارے بغیر یہ وقت جس طرح کاٹا ہے میں جانتی ہوں یا میرا خدا مگر اب میں تم سے ٹپے دے رہی ہوں اب میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی جو بھی ہو جائے مجھے ہر حالت میں بس تمہارا ساتھ ہی چاہئے اور کسی کا نہیں اور دیکھو اب میں تمہارے نیچے صرف تمہاری خاطر ایک رسک لینے جا رہی ہوں اب کی بار مجھے دھوکہ مت دینا پلیز اس روز بھی ہم اسی طرح ہی چوری چپے نے تھے میری بے تابیوں بے قرار یوں کے جواب میں اس نے کچھ اس طرح بے قراری کا اظہار کیا کہ میں ہی دیکھ رہ گیا میرے لاکھ پوچھنے پر بہت اصرار کرنے پر بھی اس نے مجھے رسک کے بارے میں نہیں بتایا تھا یہ الگ بات ہے کہ میں دل ہی دل میں بے حد خوف زدہ ہو رہا تھا کہ اب جانے یہ دیوانی لڑکی کیا گل کھلائے گی پھر جو گل بلکہ جو گلزار اس نے کھلائے تھے اس کے بارے میں تو میں نے بھی سوچا بھی نہ تھا۔

بیابا :- ایک سے بھر دوصال کرتے ہو کیوں اپنا شہر میں جینا محال کرتے ہو چھڑنے کے بھی بھلا طے ہیں چاہنے والے کیوں اپنے آپ کو یونہی غم حال کرتے ہو سنا ہے وہ بھی تمہیں پوچھتا ہے ایسے ہی تم اس کے بارے میں جیسے سوال کرتے ہو وہ آشنائی اسے یاد ہی نہ ہو شاید تم جس کے نام پر سب ماہ و سال کرتے ہو بہت عزیز تھا شاید وہ اس لیے محسن چھڑنے والے کا اب تک ملال کرتے ہو اس سے چھڑنے اور کسی کی ہونے کے باوجود اس سے چھڑنے کا ملال مجھے دم بدم مار رہا

تھوڑی مرنا تھا وہی امی کے قدموں میں ہی ڈھیر ہو گئی اور میری توقع کے عین مطابق تھوڑی ہی دیر بعد امی جیسے ہی فجر کے لیے اٹھیں اور مجھے اپنی قدموں میں اڑا کر چھابے سدھ پڑا دیکھ کر گھبرا گئی ان کے شور اور دادیلے کی وجہ سے گھر والے بھی اٹھ گئے اور ساری صورت حال جان کر پریشان ہو گئے مجھے فوراً قریبی ہسپتال میں پہنچایا گیا بر وقت ملنے والی طبی امداد کی وجہ سے میری جان بچ گئی اور میرے پلان کے عین مطابق میری طرف سے اٹھائے جانے والے انتہائی اتار چڑھاؤ کی وجہ سے تابش نامی بلا سے بھی میری جان بچوٹ گئی۔

میرے لکھے گئے آخری خط کو میرے ہاتھ لکھے ہوئے تابش اور اس کے ساتھ ساتھ جانے کیا کہا گیا کہ ادھر سے رہنا ہے۔ جبکہ طلاق کے کاغذات موصول ہوئے تو اس دنیا کی واحد لڑکی تھی جو اس لگنے سے اس طرح خوش تھی چچا دولت ہاتھ لگ گئی ہو میرے روم والی مسرت اور میرے بے ساختہ تقسیم نے سب کو مارے حیرت رکھ دیا مگر مجھے اس کی قطعاً کوئی میں جو چاہتی تھی میں نے حاصل تابش کے نام کا دم چھلا میرے ارسال بار بار پھر میرے دربارہ سوالیہ نے میرے گھر والوں کو نیک معافی مانگی ابو اور بھیا کے بیرون ہاتھ ماٹھا اس کی حالت میری ضابطہ ہوئے میرے گھر والے ایک بار مجھے ارسال کے ساتھ منسوب کر دیا۔

اسے اس اعلان نے تو ہنگامہ کھڑا کر دیا تھا میں اپنی ضد پر پکی تھی اور میری ضد سے تو سب ہی واقف تھے اور ایک طرح سے زنج بھی تھی کہ ابو اور بھیا بھی ایک بار پھر گھر بھر ہی میرے خلاف ہو چکا تھا مگر مجھے پر کوئی چیز بھی اثر نہیں کرتی امی کا روزانہ بہنوں بھائیوں کے واسطے اور نہ ہی بھیا کی مار مجھ پر اب ہر چیز جیسے بے اثر ہو گئی تھی دن پر دن گزرتے گئے اور گھر والے اپنے سارے حربے آزما سکتے تھے وہ سب تو تھک چکے تھے مگر میرے حوصلے ابھی تازہ دم تھے میں اپنی ضد پر ہنوز اڑی رہی تھی اور پھر شادی سے ہفتہ پہلے میں نے تپ کا آخری پتا بھی چل ہی دیا۔

امی جان آپ سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کر رہیں میں نہیں رہ سکتی اس کے بغیر آپ میری بات مان لیتی تھی ناں گئی میری جان چھڑوا دیتی اس الو کے پٹھے سے تو کیا تھا میں نہیں رہ سکتی اس ڈفر کے ساتھ وہ دود اور پانچ کرنے والا حسابی کتابی بندہ میرے نازل جذبات اور احساسات کیا سمجھے گا میرا دل نہیں مانتا امی اس کے ساتھ لپے میں بھی خوش نہیں رہ پاؤں گی تابش کے ساتھ اور اس طرح گھٹ گھٹ کر مرنے سے بہتر ہے کہ میں ایک ہی بار مر جاؤں پھر تو آپ کی عزت رد جائے گی اور بات بھی۔۔

ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا میں نے اپنے دل کی خوشی کے لیے آپ کے دل کو تکلیف پہنچائی مگر کیا کروں میں اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوں رات کو پچھلا پہر تھا امی کے نام یہ بے ربطی سطر میں بے ربط سے ہی انداز میں گھسیٹ کر میں نے اپنا آخری داؤہ لپ دیا امی کی ہی نیند کی گولیاں مناسب مقدار میں پھانک کر مجھے صبح

ہمت آپ نے دکھائی ہے میں کتنا اپنی ہمت کے
بل ہونے پر آپ کے سامنے بیٹھی ہوں پہلے کی
طرح آزاد اور پرسکون

تو میں تو تمہیں کب سے کہہ رہی ہوں کہ چلو
میرے ساتھ کورٹ میرج کر لیتے ہیں میرے گھر
داڑھے تو شاید بھی نہ مانیں اب ایسے ہی چلے گئے
اور اماں بھی اب بھی حالات تمہارے سامنے ہیں
پہلے بھی میں نے جیسے ہی شادی کے لیے دباؤ ڈالا
تھا آپا کو ہارٹ آفیک ہو گیا اور بھیا کو ہائپر ٹینشن
اور اسی ٹینشن کے عالم میں پھر ہم جدا ہو گئے سچ
پوچھو تو اب بھی یہی عالم ہے ایک کو منانا ہوں تو
دوسرا روٹھ جاتا ہے عجیب گورکھ دھندلے میں
جان پھنسا بیٹھا ہوں لیکن اگر تم میرا ساتھ دو اور
کورٹ میرج کے لیے مان جاؤ تو۔

نہیں۔۔ ہرگز نہیں ارسل صاحب آپ کو تو
اپنے گھر والوں کو منانا ہی ہو گا یہ اب میری
ضد ہے یاد ہے جب میں نے تمہیں کورٹ میرج
کے لیے کہا تھا تو تمہیں کیسے آگ لگی تھی کیسے پھگر
سنایا تھا تم نے مجھے اور کس طرح سینڈ ٹھونک کر کہا
تھا کہ میں تمہیں بھگا کر نہیں لے جا سکتا مارے
خاندان میں اس طرح نہیں ہوتا شادی کریں تو
پوری عزت کے ساتھ اپنوں کی موجودگی میں ان
کی گواہی اور دعاؤں کے ساتھ لے جاؤں گا
تمہیں تو اب کیوں چھپ چھپ کر کروں میں
کورٹ میرج۔ تاکہ ساری عمر تمہارے گھر والے
مجھے گھر سے بھاگی بیوی کے طعنے دیتے رہیں۔

نہیں۔۔ نہیں۔۔ ہرگز نہیں میری بات
پوری ہونے سے پہلے ہی وہ تیزی سے مجھے کاٹ
کھانے کو دوڑی۔ تو پھر تم ہی بتاؤ میں کیا کروں
۔ ان سب کو مناتے مناتے تو میرے سارے

اس کے گھر والے البتہ اب بھی وہی
کھڑے تھے جہاں پہلا روز تھے مگر مجھے اب ان
کی بھی کوئی خاصی پروا نہ تھی کیوں کہ میں جانتی
تھی کہ وہ نہیں وہی جو بیٹا من بھائے اور میں تو اپنے
بیار کے دل و دماغ پر اس طرح چھائی ہوئی تھی
کہ اب وہ میرے آنکھ کے اشارے پر چلتا تھا
میرا فون پر اس کے ساتھ ہل ہل رابطہ رہتا تھا
میں اکثر اسے ڈنر یا بیچ کے لیے اپنے گھر بلواتی
اس کے پسندیدہ کھانے بناتی بظاہر اس کے تاز
انگھاتی مگر پر وہ اپنے تاز و نخرے کچھ اس طرح
سے انھوائی کر اسے بھی خبر نہ ہوتی میں اب اسے
ہاتھ سے نکلنے نہیں دینا چاہتی تھی میری زندگی کا
اب ایک ہی مقصد تھا اس کے دل کے ساتھ
ساتھ گھر، بھی راج کرنا اس کے گھر والے
جا چکے۔ یا۔ چاہیں مگر مجھے پورا یقین تھا کہ وہ دن
جلد ہی آئے گا جب میرے سارے خواب ایک
نیک کر کے ضرور پورے ہوں گے۔

ہم تم سے ملے پھر جدا ہو گئے
اور جسا ہو کہ ہم دیکھو پھر مل گئے
اب ہو کے جدا پھر ملیں نہ ملیں
تو کیوں نہ ایسا کریں
مل جائیں چلو ہم صدا کے لیے
ہم تم سے ملے پھر جدا ہو گئے

میرے دلی جذبات کی ترجمانی کرنے
والے ان بولوں کو سن کر وہ اتنی ادا سے مسکرائی
اور سیدھی میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مجھے
دیکھنے لگی اگر آپ صدا کے لیے مجھ سے ملنا چاہتے
ہیں تو پھر اس کے لیے بھر پور اور کامیاب کوشش
آپ کو ہی کرنی پڑے گی کیونکہ اپنی بازی تو میں
کھیل چکی ہوں اور اب تو باری آپ کی ہے

اگست 2015

جواب عرض 98

دل کا کیا کریں صاحب

Scanned By Amir

تھا اور حسن بھائی بھی صرف اس لیے کہ ابا کی
 وقات سے پہلے وہ لوگ الگ ہو گئے تھے اور
 الگ گھر میں شفٹ ہو گئے تھے اعظم معظم کی
 شادیوں کی وجہ سے میں نے اپنے گھٹ کے
 ہاتھوں مجبور ہو کر اور کسی سے ذکر ہی نہ کیا تھا
 کیونکہ صنم نے بھی تو صرف حسن بھائی کا ہی نام لیا
 تھا سو میں نے سرف انہیں کو اعتماد میں لیا اور اپنے
 چند دوستوں کو بارانی بنا کر لے گیا یہ جانے بغیر
 اس عمل سے میرے باقی بھائیوں بہنوں اور
 بچوں کے دل پر کیا گزرے گی ڈوبتے ہوئے دل
 کے ساتھ میں نے تمام رسومات انجام دیں اور
 پھر بھائی کے کہنے پر کھانے کے بعد رخصتی رودی
 اور یہ وقت مجھ پر بے حد کڑا تھا صنم کا تو مجھے پتا
 نہیں کیونکہ اس کے تاثرات سے کچھ بھی اندازہ
 نہیں ہو رہا تھا گر میرے قدم تو من من بھر کے ہو
 رہے تھے میری نگاہوں کے سامنے اسے اپنے
 بچپن۔ اماں۔ ابا۔ بہن اور بھائی سب ظلم کی
 ریل کی طرح گزر رہے تھے میں بو جھل دل اور
 جھلے سر کے ساتھ اپنی ذہن ہاتھ تھامے اپنے گھر
 اپنی جنت کی دلہیز پر کھڑا رہ گیا کہ بھیا بھیا بھی
 نہیں دروازے تک چھوڑ کر اپنے گھر جا چکے تھے
 اب مجھے رہ رہ کر احساس ہو رہا تھا کہ یہ کیسی
 شادی تھی یہ کس طرح کی دیوانگی کس طرح کا دل
 کا معاملہ تھا کہ جس نے ہر طرح بے سوج و ذیاں
 سے بے پرواہ کر کے مجھے اس موڑ پر لاکھڑا کیا تھا
 کہ آگے کھانی پیچھے کنویں والی پھونٹیشن ہو گئی تھی
 مجھے اپنے بھائیوں کی شادیاں یاد آ رہی تھیں جس
 طرح بھائیوں کا پر جوش استقبال کیا گیا تھا جس
 جوش سے ساری رسومات بھائی نہیں تھیں اور
 جس مان اور محبت سے نئی بہوؤں کو خوش آمد یلہ کہا

بال جھڑ گئے ہیں اب بچے کچے سفید ہو جائیں
 گے مگر وہ نہیں مانیں گے میں جانتا ہوں انہیں
 اچھی طرح سے وہ سب تو اس سے کیا فرق پڑتا
 ہے کوئی ناراض ہے یا نہیں تمہیں کون سا پوری بیج
 ہی اٹھا کر لانی ہے کون کہتا ہے کہ تمہیں ایک ایک
 کے ترے کرو۔ زندگی ہمارے ہی اس پر حق بھی
 ہمارا ہی ہے اس کے ساتھ اچھا برا جیسا بھی
 سلوک کریں کسی کو کیا۔ اور رہی بات کسی کو ساتھ
 لانے کی تو نکاح نامے پر دستخط کرنے کے لیے تو
 صرف وہی گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے ناں
 اور بقول تمہارے حسن بھائی تمہارے حامی ہیں
 ہی ناں۔ پھر وہ تمہارے دوست کس دن کام
 آئیں گے اور وہ تمہارے بھتیجے وہ بھی تو ہیں ہمدرد
 تمہارے۔ تو جب اتنے بہت گواہان ہیں
 تمہارے پاس تو اور کس کا انتظار ہے تمہیں اور کتنا
 ذلیل کرواؤ گے میرے ابو اور بھائیوں کو خاندان
 برادری کے سامنے آج تو قائل تاریخ بتا ہی دو
 مجھے تم کب آرہے ہو ابو سے قائل بات کرنے
 کے لیے میری بات پھر تیزی سے کاٹتے ہوئے
 اس نے مجھے کچھ اس طرح گھیرا کہ میں لاجواب
 ہو کر رہ گیا۔

ارسل عظیم صاحب۔ صنم رشید مین کو موصی
 چھپس لاکھ سکرانج کے الوقت حق مہر آپ کے
 نکاح میں؛ یا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔ قاضی
 صاحب نے الفاظ کچھ یوں سمجھ میں آئے نہیں گر
 میں نے میکانی انداز میں سر بلانے کے ساتھ
 ساتھ جہاں وہ کہتے چلے گئے میں سائن کرتا چلا
 گیا میرے حواس میرا ساتھ نہیں دے رہے تھے
 میں بہت کوشش اور چاہنے کے باوجود سوائے
 حسن بھائی کی پہلی کے اس کو بھی ساتھ نہیں لاپایا

www.paksociety.com

سی جگہ دے فیس میں وعدہ کرتی ہوں کہ آپ سب کو بھی شکایت کا موقع نہیں دوں گی لیز ایک بار ہمیں معاف کر دیں مجھے تو ان سے معافی مانگی ہی تھی مگر بھائی کی بار پوری ہونے سے پہلے ہی صنم نے ان سب سے ہاتھ جوڑ کر روتے ہوئے معافی مانگی تو میرے کھلے دل بھائیوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا ان کی طرف سے مجھے معافی ملتی ہی نہیں آپاؤں سمیت سب نے معاف کر دیا بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دیا۔

تو جناب اب آپ کو یقین آیا کہ میں جو خود کو محبت کے بحر پر بیٹھا ہوا الو تصور کرتا رہا ہوں تو بالکل درست ہی تو کر رہا ہوں اس دل اور دل میں جیسے محبت کے ٹھانسیں مارتے سمندر میں ڈبلیاں کھاتے میرا وہ حال ہوا کہ اب تو بالکل ہی بے حال ہو گیا ہوں اور وہ محبت کی فاختہ وہ محبت کی صنم نامی بلبل اب تو خونخوار دقاپ کا روپ دھار چکی تھی صنم جب تک محبوبہ تھی میرے حواسوں پر نشے کی طرح چھائی ہوئی تھی مجھے اپنے اور گرد و دوزائے پھرتی تھی اب جب کہ وہ خیر دے ہوئی بن چکی تھی تو میرے بچے کی ماں بن چکی تھی تو اب آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ میری دوز کا عالم کیا ہو گا بھلا وہ جو کہتے ہیں ناں ملا کی دوز سجد تک اسی طرح میری دوز صرف اور صرف اس کالی بی صنم مسین تک ہی تھی اور شاید ساری عمر ہی اسے کی محبت کا بھوت تو شاید کب کا سر سے اتر چکا تھا کہ عملی زندگی میں آنے کے بعد آئے دال کا بھاؤ تو خوب پتا چلا تھا ہی اور وہ بھی بہت سے پردے لگا ہوں گے ساتھ بیٹے چلے

گیا تھا مجھے وہ رہ کر یاد آ رہا تھا اور میرے آنسو تھے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے میں نے روتے ہوئے اپنے گھر کی دلہیز پار کی اور صنم کا ساتھ لیے اوپر آ گیا۔

لاؤنج کے دروازے پر قدم رکھتے ہی ایک اور دل چیر دینے والا نظارہ میرا منظر تھا انس بھائی سامنے ہی سنول پر چڑھے ہوئے پردہ لگانے کی کوشش کر رہے تھے تاکہ ہم انہیں اپنا منہ دکھائے بغیر ہی اوپر اپنے پورشن میں چلے جائیں دوسری طرف مولی بھائی بھابھیاں آپا میں اور ان کے بچے افسردہ بیٹھے آنسو بہا رہے تھے جیسے کسی کی میت سامنے پڑی ہو۔ اور میت تو واقعی رکھی تھی ان کے سامنے اس مان اور محبت اور اس آبرو کی میت جس کی چادر میں اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہر کرتا رہتا ہوا اپنی من مانی کر چکا تھا انہیں اس طرح روتے ہوئے دیکھ کر میرا کلیجہ پھٹ گیا میں چیخ مار کر انس بھائی سے لپٹ گیا اور زور زور سے رونے لگا مجھے اس طرح دیکھ کر سب ہی رونے لگے چھوٹے تم محسن بھائی اور بڑی بھابھی کو نولے گئے ساتھ مگر ہم بھی تو تمہارے کچھ لگتے تھے ناں۔ اور اگر ہم سے ذکر بھی کر لیتے تو ہمیں بھی اتنا مان دے دیتے تو انس بھائی میرے نلے لگے لگے روتے ہوئے بولے تو مجھ پر زخموں کا پانی پڑ گیا تھا بھائی۔ بھابھی۔ آپا میں معاف کر دیں ہم سب سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہم واقعی جذبات میں اندھے ہو گئے تھے اس لیے صرف اور صرف اپنے دل کی ہستی ہی اور اسی دل نے آج ہمیں کسی کے سامنے نظر ٹھانے کے قابل نہیں چھوڑا آپ ہماری خطاؤں کو معاف کر دیں اور ہمیں اپنے دل میں تھوڑی

مگر شاید یہ سکون اطمینان میرے نصیب میں تھا
 ہی نہیں اسی لیے تو اس دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر
 اس دلہا کے اشاروں پر بندروں کی طرح ناچ
 رہا ہوں مگر گدگد کسی سے کروں کہ یہ ڈگڈگی میری
 اپنی پسند کی ہوئی ہے ناں اور اس کی تال پر اب
 دیوانہ وار رقص کرتا ہی میرا مقدر ہے کہ یہ دل کا
 معاملہ ہے میرے اس دل کا جس کی انگلی تھامے
 میں اپنی دلیر کے شکنجے میں خود اپنی خوشی سے جکڑا
 چا چکا ہوں جواب شاید بھی مجھے کھیل اوجھڑا چھوڑ
 کر میدان عمل سے بھاگنے نہیں دے گی۔

تو اب تو اس کو یقین آ گیا ناں کہ میں ہی وہ
 الو ہوں جو محبت کے حجر پر ننگا۔ محبت۔۔۔ محبت۔۔۔
 کا روگ الاپتا حال سے بے حال ہوا جا رہا ہوں
 اب تو اپ مان گئے ناں کہ میں ٹھیک کہہ رہا
 ہوں

مئے جو اس نامراد دل نے میری آنکھوں کے
 سامنے تان رکھے تھے کہ اب میں صرف جھپٹتا ہی
 سکتا ہوں اڑنے کی نہ تو اب ہمت ہے اور نہ ہی
 طاقت کہ بیروں میں تو ادراک۔ بیٹا کی صورت
 بیڑی پڑی ہوئی تھی حق مہر کی بھاری رقم کی
 صورت میں میری ہاتھ بھی ہمیشہ کے لیے بندھ
 چکے تھے اور میں اب چاہنے کے باوجود بھی کچھ
 نہیں کر سکتا تھا سوائے برداشت کرنے کے اب
 اس کے سولہ چارہ بھی نہ تھا اب تو یہ حال ہے کہ۔

وصال یار سے دوٹا ہوا عشق
 مرض بڑھتا گیا جوں جوں روا کی
 مگر یہ عشق کا مرض اس قدر بڑھ جائے گا
 کہ کبھی سوچا بھی نہ تھا اگر کبھی بھول کر بھی اس کے
 مضمرات کے بارے میں سوچ لیا تو شاید آج
 میں بھی اپنے بھائیوں بہنوں اور تارل انسان کی
 طرح عام سادہ اور پر سکون زندگی گزار رہا ہوتا

پہنچنا میرا بل
 "حالات"
 کیلے ہون کر سہل
 کہہ

سچی ملاقات کیلئے

جو اب عارض

نام

عنوان

محلہ

پتہ

شہر

پتہ

پتہ

پتہ

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

ادھوری دلہن

--- تحریر۔ نرالہ مغل۔ پیر محل۔ ---

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ آج پھر ایک کہانی ادھوری دلہن لے کر آپ کی بزم میں حاضر ہو رہی ہوں امید ہے کہ میری دوسری کہانیوں کی طرح اس کو بھی اپنی بزم میں شامل کر کے شکر یہ کاموقع دیں گے یہ کہانی پڑھنے والوں کے لیے ایک سبق ہے امید ہے کہ جواب عرض کی کہانیوں کو پڑھنے کے بعد اس میں سبق لیا کریں کیونکہ جواب عرض ہی ایسا رسالہ ہے جو ہمارے دکھوں کو شائع کرتا ہے اور اس میں ایک سبق چھوڑ جاتا ہے امید ہے کہ آپ بھی سبق حاصل کریں گے۔ میں اس کہانی کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوئی ہوں اس کے بارے میں آپ نے رائے دینی ہے میں منتظر ہوں گی۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کا ادارہ یا اثر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میں کہات تاب و تب تھا ابھی وہ پھولوں کو دیکھ ہی رہی تھی کہ آواز آئی جانم میری دلہن بن کر تیار رہنا میں تمہیں لینے آ رہا ہوں میں کل بھی تمہارا تھا آج میں تمہارا ہی ہوں اس کے قریب ایک آواز ابھری اس نے چونک کر اور گرو دیکھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا اس کے قدم ڈمگنا شروع ہو گئے وہ اپنا اکڑا ڈھیل بدن لے کر گھر کے آگن پر نظر دوڑاتی رہی تھی وہ مچلا لب دانوں تلے دبا کر تک گئی کیونکہ وہاں سب کچھ تھا کہیں تو کوئی تہدیلی نہ تھی ہر شے اپنی جگہ موجود تھی جو کچھ جب تھا وہ سب اب بھی ہے لیکن پھر بھی وہاں پر کسی ہے۔ ہاں۔ بہت بڑی کسی وہ اسے بھاری قدموں کو ڈمگاتے ہوئے آگن سے نکل کا ڈرائنگ روم میں آئی عیسیٰ آکھیں پھر جیسے سراب ہونے لگی دل کی سوچتی دھرتی میں روم۔ ہم برسات اتر آئی تھی۔

تم میں آج بھی ادھوری ہوں لوٹ آؤ آ کے مجھے مل کر دو میرا وجود دوتا ہے میری تمہاری مجھ پر ہنستی ہے میں کل بھی تب تھی آج بھی تیرے انتظار میں تمہا ہوں۔

کتنے سالوں بعد آج اس نے اس کی گھر میں قدم رکھا ہے جس میں شاید وہ زندگی میں بھی نہ آنا چاہتی تھی پھولوں سے مہکتا ہوا وہ خوبصورت آگن وہ حسین راتیں وہ لمحے اسے آج بہت سونے اور خاموش لگے۔

سنو وہ کہاں سے وہ لوٹ آئے ہیں کیا اس نے پھولوں سے بے آواز پوچھا لیکن وہ جواب میں بالکل خاموش تھی وہ آہستگی سے چلتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہوئی وہ بہت بے چین اور مضطرب تھی جانے اس کو کس کا اتنی شدت سے انتظار تھا آرائش و تیز بین سا گھر آج اپنے حسن



Scanned By Amir



اور ہانپوں میں لے کر اسے حیران کر دے اس نے بھیج کر آنکھیں بند کر لیں اور دوبارہ کھولیں۔
 آہ۔۔ آج اس کی دعا قبول نہیں ہوئی وہ اپنے سر کو دیواروں سے مار رہی تھی وہ دیوار سے لپٹ کر رونا چاہتی تھی مگر دیوار خاموش تھی اس کے جذبات کا تماشا دیکھ رہی تھی وہ بار بار فریاد کر رہی تھی تو لوٹ آئی آج بھی ادھوری دلہن ہوں مگر برسوں سے آنکھوں کے اندر رہے ہوئے آنسو ایک بار پھر کھلنے سے انکاری تھی۔

برسوں کے درد کے انجانے میں انتظار لکھ دیا
 کاغذ پر غم کاٹ کے درد لکھ دیا
 بکھرنی پڑی تھی تیرے انتظار کی کلیاں
 ان کو جوڑ کر تیرا نام لکھ دیا
 آسان نہیں تھا ادھوری محبت کی داستاں سنا
 تو میرے آنسوؤں نے درد کاٹ کر
 ادھوری داستاں سنادی
 جہاں خوشیوں کی شہنائیاں بج رہی تھی
 وہاں میرے خدا نے

خوشیاں کاٹ کر غم کی جہانیاں لکھ دیں
 یہ جو غم بروقت ہر کجا پر سکتی کیوں رہتی ہو
 تمہارا یہ بھڑکتا ہوا غصہ ہر کسی کو ناگن کی طرح
 کیوں ڈس رہا ہے کتابیں ہاتھ میں پکڑے ہوئے
 نادیدہ بولی تو اسے شاید جیسے خود پر قابو نہ رہا تیز چلتے
 ہوئے بیڑھیوں سے لڑکھڑائی ہوئی معتدل کا پاؤں
 آگے ہوتا گیا اور بیڑھیوں سے گر پڑی اگر وہ
 مضبوط ہاتھ اسے تھام نہ لیتے تو چند ساعتوں بعد
 ہی اس نے اپنا وجود کسی کے ہاتھوں میں پایا اس
 نے نظریں اٹھا کر دیکھا یوں جھنڈ بلیک شرٹ
 ہاتھوں میں کتابیں پکڑے شاید وہ بھی کالج جا رہا
 تھا۔ اتنا قریب سے تو وہ اس کا چہرہ دیکھ کر شہنائی

بھ سے آواز آئی میری جانم کیوں خوشیوں
 نے۔۔۔ غم کے بکھر یہاں بکھر کے صحرانے
 بہا رہی ہوا سے میری جانم میں تمہارا ہی
 نظر۔۔۔

دیر لگی آنے میں تم کو
 شکر ہے پھر بھی آئے تو
 آس نے دل کا ساتھ نہ چھوڑا
 ویسے ہی ہم گھبرائے تو
 کبھی کبھی مجھے ڈر لگنے لگتا ہے ان پھولوں
 سے ان فضاؤں سے ان ہواؤں سے محبت کے کھو
 جانے سے چھین جانے سے پتہ نہیں محبت اتنی
 وہ کیوں ہوتی ہے اس نے مز کر تروم سے بچ
 نکلنے کی طرف دیکھا وہاں کوئی نہیں تھا آج اپنی
 کمر پتی پر سے غائب تھا اس کے دل میں ایک ہی
 ہوک اٹھی تھی وہ فوراً وہاں سے نکل کر آگن میں
 آئی تو لفظوں کی فرمانیت نے اسے بہت فریب
 سے لوٹا آنکھوں میں پانی کا ساون پہنے لگا۔

ار سے میری جانم تو خود ہی تڑپتی ہوں اور پھر
 بندر یا جیسی شکل بنا کر رونے و کھڑی ہو جاتی ہوں
 وہ خاموشی سے اسی جگہ کو تک رہتی تھی جہاں اس
 نے کسی کے ساتھ بیٹنے کے خواب دیکھتے تھے وہ
 آج وہاں کوئی نہیں تھا جو اسے ہانپوں میں گھیر لیتا
 نہیں ہوں باپا میں تم سے ناراض کب تک یہ روئی
 صورت بنا کر رکھوں گی۔

جائے نماز پر بیٹھی آنکھیں میچ دعا کو ہاتھ
 اٹھانے اور گرد سے بے نیاز ڈوب کے کھوکھو کے
 نجانے وہ اپنے رب سے کیا باتیں کر رہی تھی اس
 نے دل سے شدت سے دعا مانگی تھی کہ کہیں سے
 بھی وہ آجائے زمین کی چھائی پھاڑ کر یا آسمان کا
 سینہ پھیر کر کہیں سے بھی وہ آجائے اچانک آئے

دل نے کہا کہ یاد تو اس کی ہر سانس میں بسی ہے تو کیا سانس لینا بھی چھوڑ دے۔ نادیا نے آتے ہی مشعل کے مضطرب چہرے پر نظر ڈالی جو رات بھر سونہ لگی۔

کیا بات ہے اتنی کھوٹی کھوٹی کیوں ہو

ایسے ہی سرورد کر رہا تھا

سرورد کر رہا ہے یا کل والا وہ پہر جس سے تمہاری جان بچائی لگتا ہے تمہاری سانسوں میں سما گیا ہے کبھی تمہیں اس سے محبت تو نہیں ہو گئی نادیا نے اسے پھیڑا جائے کا کپ ہاتھ میں بکڑے ہوئے مشعل چلا کر بولی۔

بڑا آیا وہ شکل دیکھی اس نے اپنی اسے جیسا مرزا ہوا لٹاڑ ہو چلنا خود نہیں آتا مگر کہ خود ہی کرنے سے بچنے کے لیے یہ لڑ کے۔

پھسلی تو خود تھی اگر وہ تائم پر تمہیں نہ بجاتا تو تمہاری دو دنوں تاٹھیں ہی ٹوٹ جانی شکر کرو تمہاری تاٹھیں بچ گئی۔

وہ دونوں تیز تیز قدموں سے گیٹ باہر نکل گئی اور کالج کا رخ کیا مگر وہاں پر بھی لال آنکھیں بکھرے بال اس نے چمن سے نہ رہنے دیا وہ بار بار اس کا چہرہ اپنے ذہن سے جھٹک رہی تھی مگر نہ چاہتے ہوئے بھی رکشے میں بیٹھ گئی گھر کے صحن سامنے رکشہ رکا تو اسے اپنے گھر کے سامنے ایک موٹر سائیکل پر ایک انجانا تو لڑکا نظر آیا ہائے رے محبت تو انسان کو کہاں سے کہاں لے آتی ہے مشکل ابھی یہ سوچ رہی تھی کہ کون ہے جو گھر کے باہر لگی چھاؤں میں اپنا موٹر سائیکل کا وجود چھپائے کھڑا رکشے والے کو پیسے دیئے اور اپنا ہینڈ بیگ اور کتابیں سنبھالیں اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے گیٹ تک آئی نہ چاہتے ہوئے بھی ایک نظر

اور جلدی سے خود کو اس سے دور کیا۔

شوکت بالوں کو چہرے سے ہٹایا اور اس کے نا آشنا نہ انسان کو دیکھا جو اس کے چہرے پر نظریں جمائے کھڑا تھا اس کی دلچسپ مسکراہٹ کو قطعی نظر انداز کر کے بولی۔

گدھے کی طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیا دیکھ رہے ہو اپنی شرٹ اتار دو۔

اس نے کہا کہیں میڈم آپ اتارنے کی زحمت نہ کریں تاہم آنے پر میں خود ہی اتار دوں گا اور پھر ایک جادوئی مسکراہٹ اس کے لبوں کا حصار کر گئی نادیا یہ مڑی اور اسے اپنے ساتھ لے کر چلی گئی لیکن دل و دماغ میں ایک ہی جملہ گونج رہا تھا وہ اپنا سر جھٹک کر آگن سے گزرتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی تو دل کی بے چینی اور دل کے اضطراب نے جب کوئی اور رہ دکھائی نہ دی تو خیند بند آنکھوں سے صدیوں سے پاس آنے سے انکاری تھی اٹھ کر شلف پر بے ایک کتاب اٹھائی مگر آنکھوں کے سامنے اسی اجنبی کے بکھرے بال اور لال کوٹے جیسی آنکھیں مسکرا رہی تھی جس نے اسے گرنے سے اور چوت کٹنے سے بچایا اور اس کی روح تک کو گائل کر گیا۔

ٹوٹا پھول خوشبو دے جا رہا ہے

گزر رہا ہوا پل یادیں دے جاتا ہے

بر بے وفا کا اپنا ہی انداز ہوتا ہے کوئی زندگی میں پیار دے جاتا ہے تو کوئی پیار میں زندگی دے جاتا ہے وہ بے باک لڑکی میں نے محبت کی مگر یہی کا شکار بنے جا رہی تھی وہ خود سے جنگ لڑ رہی تھی بکھرے بال لال آنکھوں کو بھلانے کی کوشش میں ناکام رہی پاگل نادان دل کو لاکھ سمجھایا کہ وہ انہیں یاد کرنا چھوڑ دے۔

سیڑھیاں اتری اور بڑی گرم جوشی کے ساتھ گیت کھولا گرم لوشد ید جون کی گرمی کو باہر کھڑا اخبار ہلا ہلا کر خود کو ہوا کر رہا تھا۔

تیز دھوپ گرمی کا پینہ ہائے محبت ہائے اے محبت ان پر کیا گزری اک میرا نام لینے سے

سینس۔ اندر آ جائیں ماما نے کہا ہے تو وہ کسی خیال سے جیسے چونک سا گیا اور بولا۔
جی آپ نے مجھے کچھ کہا ہے
آپ کا نام سالار ہے۔

جی ہاں میرا نام سالار ہے۔
تو اندر آ جائیں مشعل نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو آج وہ بھی اس دن کی طرح نظریں جھکائے کھڑا تھا۔

اُف کیا غضب کی محبت تھی ابھی آنکھوں میں اتنی حسین آنکھیں جن میں آج بھی ڈوب جانے کو دل کرتا ہے۔

خوبصورت آنکھوں سے وہ جب ہمیں دیکھتے ہیں ہم گھبرا کر آنکھیں جھکا لیتے ہیں کون ملائے ان آنکھوں سے آنکھیں اپنی سنا ہے وہ آنکھوں سے اپنا بنا لیتے ہیں

وہ اس کے پیچھے پیچھے اس کے قدموں پر قدم رکھ کر سیڑھیاں چڑھتا گیا ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا۔ جی بیٹھ جا میں میں ابھی آتی ہوں وہ ڈرائنگ روم کا بخوبی جائزہ لے رہا تھا اور صوفے کے ساتھ ساتھ لگی سٹیف پر رکھی کتابیں اٹھا کر ان کا ایک ایک ورق التار با تھا جیسے صدیوں سے اپنی

کھوئی ہوئی شے تلاش کر رہا ہو کچھ دیر میں مشعل کو لڈر تک اور ساتھ میں نمٹو لے آئی نیکل پے کو لڈر تک رکھ کر وہ جانے ہی والی تھی کہ لائٹ چلی

اجنبی پر ڈالی تو تیز دھوپ میں گرم لو میں پینہ صاف کئے جا رہا تھا کچھ لمبے دیکھ کر تو وہ دنگ رہ گئی کہ یہ تو وہی لڑکا ہے جس سے اس دن ٹکرائی تھی تو کتے کا پیچھے کرتے ہوئے گھر کے سامنے منہ اٹھائے کھڑے ہو جاتے ہیں ان کو اپنی عزت کا خیال نہیں ہے وہ اسے من من کی گالیاں دیتے ہوئے گھر کے اندر اتر ہو گئی تو وہ ٹی وی لاؤنج میں اپنی والدہ کے ساتھ نیا چہرہ نظر آیا قریب آ کر پیار سے سلام بلایا۔

مشعل بیٹا یہ تمہارے ماسوں کی بیٹی ہے بیٹا۔۔۔

لیکن ماما میں نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا ہاں بیٹا تم چھوٹی سی تھی تو یہ لوگ دعویٰ مثل ہو گئے تھے باتوں کے دوران مشعل یا بروا لے لڑکے کو بیکر بھول گئی تھی اتنے میں قیصر حسین نے دوپہر کا کھانا لگا دیا۔۔۔

اُف ماما کھانے کا ڈانڈ آج کڑوے ٹریٹے جیسا ہے قیصر حسین نے سوائیہ نظروں سے مشعل کی طرف دیکھا کو سز قیصر دیکھ کر ناک مہ چڑھا رہی تھی۔

بیٹا تمہارے ساتھ آئی ہو سز قیصر پلٹ میں ڈالتے ہوئے قیصر حسین نے پوچھا۔

جی میں اپنے بھائی ساہد کے ساتھ آئی ہوں وہ باہر کھڑا ہے۔

اوہ تم نے بتایا نہیں جاؤ مشعل بیٹا سے اندر لے کر آؤ کچھ ٹھنڈا پلاؤ اتنی کڑی دھوپ میں کھڑا ہوا ہے۔

مشعل اپنے آپ سے بہت نادم ہوئی کہ یہ تو وہی لڑکا ہے جس کو کچھ دیر پہلے آوارہ لہاب سے نواز رہی تھی وہ اپنی پاگل سوچ کو جھکتی ہوئی

گئی اور وہ نچل سے گھرانے پر پہنچا۔

نیزھا گرا سے قہام لیا قریب ہی سے کسی نئے ہی
 آواز آئی تو وہ زور سے چلائی سالار نے ایک لمحے
 میں ہی اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اس کی ہولناک
 چیخ گلے میں ہی دبا دی اور وہ بے یقین نظروں
 سے دیکھ رہی تھی مگر اسے اندھیرے میں کچھ دکھائی
 نہیں دے رہا تھا کتے کی آواز ایک بار پھر آئی
 اندھیرے میں الٹا پڑے کی طرح لال آنکھیں بجلی
 کی طرح چمک رہی تھی ایک بار پھر وہ مضبوطی سے
 اس کے سینے سے لپٹ گئی خوف سے اس کی
 حالت غیر ہو رہی تھی جسم کانپ رہا تھا اور گھر سے
 بال سالار کے چہرے کو مس کر رہے تھے اب وہ
 اس کے دل کی دھڑکن اپنے سینے میں محسوس کر رہا
 تھا مگر وہ تو خوف سے بے حال تھی سالار نے بڑی
 مشکل سے اسے خود سے الگ کیا۔۔۔

وہاں اسے نان سنس مشعل عین اسی وقت
 لائٹ آگئی تم جانتے ہو جب تم میرے سینے سے
 لگ کر رو تے ہو تو تمہارے دل کی دھڑکن میرے
 ہوش منوادتی ہے۔

کاسنی نگر کے نفس کام دار غرابے میں بیویوں
 دراز نفس اور چہرے کے آسن پاس ننھی ننھی لٹیں
 سجائی ہوئی مشعل خونخوار نظروں سے اسے دیکھتے
 ہونے باہر نکل گئی اور پھر چنیل لڑکی کی آنکھوں میں
 غیر معمولی چمک پا کر وہ تو اور بھی اس کا دیوانہ ہو گیا
 وہ جو مشعل ہی کی طرح محبت کے وجود کی بھول
 بھلیوں میں گڈنڈ ہو کر کھو گیا اسے اپنی ذات کے
 ہر طرف وہ مفرور سی لڑکی دیکھائی دیتی جو اس کے
 تن من میں اپنا گھر بنا چکی تھی سو تا تو سب سے ہے
 خبر رہتا اٹھتا تو اسے چاروں طرف روشنی جگنو کی
 طرح بکھری ہوئی نظر آتی مگر پھر بھی وہ اس کے

انجان لڑکی ایکسپوزی میں نے کیسی انجان لڑکی کو نہیں فون کیا تھا سالار نے اسے اتنے پیار سے اپنی طرف متوجہ کیا کہ اس کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔

تمہیں چاہت کی کیا خبر تو کیا جانے محبت میری جب جان پاؤ تو یاد رکھنا نرالا میری چاہت بھی اور میری محبت بھی تم ہو کسی نے صحیح ہی کہا کہ جب گینڈر کی موت آگئی ہے تو وہ شہر کی جانب بھاگتا ہے اور جب کسی انسان کی موت آتی ہے تو اسے میرے جیسے کسی لڑکی سے محبت ہو جاتی ہے سالار نے اسے جلانے کے لیے کہا تو لفظ محبت پر ایک دم شاکرہ گئی اتنا کھل نکلا اظہار دیکھو مشعل جانے تمہیں اس بات کی خبر ہے یا نہیں میں تم سے محبت کرتا ہوں اس نے کافی میں کچھ ہلاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

پلیز مشعل کے دل میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں آج اسے احساس ہوا کہ انکار کرنا کتنا مشکل ہے خاص کر جب کوئی آپ سے شدید محبت کرتا ہو پر جانے آج کیوں اسے ہر قدم میں من بھاری محسوس ہونے لگا ایک طرف اتانگی دوسری طرف معصوم دل کی نہا خانوں میں ڈیرے جمائے ہوئے بیٹھی تھی۔

اتنا کہتا تھا۔
نہیں مشعل رکومت چلتی جاؤ مڑ کر نہ دیکھنا پتھر کی ہو جاؤ گی تمہاری منزل پیچھے نہیں آگے ہے اور دل کا تہنا تھا اسے دیکھ لو صرف ایک بار اور نہ وہ محبت کی آگ میں مجلس کر مر جائے گا۔
دیکھو ذرا ایک بار دیکھو کیا وہ تمہیں محبت نہیں کرتا آپ وہ تمہیں نہیں چاہتا کیا اس کا پیار جھوٹا ہے کیا اس کی باتوں میں ذرا کھوٹ ہے دیکھ لو وہ

صبح بخیر بیٹا۔ وہ سپر کے ایک بچے کو ن ہی صبح ہوتی ہے پاپا مشعل کے پاپا نے مسکرا کر کہا تو وہ بہت تادم ہوئی کہ یہ سب رات نہ سونے کی وجہ سے ہوا ہے ایک دم اپنی ماما کی آواز سے وہ چونک گئی۔

مشعل بیٹا آج شام کو سالار آ رہا ہے اور وہ کچھ مینے یہاں ہی رہے گا تمہیں کوئی پرالیم تو نہیں وہ بنا سوچے کبھے۔

برالیم۔ ماما شام پانچ بجے سالار گیٹ کے باہر کھڑا ہارن بجا کر گویا اپنی آمد کا اظہار کر رہا تھا وہ دوپٹہ اوڑھ کر سیڑھیاں اترتی ہوئی شوٹنگٹ بالوں کی تیشیں ہر بار ہی چہرے کو مل کر رہی تھی جلدی سے گیٹ کھولا تو سالار مسکرائے جا رہا تھا وہ اسی کی مسکراہٹ کو یکسر نظر انداز کر کے اندر لے آئی تو بہت دیر تک دونوں میں خاموشی رہی پھر گفتگو کا آغاز سالار نے کیا۔

جیسی مرضی ہوں آپ سے مطلب اپنی تیشیں چہرے سے جھٹک کر بولی۔

مگر تم پر بہت سوت کرتا دو بارہ ایک اور خوبصورت جملہ اسکی ساتوں میں ٹکرایا وہ کافی دیر سے نظریں ہٹا کر پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھا اس رات فون کیوں بند کیا تھا مشعل پہلے دل چرایا اور پھر نیند چرائی اور جب دل کی بے قراری کا علاج دور کرنے کے لیے تم سے بات کی تو تم نے فون ہی سچ دیا ایک بات کہوں اگر سو سنے ہو تو اس نے دو بارہ غزل کے وہی بول دہرائے اور وہ سنی ان سنی کر کے ادھر ادھر بے وجہ نظریں دوڑا رہی تھی۔

دیکھیں کسی انجان لڑکی کو رات کے تین بجے فون کرنا کہاں کی شرافت کہاں کی محبت ہے۔

تمہاری رہ تک رہا ہے دیکھ لو وہ تمہارا ہی منکر ہے
تمہاری آنکھ کے ایک اشارے پر وہ تابع ہے اس
سے اس کی زندگی کی ساتھی مت چھینو وہ مر جائے
گا آج اس کی غزل کے آخری حصے کے بول پورا
کر دو اور پھر دل کی دلیلوں پر ہار مانتے ہوئے اس
نے مڑ کر دیکھا وہ جو پتھر کی صورت بنا سے دیکھ رہا
تھا اس کے مڑ کر دیکھنے سے وہ محبت کی بازی جیت
چکا تھا اب وہ اپنی ہی منزل مشعل کے منہ سے سن
رہا تھا۔

اس بار مشعل شرمائی نہیں پلکیں جھکائے سنا
رہی تھی سالار سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ محبت سے
نظرت کرنے والی آج اس کی غزل کے آخری
حصے کوچ کر دے گی مشعل نے سالار کا ہاتھ اپنے
ہاتھوں میں لے کر کہا۔

ہاں میں نے بھی اپنی زندگی کی ہر سانس
تیرے نام کر دی ہے۔
محبت کو محبت ہوگی۔

محبت ہی محبت پر فدا ہوگی
اور جب محبت کی محبت نہ ملی
تو محبت ہی محبت پر فنا ہوگی۔

آسمان پر بکھری تار کی شاموں کے جال کو
دیکھتا اور طویل مدت نترنے کے باوجود بھی یاد
نہیں کرنا پڑا کہ سر مئی شام میں وہ اپنے ایزل و
کنوس کے ساتھ اپنا وجود تک رہی تھی اور کنوس پر
وہ اپنا دکھ قلم کرتی تصویروں کو کرب کالم کا پیرا سن
اوزہ کر سکون ڈھونڈتی اور ساتھ ہی میوزک بجا رہا
تھا جس کے بول دل کو چھو لینے والے تھے۔

ہم نے تم کو دل بید سے دیا یہ بھی نہ سوچا کون
ہو تم
اچانک کمرے میں اترتے ہوئے سالار

نے اس پر فخر کہا۔

ابھی تک رنگوں سے کھیلنا نہیں چھوڑا تم نے
سالار نے پھولوں کی پتیوں سے مشعل پر برسات
کر دی سرخ پتیوں تلے بیٹھی مشعل پر غروب
ہوتے سورج سے کہیں زیادہ ظال کے رنگ
ابھرے وہ چونکی میں سر کھما کر دیکھا اور دوبارہ
تصویریں میں رنگ بھرنے لگی میری مشعل پوچھو گی
نہیں کب آیا سالار نے دوبارہ اس کی سماعتوں پر
دستک دی تو گھاس سے ڈھکی ماری کو ایک نظر
دیکھتے پھر اس کا برش ملنے لگا مگر محبت کی ہلکی سی
چنگاری اس کے اندر نہ تھکی اور یہ بات سالار کے
اندر بھی بھانپو لگا مگر کہ جلنا اسے چاہئے تھا مگر وہ تو
سکون سے اپنے کام میں مصروف تھی اور سالار کو
لو بھٹی میں جل رہا تھا امیدنگ تم ابھی تک محبت
جیسے مراب کے نام سے محبت کی ہی نہیں تمہارے
وہ غزل کے آخری بول بھی جموئے ہیں مشعل کی
آنکھوں میں برسات اور اس کے ساتھ ہی چہرے
پر محسوس ہونے والی تپش نے اسے کسما کر آنکھیں
گھولنے پر مجبور کر دیا۔

سالار میں تم سے محبت ہی نہیں جنون کی حد
تک عشق کرتی ہوں میں اس طرح تمہاری بانہوں
میں بیٹنا چاہتی ہوں جیسے پہلی بار تم نے مجھے اپنی
بانہوں میں تھام کر میرے اندر محبت جگائی تھی
محبت من من کی جنگ کو ختم کر کے روح تک کو
مراب کر دینے کا نام ہے محبت کے بنا آج بھی
وجود بے معنی ہے آج بھی زندگی کی سمت جانے
والے تمام راستے محبت کے محتاج ہیں اور آج سے
میں تمہاری محبت کی محتاج ہوں۔ آئی لو یو سوچ
زندگی اپنی ڈگر پر چلتی تھی حسب معمول۔

مشعل بیٹا رات کا کھانا بنا لو سالار اور تمہارا

سے چلتی رہی قطعاً جانے کی جلدی نہیں تھی وہ موسم سے لطف انداز ہو رہی تھی کیلی کیلی عمارتیں خم خم منظر اسے اچھا لگ رہا تھا اس نے گہرے کالے لکڑے کا اسٹائلش شوٹ پہنا ہوا تھا جو سالار کی ماما یعنی سے لائی تھی ہلکا ہلکا میک اپ پرانے اسٹائل میں بالوں میں کلب لگا کر کھولے چھوڑے تھے بارش ہلکی ہلکی پھوہار سر پر پڑتی اچھی لگ رہی تھی ایک دم پیچھے سے سفید لکڑی کارر کی اور اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔

آپ۔۔ آئیں بیٹھیں میری جانم۔
سوری یہ دروازہ مجھ سے نہیں مل رہا بلکہ کلر کے سوٹ میں وہ بہت حسین لگ رہی تھی سالار اسے دیکھتے ہی گاڑی سٹارٹ کرنا بھول گیا وہ سر جھکانے لگی تھی چند لمحوں بعد ہی سالار نے گاڑی اسٹارٹ کی اور کیسٹ پلینر میں ڈال دی۔

آپ کے پیار میں ہم سنورنے لگے
دیکھ کر آپ کو ہم نکھرنے لگے
اس قدر آپ سے ہم کو محبت ہوئی
نوٹ کر بازوؤں میں نکھرنے لگے
سوچتے ہی مشعل کے لیے بروداشت کرنا
محال ہو گیا اور کیسٹ پلینر سے نکال دی اس کی
اس حرکت پر وہ مسکرا بٹ روکتے ہوئے کہنے لگے
آج موسم کتنا خطرناک ہے بن بادل برسات کا
موسم اس موسم کو کیا نام دوں اس کا لہجہ بدلنے لگا
اور سسکیوں کی آواز سالار نے سنی تو دل چل کر رہ
گیا بہت تھکے لہجے میں پھر سے وہی غزل سنانے
لگے وہ نظریں جھکانے غور سے غزل سنتی رہی تو
مشعل کی لٹوں کو اپنے ہاتھوں سے پیچھے کرتے
ہوئے بولے۔

اب میں اور اتنا غبار نہیں کر سکتا کیا شادی کرو

ہمائی آتے ہی ہوں گے۔
وہ دلوں آپس میں اس طرح جڑے ہوئے
تھے کہ جیسے تمام زندگی نے اپنا رخ بدل لیا سالار
کے خیالوں سے نکل کر چولہا جلایا اور کڑا ہی میں
تیل ڈال کر اوپر رکھ دی مگر پھل کی کھٹنا فرمان ثابت
ہوئی تیل میں جاتے ہی جل گئی وہ اپنی قسمت کو رو
رہی تھی اللہ اللہ کر کے پھل فرانی کی اور کھانا سب
کے سامنے رکھ دیا۔

یہ کیا پھل فرانی کی ہے یا مرغی تم نے میں
پھلیوں کا نمک ایک میں ہی ڈال دیا کھا کر تو
دیکھو یہ انسانوں کے کھانے کے لائق ہے سالار
نے پلیٹ مشعل کی طرف بڑھائی تو اس نے تھوڑا
سانوال منہ میں ڈالا اور بے ساختہ تھوک دیا۔
اُف۔۔ پھل تو کھانے کے بالکل بھی لائق
نہیں نجانے کب عقل آئے گی تمہیں۔ قیصر حسین
کو ہی کوئی ہوئی باہر چلی گئی۔

ارے میری جانم ناراض کیوں ہوتی ہو
تمہارے ہاتھ سے نمک پھل تو کیا میں زہر بھی کھا
لوں گا اور پھر وہ کسی فلی ہیرو کی طرح پھل کی پلیٹ
کھا گیا۔

ارے او ظالم ہم نہیں کرتے محبت تے
دعویٰ ہار ہار۔ جس سے کر لے ایک بار محبت پھر
ان ہاتھوں سے جام کیا زہر بھی پی لیں گے۔

وہ بارہ اگست کا بھیگا ہوا دن تھا گہرے
بادلوں سے ڈھکے ہوئے چٹروں پودوں کی نکھرتی
ہوئی تروتازگی بخشتی ہریالی نے موسم کو اور بھی
حسین بنا رکھا تھا ہلکی پھلکی بارش ہو رہی تھی ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی مشعل کو مارکیٹ جانا تھا
اس لیے وہ اکیلی سڑک پر واک کرتی مست روی

بولے مشعل کی دھڑکن اتنی تیز تھی کہ تو رہا تھک سکتا
 لیا اور مشعل کے ریشمی بالوں میں انگلیاں پھیرتے
 ہوئے سالار کی خواہش ابھری مشعل کے بال
 اپنے ہاتھوں سے سیٹ کیے ڈانگ ٹیل پر پر نعیم
 اتھا کر اس کے اوپر چھڑکا اور کھڑی کی سوئی
 دھیرے دھیرے کھسک رہی تھی البتہ کمرے کا
 ماحول بڑا روٹنگ ہو رہا تھا بڑی بدگھم سی مہک
 پھیلی ہوئی تھی دھیمی آواز میں بڑا سٹی کوئی اک
 دو بے سے قاطب تھا وہ ہونٹ بچتے جانے کئی
 ساکت سی اسی سمت کئی چلی گئی۔

اُف کتنی طاہم تھی یہ رات مشعل میں نے
 تمہارے لیوں پر آج ایسے ہی تنگ بھر دیئے ہیں
 جو زندگی بھر تمہارے ہونٹوں پر جیسے رہیں گے
 اور تمہیں کسی لب اسٹک کی ضرورت بھی نہیں
 پڑے گی سالار مشعل کو چھیڑنے لگا اور وہ روئے جا
 رہی تھی سالار کے لب ہلنے لگے۔

تیری آنکھوں میں جوش ہے وہ شراب میں
 کہاں ہے

ہونٹوں میں جو خوشبو ہے وہ گلاب میں کہاں ہے
 پلیز پلیز جانم چپ ہو جاؤں اور یہ بندریا
 جیسی شکل تو روتے ہوئے بالکل اچھی نہیں لگتی چلو
 میری جان خاموش ہو جاؤ اور کل ہماری شادی کی
 دیٹ فکس ہو جائے گی اور پھر میں تمہیں دلہن بنا کر
 ہمیشہ کے لیے لے جاؤں گا سچ سالار۔

کیا تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے۔
 نہیں نہیں ایسی بات نہیں ہے میں تم سے
 محبت ہی نہیں جنون کی حد تک محبت بھی کرتی ہوں
 میں نے تمہیں پہلے دن سے اپنی پائیزہ
 چاہتوں اور محبتوں کا سا تھی بنا لیا تھا اپنے جسم کے
 انگ انگ میں لبو کی طرح بسا لیا تھا میں تمہیں

کی مجھ سے جانم۔۔
 کیا۔ اتنی جلدی۔۔
 اچھا زیادہ دن ہے تو ہم آج ہی شادی کر
 لیتے ہیں۔

مجھے نہیں معلوم کہ میری مشعل کو شادی کی اتنی
 جلدی ہے اب کے بار مشعل کے چہرے پر
 قاتمانہ مسکراہٹ دوڑی۔

سالار کو مشعل کے گھر رہتے ہوئے تین ماہ
 ہو گئے معمول کے مطابق شام کے کھانے پر سبزی
 بناتے ہوئے سالار کے خیالوں میں کم مشعل کا
 ہاتھ چھری سے کٹ گیا نوارے کی طرح بہتا ہوا
 خون دیکھ کر وہ ایک دم چلا اٹھی اسے اپنا آپ بے
 معنی لگنے لگا کمرے میں سوئی ہوئی مشعل محسوس کر
 رہی تھی کہ کسی کی موجودگی کی گرم سانس چہرے
 پر پڑ رہی ہیں اس کے ہلپوس سے مخصوص مہک اس
 کے وجود کو نڈھال کر رہی تھی۔

مشعل میری مشعل اٹھو بہت کرو اس کا
 انداز بالکل بچوں کو بہلانے والا تھا اس کے تھکے
 تھکے مڑوہ اعصاب پر وہ شیرین لہجہ گلاب
 بھرانے لگا سکون و سرور من کو سکون بخشنے والا سحر تھا
 وہ کتنی اپنائیت سے پکار رہا تھا اور مشعل کو اچھا لگ
 رہا تھا اس نے آنکھیں زور سے بند کر لی مگر بتے
 ہوئے آنسوؤں پر بند نہ باندھ سکی پلیز مشعل مجھ
 پر ترس کھاؤ کیا مجھ کو بھی آنسوؤں میں ڈبو کر
 مارنے کا ارادہ ہے ایک دم گلابوں میں کانٹے نکل
 آئے اس نے سالار کو دکھی کر دیا اپنی آنکھیں کھول
 دی قابلہ وہ بھی اس وقت کسی نیکی کے موڈ میں تھا
 بغیر کچھ بولے اس کا زخمی ہاتھ اپنے سینے سے لگا لیا
 مشعل کا ہاتھ کپکپانے لگا وہ چھڑانے کی کوشش بھی
 نہ کر سکی ہوا یہ زخم وہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر

بڑے پیار سے اسے دیکھ رہا تھا اور اس کی اس نادانی پر مسکراتے ہوئے قریب آ کر اور کان میں سرگوشی کی تو وہ مسکرائے بتا نہ رہ سکی سالار کی آنکھوں میں آج غضب کی محبت سفید رنگت ہلیک جینز شرٹ اور بلیک ہی کوٹ جس کا زپ کھلا ہوا تھا درودہ اپنی تمام توجہ جاہت کے ساتھ اس کے سامنے تھا مشعل کو جیسے اپنی بصارت پر یقین نہیں رہا سالار کی نیلی آنکھوں میں وہ خود کا عکس دیکھ رہی تھی وہ جن آنکھوں میں چمکتا تھا وہ قکا کا عکس تھا یقین مانوں قسم لے لو نہ وہ آنکھیں بے وقافتگی لیکن پھر بھی اس کے باوجود مشعل کو سالار کی آنکھوں میں پہلے جیسی محبت نہ ملی اور اس چہرے پر آج وہ مسکراہٹ نہ تھی جو روز ہوا کرتی تھی تو مشعل نے سوال کر ہی ڈالا۔

جواب ملا میں گھر جا رہا ہوں اور ہماری

شادی ہے اور میرا یہاں رہنا ناممکن ہے سالار نے مشعل کے سوال کا جواب اچھڑا سہ مسکراہٹ سے سمجھا رہا تھا مگر وہ سمجھتا نہیں چاہ رہی تھی ہلیک کوٹ پہلے آنکھوں پر سن گلاسز لگائے وہ سمجھا رہا تھا جانے وہ کہاں کھوئی ہوئی تھی وہ اس کے خوبصورت ہاتھ اپنے لبوں تک لے گیا مگر نہ جانے آج اس میں اتنی طاقت کہاں سے آگئی وہی ہاتھ پھینکا اور سالار کے منہ پر پوری قوت سے دے مارا لہجہ بے مروت تھا پر اس لہجے اس حرکت نے تو خون میں سرایت کر لی تھی پھینکا کھا جانے سے بی اس سے اس پیار میں کمی نہ آئی مارو مشعل ایک نہیں ہزار پھینکا مار لو میں تمہارے پھینکا کو محبت سمجھ کر تمہیں سینے سے لگا لوں گا مگر پلیز میری جانم رونا نہیں کیا فرق پڑتا ہے اس پھینکا کا یہ جسم کی ایک جوت ہے میری روح تو ایسی پھینکاوں سے

ساری زندگی پوجتی رہی ہوں گی ہمارا پیار ہوس سے پاک ہے یہ پھول یہ نگارے یہ منظر یہ ہوا میں ہماری محبت کی گواہ ہیں سالار ہم اپنی جانوں کی نذرانہ دے کر بھی اپنا پیار پالیں گے مجھے کبھی خود سے جدا نہیں کرنا اور نہ میں مر جاؤں گی رات کی اس تنہائی میں وہ اپنے دل کی باتیں کرنی کبھی بڑی بڑی روکتی اور پھر مان بھی جاتی سالار کی محبت میں لہو لہو روپ بدلنے والی چاندی لڑکی کی ادائیں سے اور بھی دیوانہ کر گئی پوری شبلی نے مل کر ایک ہفتے کے اندر اندر شادی کی ڈیٹ رکھ دی سالار پورے گھر میں مشعل کو ڈھونڈ رہا تھا کہ اسے کمرے میں بیٹھی مشعل نظر آگئی سالار نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے اسے شادی کی سہارا کیا وہی تو جھلملاتے ہوئے تاروں کی آنکھیں اور کھلتے پھولوں کی مسکراہٹ پر وہ شرمائی سالار اس کے اندر کی کمزوری کو پڑھ گیا تھا منظر سے اپنا رخ بدلا سالار نے مشعل کو ایک گنٹ دیا اور کہا اسے دیکھو ابھی آتا ہوں بیٹھانی پر پینہ صاف کرتے ہوئے گنٹ والا شاہر اس کی طرف بڑھا دیا سالار کے خیالوں سے نکل کر گنٹ شاہر کھولا تو اسے ایسا لگا کہ جیسے وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہو پنک ٹر کا لہنگا اپنی خوشبو میں چار چاند لگا رہا تھا وہ دن وہ راتیں بہت حسین تھی جب دونوں نظروں ہی نظروں میں اقرار کرتے تھے لیکن اب وہ کچھ دنوں تک اسی کی ہو جائے گی وہ بیڈ پر پڑے لیٹے اور چولی کی طرف متوجہ ہوئی اتنا شاندار لہنگا اس نے اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا گویا دل کے مندر میں محبت کی گنٹیاں بہت پہلے ہی بج رہی تھی ابھی مشعل کیسے اتارنے ہی والی تھی کہ بیڈ کے ساتھ ہی دیو اب میں شیشے پر نظر گئی اور اسے سالار کا عکس نظر آیا جو

طرف ہی شادی کی تیاریاں پڑے زور شور سے ہو رہی تھی پورا گھر خوشیوں میں رقص کر رہا تھا ڈھولک تاپوں اور مہندی سارے فنکشن کو وہ خوش خوشی سے انجوائے کر رہی تھی پہلے کلر کے سوٹ میں میک اپ کے مشغل کے ہوش اڑا دینے والے اچھیاروں سے تیز تھے جی سنوری مشغل بار بار سالار کا نمبر ڈائل کر رہی تھی مگر ہر بار پاور آف مل رہا تھا مشغل کو اپنے پیچھے کسی کی دھڑکتوں کی آواز سنائی دی تو اس نے بہت جلدی محسوس کر لیا کہ یہ دھڑکتیں کسی اور کی نہیں سالار کی ہیں سالار مہندی کی رات مشغل کو ملنے آیا مشغل آنا قانا سالار کے سینے سے لگ گئی۔

سالار پلیز مجھے چھوڑ کر مت جانا مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔

ارے میری جانم نہیں جاؤں گا مگر اب تو جانے دو بس چند گھنٹے ہیں پھر میں تمہیں یہاں سے لے جاؤں گا میں اپنے ماموں کے گھر جا رہا ہوں ضروری کام سے وہ بیڈ پر دونوں ہاتھ رکھ کر اس پر جھکا۔ تم تو سراپا محبت ہو تم میری جان ہو میں بہت جلدی آرہا ہوں اپنی دلہن کو لینے مشغل چند گھنٹوں تک اپنے اوپر جھکے سالار کی آنکھوں میں اپنا مر جھایا ہوا عکس دیکھتی رہی سالار کے پاؤں تلے سے ایک بار پھر زمین سرک گئی۔

کہہ دو ان آنکھوں اور طوقانوں سے اگر میرے پار کے روخ سے نکلنے کی کوشش کی تو میں انہیں کاٹ ڈالوں گا۔

جب انسانوں کے اندر لالچ حسد آ جاتا ہے تو انسانیت و محبت رشتے کھٹکتے لگتے ہیں حسد کی پٹی آنکھوں پر بندھ جاتی ہے سالار جانتے تھے کہ وہ لے رہا تھا ویسے ہی نیند:

بھری پڑی ہے سالار کی آنکھیں برس پڑی مشغل اپنی پلکیں جھکائے اندر ہی اندر گم سمونے لگی سالار کے آنسو اپنے ہاتھوں سمونے لگی۔

اتنا حسین تھا کہ آنسو پونچھنے کا انداز نہ لے کہ آج بھی اس کے سامنے رونے کو دل کرتا ہے

مشغل میں ہمیشہ کے لیے جا رہا بہت جلدی آؤں گا اور تمہیں دلہن بنا کر لے جاؤں گا تم میری پہلی محبت ہو اور آخری پیار ہو میں تجھ سے دور نہیں جانا چاہتا مگر زمانے کی رسم و رواج نے مجھے کچھ دن دور جانے پر مجبور کر دیا۔

ارے میری مشغل میری دلہن بن کر تیار رہنا میں بس کچھ دن بعد آرہا ہوں پھر ہمیں زمانے کے رسم و رواج تو کیا دنیا کی کوئی طاقت بھی دور نہیں کرتے گی سالار نے اس کی تھوڑی بکاڑ کر چہرے اوپر کیا۔

آئے ہائے میرے خدایا اتنا حسین لکھو کہ چاند بھی دیکھ کر شرم جائے اب وہ اپنے راستے پر گامزن تھا۔

وہ میرے مقدمہ میں میری محبت سے کتنا خوش قسمت ہے نرالہ

میں اس کی ہو کر صرف اس کی رہی وہ میرا ہو کر میرا نہ رہا

وہ لڑکھڑاتی ہوئی بے چینی سے اٹھ کر اپنے بیڈروم میں چلی گئی پانی کی ندیا اس کے رخساروں پر پھسلتی چلی گئی اپنے بے اختیار بہنے والے آنسو کو فوراً اپنے ہاتھ کی پشت سے پونچھا اس پر بڑی سچ مسکراہٹ ابھری اور وہ سوچے۔ کہ یہ آنسو خوشی کے ہیں یا سالار کی جدائی کا۔

لینے۔
 اگر چہرے پر کفن نہ ہوتا تو تیرے دشمنوں کو
 شہر جلا دیتے
 سالار کی موت کا منظر دل کو ہلا دینے والا تھا
 آج وہ بہت پرسکون سو رہا تھا جو محبت کے دعوے
 وار ہوا کرتا تھا۔

مشعل نے سالار کے منہ سے کپڑا اٹھایا تو
 پاگلوں کی طرح اسے ہال نوچنے لگی سالار کی لاش
 سے لپٹ گئی مائیں نہیں تم مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتے
 تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اٹھو سالار میں کیسے
 رہوں گی تمہارے بغیر سالار کی ماں فریاد کر رہی تھی
 مشعل تم ہی سالار کو اٹھاؤ کے پاس بیٹھو شاید مشعل
 وہ تمہیں دیکھ کر جی اٹھے سالار اٹھو تم مجھے روتا ہوا
 نہیں دیکھ سکتے تھے آج کیوں خاموش ہو کیوں
 رلاتے ہو مجھے ایک بار پھر مشعل سالار کی لاش
 سے دھاڑیں مار کر رو پڑی اور پھر ایسی بے ہوش
 ہوئی کہ ایک ماہ آٹھ دن بعد ہوش آیا جانے والے
 بھی بھلا کب لوٹ کر آتے ہیں مشعل جب سالار
 کی یاد سے بے قابو ہو جاتی ہے تو سالار کی قبر پر
 گھنٹوں روتی رہتی ہے اور واپس لوٹ آنے کی
 فریاد کرتی ہے وہ آج بھی پنک لہنگا پہن کر سالار کا
 انتظار کرتی ہے مگر انتظار تو بہت بری چیز ہے انتظار
 کرتے کرتے انسان مٹ جاتے ہیں مگر انتظار کی
 گھڑیاں نہیں مٹی وہ میری میت پر آئے کچھ اس
 طرح

وہ سب ان پر مرٹے میری میت چھوڑ کر
 اس کے ساتھ نرالہ مغل اجازت چاہتی ہے

آنکھوں میں اترتا گیا پلان کے مطابق سالارے
 ماموں نے چاہئے میں زہر ملا یا اور پھر استری سے
 اس کا پورا جسم جلایا۔ آہ۔۔۔ آہ۔۔۔ آہ کتنے ظالم
 ہوتے ہیں یہ لوگ جو کسی کی خوشیاں کو گل کر کے
 خود خوشی کی تلاش میں بھٹکتے ہیں۔

خوشیوں کے ساتھ ہزاروں غم بھی ہوتے
 ہیں جہاں جیتی ہیں شہنائیاں وہاں ماتم بھی ہوتے
 ہیں سستی بے درد سستی ظالم وہ گھڑی تھی جب سالار
 ک ڈیڑھ ہاڈی گھر میں پہنچ گئی پورے گھر میں
 کہرام مچ گیا ہر آنکھ اشک بار تھی جس گھر میں کچھ
 دیر پہلے خوشیاں کا سماں تھا ڈھولکوں گیت بج رہے
 تھے اب اس گھر میں غموں کا ماتم ہو رہا تھا پنک
 عروسی جوڑے میں تھی سنوری ہوئی مشعل سالار کی
 خنجر تھی مگر نہ جانے کیوں نہ آیا وہ اپنی دلہن کر لینے
 گھر میں کہرام مچا ہوا دیکھ کر مشعل اپنے ہوش
 جو اس کھو بیٹھی۔۔۔

ماما آپ کیوں رہی ہیں میرا سالار آ رہا ہے
 وہ مجھے لینے ابھی آ جائے گا۔ افوہ ماما آپ چپ ہو
 جائیں ناں سالار آ رہا ہے۔ آپ بھی رو رہے ہیں
 پاپا پلیز چپ ہو جائے میرا سالار آتا ہی ہوگا۔
 عادل بھائی آپ بھی ان کے ساتھ مل کر رو رہے ہو
 آپ کو مجھ پر یقین نہیں ہے اسی رات کے وقت تو
 آیا تھا مجھے ملنے اسے کچھ نہیں ہو سکتا۔ ناہ یہ تم ہی
 سمجھاؤ ان گھر والوں کو کوئی شادی والے گھر میں بھی
 کوئی روتا ہے چلو رونا بند کرو اور ہا ہر جا کر دیکھو میرا
 سالار آ رہا ہوگا۔ عادل نے اپنی بہن مشعل کو گلے
 لگایا تو مشعل تڑپ کر بولی۔

نہیں نہیں بھائی میرا سالار آ رہا ہے آپ
 سب جھوٹے ہو وہ آئے گا مجھے لینے۔

آسی جاتے تیرے در پر امانوں کی ڈولی

اللہ کی آواز

۔۔ تحریر۔۔ عارف شہزاد۔ صادق آباد۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ وہ کہتا چاہ رہا تھا کہ ماں مجھے اللہ کی آواز سنائی دے رہی ہے وہ مجھے حوصلہ دے رہا ہے وہ مجھے پیار سے اپنے پاس بلا رہا ہے اس نے میرے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں وہاں سحر و افطار کے لیے بہت سے کھانے بھی ہیں ماں یہ دیکھو فرشتے بھی مجھے نظر آ رہے ہیں یہ مجھے لینے آئے ہیں اور ان میں سے ایک نے تو مجھے گود میں لے لیا ہے ماں تم بھی ساتھ چلو ناں۔ اور پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئی فرشتے اس کو اپنے ساتھ لے گئے تھے اب وہاں ماں کی مدہم مدہم سی سسکیاں تھیں اور باپ کے آنسو بہتے ہوئے تھے

ادارہ جو اب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا اثر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

رب سے دل لگاؤ ماہ رمضان آگیا
روح کو نئے سناؤ ماہ رمضان آگیا
دوستو خوشیاں مناؤ ماہ رمضان آگیا
آؤ میرے ساتھ گاؤ ماہ رمضان آگیا
رونقیں جاگیں گی کیا کیا رات کے پچھلے پہر
سب کو سحری میں اٹھاؤ ماہ رمضان آگیا
نعتیں ہی نعتیں اب ہوں گی دسترخوان پر
خوب افطاری بڑھاؤ ماہ رمضان آگیا
چاؤ افطار و سحر کے واسطے بازار
نعتیں سب بے کر آؤ ماہ رمضان آگیا
روزہ رکھو اور نمازیں بھی پڑھو دل سے عارف
نیکیاں بھی اب کھاؤ ماہ رمضان آگیا
جب ہم کوئی نیک کام کرتے ہیں ناں تب
ہمیں اللہ کی آواز سنائی دیتی ہے جو صرف
روح ہی سن سکتی ہے اس لیے ہمیں خوشی ہوتی

ہے ندیم کی ماں اپنے صحرائی زبان میں سمجھا
رہی تھی اماں۔ اللہ کی آواز کہاں سے آتی ہے
بیٹے اگلا سوال تھا ماں مسکرائی اور کہا اللہ
کی یہ آواز ہمیں اپنے دل سے آتی ہے وہ
ہمارے اندر بولتا ہے وہ ہمیں نیک کام کرنے
پر شاہاش دیتا ہے ماں یہ نیک کام کیسے ہوتے
ہیں ندیم نے مصومیت سے پوچھا۔
ماں باپ کا کہنا ماننا۔ اچھے بچے بن کر
رہنا اور سب سے بڑھ کر دوسروں کی مدد کرنا یہ
سب نیک کام ہوتے ہیں ماں نے جواب دیا
۔۔
اس کے علاوہ اللہ کی آواز سنائی نہیں دیتی
کیا۔ ندیم نے پھر سوال کیا۔
جب ہم دکھی ہوتے ہیں تو اس وقت بھی

جولائی 2015

جواب عرض 116

اللہ کی آواز

Scanned By Amir

بچوں سے الگ مختلف چیزیں ہی سوچنا تھا اور ماں سخت نئے اور انوکھے سوالات کرتا تھا صحرائی ماحول میں رہنے والی وہ ماں بڑھی لکھی تو نہ بھی مگر بچے کے سوالات کے تسلی بخش جواب دینے کی کوشش کرتی اور کبھی کبھار اس کی لگا تار اور انوکھے سوالات سے بھی تنگ آجاتی ندیم کے کئی دن اسی کوشش میں گزر گئے کہ اسے کوئی لے وہ اس کی مدد کرے۔

ایک دن اس نے دیکھا کہ اس کا ایک دوست سخت دھوپ میں ننگے پاؤں کھڑا تھا اس کے پاس بھی ایک جوڑا جوتا تھا مگر اس نے پاؤں سے تھل اتاری اور دوست کو دے دی۔۔۔ پھر ایک روز اونٹنی کے دودھ کا پیالہ خود پینے کے بجائے اپنے دوست کو پینے کے لیے دے دیا حالانکہ دودھ کا وہ پیالہ خود کو بھی بڑی مشکل سے ملا تھا مگر اسے یہ سب کر کے بہت خوش ہوتی تھی اور وہ اب منتظر تھا کہ کسی بھی لمحے اسے اللہ کی آواز سنائی دے گی وہ تو بس اللہ کی آواز کا منتلاشی تھا۔

ایک دفع اس نے صحرا میں ریت کے بگولے اڑتے ہوئے دیکھے تو جھٹ مان سے پوچھا کہ ماں یہ کیا ہے تو ماں نے کچھ دیر سوچ کر جواب دیا بیٹا فرشتوں کے بڑے بڑے پر ہوتے ہیں جب وہ یہاں آتے ہیں تو ان فرشتوں کے پروں سے پھڑ پھڑاہٹ کی وجہ سے ریت کے بگولے بنتے ہیں۔

یہ فرشتے یہاں کیوں آتے ہیں یہ دکھائی کیوں نہیں دیتے ندیم نے پھر سوال کیا۔ فرشتے اللہ کی طرف سے ہماری مدد کو آتے ہیں اور یہ ان لوگوں کو دکھائی دیتے ہیں

ہمیں اللہ کی آواز سنائی دیتی ہے وہ ہمیں حوصلہ دیتا ہے صبر کی تلقین کرتا ہے ماں نے پیار سے بیٹے کا کندھا تھپتھپایا پھر سر کو اٹکیوں سے سہلاتے ہوئے بولی اب تم سو جاؤ شاید خواب میں تمہیں اللہ کی آواز سنائی دے یہ کہہ کر ماں نے بیٹے کو سلانے کے لیے لٹا اور صحرائی زبان میں لوری دینے لگی۔

بیٹا بھی اللہ کی آواز سننے کے اشتیاق میں جلدی سو گیا تھا۔

ندیم پانچ سال کا تھا وہ اکثر سوالات پوچھ پوچھ کر ماں کو تنگ کرتا تھا اگلے روز جب وہ سو کر اٹھا تو اس نے عہد کیا ہے وہ ضرور اللہ کی آواز سنے گا اور نیک کام کرے گا ماں باپ کا کہنا مانے گا اور انہیں تنگ نہیں کرے گا پھر اس نے سوچا کہ ماں تو میرے زیادہ سوال پوچھنے پر بھی تنگ ہو جاتی ہیں بس آج سے میں سوال بھی کم کروں گا اور ماں سے یہ بھی تو کہا تھا کہ دوسروں کی مدد کرنا بھی نیک کام ہے اور اس سے بھی اللہ کی آواز آتی ہے تو میں آج سے دوسروں کی مدد کروں گا اگرچہ وہ دوسروں کی مدد کے سبب مطمئن سے تو نا آشنا تھا مگر اس کا ارادہ معمم تھا جب پورا دن گزر گیا تو اور اس نے ماں کو کوئی سوال نہیں کیا تو شام ڈھلے ماں نے پریشان ہو کر خور ہی پوچھ لیا۔

کیا بات ہے ندیم آج کوئی سوال نہیں آیا تیرے دماغ میں۔

نہیں ماں اب میں تم سے زیادہ سوال نہیں کروں گا اس سے تم تنگ ہو جاتی ہو اور پھر مجھے اللہ کی آواز نہیں سنائی دیتی ماں نے لخت جگر کو دیکھا کتنا مختلف تھا اس کا بیٹا کے تمام

ڈرتے ہیں اس کے دوست احمد نے اس سے کہا۔
گھبراؤ مت اللہ ہماری مدد ضرور کریں گے

ہر گزرتے ہوئے دن کے ساتھ قحط کی خوفناکی کا اندازہ ہوا سب کے چہرے مرجھا چکے تھے زرد چہرے اور بدن سے باہر جھانکتی ہڈیاں سان کی کمزوری کا حال بیان کر رہی تھی ایسے میں جب اس کی ماں نے کھانا دینے کے بجائے اسے گود میں چھپا لیا تو وہ سمجھ گیا کہ ہمارے گھر میں بھی قحط آچکا ہے پھر اس نے کھانا مانگ کر اپنی ماں کو پریشان نہیں کیا گاؤں میں روز بھوک سے بچے مر رہے تھے آسمان آگ اگل رہا تھا اور زمین بھی نہ مہربان تھی پانی بھی نایاب ہوتا جا رہا تھا۔

وہ دو دن سے بھوک برداشت کر رہا تھا پھر اس نے ماں سے اللہ کی آواز یا فرشتوں کے ہارے میں سوال نہ کیا البتہ رمضان المبارک کے ہارے میں ضرور پوچھتا ہم رمضان المبارک کا چاند کب دیکھیں گے وہ نڈھال ہو چکا تھا ہونٹ سوکھ رہے تھے بدن میں تو اتنی نہیں رہی تھی اس لیے وہ اکثر ایک ہی جگہ بیٹھا پلینا رہتا تھا ماں سے بیٹے کی بھوک پیاس دیکھی نہیں جا رہی تھی وہ خود تو کئی دن تک سے بھوک تھی جب تک کھانا تھا تو بھی وہ اپنے پیٹے کا کھانا اپنے بیٹے کے لیے بچا لیتی تھی اس کا شوہر بھی اپنے بیٹے کے لیے یہ قربانی دے رہا تھا مگر قدرت کے فیصلے کے سامنے وہ مجبور تھی اب ان کے تو کیا بہتی بھر کے کسی بھی گھر میں کھانے کو کچھ نہیں تھا۔

جو ٹیک کام کرتے ہوں اور اب تو رمضان المبارک کا مہینہ بھی آنے والا ہے اس ماہ زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت کرنا تاکہ اللہ تم سے خوش ہو تمہیں اپنا قرب عطا فرمائے جو لوگ صرف اللہ کی عبادت کے لیے روزے رکھتے ہیں اللہ انہیں بہت ثواب دیتا ہے ماں نے کہا۔

اماں اب میں بھی روزہ رکھوں گا صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لیے۔ اچھا اماں۔ رمضان المبارک کا مہینہ کب آئے گا ندیم کے ہونٹوں پر ایک اور سوال چلا۔

بیٹا بس کچھ ہی دنوں بعد ہم رمضان المبارک کا چاند دیکھیں گے ماں نے کہا۔ اس کے لیے ماں ہی پورا کتبھی اللہ کی آواز سننے اور فرشتوں کو دیکھنے کا شوق اور اب رمضان المبارک کے مہینے کے انتظار میں اس کے دن گزرنے لگے۔ ایک دن اس کی ماں نے کھانا دیتے ہوئے اس سے کہا۔

بیٹا کھانا کم کھانا کھانا اور پانی بالکل بھی ضائع مت کرنا بہتی میں قحط پڑنے والا ہے۔ قحط کیا ہوتا ہے ماں ندیم نے پوچھا۔ قحط میں کھانا اور پانی بالکل ختم ہو جاتا ہے اور لوگ بھوکے پیاسے رہتے ہیں ماں نے کہا۔

یہ تو بڑی خطرناک بات ہے کیا اللہ ہماری مدد نہیں کریں گا۔

اللہ ضرور مدد کرے گا بیٹا مگر میں احتیاط کرنی چاہئے ماں نے اس کو تسلی دی۔ ٹھیک ہے ماں میں احتیاط کروں گا اس نے دیکھا کہ گاؤں کے لوگ قحط سے بہت

ندیم ماں اور باپ کے ساتھ چاند دیکھنے کے اشتیاق میں ہمت کر کے اٹھا اور جیسے ہی چاند نظر آیا اس کے معصوم چہرے نور سا پھیل گیا ندیم نے خوشی سے چلاتے ہوئے کہا۔

ماں میں کل روزہ رکھوں گا اور دیکھنا اللہ کی آواز ضرور سنائی دے گی۔

ماں نے اس کا ماتھا چوما اور کمر پہ لے جا کر لٹا دیا سحری کے وقت ماں اپنے لخت جگر کو اٹھا رہی تھی مگر وہ بے حس و حرکت اپنی جگہ پر پڑا ہوا تھا سانسیں آنک آنک کر چل رہی تھی وہ آنکھیں کھول کر ماں باپ کو دیکھ رہا تھا مگر کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔

آج ندیم کی پہلی سحری تھی مگر اسے فائدہ کیے آج چوتھا دن تھا ماں دوپٹے کے آئینل میں منہ پھپھائے ہوئے رو رہی تھی اور باپ بھی ایک کونے میں کھڑا اپنی بے بسی کا ماتم کر رہا تھا اچانک ہی ندیم کے ہونٹوں پر جھکی سی مسکراہٹ آئی ماں کی طرف دیکھا وہ کچھ کہنا چاہ رہا تھا مگر نفاست کی وجہ سے لب کھولنا مشکل ہو گیا تھا اسے اپنے سوالوں کے جواب مل چکے تھے لیکن ماں کو تانے کے لیے اس کے ہونٹ اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

وہ کہنا چاہ رہا تھا کہ ماں مجھے اللہ کی آواز سنائی دے رہی ہے وہ مجھے حوصلہ دے رہا ہے وہ مجھے پیار سے اپنے پاس بلا رہا ہے اس نے میرے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں وہاں سحر و انظار کے لیے بہت سے کھانے بھی ہیں ماں یہ دیکھو فرشتے بھی مجھے نظر آرہے ہیں یہ مجھے لینے آئے ہیں اور ان میں سے ایک نے تو مجھے گود میں لے لیا ہے ماں تم بھی ساتھ

چلو ناں۔ اور پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئی فرشتے اس کو اپنے ساتھ لے گئے تھے اب وہاں ماں کی مدہم مدہم سی سسکیاں تھیں اور باپ کے آنسو بہتے ہوئے تھے۔

آپ نے ارشاد فرمایا۔

اللہ یہ اجر و ثواب اور یہ انعام ہر اس شخص پر فرماتا ہے جو کسی روزے دار کو پیٹ بھر کے کھلائے تو اللہ عزوجل اسے قیامت کے دن میرے حوض کوثر سے ایسا پانی پلایا جائے گا جیسے پینے کے بعد بھی پیاس نہ لگے گی۔

قارئین کرام دیکھا حدیث میں کسی کو اظہاری کر دینا کتنا بڑا ثواب کا کام ہے میری آپ لوگوں سے ریکویسٹ ہے کہ پلیز اگر کوئی ایسے افراد جو فریب ہوں اور سحری اور اظہاری کا بندوبست نہ کر سکتے ہیں تو آپ ہی آگے بڑھیں اور ان کی اظہاری کا بندوبست کریں شکر ہے۔

ایک ایسی کھلی ہے جو اولاد کے ہزاروں رتوں میں پھانسی ہے۔

انسان اپنے کردار سے بچانا جاتا ہے، بھول اپنی خوشبو

وہ انسان بھی کامیاب نہیں ہو سکتا جس کے ساتھ ماں کی دعا نہیں ہیں۔

بھیگی کچھ پانے کے لئے کچھ کھنا بھی تو پڑتا ہے۔

جو شخص اپنا راز چھپاتا ہے وہ اپنا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔

مرد وہ نہیں جو لوگوں کو قتل کرے بلکہ مرد وہ ہے جو حق کے لئے آواز بلند کرے اور حق کے لئے لڑے۔

جنت میں کے قدموں تلے ہے۔

پہل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔

☆۔۔۔ مہر مہراں شکر آباد۔ بہار

وفا کی پیاس

-- تحریر۔ زارا زکیب۔ مانوالہ --

شہزادہ بھائی۔ السلام و علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ مکمل میں آج پھر اپنی ایک نئی تحریر محبت کے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں میری یہ کہانی محبت کرنے والوں کے لیے ہے یہ نیک بہترین کہانی ہے اسے پڑھ کر آپ چہنکیں گے کسی سے بے وفائی کرنے سے اجتراز کریں گے کسی کو بیچ ماروں میں نہ چھوڑیں گے کوئی آپ کو بے پناہ چاہے گا مگر ایک صورت آپ کو اس سے بچھٹیں ہونا پڑے گا۔ کہانی کا نام میں نے وفا کی پیاس رکھا ہے کہانی ہے اگر آپ چاہیں تو اس کہانی کو کوئی بھی نام دے سکتے ہیں۔ یہ سب آپ پر ہے۔

ادارہ جواب۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا ادارہ مسدود نہیں ہوگا اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

سے بڑا میں تھا مجھ سے چھوٹی ایک بہن اور سب سے چھوٹا ایک بھائی تھا ہم غریب تو ضرور تھے مجھے نزدیک سکول میں داخل کروا دیا گیا تھا جہاں میں نے پرائمری تک تعلیم حاصل کی حالات کافی خراب ہونے کی وجہ سے میں تعلیم جاری نہ رکھ سکا پھر میرے ابو نے مجھے کام پر چھوڑ دیا میں بہت ہی محنت سے کام کرتا تھا جس سے گھر کے حالات بھی کافی سنبھل گئے اور ٹھیکیدار بھی مجھ سے بہت ہی خوش تھا ہمارا ٹھیکیدار بہت ہی برا شخص تھا اس کا بہت ہی لڑکیوں کے ساتھ چکر تھا وہ جب سے کسی لڑکی کو ملنے جاتا مجھے ساتھ لے جاتا ہمارے ٹھیکیدار کا نام ندیم تھا۔

ایک دن ٹھیکیدار کسی لڑکی کو ملنے گیا اس لڑکی کا نام طاہرہ تھا جب ہم ان کے گھر گئے تو وہاں ایک لڑکی ہمیں جوس پیش کیا جب میں نے

آج کے دور میں ترقی تو سوری ہے لوگوں کے دلوں میں آج بھی دلچسپی کا طوفان ہے جس طرح سے ایک میر محبوب سوچنا ہے اور اس طرح سے ہی ایک غریب سے دل میں ہی بہت سی خواہشات ہوتی ہیں ان کو پورا کرنا ان کے بس کی بات نہیں ہوتی ایک غریب کا دل غریب نہیں ہوتا اس کا دل بہت ہی بڑا ہوتا ہے

میں ایک ایسے لڑکے کی کہانی لکھتے جا رہی ہوں کہ جس نے ایسی لڑکی سے پیار کیا تھا اور جو اس کی ذات کی نہیں تھی ایک ذات کا فرق ہی دو سلوں کو برباد کر دیتا ہے۔

آئیے شاہد کی زبانی اس کی کہانی سنتے ہیں

ہمارا گھرانہ پانچ افراد پر مشتمل تھا دو بھائی اور ایک بہن اور ایک ماں اور باپ تھے سب



Scanned By Amir

امبر نہ مانی اس بات سے طاہرہ اور امبر کی لڑائی ہو گئی طاہرہ اور امبر آپس میں تو پول پڑی لیکن مجھ سے پیار کرنے کے لیے نہ مانی میں بہت ہی بے چین تھا کہ کیا کیا جائے کیسے منایا جائے میں تو اس کے پیار میں دن رات پاگلوں کی طرح گزار رہا تھا

میں نے طاہرہ کو فون کیا تو ایک عجیب سی اور نسوانی آواز سنی۔

ہیلو کون۔

میں امبر کی آواز سن کر ایک حث کے لیے سانس لینا بھی بھول گیا تھا میں نے ہت کر کے سلام لیا تو پھر امبر نے کہا۔

آپ کون ہیں طاہرہ گھر نہیں ہے جب وہ آئے گی تو میں اسے بتا دوں گی کہ آپ کا فون آیا تھا تو پھر میں نے کہا۔

میرا نام شاہد ہے اور میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں۔

میں نے اسے اپنے پیار کا بہت ہی یقین دلایا بہت سی قسمیں کھا میں۔ اور بہت سے وعدے کئے لیکن وہ نہ مانی تو پھر میں رونے لگا اور میں نے بہت ہی التجا میں کہیں کہ میرا دل نہ توڑو میں تو پہلے ہی زخموں سے چر ہوں۔

اس نے کہا۔ میں سوچوں گی۔

اس طرح سے دو تین ماہ گزر گئے اور لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا طاہرہ کے گھر کی تعمیر شروع ہو گئی۔ ایک دن میں اس کے گھر کام کرنے کے بہانے گیا جب میں نے دیکھا تو

میری جان روٹیاں پکا رہی تھی تو وہ بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی میں دل میں خدا سے یہی دعا کرنے لگا کہ وہ آج مان جائے میرے پیار کو

اسے دیکھا تو میری نظر بٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی میں اس کی طرف ہی دیکھتا رہا نہ جانے اس میں ایسی کیا کشش تھی کہ میں دیکھتا ہی رہ گیا۔

جس لڑکی سے میرا ٹھیکیدار ملنے آیا تھا وہ اس لڑکی کی تالی تھی اس لڑکی کا نام امبر تھا مجھے

پتہ بھی نہ چلا کہ وہ لڑکی یعنی امبر مجھے جوس دے کر گئی بس میں اسے پیچھے سے دیکھتا رہا اس کی تعریف کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں

اس کے خیالوں میں اس کی تعریف کروں بس میں اسی کے خیالوں میں کم تھا کہ اتنی دیر میں ہمارا ٹھیکیدار آ گیا اور ہم ان کے گھر سے نکل

آئے لیکن سارا رستہ میں اسی کے خیالوں میں کم رہا میرا کسی کام میں دل نہیں لگ رہا تھا میں بس اس کے خیالوں میں کھویا رہا ٹھیکیدار بھی مجھ سے

بار بار پوچھتا رہا۔

کیا بات ہے۔

میں طبیعت خراب کا بہانہ بنا دیتا تھا۔ ٹھیکیدار کے بار بار پوچھنے پر میں نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسے بتا دیا ٹھیکیدار نے

کہا۔

میں بات کروں گا اور تم پہلے کی طرح دل لگا کر کام کرو۔

ٹھیکیدار کے اپنی لور طاہرہ سے بات کی پہلے تو اس نے انکار کر دیا لیکن ٹھیکیدار کے اصرار پر اس نے کہا۔

میں بات کروں گی۔

میں اب بھی طاہرہ سے باتیں کرتا کہ میں امبر سے بہت ہی پیار کرتا ہوں میں نے طاہرہ نے امبر سے بات کی شاہد تم سے پیار کرتا ہے

اگست 2015

جواب عرض 122

دفا کی پیاس

Scanned By Amir

اسی کے گیت گاتا رہتا تھا وہ بھی مجھ سے بات کرنے کے لیے تڑپتی رہتی اس طرح ہماری دو بار ملاقات بھی ہوئی مگر میرا پیار ہالکل پاکیزہ تھا میرے ساتھ ٹھیکیدار بھی جاتا اور وہ طاہرہ کے ساتھ بیٹھا رہتا میں اس کے ساتھ بہت سی پیار کی باتیں کرتا مگر وہ شرماتی رہتی اسی طرح ہی چھ ماہ گزر گئے اب ٹھیک سے کام بھی نہیں ہوتا تھا اور اب ٹھیکیدار بھی بدلا ہوا تھا مجھ سے بہت کام کرواتا تھا اور بڑی منتوں کے بعد میری بات امیر سے کرواتا تھا میں بہت پریشان تھا۔ پھر ایک دن میں نے اس سے بات کرتے ہوئے ملاقات کرنے کو کہا۔

اس نے کہا کہ ٹھیک ہے۔

اس رات امیر نے بہت خوبصورت کپڑے پہنے ہوئے تھے میں نے اس کی رور کو دیکھی تھی اور ٹھیکیدار کے بارے میں بتایا تو کہنے لگی۔

ٹھیکیدار بھی اب میری طرف بری نگاہ سے دیکھتا ہے۔

میں بہت پریشان ہوا تو اس نے مجھے دلاسا دیا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اس نے مجھے بتایا کہ طاہرہ بھی میری بات نہیں کرواتی کہتی ہے وہ کہتا ہے میں نے اس سے بات نہیں کرنی تو میں تڑپتی ہوں میری جان مجھے چھوڑنا نہیں میں تمہارے بغیر مر جاؤں گی۔

میں نے اسے دلاسا دیا کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

جب میں آنے لگا تو اس نے میرے ہاتھ سے پکڑ لیا اور رونے لگی کہنے لگی۔

مجھے چھوڑ نہ دینا۔ میں تو اس کام میں نہیں

قبول کر لے طاہرہ بھی مجھے دیکھ کر بہت ہی خوش ہو رہی تھی کہ میں آیا ہوں میں اب کام کر رہا تھا مجھے کوئی تھکاوٹ محسوس نہیں ہو رہی تھی کیونکہ میں اپنی جان کا دیدار کر رہا تھا جو ہمارے سامنے کھانا بنا رہی تھی طاہرہ کی طبیعت خراب تھی اس لیے وہ اس کا کام کر رہی تھی تو میں نے یہاں سے پانی مانگا لیکن انمبر نے اپنی چھوٹی بہن کو بھیج دیا جو میں نے صرف دو گھنٹہ مشکل سے پہنچے تھے وہ سب کو اب کھانا دے رہی تھی تو میں بہت ہی خوش ہو رہا تھا کہ میری اپنی جان کے ہاتھ کا کھانا کھاؤں گا لیکن میری یہ غلطی تھی کہ میں اپنی جان کے ہاتھوں کا کھانا کھاؤں گا۔ اس نے اپنی بہن کو کھانا دے کر بھیجا اس نے سارا دن میری طرف نہ دیکھا مجھے بہت ہی دکھ ہو رہا تھا کہ شاید وہ میری ذات کی وجہ سے میری طرف نہ دیکھتی ہے لیکن طاہرہ مجھے حوصلہ دے رہی تھی۔

تم فکر نہ کرو انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔

اب میں سارا سارا دن روتا رہتا ہوں اور اس کے لیے تڑپتا رہتا اب میرا یہ معمول بن گیا کہ میں اس کے گاؤں چلا جاتا اس کے گھر کے سامنے بیٹھا رہتا تھا ایک یا دو بار نظر آ جاتی مگر میری طرف نہ دیکھتی پھر میں نے طاہرہ کی بہت تنہیں کیں کہ اس کو مٹاؤ۔

وہ شب برات کی رات تھی اور میں اس رات کی قسم کھائی کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں اس کو میری باتوں کا یقین ہونے لگا وہ بہت ہی پاگل سی لڑکی تھی پٹانے چلاتی بھولی بھولی باتیں کرتی مجھے اس کی باتوں پر بہت ہنسی آتی اس طرح ہمارا پیار پروان چڑھنے لگا میں سارا دن

پڑھا جا رہی تھی لیکن تم نے مجھے بہت تنگ کیا کہ
میں نے کہا۔ مجھے یاد رکھنا۔
بولی۔ کیا مانتے ہو۔
میں نے کہا کہ اپنا دوپٹہ دو دے دو۔

اس نے اپنا دوپٹہ اتار کر دے دیا اس میں
بہت پیاری خوشبو آ رہی تھی میں ہر وقت اس کا
دوپٹہ اپنے گلے میں رکھتا اس کی یاد ہمیشہ میرے
ساتھ ہی رہتی جب میں اس کے گاؤں جاتا تو
دوپٹہ ساتھ ہی لے جاتا ہمارے پیار کو دو سال
ہو گئے ایک دن ٹھیکیدار نے طاہرہ سے ملاقات
کرتی تھی تو میں بھی ساتھ چلا گیا سوچا اپنی جان
کو دیکھ لوں گا دیکھا تو پہرے پر میرے جان بھی
وہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئی اس نے مجھے سلام
کیا تو میں بہت خوش ہوا رات کے تقریباً ایک
بجے کا ٹائم تھا تو امیر بہت ڈری ہوئی تھی۔

اس نے مجھے کہا۔ تم اندر طاہرہ کے پاس
چلے جاؤ گھر والے جاگ گئے ہیں۔

میں طاہرہ اور ٹھیکیدار اندر تھے تو اندر میرا تھا
امیر سارے حالات سے ٹھہرا کر ہمارے پاس
اندر آ گئی اور ندیم ٹھیکیدار اور امیر دروازے کے
پیچھے ہو گئے میں اور طاہرہ کھڑکی سے باہر کے
حالات دیکھ رہے تھے بڑی مشکل سے ہم وہاں
سے نکل کر آئے۔

صبح امیر نے بتایا۔ رات کو ندیم نے میرا
ہاتھ پکڑ کر چوما تھا اور میں کچھ نہ بول سکی تھی مجھے
معاف کر دینا۔ مجھے بہت دکھ ہوا میں نے ندیم
سے بات کی تو اس نے کہا۔ میں نے اس سے
کچھ نہیں کہا اور اس کو بھول جاؤ وہ بہت سے
لڑکوں کے ساتھ ہے۔

مجھے بہت رونا آیا کہ ندیم کو بھی مار دوں

میں اس کی باتوں کا کیسے یقین کر سکتا تھا طاہرہ
بھی اب بدل گئی تھی جب ہماری آخری بات
ہوئی تو امیر نے مجھے بتایا کہ طاہرہ کہہ رہی ہے۔
تم ندیم کے ساتھ ہو جاؤ اور میں شاید کے
ساتھ ہو جاتی ہوں۔ میں اب کیا کہہ سکتا تھا بس
دل چاہ رہا تھا کہ زمین پھٹ جائے اور میں اس
میں گھر جاؤں اب رونے کے علاوہ کچھ نہیں تھا
رونا میرا نصیب بن گیا تھا امیر رو رہی تھی کہہ رہی
تھی۔

مجھے چھوڑنا نہیں چاہتا ندیم بھی اب مجھ سے
بات نہیں کرتا تھا اور نہ ہی مجھے کام پر رکھتا تھا اور
اب میری امیر سے بات بھی نہ ہوئی تھی اس کا
دوپٹہ دیکھ کر جیتا تھا اور بس اس کی یادیں میرے
پاس تھیں اب ندیم طاہرہ سے ہر وقت لڑتا رہتا
تھا کیونکہ طاہرہ اب ہمارے گاؤں کے کسی نہ کسی
لڑکے کے ساتھ فون پر باتیں کرتی رہتی تھی او
ران سے ملنے بھی جاتی تھی وہ لڑکے ندیم کو بتا
دیتے تھے اب ندیم نے امیر کے گاؤں جانے
والی سڑک پر پہرے لگا دیئے تاکہ اگر کوئی جائے
تو مجھے پتہ چلے کیونکہ اب طاہرہ اس سے بات
ہی نہیں کرتی تھی ندیم اسے بہت چیزیں خرید کر
دیتا تھا اور ہر کسی سے ایسے ہی چیزیں لیتی تھی
اب میں بس امیر کو یاد کرتا پتہ نہیں وہ مجھے یاد بھی
کرتی ہے یا نہیں ندیم نے گئی بار طاہرہ کو منع کیا
مگر وہ نہ رکی اس طرح طاہرہ ایک دن ہماری
برادری کے ایک لڑکے کے ساتھ بھاگ گئی
اپنے دو بچوں میں سے ایک کو ساتھ لے گئی اور
ایک کو چھوڑ گئی اس کا شوہر سید جاسا تھا اس کی
ساتھ اس صدمے سے مر گئی تھی اسے اپنے
سیدھے سادھے بیٹے کا گھر برباد ہونے کا بہت

ہوئے تھے اس کے ہال مجھے بہت پسند آئے وہ بہت لمبے اور خوبصورت ہال تھے وہ بھاگ کر میرے لیے پانی لے کر آئی تو ساتھ والے کمرے میں اس کی امی سوئی ہوئی تھی اس نے آہٹ سنی تو کمرہ کھول کر باہر آگئی امیر نے بھاگ کر اپنے کمرے کی لائٹ بند کر دی مجھے اس نے کہا۔

چار پائی کے نیچے ہو جاؤ۔ میں نے ایسا نہیں کیا اس کی امی نے مجھے دیکھ لیا اور سب کو جگا دیا امیر بہت رو رہی تھی میں نے اس کی امی کی بہت تیشیں کیں مگر اس نے مجھے نہ جانے دیا انہوں نے مجھے بہت مارا اور گاؤں والوں کے حوالے کر دیا میرا جسم ٹھنڈا کر کے بہت مارا میں تڑپ رہا تھا مجھے بس نظر تھی کہ امیر کو کچھ نہ کہیں میں نے کچھ بھی نہیں مانا مگر ندیم میری ضمانت کروانے آیا تو گاؤں والوں کو امیر کے بارے میں بتا دیا گاؤں والوں نے مجھے چھوڑ دیا اور وہاں جانے سے روک دیا اور مجھے کچھ پتہ نہ تھا کہ امیر کے ساتھ کیا ہوا ہے اب میں بھی اس کو بدنام نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ایک سال اور گزر گیا اب میری شادی ہو رہی ہے اور امیر کے بارے میں سنا ہے کہ اس کو بہت لڑکے ٹھک کرتے ہیں مگر وہ کسی کے ساتھ نہیں بولتی میں اس شادی سے خوش نہیں ہوں مگر ماں باپ نے بہت مجبور کیا ہے اب بھی امیر کو بہت یاد کرتا ہوں۔

قارئین کیسی لگی میری کہانی آپ کے جواب کی منتظر رہوں گی اور آخر میں سچا پیار کرنے والوں کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے سلام پیش کرتی ہوں۔

دیکھتا تھا اور ایک پوتی کا بھی بہت دکھ ہوا اس کے گھر والوں نے ندیم کا نام کر دیا کہ اس نے طاہرہ کو بھاگایا ہے جبکہ ان کو پتہ چلا کہ وہ کسی اور کے ساتھ بھاگ گئی ہے تو انہوں نے ندیم سے معذرت کر لی اور ندیم کو کہا۔ اگر تم اس کو لے آتے ہو تو ہم اس کی شادی تم سے کر دیں گے۔

ندیم نے تلاش شروع کر دی مگر ناکام ہوا مجھے ندیم نے امیر کی قسم دی کہ ان کے گاؤں نہ جانا ان کے گھر کے حالات کافی خراب ہیں وہ ٹھیک کہہ رہا تھا ندیم ان کے گھر چلا جاتا تھا کیونکہ امیر کے گھر والے اس کے جانتے تھے او ر میں اپنی جان کو دیکھنے کو تڑپتا رہتا تھا۔

آہستہ آہستہ طاہرہ والا معاملہ سب بھول گئے اور ندیم کبھی اور لڑکی سے ہو گیا مگر میں اپنی امیر کو کیسے بھول سکتا تھا مجھے چھ ماہ بعد ان کے گاؤں جانا شروع کر دیا تو وہ بھی نظر نہ آئی امیر نے میرا نام راجو رکھا تھا پورے گاؤں والے راجو کے نام سے پکارتے تھے کیونکہ میں انہیں کہتا تھا کہ راجو کیو اس کے گاؤں جانا میرا روزانہ کا کام تھا اس کا گھر دیکھ کر یہی سمجھتا تھا کہ اس کا دیدار ہو گا اسی طرح ہی گھر جانے کا فیصلہ کر لیا جب میں دیوار پھلانگ کر اندر گیا ساری لائٹیں بند تھیں ایک کمرے کی لائٹ جل رہی تھی جب میں نے اندر کمرے میں دیکھا تو میری جان کوئی کتاب پڑھ رہی تھی پہلے تو مجھے دیکھ کر بہت ڈری پھر بہت خوش ہوئی میں نے اس سے بہت باتیں کیں اور اسے کہا۔ میں نے کھانا دو دن سے نہیں کھا یا تمہارے ہاتھ سے کھانا چاہتا ہوں۔

وہ کھانا لینے چلی گئی اس کے ہال کھیلے

میری ادھوری محبت

-- تحریر -- پرنس تابش -- چشتیاں --

شہزادہ بھائی السلام و غنیمت۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
 قارئین جو نام اور عزت مجھے جواب عرض نے دی ہے اور میں اس کا بے حد مشکور ہوں مجھے بے حد خوشی
 ہوتی ہے۔ ہلکے ہانکھڑ میں اپنی دوسری کہانی جس کا نام میں نے میری ادھوری محبت رکھا ہے امید ہے کہ
 آپ جناب اسے جواب عرض میں شائع کر کے مجھے شکر یہ کا ایک بار پھر موقع دیں گے۔ جو دوست میری
 کہانی کو پسند کرتے ہیں ان کا مشکور ہوں اور جو دوست مجھے اپنے دلوں میں یاد رکھتے ہیں ان کو میرا پیارا بھرا
 سلام اور محبتیں جاہتیں اور دل کی گہرائیوں سے ہزاروں دعاؤں کے ساتھ سلام قبول ہو میں ادارہ جواب
 عرض کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے۔

ادارہ جواب عرض کی پابندی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
 تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا انٹرنیٹ ادارہ نہیں
 ہوگا اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

دوستوں کے ساتھ کھیلتا یہاں تک کہ زندگی بہت
 خوشگوار تھی میں اپنے گھر میں اکلوتا تھا اسی لیے
 سب رشتہ دار اور والدین مجھ سے بے حد پیار
 کرتے تھے اور ہر طرح سے وہ مجھے خوش رکھتے
 تھے اور سب میری ہر طرح کی بات مانتے تھے اور
 ہر طرح کی خواہش اور فرمائش پوری کرتے تھے۔
 اچانک میری زندگی ایک ایسے موڑ پر آکھڑی ہوئی
 کہ جہاں سے آگے دشواریاں ہی دشواریاں تھیں
 دراصل میں اک ایسی دلدل میں پھنس چکا تھا کہ
 جہاں سے آج تک کم ہی خوش نصیب نکل سکے
 ہیں لیکن شاید میری قسمت اتنی لگی نہ تھی اصل میں
 مجھے ایک لڑکی سے پیار ہو گیا تھا اور یہ دلدل عشق و
 محبت کی گہری دلدل تھی جہاں سے باہر تو کیا نکلتا
 اور زیادہ پھنستا جا رہا تھا پیار ایک ایسی چیز ہے جو
 ایسے ہی ایک ہی لمحے میں ہو جاتا ہے۔

ستارا دیکھ کر ٹوٹا اسے ہم یاد آئیں گے
 کسی سے ساتھ جب چھوٹا اسے ہم یاد آئیں گے
 ابھی تو اثر رہا ہے وہ نئی چاہت کے پر لے کر
 اس کا پر بھی ٹوٹا اسے ہم یاد آئیں گے
 اسے جس پر یقین ہے آج ایمان کی حد تک
 وہی نکلا جو گل جھوٹا اسے ہم یاد آئیں گے
 اس کے اشک پلوں سے چنے گا کون جانے
 کسی سے بھی وہ روٹھا اسے ہم یاد آئیں گے
 محبت کے سفر میں ہر کوئی مخلص نہیں ملتا
 کسی راہ زن نے جب لوٹا اسے ہم یاد آئیں گے
 ان دنوں کی بات ہے جب میں طالب علم
 تھا وقت گزرتا گیا اور میں جوانی کی دہلیز پر
 قدم بڑھاتا گیا مصل و شعور کی منازل طے کرتا گیا
 میں اپنی زندگی بڑے آرام اور مزے سے گزر رہا
 تھا اور اپنی تعلیم میں ہر طرح سے محو تھا کسی مذاق



Scanned By Amir

وہ میرے سوالوں جیسی ہے
 وہ شعلہ بھی وہ شبنم بھی ہے
 وہ زلف گھٹا سی رکھتی ہے
 وہ آنکھ دھماسی رکھتی ہے
 وہ دھوپ میں چھاؤں جیسی ہے
 سیاہوں میں گھٹاؤں جیسی ہے
 قہقہے کی اداؤں جیسی ہے
 وہ رانی چاند ستاروں کی
 وہ خوشبو باغ بہاروں کی
 وہ زلف گھٹا سی رکھتی ہے
 وہ لڑکی پھولوں جیسی ہے
 وہ بالکل حوروں جیسی ہے

بس کچھ ایسی ہی تھی میرے دل کی رانی جو
 آج مجھے تنہا چھوڑ گئی تھی کہاں گئے وہ وعدے وہ
 قسمیں جو وہ کیا کرتی تھی لمبے میں نرمی وہ جیسی سی
 آواز نرم و نازک ریم ریم سا جسم لمبے گئے بال ہر
 وقت چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ رہتی تھی چہرے
 کھلتے گلاب کی طرح تر و تازہ بس اور کیا کیا کہوں
 اس کی تعریف کرنے کے لیے تو میرے پاس
 الفاظ ہی نہیں ہیں اتنی خوبصورت تھی وہ ہمارا بچپن
 تقریباً ساتھ ہی گزرا تھا مگر اس وقت یہ خیالات
 یہ پیار و محبت ان سب کا وجود نہ تھا اب وہ بھی
 جوان ہو چکی تھی اور میں بھی ہمارا کٹر ایک
 دوسرے کے گھر میں آنا جانا لگا رہتا تھا وہ بہت
 حساس طبیعت تھی چھوٹی چھوٹی بات پر ناراض ہو
 جاتا اور پھر خود ہی منانے آ جانا کہنا چلو اب مان
 بھی جاؤ جاں جی میں نے مسکرا کر جواب دینا کہ
 ہلکی میں تم سے ناراض ہی کب ہوا تھا تم تو خود ہی
 ناراض ہو جاتی ہو اور خود ہی منانے آ جاتی ہو تھی
 بھولی ہو تم میں نے اس کی محبت کا میں اس کی

دن گزرتے رہے اور میں اس کی محبت میں
 حد سے زیادہ گرفتار ہوتا گیا نہ جانے اس میں ایسی
 کی کشش تھی جو مجھے اس کی طرف کھینچتی چلی گئی
 میں پوری طرح سے اس کا ہو چکا تھا وہ محسوس سا
 چہرہ تھی بکھری زلفیں اور ان میں چھپا وہ چاند سا
 چہرہ کیا وہ دلکش منظر تھے واہ بھی واہ میں آج بھی
 وہ منظر یاد کرتا ہوں تو دل تڑپ جاتا ہے بے بسی
 اتنا ستانے لگی ہے کہ رونا آ جاتا ہے میں مکمل طور پر
 اس کا دیوانہ ہو چکا تھا ہر وقت اس کی باتیں اس کی
 یادیں ہر وقت ہر چیز میں بس اسی کا عکس نظر آتا تھا
 شاید یہ ہی پیار ہے اس کو ہی محبت کہتے ہیں۔

مجھے گھٹانے کی عادت پڑ گئی تھی اچانک
 یونہی بیٹھے بیٹھے مسکرانا اور پھر کہیں کسی سوچ میں کھو
 جانا کچھ ایسی بے شمار تہذیبیاں مجھ میں آنے لگیں
 تھی ہماری پہلی ملاقات ایک پارک میں ہوئی تھی
 درحقیقت تھی تو میری کزن لیکن جب مجھے اس
 سے پیار ہوا تب وہ پارک میں اپنی دوسری
 سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی میں آج تک ان
 دلکش نظروں کو بھلا نہیں پایا گلابی فرائک میں چھپی
 وہ نرم و نازک تھی پری محسوس چہرہ لگا ہی لڑھی تھی
 زلفیں اور چہرے پر ہلکی سی مسکان جو کہ ہر وقت
 اس کے چہرے پر رہتی تھی واہ کیا بات ہے اس
 پروردگار نے اسے جیسے کہیں فرصت میں بیٹھ کر بنایا
 ہو اس کی تعریف میں اک غزل لکھنا چاہوں گا۔

وہ لڑکی پھولوں جیسی ہے
 وہ بالکل حوروں جیسی ہے
 ہے چاند مگر کی رانی وہ
 ہے جیسے درت مستانی وہ
 ہے میز کی پریم کہانی وہ
 روشن وہ اجالوں جیسی ہے

اس نے مسکرا کر کہنا جان جی آپ میری
آغوش میں سو گئے تھے اور میں نہیں چاہتی تھی کہ
آپ کی نیند میں کوئی خلل آئے۔

میں نے کہنا پہلی تم میرے لیے ساری رات
جاگتی رہی۔

وہ مسکرا کر کہتی یہ تو نیند تھی آپ کے لیے تو یہ
جان بھی حاضر ہے

میں پوچھتا۔ اچھا جی اتنا پیار کب سے آنے
لگا ہے مجھ پر کہنے لگی۔

جب سے تم میری زندگی میں آئے ہو تب
اسے ہی میں تمہاری دیوانی ہو گئی ہوں۔

ہمارے دن رات سب بہت ہی خوشگوار گزر
رہے تھے گرمیوں میں میں اس کے گھر اور اس نے
مجھے ساری چھٹیاں وہاں پر ہی گزارنے پر مجبور کر
دیا کہنے لگی۔

اگر تم چلے جاؤ گے تو میں مر جاؤں گی۔

میں نے فوراً اس کے حسین نازک سے لبوں
پر ہاتھ رکھ کر یہ کہا نہ اسکی باتیں نہیں کرتے میری تو

دعا ہے کہ باری تعالیٰ میری عمر بھی تمہیں ہی لگائے
اس نے مسکرا کر کہا۔

چل جھوٹے اب تم ساری چھٹیاں ہی
میرے ساتھ گزارو گے واہ کیا مزہ آئے گا۔

وہ آج بہت خوش تھی ان کے گھر کے ساتھ
ہی ایک باغ تھا ہم ہر روز باغ میں جاتے اور تازہ

ہوا درختوں کی ٹھنی چھاؤں اور سرسبز و شاداب
کھیتوں میں ہی دن گزار جاتا تھا ہم ایک دوسرے

کا ہوم ورک بھی کیا کرتے وہ بھی میری طرح گھر
میں سب سے چھوٹی تھی اور ویسے بھی دورانِ تعلیم

بھی اسی وجہ سے گھر والے اس سے کوئی کام نہیں
کرواتے تھے میرا تو اب دل وہاں پوری طرح

تعریف کے کئی الفاظ کہہ جاتا مسکرا کر کہتی۔

جانو تم اتنا پیار کرتے ہو مجھ سے

میں نے کہنا کوئی شک ہے کیا اور اس نے یہ

کہہ کر بھاگ جانا چل جھوٹے۔

بس اس میں یہ ہی ادا مجھے بے حد پسند تھی وہ
دوسروں سے بہت الگ تھی میں نے اس کے

ساتھ جتنا بھی وقت گزارا ہے میں نے کبھی بھی
اس کو غصہ میں ہوتے نہیں دیکھا وہ بہت نرم مزاج

تھی وہ جب بولتی تھی تو ایسا لگتا تھا کہ جیسے اس کے
لبوں سے گلاب کی چٹاں اپنی مہک بکھیر رہی ہیں

ہماری فیملی میں اس کی خوش اخلاقی کی سب
تعریفیں کرتے تھے اور ہر کوئی اسے اچھے نظروں

سے یاد کرتا تھا۔
دن گزرتے گئے اور یوں پیار کا سلسلہ بھی

بڑھتا گیا اب تو وہ بھی مجھے اتنی ہی شدت سے
چاہنے لگی تھی کہ جتنا میں اسے دل و جان سے چاہتا

تھا وہ اکثر مجھے اپنے گھر بلا لیتی تھی اور کئی کئی روز
واپس نہیں آنے دیتی تھی وہ حسین راتیں مجھے آج

بھی یاد ہیں جب ہم چھت پر بیٹھتے چائے کو دیکھتے
اور اس سے کئی باتیں کیا کرتے تھے وہ بڑی تو ہوتی

تھی مگر اس میں ابھی بھی کئی عادتیں بچوں ہی تھیں
وہ کئی بار ستاروں کو کتنی اور جھک آ کر مجھے کہتی سن کر

مسکراتا اور کہتا۔
پہلی ستارے بھی کبھی منے جاتے ہیں یہ تو بے

شمار ہوتے ہیں کئی بار وہ میرے سر کو اپنی گود میں
رکھ لیتی اور بالوں میں اپنے نرم نازک ہاتھوں کی

حسین انگلیوں سے میرے بالوں میں گھسنی کرتی
مجھے تو اس کی آغوش میں نیند آ جاتی تھی اور جب

میں صبح اٹھتا تھا اور پوچھتا۔
یہ تمہاری آنکھیں کیوں لال ہیں۔

رونا برداشت نہیں ہو رہا تھا میں نے پھر سے پوچھا کہ یار بتاؤ بھی کیا ہوا ہے مرجھائی سی دھکی آواز سیکپاتی ہوئی آواز میری سماعتوں سے نکرانی وہ کہہ رہی تھی۔

تم کل چلے جاؤ گے۔

میں نے کہا ہاں۔

وہ یہ سن کر اور زیادہ رونے لگی اور پھر سے میرے گلے سے پٹ گئی۔

مت جاؤ میں نہیں رہ پاؤں گی تمہارے بنا اور وہ یہ کہہ کر پھر سے رونے لگی۔

میں نے کہا یار بس کرو اتنا مت رونا اگر انکل یا

آئی نے دیکھ لیا تو وہ پوچھیں گے کہ کیا بات ہے تو

کیا جواب دو گی میں نے اسے کافی سمجھایا خیر وہ

شاہد میرا دل رکھنے کے لیے مان گئی تھی پھر جب

ہم سب گھر واپس آئے تو وہ کسی کو بغیر بتائے کچھ

کھائے چھت پر چلی گئی پارک میں اس نے کچھ

نہیں کھایا تھا اور وہاں چاند کو دیکھ کر رونے لگی میں

نے اس کو پورے گھر میں ڈھونڈا تھا مگر وہ کہیں نظر

نہیں آئی اور میں چھت پر گیا وہ اپنے بھالوں کو

گلے لگا کر زار و قطار رو رہی تھی اور چاند سے کہہ

رہی تھی کہ پلیز میرے تابی کو روک لو کتنی مصحوم اور

بھولی تھی وہ میرے دل کی رانی میں وہاں

میٹر جیوں پر ہی رک گیا اور اس کی باتیں سننے لگا وہ

بار بار چاند سے کہہ رہی تھی پلیز میرے تابی کو

روک لو میں اس کے بنا اک ہل بھی نہیں رہ سکتی وہ

میری اب تو عادت بن چکا ہے میں اس سے بے

حد پیار کرتی ہوں اور بھالو کو گلے لگا کر پھر سے رونا

شروع کر دیا مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوا اور میں

اس کی طرف لپکا اور جلوہ سے اس کے آنسو

صاف کیے اور کہا۔

لگ چکا تھا اور واپس گھر لوٹنا تو بہت ہی دشوار لگ رہا تھا میں اس کی چاہت میں اتنا دیوانہ ہو چکا تھا کہ مجھے اس اس کے سوا کوئی بھی کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا ہر طرف بس وہی وہ تھی۔

تو ہی تو جنت میری

تو ہی میرا سکون ہے

تو ہی اکھیوں کی شہنشاہ

تو ہی دل کی ہے دستک

اور کچھ بھی نا جانوں

میں تو بس اتنا ہی جانوں

تمہ میں رب دکھتا ہے یار میں کیا کروں

دن گزرتے گئے اور میرے گھر واپس آنے

کا نام قریب آتا گیا آخری رات جو میری اس

کے گھر میں تھی اس رات میں اور وہ اس کے سب

گھر والے ہم سب ایک پارک میں گئے وہاں

خوب سستی کی لیکن اس کا چہرہ جو کہ ہمیشہ کھلتے

گلاب کی طرح رہتا تھا آج مرجھایا ہوا تھا دراصل

وہ یہی چاہتی تھی کہ میں گھر واپس نہ جاؤں وہ مجھ

سے کہتی تھی کہ کاش آپ ہم کبھی بھی اک ہل کے

لیے بھی جدا نہ ہوں اور اسی طرح اکتھے ہی رہیں

سب نے بہت انجوائے کیا مگر وہ اس سے ایک

طرف چھٹی تھی جب میری نظریں اس پر پڑی تو

میں بھی اس کے پا جا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔

کیا ہوا میرے گلاب کو آج اتنا مرجھایا ہوا

کیوں ہے وہ کہیں گہرے خیالوں میں کھوئی ہوئی

تھی اور اس کی جمیل سی گہری آنکھوں سے اشک

بہ رہے تھے میں یہ برداشت نہ کر سکا اس کے

آنسو صاف کرنے لگا اور پوچھا۔ میری جان کیا

ہوا اتنا کیوں رو رہی ہو اس نے کچھ نہیں کہا اور

میرے گلے لگ کر رونا شروع کر دیا مجھ سے اس کا

پھر میں نے اسے سلیپ کی آئی پیڈ بنا کر دی اور کہا
یہ لو جب دل کرے مجھے دکھ لیا کرنا میں کیا کر رہا
ہوں وہ بہت خوش ہوئی کہنے لگی۔

اب تو مسئلہ ہی حل ہو گیا بات بھی ہو جایا
کرے گی اور ایک دوسرے کو دکھ بھی لیا کریں
گے اب تم جا سکتے ہو۔

میں نے کہا چلو اب اپنے آنسو صاف کرو
اور اس بھالوے چارے کا کیا تصور ہے چلو اب
اس کو بھی ڈرائی کر دو بے چارے تو تمہارے
آنسوؤں سے نہا ہی لیا ہے وہ یہ سن کر مسکرائی اور
نیچے چلی گئی۔

رات کافی ہو چکی تھی میں بھی سونے کی غرض
سے نیچے آ گیا وہ گیسٹ روم میں بیٹھی اپنے ہال بنا
رہی تھی میں نے پوچھا۔

ابھی تک سوئی نہیں ہو
مسکرا کر کہنے لگی نیند تو میری تم چرائی ہے تابی
جی میں ہنس پڑا اور کہا۔

بہت ہی پاگل ہو۔
کہنے لگی ہاں تمہارے پیار۔

میں ہنس پڑا اور اپنے کمرے کی طرف
جانے لگا تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور روک کر
کہنے لگی۔

تابی جی کیا آج صحت پر سونے کا ارادہ نہیں
ہے چاند ہمارا انتظار کر رہا ہوگا۔

میں نے جواب دیا۔ اگر میری جان کی بھئی
مرضی ہے تو ٹھیک ہے کہتی۔

اچھا صرف دو منٹ یہاں پر بیٹھو میں ہال بنا
لوں پھر چلتے ہیں میں وہاں بیٹھ گیا اور ان دکھ
منظر کو دیکھنے لگا اس کی کھنی لمبی زلفیں تھی چمکدار ایسا
لگتا تھا کہ ایک گھٹا جنگل ہوا اور جو اس میں چلا

پلیز رومت میں آ گیا ہوں
وہ کچھ سنسنیل سی مٹی اور کہنے لگی پلیز رومت جاؤ
میں نے کہا ابھی تو پارک میں مان گئی تھی اور

اب پھر تم۔
کہنے لگی اب میرے بس میں نہیں ہے تابی
اب میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔

میں نے اسے سمجھایا تم اپنی پڑھائی پر توجہ دو
امتحان قریب ہیں اور تمہارا سکول بھی سٹارٹ
ہونے والا ہے جب تم پڑھائی میں مصروف ہوگی
تو میری یاد سے تمہاری توجہ کم ہو جائے گی یا تم
میری مجبوری کو بھی سمجھو میرا تو سکول لگ چکا ہے

لیکن تمہاری خاطر ابھی بھی رکا ہوا ہوں ابو کی روز
کال آئی ہے سب دوست کالز کرتے ہیں تم دن
کی غیر حاضری بھی ہو گئی ہے پلیز اب تو مان جاؤ

اور سچے دل دے مجھے جانے کی اجازت دے دو
اور ہاں پکا وعدہ کرو کہ اب تم روگی نہیں مجھ سے
تمہارے آنسو دیکھے نہیں جاتے وہ یہ سب باتیں

پلیس جھکا کر سنتی رہی اور دیر تک خاموش رہی کچھ
دیر بعد بولی۔

ٹھیک ہے مگر تم بھی ایک وعدہ کرو مجھ سے کہ
واپس آؤ گے جلد لوٹ کر اور بھٹتا جلدی ہو سکے
مجھے اپنا بنا لو گے میں تمہارے بغیر ایک ہل بھی
نہیں رہ سکتی۔

میں نے کہا ٹھیک ہے وعدہ کرتا ہوں۔
اس نے وعدہ کیا کہ کبھی بھی نہیں روں گی

میں نے کہا یا تم پریشان کیوں ہو جاتی ہوں
دونوں کے پاس موبائل ہیں اور پھر کی پیڈ بھی ہیں
تو وڈیو کال کرنے کے لیے تو پھر کیسی دوری وہ
چونک کر کہنے لگی۔

ہاں تابی یہ تو میرے ذہن میں ہی نہیں تھا

جب چاب ہماری بانیں سننا رہتا ہے مگر اس کا دکھ
 سکھ گون سننا ہوا یہ سن کر میں ہنس پڑا اور کہا۔
 ارے بچی اتنا مت سوچا کرو وہ چاند ہے وہ
 ہم سب کی بانیں سننا ہے اور ہمیں دیکھتا ہے ہمیں
 اندھیرے میں راہ دکھاتا ہے اس کو بھلا کیا دکھ ہوگا
 اور ہاں یہ سب ستارے یہ سیارے یہ بے اس کے
 دوست ہیں جو اس کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔
 میں نے کہا چلو اب چھوڑو یہ سب آؤ بیٹھے جاؤ اس کو
 اپنے بھالو سے بہت پیار تھا وہ بچپن سے ہی بھالو
 اور گڑیا وغیرہ سے کھتی تھی اور آج بھی اس کے
 پاس بہت سے بھالو ہیں رات کافی ہو چکی تھی۔
 میں نے کہا جان جی اگر اجازت ہو تو میں سو
 جاؤں کہنے لگی۔
 نہیں کل تم نے چلے جانا ہے آج کر لو جتنی
 باتیں کرنی ہیں۔
 میں نے کہا اچھا جی تو پھر کرو باتیں کہتی تم ہی
 کچھ بات سناؤ بس وہ حسین رات بھی گزر گئی اور
 صبح ہو تو میں اٹھا اور سورج کی کرنیں میرے
 چہرے پر پڑ رہی تھیں میں نے اٹھ کر دیکھا وہ
 اپنے بستر پر نہیں تھی میں نے ادھر ادھر دیکھا وہ نہ
 ملی تو اسے آواز دی کچھ دور سے آواز آئی کہ آتی
 ہوں بس یہ سب کر مجھے کچھ تسلی ہوئی میں
 شاور لیا اور فریش ہو گیا جب میں جب میں آیا تو
 دیکھا کہ وہ ناشتے کا ٹیبل سجائے ہوئے تھی اس
 نے میرے لیے ناشتے میں بریانی بنائی تھی دراصل
 مجھ کو اور اسے بھی بریانی بہت پسند تھی۔
 میں نے کہا واہ جی واہ آج تو بہت اچھی
 خوشبو آرہی ہے میں نے پوچھا کہ کیا بنا ہے آج
 ناشتے میں کہنے لگی۔
 بریانی بنائی ہے تابی جی آپ نے لیے۔

جائے وہ واپس نہ آسکے گا وہ سنکتاتی ہوئی اپنے
 ہال بنا رہی تھی جب وہ فارغ ہوئی تو اس نے مجھے
 آواز دی اور کہا۔
 تابی جی آؤ چلیں۔
 میں کہیں کھویا ہوا تھا اس نے ایک بار پھر
 آواز دی میں چونک گیا اور پوچھا۔
 ہاں کیا بات ہے
 کہنے لگی کہاں تم ہوتا ہی کیا سوچ رہے ہو
 میں نے کہا تم اور کچھ سوچنے کے لیے چھوڑا
 ہی کب ہے میں تو ہر وقت بس تمہیں ہی سوچتا رہتا
 ہوں وہ ہنسنے لگی اور اتنا ہنسی کہ اس کی پلکیں بھیگ
 گئیں میں یہ میرا عکس مجھے بھیگی ہوئی پلکوں میں
 صاف دیکھائی دے رہا تھا اور اس کی جھیل سی
 آنکھوں میں ایسا لگ رہا تھا کہ میرا عکس ڈوب
 رہا ہے اور اس کی جھیل سی گہری حسین آنکھوں میں
 غوطے میں کھار ہا تھا۔
 میں نے پوچھا کیا ہوا اتنا نہیں ہنس کیوں
 رہی ہو کوئی جاگ جائے گا اور ہم دونوں کی
 شامت آجائے گی۔
 کہنے لگی تم بھی تو پاگل ہو اور مجھے بھی پاگل
 کہتے ہو اب چلو رات بہت ہو گئی ہے چاند بے
 چارا ہمارا انتظار کر رہا ہوگا اور اس نے مجھے ہاتھ
 سے پکڑ کر کھڑا کیا اور کہا کہ چلو بھی یار میں چل دیا
 ہم چھت پر چلے گئے۔
 آج چاند کی بارہ تاریخ تھی اور کافی بڑا چاند
 تھا وہ چاند کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی یہ
 چاند بھی کتنا وفادار ہے ہر رات ہمارے ساتھ
 رہتا ہے ہم جہاں جاتے ہیں ہمارے ساتھ ساتھ
 جاتا ہے ہم اس سے ڈھیروں باتیں کرتے تھے
 اپنے دکھ سکھ سناتے ہیں اس کو مگر یہ کچھ نہیں بولتا

مجبور تھا جا بھی نہیں سکتا تھا اور پھر فون پر ہی حال پوچھا کہنے لگی۔

بس تابی کچھ نہیں ہوا میں ٹھیک ہوں تم چلے گئے اس لیے یہ حالت ہو گئی ہے مگر میں اسے آپ کو سنبھال لوں گی تم وعدہ کر لیا کہ اب تو رو دکھی نہیں سکتی۔

میں نے کہاں ہاں بس رونا نہیں تم نے اب میں تمہیں کال کر لیا کروں گا اور رات کو سکیپ پر ویڈیو کال بھی کیا کریں گے اور میں نے کہا کہ ہاں اب بس جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ اس نے کوئی جواب نہ دیا اور کال کاٹ دی۔

درحقیقت یاد تو مجھے اس کی بہت آتی تھی پر موبائل اور سکیپ اچھا ذریعہ تھے ایک دوسرے سے بات کرنے کا روز بات بھی کر لیا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو دیکھ بھی لیا کرتے تھے دن گزرتے گئے اور ہم اسی طرح اپنا دل بہلاتے رہے میرے امتحان قریب تھے میں اس وقت میٹرک کا سٹوڈنٹ تھا اور وہ اس وقت 9th میں پڑھتی تھی عمر میں وہ مجھ سے ایک سال بڑی تھی۔ ایک دن میں نے اسے کہا جان اب پیپر قریب ہیں اور میرا خیال ہے کہ اب ہم اپنی پڑھائی پر توجہ دیں اور پیپر کی تیاری شروع کریں اور ہاں یہ پیار محبت تو چلتا ہی رہے گا مگر اپنا مستقبل بنانے کے لیے پڑھائی بھی تو بہت ضروری ہے وہ کہنے لگی ٹھیک ہے اور ہم اپنے اپنے پیپر کی تیاری میں مصروف ہو گئے ویسے تو رات کو کال کرتے تھے مگر پہلے سے بہت کم کیونکہ پڑھائی سے اسے بھی بہت لگاؤ تھا اور مجھے بھی اسی لیے ہم دونوں نے خوب تیاری کی اور محنت کر کے پیپر دیئے جس دن اس کا آخری پیپر وہ بہت خوش تھی اور مجھے کال کر

میں نے کہا صبح صبح بریانی۔
کہنے لگی ہاں آج تو آپ چلے جاؤ گے اس لیے بٹائی ہے۔

میں نے کہا اچھا جی تم نے بٹائی ہے کہتی جی ہاں اب کھا کر بتاؤ کیسی بنی ہے میں نے چیک کی اور قسم سے اس کے ہاتھ میں اتنا ڈالنے تھا کہ میں رو نہ سکا اور کہہ ڈالا کہ اتنی مزیدار بنی ہے کہ دل کرتا ہے ساری کی ساری کھا جاؤں مسکرا کر بولی۔

جی ہاں کھا جاؤ پھر بٹائی ہی آپ کے لیے ہے وہ بھی میرے پاس بیٹھ گئی اور کھانے لگی ہم نے ناشتا کھنے کیا اور میں واپس آنے کی تیاری کرنے لگا جیسے جیسے میرے واپس آنے کا نام قریب آتا جا رہا تھا وہ اتنا داس ہو رہی تھی کہ میں نے اپنا بیگ لیا اور انکل جی کے ساتھ بس سٹاپ پر آ گیا۔ میں وہ منظر آج تک نہیں بھولا جب میں ان کے گھر سے نکل رہا تھا اور وہ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے مجھے الوداع کر رہی تھی۔

میں تو اس بدقسم زمانے کی خاطر مجبور تھا اور نہ دل تو میرا بھی نہیں ٹر رہا تھا لوٹنے کے لیے خیر میں واپس ہر آ گیا اور کچھ دن بعد میرا اتنا برا حال ہو کہ مجھ سے اب جدائی برداشت نہیں ہو رہی تھی اور مجھے شدید بخار ہو گیا تھا کچھ دن تو بے چینی سے نرے مگر میں پھر سنبھل گیا دل کو یہ سمجھا لیا کہ اس سے بات کر لیتا ہوں اور اسے دیکھ بھی لوں گا اس غرض سے میں نے اس کو کال کی سکیپ آن کیا بات کرنی سے تو اس کی امی نے فون اوٹے کیا بات چیت ہوئی حال احوال ہوا پوچھنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس کی طبیعت خراب ہے یہ سن کر تو میرے حواس ہی اڑ گئے تھے میں

تالی کو آج رات ہی آپ کے پاس روانہ کر دیتا ہوں یہ کہہ کر ابو نے فون بند کر دیا میں یہ سب سن رہا تھا اور ابو میرے کمرے میں آئے کہنے لگے

بیٹا تمہارے انگل نے ہمیں بلایا ہے چاہتے ہیں کہ تم وہاں پر عید کرو اور ہم سب بھی مگر تم جاؤ ہم سب عید سے ایک دن پہلے آ جائیں گے۔

میں نے کہا ٹھیک سے اور میں جانے کی تیاری کرنے لگا ابو میرے لیے ٹکٹ بک کروانے چلے گئے میں یہ خوش خبری اسے سنانے ہی والا تھا کہ اس کی کال آگئی آج وہ بہت خوش تھی میں نے پوچھا۔

کیا بات ہے جناب آج میرا گلاب بہت خوش ہے۔

سنیے گی اب کھن نہ لگانا بند کرو میں اس لے خوش ہوں کیونکہ میں نے اپنے ابو کی ساری باتیں سن لی تھی وہ چاہتے ہیں کہ آپ سب ہمارے ساتھ عید کرو۔

میں نے کہا بڑی تیز ہوتی ہے تو سب میں نے بھی تمہیں بتانا تھا اور تم نے مجھے ہی اجواب کر دیا میں تو دس دن پہلے ہی چلا گیا تھا باقی گھر والے عید دے دو دن پہلے آئے تھے میں آج بہت خوش تھا پھر اس کی کال آئی اور تو کچھ اس نے کہا میں یہاں شعری انداز میں بیان کرتا ہوں۔

چاند رات کو کہتا اس کا مجھ کو فون پر تیرے نام کی مہندی لگانا ہے اس عید پر لکھوں گی تیرا نام اپنی ہتھیلی پر لیکن اک بات کی شکایت سے مجھ کو آجاؤ کہ اب تمہارا عید گزاری نہیں جاتی روز تیرنی راہ گئی ہوں تمہا چھت پر ہنس کر کہتا میرا اس کو

کہا جان تم میرا آخری پیر ہے بہت اچھا ہوا ہے اور باقی سب بھی بہت ہی اچھے ہوئے ہیں تم بتاؤ کیسے ہوئے پیر

میں نے کہا انشاء اللہ بہت اچھے ہوئے ہیں بس تم دعا کرنا تم بھی

کہنے لگی تالی جی تم تو میری سانسوں میں بے ہو ہر وقت تمہارے لیے دعا کرتی رہتی ہوں خیر وہ دن بھی گزر گئے اور حسین مع یادیں میری بیاض کا حصہ بن گئیں رمضان المبارک کا مہینہ آچکا تھا دو عشرے گزر چکے تھے ایک دن اظہاری کے بعد میرے انگل یعنی اس کے ابو کی کال آگئی حال احوال پوچھا کہنے لگے۔

بیٹا ہمارے پاس آ جاؤ اور عید بھی ہمارے ہی ساتھ کرو گے میں یہ سن کر حیران ہوا کہ اور خوش تھی ہوا تھا میں نے انگل سے کہا۔

انگل جی میں تو راضی ہوں آپ ایک مرتبہ میرے ابو سے بات کر لیں۔

کہنے لگے ٹھیک ہے رات کو ابو کے نمبر پر انگل کی کال آئی اور انہوں نے ان سے کہا کہ آپ نے اور آپ کے گھر والوں یعنی میرے ابو اور میں اور میری امی بہن نے میرے گھر میں عید کرنی ہے ابو نے کہا میں تو معذرت کرتا ہوں کیونکہ کام بہت سے مصروفیات کی وجہ سے شاید نام نہ ملے باں تالی کو اجازت سے وہ جانا چاہے تو جاسکتا ہے انگل کہنے لگے ٹھیک سے آپ اس کو بھیج دیں مگر آپ عید سے ایک دن پہلے ضرور آ جانا اتنی ہی تو درخواست قبول کر لیں پلیز

میرے ابو مسکرائے اور کہنے لگے ٹھیک سے بھائی جان ہم باقی سب عید سے پہلے آ جائیں گے

کرتا ہوں وعدہ کہ ضرور اوں گا اس عید پر
یہ سنتے ہی اس کا خوشی سے گل اٹھنا
اور کہنا تابی مرنی سے میں تیری اسی ادا پر
میں اب ان کے گھر کے لیے روانہ ہو چکا
رات کی ٹکٹ نے ملنے کی وجہ سے دن کا سفر کرنا پڑا
سفر کافی لمبا تھا اس لیے میں نے روزہ نہیں رکھا تھا
اور گرمی بھی بہت شدت سے تھی سات گھنٹے کے
سفر کے بعد میں ان کے گھر پہنچ گیا وہ تو آج بہت
خوش تھی راستے میں اس نے بے شمار عکاز کر کے
پوچھا کہ اب کہاں ہو اب کہاں ہو۔

میں سب سے ملا اور بیٹھ گیا ایک نزن نے
یعنی اس کی بہن نے پوچھا کہ تابی بھائی اگر روزہ
نہیں ہے تو پانی پلاؤں۔

میں نے کہاں ہاں نہیں ہے روزہ پانی پلا دو
پانی پینے کے بعد آئی نے مجھے کہا۔
بیٹا تم اتنے لمبے سفر سے آئے ہو کچھ دیر
آرام کر لو تمہارا کافی ہو گئی ہو گی میں تقریباً دن
کے چار بجے پہنچا تھا اس وقت وہ ٹیوشن گئی ہوئی
تھی میں نے اس کی نزن سے پوچھا۔

تب آئی۔
کہنے لگی افطاری سے پہلے آجانے گی تم
آرام کر لو میں بھی کافی تھا ہوا تھا اس لیے ایتنے ہی
نیند آئی اور میں گہری نیند سو گیا تھا افطاری کا پائیم
قریب تھا اور میری جان بھی گھر واپس آ چکی تھی
اس نے آ کر مجھے جگا یا اور کہا۔

جناب جی کہاں ٹھوڑے بچ کر سو رہے ہو
میں اچانک سے اٹھا اور اسے دیکھنے لگا وہ
مسکرائی اور کہنے لگی۔ شکر ہے خدا کا کہ تم آ گئے اور
میرا انتظار ختم ہوا۔

میں نے کہا جی ہاں۔ میں آ گیا ہوں۔

کہنے لگی چلو اب فریش ہو جاؤ افطاری کے
لیے سب تیار تھے۔ میں فریش ہوا اور ہم دستر
خوان پر چلے گئے سب میرا انتظار کر رہے تھے اس
نے میرے لیے اسپیشل بریانی بنائی ہوئی تھی سب
نے اکٹھے مل کر افطاری کی اور میں اور میرے
کزن نے اس کے بھائی نے ہم سب نماز مغرب
کے لیے چلے گئے جب واپس آئے تو اس نے گرما
گرم بریانی مجھے پیش کی اس کے بھائیوں نے او
ر میں نے مل کر بریانی کھائی وہ بھی ہمارے ساتھ
ہی بیٹھ گئی اور ایک نزن بھی آگئی سب نے مل کر
بریانی کھائی قسم سے اس کے ہاتھ کا ڈانٹہ بہت تھا
اور بریانی کی تو کیا ہی بات ہے واہ جی واہ نماز
عشاء کا وقت ہو چکا تھا میں اور میرے سب نزن
ہم مسجد کے لیے روانہ ہو گئے رات کو جب واپس
آئے تو سب اکٹھے بیٹھے اور باتوں میں مصروف
تھے ہم اب بھی آنر بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے
آئی انگل مجھ سے سفر بے بارے میں پوچھنے لگے
اور کافی ساری باتیں ہوئیں میں نے آئی سے
پوچھا کہ مہوش کہاں ہے آئی نے بتایا کہ وہ اپنے
گھر۔ میں نے وہ دیکھ رہی ہے میں اس کے
گھر سے میں گیا اور اچانک سے اسے ڈرایا اور وہ
ایک دن سہم سی لی اور نیند گئی۔

تابی جاؤ میں نہیں بولتی تم سے۔
میں نے معصوم سا چہرہ بنا کر پوچھا جی نہیں
بولتی کہنے لگی۔

تجی نہیں بولتی۔
میں نے کہا اچھا تو میں جا رہا ہوں اپنے گھر
اس نے جلدی سے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا
اچھا پار سوری مگر واپس مت جاؤ
میں بس پڑا اور پوچھا بس اتنی دیر ہی مجھ

سے ناراض رہ سکتی ہو۔
 کہنے لگی ہاں۔

ہم اکٹھے بیٹھ کر پی وی دیکھنے لگے رات کے
 ساڑھے گیارہ ہو چکے تھے اور مجھے کافی نیند آ رہی
 تھی میں نے کہا۔

جان اب مجھے جانے دو نیند بہت آ رہی ہے
 اور پھر صبح سحری کے لیے بھی اٹھنا ہے۔

کہنے لگی ٹھیک ہے مگر تم یہاں پر ہی سو جاؤ
 میرے پاس۔

میں نے نہیں نہیں نہیں یا رانگل آئی لوٹ گیا
 کہیں گے۔

کہنے لگی کچھ نہیں کہتے۔
 لیکن میں نہیں بنا اور اپنے کمرے میں آ کر

سو گیا نیند تو کیا آتی تھی میں جس اس کی معصوم
 اداؤں اور باتوں کو یاد کر کے مسکرا رہا تھا بہت ہی

معصوم اور اس بے درد زمانے سے بے خبر ہے
 اس کی اپنی ہی ایک حسین سی دنیا ہے اور وہ اسی

میں ہی کھوئی رہتی تھی میں انہیں باتوں میں کھویا تھا
 اور نہ جانے کب صبح ہو گئی کوئی خبر ہی نہ ہوئی یہ صبح

ایک سہانی صبح تھی ویسے بھی دیہات میں صبح کا
 منظر ہوتا ہے ہی کچھ الگ ہے ہر طرف چڑیوں کی

چہچہانے کی آوازیں ٹھنڈی ہوا سر سبز کھیت اور
 گلاب کے پھولوں پر پڑی ہوئی شبنم کی بوندیں کہ

سورج کی شعاعوں سے اس طرح جگمگ رہی تھی
 کہ جیسے کوئی اس میں فضا کے رنگ بکھیر رہا ہو خیر

صبح سحری کے وقت وہ میرے پاس میرے کمرے
 میں آئی میں پہلے سے ہی جاگ رہا تھا یہ دیکھ کر

بولی۔
 تابی یار تم بھی بہت تیز ہو مجھے تو سلا کر آئے
 تھے اور خود ابھی تک جاگ رہے ہو۔

میں مسکرایا اور کہا جان جی نیند کہاں آئے
 میرا ہمیں میری نیندیں تو تم نے چرا لیں ہیں جی وہ

مسکرا کر بولی۔
 وہ کیسے جی۔

میں نے کہا اور کیا کروں یار جب بھی
 آنکھیں بند کرتا ہوں تمہارا معصوم سا چہرہ مسکراتا

ہو اسامنے آ جاتا ہے۔
 ہم وہاں کمرے میں ہی اکٹھے سحری کی

کیونکہ اس کی ضد تھی کہ ہم اکٹھے روزہ رکھیں گے
 سحری کے بعد نماز فجر کا نائم ہو چکا تھا اور میں مسجد

کے لیے روانہ ہو گیا تھا اب گاؤں کے کافی
 راستوں سے واقف ہو چکا تھا اس لیے اکیلے ہی

نماز کے لیے چلا جاتا تھا نماز سے واپسی پر
 میں نے وہ سب قدرت کے مناظر دیکھے جو کہ

پہلے بیان کر چکا ہوں یہ صبح دراصل اس لیے خاص
 تھی کیونکہ اس دن ہم سب نے یعنی میں وہ میری

سب کزنیں اور کزنوں نے لاہور جانا تھا یہ بہت
 اچھا موقع تھا اس کے ساتھ نائم پاس کرنے کا اور

یہ پلان بھی اسی ہی کا تھا ہم سب نے تیاری کی اور
 لاہور کے لیے روانہ ہو گئے راستے میں ہم سب

بنے بہت مستی کی ہم سب بہت خوش تھے اسی لیے
 ساتے رستے گنگنائے ہوئے گاتے ہوئے لاہور

پہنچ گئے۔ سب سے پہلے ہم مینار پاکستان گئے
 اور وہاں پر ہم نے تصویریں بنوائیں پھر بادشاہی

مسجد گئے پھر بادشاہی مسجد شاہی قلعہ مزار اقبال اور
 بہت سی جگہوں کی سیر کی دن کافی گزر چکا تھا اور

عزری بھی اچھی خاصی شدت اختیار کر چکی تھی او
 رہم ہم سب کا روزہ بھی تھا اسی لیے تمکان کچھ
 زیادہ ہی محسوس ہو رہی تھی ہم سب نے گلشن اقبال
 پارک جانے کا فیصلہ کیا کچھ منٹ کا سفر طے کر کے

کوئی دیر نہیں بس میں ابھی جا رہا ہوں خدا حافظ۔
یہ کہہ کر میں چل پڑا پیچھے سے بھاگ کر اور کہنے لگی
تالی مت جاؤ پلیز میں تم سے ناراض نہیں
ہوں بس تم نے میرا مذاق اڑایا اس لیے تھوڑا غصہ
آیا تھا میں نے کہا۔

اچھا جی تو میری جان کو غصہ بھی آتا ہے۔
کہنے لگی کہ ہاں بھی بھی آتا ہے اور جب آتا
ہے تو بہت زیادہ آتا ہے میں تمہیں کھا جاؤں گی
میں نے ہنس کر مذاق کر کے کہا۔

اچھا بھوتی جی لگتا ہے کہ بھوت ہنگلے سے تم
بھی کوئی بھوت اپنے ساتھ لے آئی ہو وہ بھی کافی
مزاحیہ اور شرارتی تھی کہنے لگی۔

جی ہاں لے کر آئی ہوں جو کہ میرے ساتھ
سامنے کھڑا ہے اس کا اشارہ میری طرف تھا اور ہم
دونوں ہنس پڑے۔ خیر یہ وقت تو گزر گیا تھا اور
جواب میری کتاب زندگی میں بوسیدہ سا باب بن
چکا ہے ہم سب واپس آئے سب کافی تھکے ہوئے

تھے رات ہو ہم تقریباً ایک بجے گھر پہنچے تھے جس
کی وجہ سے انکل اور آنٹی نے ہم سب کو کافی ڈانٹا
تھا اور کہا چلو اب سو جاؤ بس رات بہت ہو چکی ہے
پھر سحری بھی تو اٹھنا ہے اس کا چہرہ مر جھا سا گیا تھا

وہ جتنی ایکسائز تھی وہ سب ایکسائز منٹ ختم ہو
چکی تھی وہ خاموشی شے اپنے کمرے میں جا کر بیٹھ
گئی میں بھی کافی تھکا ہوا تھا میں نے اسے

ڈسٹرب نہ کرنا چاہا اور شاہنگ کا سامان لے کر
اپنے کمرے میں چلا گیا اور سونے کی کوشش کرنے
لگا تھا کان کافی تھی اس لیے نیند کب آئی خبر ہی نہ
ہوئی اور میں صبح بھی نہ اٹھ سکا اور صبح دس بج گئے

آج تو سب کے روزے ہی قضا ہو گئے تھے اس
بات کی سب کو پریشانی تھی اس لئے انکل آنٹی ہم

ہم وہاں چلے گئے شام ہو چکی تھی اور افطاری کا نام
بھی ہو گیا ہم نے وہاں پر ہی روزہ افطار کیا اور پھر
نماز مغرب پڑھی اس پارک سے میری بہت سی
یادیں وابستہ تھیں کیونکہ ہم وہاں پر اکٹھے یونٹنگ کی
ہم ایک ہی کشتی میں تھے ہم کافی باتیں اور

انجوائے کر رہے تھے ہمیشہ یونٹی ساتھ بھانے کی
قسمیں کھائیں اور پیار محبت کے وعدے کیے جو
کہ آج وہ سب بھلا چکی ہے۔ مختصر کہ کافی

انجوائے کیا خیر بات ہو رہی تھی یونٹنگ کی وہاں
سے فارغ ہو کر بھوت ہنگلے گئے وہ تو بہت ڈرلی
تھی مگر میں نے سب کو مجبور کیا اور ہم نے بھوت
ہنگلے کے لیے گلٹ لیں اور اس کے اندر چلے گئے

ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا ڈھانچے ہی
ڈھانچے ڈراؤنی آوازیں لے لے یہاں سائے اور
ہماری طرف بڑھتے ہاتھ ان سب سے وہ بہت
ڈر سی گئی اور آ کر مجھ سے پٹ گئی اور کہنے لگی۔

تالی جلدی چلو یہاں سے ورنہ میری جان
ہی نکل جائے گی۔ میں اس کی بات کو مذاق میں
ڈال کر کہا۔

بس اتنا سا ہی دل ہے تمہارے پاس ڈر
پوک کہیں کہ ہا ہا ہا ہا۔
وہ رونے لگی اور کہا جاؤ اب مجھے بھی مت
پلانا اور اپنی بہن کے اس چلی گئی مجھے اپنی بات پر

تھوڑی سی شرمندگی ہوئی کہ میں نے اس کو ہرٹ
کیا پھر میں اس کے پاس گیا اور اسے منایا اور باہر
آ کر اس سے معافی مانگی وہ تو کچھ زیادہ ہی ناراض
ہو چکی تھی کافی دیر بعد بھی وہ نہ بولی آخر کار وہ نہ سکی
کیونکہ میں نے یہ کہا تھا۔

تم مت مانو میں اپنے گھر کی بس پکڑتا ہوں
اور تم اپنے گھر جاؤ سب اور میں نے یہ بھی کہا کہ

کچھ منجھل گیا پھر اس کے کمرے میں گیا اس وقت سب جا چکے تھے ایک کزن اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہنے لگی۔

تالی بھائی ناشتہ تیار سے کر لو ناشتہ لگاتی ہوں مجھے کہاں ہوش تھی کچھ کھانے پینے کی مجھے تو بس یہ ہی تھا کہ میری جان جلدی ٹھیک ہو جائے خیر... بی کزن کہنے لگی۔

چلو اگر بھوک نہیں تو مت کرو ناشتہ تم یہاں بیٹھ کر اسے ٹھنڈی پینیاں لگاؤ میں سب کو ناشتہ دے دوں سب انتظار کر رہے ہیں میں نے کہا ٹھیک ہے آپ جاؤ میں یہ سب کر لوں گا کہنے لگی۔

شکر یہ اور وہ کمرے سے چلی گئی اور میں اس کے ماتھے پر ٹھنڈی پینیاں لگانے لگا وہ غنودگی میں تھی یہ تو اسے معلوم تھا کہ کوئی اسے پینیاں لگا رہا ہے مگر یہ معلوم نہ تھا کہ وہ کوئی اور نہیں بلکہ اس کا اپنا تالی ہی سے دیے تو کمرے میں خاموشی ہی تھی لیکن کلاک کی تھک تھک سونیاں شور مچا رہی تھیں میں اٹھا اور کلاک میں سے کل نکال دیا تاکہ اس کی آواز بھی میری جان کو ڈسٹرب نہ کرے دیر گزر چکی تھی میں اپنے خیالوں میں تم اس کی پینیاں لگا رہا تھا کہ اچانک سے اس نے میری ساری توجہ اپنی طرف کی مجھے ایسے لگا جیسے وہ مجھے پکار رہی ہو کچھ کپاتے ہونوں سے میرا نام لے رہی تھی اور بلی سی دھبی آواز میں کہہ رہی تھی مت جاؤ تالی یہ الفاظ اس نے تین مرتبہ دہرائے تھے میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

جان میں تمہارے پاس ہی ہوں کہیں نہیں جا رہا میری آواز سنتے ہی مجھے لگا کہ جیسے وہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دباری ہو۔

سب کمرے میں رہے تھے کہ تم سب رات کو لیٹ گئے آئے جس کی وجہ سے ہم بھی ڈسٹرب ہوئے اور صبح سحری کے وقت آنکھ بھی نہ کھل سکی ہم سب نے سواری کیا اور پھر کچھ دیر بعد انکل کا حصہ ٹھنڈا ہوا خیر میں نہانے چلا گیا اور یہ ہی سوچتا رہا کہ آج وہ میرے کمرے میں نہیں آئی شاید اسی ہی نہ ہو میں جب نہا کر آیا تو گھر میں ہر طرف ہی ایک دم خاموشی چھائی ہوئی تھی میری بڑی کزن ناشتے میں مصروف تھی سب اپنے اپنے کام میں مصروف تھے میں اس کے کمرے کی طرف جانے لگا تو ایک کزن نے بتایا۔

اسے بہت تیز بخار ہے۔

میں یہ سن کر ایک دم پریشان ہو گیا اور میرے ہاتھ سے میرا موبائل بھی زمین پر جا گرا میں اسکے کمرے میں گیا اور دیکھا کہ وہ بخار میں جل رہی تھی اس کا ماتھا اتنا تیز گرم تھا کہ جیسے آگ کے انگارے اگل رہا ہو میں بہت پریشان ہوا تھا میں نے اس کی کلائی چیک کی تو وہ بھی بہت گرم تھی مجھ سے یہ سب برداشت نہ ہوا اور میں جا کر انکل کو یہ سب بتا دیا ان کو بھی رات واپس ہی حصہ تھا کہ ایک ٹینشن والی خیر سادی میں نے انکل نے فوری ڈاکٹر کو فون کیا چند منٹ میں ڈاکٹر صاحب بھی آگئے اور انہوں نے میری جان کو چیک ڈاکٹر نے کہا کہ بخار بھی کافی ہے اور دماغی دباؤ بھی کافی ہے وہ اپنے بستر پر پڑے بے ہوش بخار میں جل رہی تھی اس کا معصوم سا چہرہ مرجھایا ہوا تھا اس کے معصوم سے چہرے سے نازک سے شرمیلی ہونٹ جن سے بھی مسکان ختم ہی نہ ہوتی تھی آج بہت مرجھا سے گئے تھے مجھ سے یہ سب برداشت نہ ہوا اور وہ کمرے سے باہر نکل گیا کچھ دیر میں جب

میں نے کہا نہیں جناب آج کسی کا روزہ نہیں ہے کیونکہ سحری ناٹم کسی کو پتہ نہیں چلا اور سب صبح دس بجے اٹھے۔
پوچھنے لگی کیوں۔

میں نے کہا وہ سب چھوڑو اور یہ بتاؤ کہ رات کو تم ٹھیک آئی تھی اپنے کمرے میں پھر یہ سب کیسے ہوتی کہ رات کو ابونے جو ہاتھیں کیس وہ مجھ سے برداشت نہ ہوئیں اور مجھے بخار ہو گیا میں یہ سن کر فیس پڑا اور پوچھا۔

بس یار اتنی سی بات تھی اور تم ٹینشن لے گئی ہو تم وہ تو ہم سب بہت لیٹ گھر آئے تھے ان کو ہماری ٹینشن تھی کیونکہ کل حالات بہت خراب ہیں اس لئے انہیں غصہ آ گیا تھا تم کس لیے غصہ کر گئی ہو کہنے لگی بس یہی غصہ تھا کہ ابونے مجھے سب کے سامنے ڈانٹ دیا اور کچھ بھی نہیں میں نے کہا اچھا اب اتنا مت یولو اور سو جاؤ۔

کہنے لگی تم نے ناشتہ کیا۔
میں نے کہا نہیں تمہاری ٹینشن کی وجہ سے میری تو بھرت ہی ختم ہوئی تھی۔
اچھا جی اتنی فکر سے میری تم کو۔

جی ہاں جان جی تم ہی تو میری زندگی ہو او میرے جینے کا مقصد ہو تمہیں ایسی حالت میں دیکھ کر میری تو سانسیں رک جاتی ہیں اس نے فوراً میرے لبوں پر اٹلی رکھی اور کہا۔

تو ابی سانسیں رکنے کی بات مت کرو میں نے کہا اچھا جی جو حکم سرکار کا۔
بس کر بولی چلو اب کچھ کھا لو جا کر
میں نے پوچھا سب سے تم بتاؤ کیا کھاؤ گی کہ۔

بنے گی کچھ بھی نہیں اتنے میں آنٹی آئیں اور اٹکا جاؤ اور اس کے لیے سب کاٹ

بہنہ سمجھو کہ چھڑا ہوں تو بھول گیا ہوں تھے میرے ہاتھوں میں تیرے ہاتھوں کی خوشبو آج بھی ہے

اب اس کو پوری طرح سے ہوش آ گیا تھا اور اس نے جب اپنی آنکھیں کھولیں تو مجھے اسے سامنے دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور میرے گلے سے لپک گئی اور کہنے لگی۔

تالی تم اسی طرح ہی ہمیشہ میرے ساتھ رہو گے میرے یہ آج وعدہ کرو مجھ سے میں نے اسے پکڑا اور لٹا دیا اور کہا۔

جان تم ابھی ٹھیک نہیں ہو آرام کرو ڈاکٹر نے تمہیں آرام کرنے کو کہا ہے میں تمہارے پاس ہی ہوں نہیں نہیں چارہ تم سنبھلنے ایک دم ٹھیک ہو جاؤ پھر یہ سب باتیں کر لیں گے۔

کہنے لگی میں ٹھیک ہوں بولو تم مجھ سے وعدہ کرو میں نے کہا۔

ٹھیک سے ضد ہی نہ کرنا وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں کبھی تنہا نہیں چھوڑوں گا میں تم سے چارہ کرتا ہوں اور بھلا اپنے محبوب کو کون چھوڑتا ہے میری بات سن کر اسے تسلی ہوئی میں نے کہا کہ یار اب تو لیٹ جاؤ اور آرام کرو میں آنٹی نو باؤں لٹاتا ہوں اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگی۔

نہیں نہیں ای کو مت بلاؤ میں تو صرف تمہارے ساتھ ہی ناٹم گزارنا چاہتی وہاں ای لوگ تو میرے پاس ہی ہیں یہ ناٹم شاید پھر کب آئے اور اس نے مجھے دُک لیا۔

میں نے کہا جی میری جان اب بتاؤ کیا کھاؤ گی بھوک تو لگی ہوگی۔

کہنے لگی ہاں یار بھوک تو بہت لگی ہے لیکن تمہارا تو روزہ ہوگا۔

ندی مل سکی اور نہ ہی ختم ہوئی
رات کافی لیٹ گھر لوٹے اور صبح عید بھی تھی
تیاری بھی کرنی تھی گھر آئے تو دیکھا کہ گھر میں
بہت سی لڑکیاں چھوٹی بڑی جمع تھیں۔
میں نے پوچھا۔ یار یہ سب کون ہیں۔
کہنے لگی میری سب سہیلیاں ہیں اور مجھ
سے مہندی لگوانے آئی ہیں۔
میں نے کہا اچھا جی۔
کہتی جان اب تم چپ چاپ یہاں بیٹھ کر
مجھے مہندی لگاتے دیکھو۔

میں نے کہا جو حکم ہے آپ کا جان من
بٹس کر چلی گئی اور اپنی دوستوں کو مہندی
لگانے لگی۔ رات کافی ہو چکی تھی اور وہ سب جا چکی
تھیں میں اپنے بڑے کزن کے ساتھ عید کی تیاری
یعنی ڈریس شووز وغیرہ دیکھ کر نے چلا گیا تھا تاکہ
صبح جلدی میں کوئی تیاری میں کمی نہ رہ جائے مجھے
جب پتہ چلا کہ سب لڑکیاں جا چکی ہیں تو میں نے
اسے ڈھونڈا اور وہ گھر میں تو نہیں تھیں میں صحت
پر گیا اور دیکھا کہ وہ اپنے نرم ملامت سفید ہاتھوں
میں مہندی لگانے میں مصروف تھی وہ اک شعر یاد
آ گیا ہے۔

باتھ تھک جائیں گے کیوں ہیں رہے ہو مہندی
ابو ناصر بے پھیلی پر لگانے کے لیے
میں نے اسے ڈھونڈا نہ کیا اور ایک طرف
ہو کر بیٹھ گیا اور اسے دیکھا کہ با کیا حسن و کسب منظر تھا
وہ واہ واہ آج بھی اگر وہ منظر میرے دل میں
آجائے تو میں اتنا بے چین ہو جاتا ہوں کہ بے
چین اتنی بڑھ جاتی ہے میں بیان ہی نہیں کس سکتا
اور بڑا مشکل سے خود پر قابو کر سکتا ہوں خیر بات
یورپی تھی اس ن باں وہ اپنے ہاتھوں پر مہندی

کر لائیں تھی آئی نے کہا۔
یہ کھالو۔
کہتی امی جان رکھ دو کھالوں گی
آئی نے کہا نہیں نہیں تمہیں بخار ہے کافی
کنزور ہو گئی ہو یہ سب جلدی سے ختم کرو۔
کہتی اچھا امی جان۔

آئی چلی گئیں اور وہ مجھ سے مخاطب ہوئی
کہنے لگی تالی جی کھاؤ سیب اگر تم یہ کھاؤ گے تو میں
بھی کھاؤں گی۔
نہیں یار تم کھاؤ میں تو ناشتہ لڑوں گا مگر
ڈاکٹر نے تمہیں صرف فروٹ کھانے کو کہا اور
دودھ پینے کو کہا ہے۔
تھیں نہیں تم کھاؤ گے میں کھاؤں گی میں
نے مجبوراً ہو کر کہا۔

اچھا جی لو میں بھی کھا لیتا ہوں
ہم دونوں نے سیب کھا لیے اس نے دودھ
سارے کا سارا مجھے پلا دیا خیر دن تو اسی طرح گزار
گئے اور عید کا دن بھی آ گیا سب اپنی اپنی تیاریوں
میں مصروف ہو گئے وعدے کے مطابق امی ابو بھی
آگئے تھے انکل نے پھرفون کر دیا تھا۔ چاند رات
کو ہم سب بازار گئے اور اپنے اپنے لیے سب نے
شاہنگ کی اس کو میں نے سرخ چوڑیاں مہندی او
ر بہت سے ٹفٹ لے کر دیئے اس نے مجھے ایک
پینٹ شرٹ لے کر دی وہ پینٹ شرٹ میں نے
آج بھی سنبھال کر رکھی ہے بھی بھی اسے نکال کر
دیکھ لیتا ہوں اور پانے ماضی کی تلخ یادوں میں کھو
جاتا ہوں

وہ حسرتیں ہیں وہی رجشیں ہیں
ندی درودل میں کوئی ہی آئی
جانے کیسی ہے میری محبت میں تالی

سوئی میں نے وہاں سے بھاگ پڑا وہ بھی پیچھے
ہی بھاگی میں نیچے آ گیا وہ بھی نیچے آگئی میں پھر
اوپر وہ بھی اوپر اسی طرح کافی دیر میں اسے تنگ
کرتا رہا وہ کچھ زیادہ ہی تنگ آگئی اور کہنے لگی

اجحامت لگاؤ مہندی میں بھی اپنی مہندی
دھونے لگی ہوں اور مجھے مت بلانا اب تم۔

میں نے کہا بس ہار گئی تم مجھے پکڑ نہیں سکی
بابا۔ وہ اس بات سے اور چڑھ گئی اور میرا ہاتھ
پکڑ کر زبردستی مجھے کرسی پر بیٹھا لیا اور کہا۔
آنکھیں بند کرو۔

میں نے کہا کیوں۔
کہنے لگی بس تم آنکھیں بند کرو۔

جب میں نے آنکھیں بند کیں تو اس نے
اپنے دوپٹے سے میری نائک نرسی کی نائک کے
ساتھ باندھ دی اور کہنے لگی۔

آج تو میں تمہیں مہندی لگا کر ہی رہوں گی
راضی تو میں پہلے ہی تھا لیکن بس ویسے ہی اسے
تھوڑا تنگ کر رہا تھا کیونکہ جب انسان کسی سے
محبت کرتا ہے بے انتہا چاہنے لگتا ہے تو اسے۔

کی ہراک داد سے بھی محبت ہو جاتی ہے اور اسے
تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی برادرا اچھی لگتی ہے اس
کی مسکراہٹ مضمومیت اس کی ہراک ادا کا میں
پوری طرح سے دیوانہ ہو چکا تھا۔

بادلوں سے بھی بچا کر رکھتا تھا جو مجھے
پڑی ہے دھوپ تو بے سائبان چھوڑ گیا

خیر قارئین کرام اس نے میرا ہاتھ پکڑا
اور مہندی لگانے لگی جب اپنا سراں نے نیچے کو کیا
تو اس کی کھٹی سیاہ لمبی زلفیں میرے چہرے پر
آئیں واہ واہ میں تو اس کی حسین زلفوں کی حسین
مہک میں کھوسا گیا تھا کچھ دیر بعد جب میری نظر

لگانے میں مصروف تھی کھٹی لمبی زلفیں میں چھپا وہ
چاند سا چہرہ ہلکی سی دھکی سی آواز میں گنگنائی ہوئی
اپنے ہاتھوں پر مہندی لگا رہی تھی۔

کیا بات ہے یار گورے گورے سفید ہاتھوں
بالال مہندی کا رنگ ہاتھوں کی خوبصورتی میں اور
بھی اضافہ کر رہا تھا ایسے بھی کہہ سکتا ہوں کہ وہ
مہندی خوش نصیب تھی کہ جو اس کے ہاتھوں پر لگی
تھی پنک فرائڈ پہنے ہوئے وہ ایسے لگ رہی تھی
کہ جیسے پرستان سے پری اتر آئی ہو۔ میں ان
مناظر میں گھویا ہوا تھا کہ اچانک اس کی نظر مجھ پر
پڑی اور وہ میرے پاس آگئی اور مجھے کہنے لگی۔

تاپی جی آپ یہاں کب آئے
میں تو خیالوں میں کہیں گم تھا میں کچھ نہ کہہ
سکا اس نے پھر سے کہا تاپی جی کہاں گم ہو۔
جی آپ۔۔ میں اچانک سے چونک اٹھا اور
بول اٹھا۔

تیری چشم عنایت کے سہارے کا تو کیا کہنا
کئے دیتی ہے دیوانہ شاہ بے کرم مجھ کو
یہ سن کر وہ ہنسنے لگی اور کہا کہ اتنی محبت۔

جی ہاں محبت تو بہت کرتا ہوں تم سے میری تو
جان بھی حاضر ہے تمہارے لیے جناب
کہنے لگی اچھا اتنا تم یہاں پر۔

جی ہاں جان جی جہاں آپ ہم بھی وہاں پر
مجھ پر کیا نہیں نہیں میں ہاتھ آگے بڑھا دیا اور وہ
پکڑ کر مہندی لگانے لگی میں نے ہاتھ پیچھے لٹا لیا
اور کہا۔

یا گل لڑکی کبھی لڑکے بھی مہندی لگاتے ہیں
کبھی نہیں اگر کوئی لگائے نہ لگائے پر میں تو
تمہیں مہندی لگا کر ہی رہوں گی اور اگر تم نے نہ
لگوائی تو میں ناراض ہو جاؤں گی مجھے شرارت

وہ رات بہت ہی حسین اور دلکش رات تھی
 ہم ساری رات چھت پر تھے اور ہاتھ کرتے
 رہے صبح عید کا دن تھا میں میرے کزن اکل
 اور ابو جان سب عید نماز کے لیے تیار ہو گئے اس
 نے سوتیاں بنا لی ہوئی تھیں ہم نے تھوڑی تھوڑی
 کھائیں اور پھر ہم نماز عید کے لیے روانہ ہو گئے
 واپسی پر آ کر ہم سب کو عید ملے اور اکل
 اور ابو جان کی طرف سے ہم سب کو عیدی ملی
 نے اسے بھی عید کی مبارک دی اس نے بھی
 مبارک دی وہ آج اس سفید اور سرخ فرائک میں
 اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ جیسے جنت سے کوئی
 حور آگئی ہو شاید انسان اپنے محبوب کی محبت میں
 اتنا دیوانہ ہو جاتا ہے کہ اس کی تعریف کرتے تھکتا
 نہیں ہے لیکن سچ میں وہ تو تھی ہی تعریف کے
 قابل اس نے وہی فرائک پہنی ہوئی تھی جو کہ امی
 جان نے اسے لے کر دی تھی سفید اور سرخ فرائک
 میں وہ ایک دم حور لگ رہی تھی کھنی کھلی کسی زلیخا
 لائٹ سائیک اپ لیوں پر بٹنی سی مسکان جو کہ
 ہمیشہ تھی رہتی تھی نرم و نازک گوری کلائیوں میں
 کلیوں کے گہرے۔

واہ واہ کیا بات ہے میرے منہ سے بے
 ساختہ ہی سبحان اللہ تیری قدرت کے الفاظ نکلے
 وہ مسکرائی اور کہنے لگی۔

کن سوچوں میں تم ہوتا ہی کیا اچھی نہیں
 لگ رہی ہوں۔

میں نے نہیں بولی تم اچھی نہیں بلکہ بے حد
 اچھی لگ رہی ہو۔

کہنے لگی سچ

ہاں ہاں سچ یار میں بالکل سچ کہ رہا ہوں جی
 تو چاہتا ہے کہ تجھے سینے سے لگا لوں اور تیرے اس

اپنے ہاتھ پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ اس نے تو
 اپنے اور میرے نام کے پہلے وارڈ لکھ دیئے تھے
 میں یہ دیکھ کر خوش تو ہوا لیکن میں نے اس سے کہا
 یار یہ تم نے کیا کر دیا اگر میرا ہاتھ تمہارے
 ہاتھوں یا کسی اور نے دیکھ لیا تو کیا کہیں گے سب
 کہنے لگی جان جی جب پیار کیا تو ڈرنا کیا۔
 اس نے اپنا ہاتھ دکھایا تو اس پر بھی اس نے
 میرے نام کا ڈائزین بنایا ہوا تھا یہ دیکھ کر میں تو
 حیران رہ گیا اور سوچنے لگا کہ یہ تو کچھ زیادہ ہی
 پیار میں پاگل ہو چکی ہے۔

میں نے کہا۔ یاران حرکتوں کی وجہ سے تم
 مجھے بھی مراد کی کسی دن۔

کہنے لگی جب میں نہیں ڈرتی تو تم کیوں۔
 میں نے ہنس کر کہا۔ ارے بھئی ڈرتا نہیں
 ہوں میں لیکن یہ ظالم دنیا والے معاف بھی تو نہیں
 کرتے کسی کو وہ بات میری زندگی کی ہے جس
 حسین رات تھی جو کہ میں آج تک نہیں بھلا پایا
 اس قدر میرے یار کی قربت دے کر بھی قسمت
 کے دیوتانے مجھے دھوکہ دیا یہ راتیں اب تو نایاب
 ہو چکی ہیں جب بھی میں اپنی زیست ماضی کی
 کتاب سے ورگ گردانی کرتا ہوں تو مجھے وہ
 لمحات مجھے بہت یاد آتے ہیں۔

بظاہر تو کر دیا ہے جدا ہے دم زمانے نے تابش
 لیکن پہنوں میں وصل یار مسلسل آج بھی ہے
 میں تڑپ کر رہ جاتا ہوں اور تڑپ کی شدت
 اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ آنکھوں سے اشک بہنے
 لگتے ہیں اور اس قدر بہتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ جیسے
 ساغر بہ رہا ہو۔

کچھ نہیں ملے گا اب اشک لبو بہانے سے
 سوچ لیتا تھا ایک بار قبل از دل لگانے سے

رکومیں بھی کھلوں گی آپ سب کے ساتھ یہ
سن کو میں حیراں ہوا اس نے اپنے ابو جان سے
اجازت لی اور ہم سب کے ساتھ چلی گئی گراؤنڈ
میں پہنچے تو اس کی سہیلیاں بھی وہاں موجود تھیں شاید
اس نے خود ہی بلوایا ہوگا ان کو وہ میری ٹیم میں تھی
اور اس کی چار سہیلیاں میری مخالف ٹیم میں تھی یہ تو
ایک زبردست کھلاڑی تھی اتنی محبت کرنے کے
باوجود بھی یہ بات میرے سامنے نہیں آئی تھی کہ وہ
دیک کر کڑبھرا۔ سہنجہ کھیل شروع ہو گیا اس نے
بہت اچھی پرفارمنس دی ہماری ٹیم جیت سی
صرف اس کی وجہ سے اس نے کافی اچھا سکور بنایا
تھا جس نے ہماری ٹیم کو جتا دیا تھا۔ شام کو جب گھر
واپس آئے تو میں نے اسے پوچھا۔

یار تم اتنی اچھی کھلاڑی بھی ہو کبھی بتایا ہی
نہیں تم نے۔

کہنے لگی کہ تم سے اس موضوع پر کبھی بات
ہی نہیں ہوئی میں تو اپنے بھائیوں کے ساتھ
سٹیبلوں سے بچ کھیلتی رہتی ہوں۔

خیر شام بھی گزر گئی رات کے کھانے پر سب
اکٹھے بیٹھے تھے اور ابو جان اکل سے اجازت مانگی
کہ ہم نے آپ کی بات مان کر آپ کے ساتھ عید
بھی کی اب جانے کی اجازت چاہتے ہیں۔ اکل
نے خوشی خوشی اجازت دے دی اور رات کو ہی ہم
نے واپس کی سب تیاری کر لی تھی۔ وہ اس بات پر
بہت خوش تھی کہ میں نے عید اس کے ساتھ کی مگر
اس بات پر افسردہ تھی کہ جانے لگا ہوں وہ میرے
کمرے میں آئی میں ہینکنگ کر رہا تھا وہ ہلکی سی
آواز میں بولی

تاہی تم جا رہے ہو کہنے لگی مت جاؤ۔
میں نے کہا جانا تو پڑے گا کیونکہ ابو نہیں

حسین جانہ سے چپکے ماتھے کا بوسہ لے لوں وہ ہلکی
شریلی سی مسکراہٹ اپنے لبوں پر سجائے وہاں سے
بھاگ گئی اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی گلابی لب شک
اس کے لبوں کی خوبصورتی اور مصویت میں
اور بھی اضافہ کر رہی تھی ان کے گہراں کے کافی
رشتے دار آئے ہوئے تھے اور ہم لوگ بھی تھے
سب نے مل کر دوپہر کا کھانا کھایا اور میں
اور میرے سب کزن یعنی اس کے بھائی ہم
دوسرے سہرنے سے میرا دل لٹھکھریں۔ پچھتا
بس جسم ان کے ساتھ گیا تھا کافی انجوائے کیا او
رخوب کھایا پیا خیر جب ہم شام کو گھر واپس آئے تو
سب کے لیے گرم گرم سمو سے اور برگر لائے جب
گھر آئے تو اتنی جان نے بتایا کہ وہ اپنی سب
دوستوں کے ساتھ پارک میں گئی ہے اسے دیکھے
چار گھنٹے گزر گئے تھے اب اور انتظار نہیں ہو رہا تھا
اس کے میں نے اس کو کال کی اس نے میری
کال کو کالٹ دیا شام کے چھوٹے چکے تھے کچھ دیر
بعد اس کا میسج آیا اب رہو گھر میں اکیلے تم بھی تو
بچھا کیا چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

بیٹھے رہو تم بھی اکیلے ہی میں نے فیکسٹ کو
پڑھا تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرے گرد جی مجھ سے
ناراض ہو گئے ہیں میں نے سوچا کہ ابھی اس کو
کوئی جواب نہیں دینا جب گھر واپس آئے گی تو
بات کر لوں گا میں نے وی دیکھنے لگا رات کو آٹھ
بجے گھر واپس آئی اسے میں نے کیسے متایا یہ بھی
بسی سنوری ہے لیکن وہ مان گئی یہ شکر ہے۔ عید کے
دوسرے دن ہم سب کزنوں نے کرکٹ کھیلنے کا
پلان بنایا اور گراؤنڈ جانے کی تیاری کرنے لگے
اتنے میں وہ بھی آگئی کہنے لگی۔

انگل کے پاس جائیں تاکہ یہ کام اب ہو جانا چاہئے ان سب باتوں کو سن کر میں مطمئن ہو گیا تھا اور بہت زیادہ خوش تھا۔

اتنی خوشی مجھے اس نہ آئی تاہم جس شخص کو چاہا تھا وہی جدا ہو گیا خیر قارئین بات ہو رہی تھی رشتے کی تو کچھ دنوں بعد امی ابوان کے گھر چلے گئے میرے رشتے کے لیے میں بہت خوش تھا اسکو کال کی تو وہ بھی آج بہت خوش تھی کیونکہ آج ہم دونوں کو اپنے پیار کی منزل ملنے والی تھی ہم ایک رشتے کے بندھن میں بندھنے والے تھے میں بے چینی سے امی کو کال کا انتظار کر رہا تھا اور ایک خوشی کی بات یہ کہ آج اس کا زلٹ آیا تھا میرے موہا بل کی لائٹ روشن ہوئی اور گھنٹی بجی دیکھا تو امی جان کی کال تھی میں نے اد کے کی اور دعا سلام کے بعد امی جان نے کہا۔

بیٹا مبارک ہو تمہارے انگل شادی کے لیے مان گئے ہیں یعنی رشتے کے لیے ہاں کہہ دی ہے یہ انہوں نے بتایا کہ انگل نے کہا کہ یہ تو پہلے ہی آپ کی امانت ہے یہ نہیں تو بس دنیا کے لیے کرتا پڑتی ہیں میری والدہ نے اسے منگلی کی انگلی پہنائی اور جو رکھیں وغیرہ تھی پوری کی اس دن اس کا زلٹ بھی آیا اس نے نویں میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی تھی آج تو مجھے ڈبل ڈبل خوشی تھی رات کو اسکی کال آگئی۔

میں نے اوکے کیا۔
کہنے لگی کہ یا ر جلدی سے سکاٹپ آن کر دو تم سے بات کرنی ہے۔

میں نے کہا اچھا کرتا ہوں۔
میں کمرے میں گیا اور سکاٹپ ان کی نیٹ

مانیں گے۔
کہنے لگی ٹھیک ہے چلے جاؤ مگر اب ایک وعدہ کرو کہ لوٹ کر جلدی آؤ گے۔

میں نے کہا اچھا جی وعدہ رہا کہ میں جلد لوٹ کر آؤں گا کرو جی اب تو راضی ہو جاؤ تو وہ ہنس پڑی۔

اگلے روز ہم واپس آگئے میرا دل میری روح تو وہی رہ گئے تھے میں تو سارا سارا دن ہی اس کی یادوں میں کھویا رہتا تھا اس کی معصوم سی شرارتوں کو یاد کر کے ہنستا رہتا تھا بیٹھے بیٹھے کہیں کھو جاتا تھا جس کی وجہ سے میرے دوست مجھے مجنوں کہنے لگے زلٹ آنے والا تھا بات تو ہوتی ہی رہتی تھی جب ہم گھر آئے تو چند دنوں بعد ابو کے پاس ایک دور رشتے دار آئے میں اتفاق سے اس دن گھر پر بیٹھا میں نے ابو اور ان لوگوں کی باتیں سن لی میں بہت بے چین تھا کہ اور پریشان بھی بہت تعازات کو ہمت کر کے میں نے اپنی والدہ کو یہ سب بتا دیا کیونکہ مجھے یہ خدشہ تھا کہ ابو کہیں ہاں نہ کر دیں ان لوگوں کو اسی لیے میں انتظار نہ کر سکا اور سب امی کو بتا دیا تھا امی جان یہ سب سن کر بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی۔

ارے پلگے تم اس چیز کے لیے اتنے بے چین ہو جو بچپن سے ہی تمہاری ہو چکی ہے امی نے بتایا کہ تمہارا رشتہ ہم نے بچپن میں ہی طے کر دیا تھا یعنی وہ بچپن میں ہی میری ہو چکی تھی میں بہت خوش ہو گیا آج میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا امی نے کہا کہ تم پریشان مت ہو تمہارے ابو کو بھی پتا ہے کہ تمہارا رشتہ بچپن میں ہی ہو چکا تھا اور وہ کسی کو ہاں نہیں کریں گے میں تو یہ سوچ ہی رہی ہوں کہ اب تمہارے رشتے کے لیے ہم لوگ تمہارے

یادوں کا اور تمہارا بھوت سوار ہے میں اور کیا کر سکتا ہوں۔
تمہیں کہنے لگی بس۔

میں نے کہا پڑھنا ہے تو پڑھنا ہے۔
میں نے ایک دسمبر بھی اس کے ساتھ گزارا
ہے تو وہ دسمبر میری کا ایک خاص دسمبر تھا دسمبر کی
چھٹیوں میں ان کے گھر گیا تھا کیونکہ اس نے خدا کے
کے مجھے بلایا تھا مجھے یاد ہے کہ میں جب دھوپ
تکلی تو باغ میں چلا جاتا تھا وہاں بیٹھ کر میں اخبار یا
کوئی اور رسالہ پڑھتا تھا وہ تھرمس میں گرم گرم
چائے لے کر آتی اور ہم ساتھ بیٹھ کر نمکوں کھایا
کرتے اور چائے پیار کرتے اور ڈھروں باتیں
کیا کرتے تھے اس نے تو میرے گھر میں کئی دسمبر
گزارے تھے اور گرمیوں کی چھٹیاں میں تو ان
کے گھر میں گزارتا تھا اور دسمبر کی چھٹیاں وہ
ہمارے پاس آ کر گزارتی تھی۔

میں اپنے گھر کے کارڈن میں دھوپ میں
بیٹھا اخبار پڑھتا تھا اور وہ چائے لے کر آتی تھی
اور ہم اٹھنے بیٹھ کر چائے پیتے تھے
وہ کہتی تھی تابی جب میں چلی جاؤں گی تو تم
مجھے یاد کرو گے۔

میں نے کہا یاد اگر تم چلی گئی تو یہ حسین یادیں
تو میرے ساتھ ہیں ناں اور سناپ زندہ ہا وہ تو
کوئی دوری رہنے ہی نہیں دیتی۔

تمہیں کہنے لگی ہاں یہ تو ہے بس شاید یہ دسمبر
اسکے ساتھ میرا آخری دسمبر تھا اس کی قربت میں
گزارا ہر وقت یاد آتا قسمت کے کھیل کون جانتا
ہے کب قسمت کا دیوتا کس پر مہربان ہو جائے اور
کب کس سے اس کا سب کچھ چھین لے دسمبر تو

کی پیڑ کافی سلسلو تھی خیر اللہ اللہ کر کے سناپ
آن ہوئی اور وڈیو کال پر اس سے بات ہونے لگی
اس نے بتایا کہ 9th کلاس میں فرسٹ آئی ہے
میں بہت خوش ہوا اور اس کو مبارک دی۔

کہنے لگی۔ دعا کرتی ہوں تم بھی فرسٹ
پوزیشن حاصل کرو۔
میں نے کہا۔ آمین۔

کہنے لگی۔ تابی آج سے تو میں تمہاری ہو چکی
ہوں دل سے تو میں تمہاری کب کی ہو چکی لیکن
آج دنیاوی طور پر ہم ایک پاک رشتے میں بندھ
چکے ہیں پہلے تو چھپ چھپ کر باتیں کرتے تھے
لیکن اب ہم آزاد ہیں دنیا والے بھی ہمیں اب
پلٹنے سے نہیں روک سکتے ہمیں ایک ہونے سے
کوئی نہیں روک سکتا۔

نیٹ کی سپینڈ کم ہو رہی تھی کال اڈا کے
آ رہی تھی اس کی تصویر بھی واضح نہیں تھی کئی باتوں
کی سمجھ نہیں آ رہی تھی اور اچانک سے کال کٹ گئی
میں کافی دیر ٹرائی کرتا رہا لیکن نیٹ ورک خراب
ہونے کی وجہ سے پھر سناپ پر بات نہ ہو سکی ہم
زیادہ سناپ یہ ہی بات کرتے تھے کیونکہ ایک
دوسرے کو دیکھ بھی لیتے تھے اور بات بھی ہو جاتی
تھی کچھ دیر بعد فیکسٹ آیا کہ یاد سناپ آن نہیں
ہوئی تو چیٹ پر بات کرو اور ہم چیٹنگ کرتے گئے
دن گزارتے گئے اور باتیں یونہی چلتی رہی اور پھر
میرا بھی رزلٹ آ گیا میں نے بھی اپنے والدین
اور اس کی دعاؤں سے اول پوزیشن حاصل کی تھی
پھر میرا میٹرک ہو چکا تھا اس نے مجھے مبارکباد دی
اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی حکم جاری کر دیا۔
آگے پڑھائی جاری رکھنی ہے چھوڑنی نہیں
ہے میں نے کہا۔

ہوئے کافی دن گزر چکے تھے ابونے کافی انتظار کے بعد انکل کو پھر کال کی وہ آج ٹھیک طرح سے نہیں بولے اور اتنا ہی کہا کہ ہم آپ کو خود ہی بتا دین گے آپ کچھ دن اور انتظار کریں ہمارے بہو اور بیٹا نے دینی سے آتا ہے ہم ان سے مشورہ کر کے پھر آپ کو بتادیں گے اب تو اس کا میٹرک بھی ہو چکا تھا اور اس کے گھر والوں نے یہ بھی کہا تھا کہ اب پرائیویٹ پڑھائی جاری رکھو کالج نہیں جا سکتی یہ بات سچی سے اسے کی گئی تھی وہ مجبور تھی۔

ایک رات اس کی یاد نے مجھے بے حد ستایا رات کا ایک بج چکا تھا میں اپنی کتاب کے ورق گردانی کر رہا تھا یادوں میں کھویا ہوا تھا ہر طرف تیرگی ہی تیرگی چھائی ہوئی تھی ہر سوناتا تھا میں اپنے کمرے میں بیٹھا بس اسے یاد کر کے اشک بہا رہا تھا اور نکلاک کی تک تک سن رہا تھا بلکی بلکی برسات کا موسم تھا میں اشک بہا رہا تھا کھڑکی سے بارش کا منظر دیکھ رہا تھا کئی بارشیں ہی ہم نے اکٹھے گزری تھیں۔

جب بھی ہوتی ہے بارش بات کی یہ یاد آتی ہے تاہم اپنی بانہوں میں چھپا لو مجھے ان بارشوں سے خوف آتا ہے

اچانک میرے موبائل کی سکرین روشن ہوئی اور میسج مل بھی اپنا فون اٹھا ٹیکسٹ اوپن کیا تو اس کا ہی تھا ٹیکسٹ تھا لکھا ہوا تھا۔

تانی مجھے کال کر دو اور نیچے اس کا اپنا ادھورا نام ہی چھوڑ دیا تھا کیونکہ پہلے جب اس کا ٹیکسٹ آتا تھا تو وہ آخر میں لکھتی تھی تمہاری۔۔

لیکن آج صرف اس کا اپنا نام ہی لکھا تھا میں نے ٹائم دیکھا رات کے اڑھائی بج چکے تھے میں نے فوراً کال کی بلکی سی دھیمی سی آواز میں بولی۔

سے اور گزر جاتا ہے اس کی یادوں میں مجھے اٹل کر جاتا ہے یہ اس سال کا دسمبر بھی بہت تھا میں اس کی یادوں میں ہی کھویا رہتا تھا اتنا پریشان تھا کہ نہیں دل تنگ رہا تھا۔

ی دسمبر ہے میٹھی دھوپ اور میز پر گرم چائے سب قائم ہے اپنی جگہ ایک تیرے وجود کے سوا خیر قارئین دسمبر تو آتے رہیں گے اور اس کی قربت میں گزرنے والے لمحات مجھے ستاتے رہیں گے۔

قارئین جس پر گزرتی ہے وہی جاتا ہے میری اس درد بھری داستاں کو ٹوٹے دل والے ہی زیادہ سمجھ سکتے ہیں آج یہ سب اتنی مدت گزر جانے کے بعد لکھنا میرے لیے آسان نہیں تھا یہ الفاظ میری اس قلم سے اس طرح نکل رہے ہیں کہ جیسے ملک الموت کسی شرابی کی روض سو گز دور کھڑے ہو کر نکال رہا ہو میں خود پر قابو نہیں رکھ سکتا جب بھی اس کی یاد آتی ہے یا اس کا تھوڑا سا بھی خیال آتا ہے میں تڑپ کر رہ جاتا ہے۔

خیر قارئین بات ہو رہی تھی مکملگی کی دن گزرتے گئے اور ہمارا ایک دوسرے کے گھر آنا جانا رک گیا تھا کیونکہ خاندانی رسم و رواج کے مطابق جب لڑکی کی بات مکی ہو جائے تو وہ شادی سے پہلے نہیں مل سکتے ہاں موبائل اور سکاٹپ اچھے ذریعے تھے ایک دوسرے کو دیکھنے اور دلوں کے حال صبر کرنے کے لیے ایک سال بھی گزر گیا اور ابونے انکل سے شادی کی بات کی انکل نے کہا کہ سوچ کر جواب دوں گا اس بات کو دو ہفتے گزر گئے اور اس دن اس نے بھی کوئی رابطہ نہ کیا تھا اس کا نمبر بھی آف چار ہوا تھا۔

مجھے کافی پریشانی ہو گئی تھی کیونکہ بات کیے

کارمین آپ بھی سوچ رہے ہوں گے کہ سات سال کی محبت ایک دم ساتھ چھوڑ جائے تو انسان کس کام کا رہ جاتا ہے میری تو دنیا ہی جیسے لٹ گئی تھی سچ میں بھی کافی خاموش سا رہتا زیادہ وقت پلاٹ میں تھا گزار دیتا تھا وہ پروفیسر جو میرے کن گاتے تھے کہتے لگے۔

تابی کیا ہوا تمہیں کہاں گیا وہ تابی جو ہم پروفیسروں سے بھی ہنسی مذاق کیا کرتا تھا ہر وقت ہنسنے لگتا تھا میرے پاس سوائے اٹھکوں کے کوئی جواب نہ ہوتا تھا میں یہ بات انے دل میں ہی لیے پھر رہا تھا امی جان سے ابھی تک یہ بات صبر نہیں کی تھی اس لیے یہ بات مجھے اندر ہی اندر کھوکھلا کر رہی تھی اور دیمک کی طرح چاٹ رہی تھی میرے وجود کو میں بہت بے بس ہو چکا تھا میرا کسی کپڑے میں دھیان نہ تھا ہر دو چہرے پر اداسی ہی چھائی رہتی تھی اور میں بہت ہی سنجیدہ سا ہو کر رہ گیا تھا۔

بریک ٹائم بھی سب دوستوں سے الگ پلاٹ میں جا کر بیٹھ جاتا اور لمبی لمبی سوچوں میں گھسیٹتا کھوجاتا تھا اور درختوں پر بیٹھے ان پرندوں کو دیکھ کر میرے زخم پھر تازہ ہو جاتے کیسے وہ اکٹھے بیٹھے ہیں اکٹھے بدلتے چلنے اڑ جاتے ہیں ان کی دنیا کتنی حسین ہے کوئی بے رحم نہیں جدا نہیں کرتا سب ہنسی خوش رہ رہے ہیں اک دن میں پلاٹ میں بیٹھا کہیں کھویا ہوا تھا سب دوست میری اس روپ سے کافی پریشان تھے۔

اک دن فری دوست میرے پاس آیا آکر بیٹھ گیا اور کہنے لگا یار تابی کیا بات ہے کافی دن ہو گئے ہیں میں تمہیں دیکھ رہا ہوں تمہاری شرارتیں مستیاں وہ ہنسی مذاق سب تم سے کہیں دور جا رہے

تابی کیسے ہو۔ میں نے کہا ٹھیک ہوں پارٹنر اتنے دن سے کہاں قائب تھی ٹھیک ہو تم میری جان۔

اس نے کوئی جواب نہ دیا اور اتنا ہی کہہ کر کال کاٹ دی کہ تابی مجھے بھول جاؤ اور ساتھ ہی کال کٹ گئی اور اس کا نمبر بھی آف ہو گیا ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ روری ہو اور کافی پیار ہو میں یہ سن کر کافی پریشان ہو گیا مجھے اپنے کالوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا پھر کافی دیر تک اس کا نمبر ڈرائی کرتا رہا لیکن ہر دفعہ آف ہی ملتا میں تو پہلے ہی دکھ درد کے بھر کا مارا تھا کہ ایک درد اور اضافہ کر گیا میں اس بات کو سوچ کر پریشان ہوا جا رہا تھا کہ آخر کیا بات ہے جو اس نے مجھے یہ سب کہہ دیا ہے وہ تو پہلی مجھ سے اتنا زیادہ پیار کرتی ہر وقت میرے نام کے ہی گیت گار ہی تھی آخرا ب کیا ہوا خدشہ بھی بہت تھا احتیاط بھی بہت کی ہوتے ہوتے تو وہ شخص جدا ہو ہی گیا

ساری رات نہ سو سکا بس میرے کالوں میں وہی سہمی سی آواز ہی گونج رہی تھی کہ تابی مجھے بھول جاؤ۔ مجھے بھول جاؤ۔

یادوں کو بس وہ یاد ہے آنکھوں میں اس کا ہی خواب ہے نہ چلتا ہوں نہ سوتا ہوں راتوں کو اٹھ کر روتا ہوں آنکھوں میں بس اک برسات ہے جو چلا گیا مجھے چھوڑ کر

وہ آج بھی میرے دل کے پاس سے ہر طرف سے مجھے بس یہی آواز گھیرے ہوئے تھی کہ تابی مجھے بھول جاؤ بے چینی اتنی بڑھ گئی تھی اور ہوا کچھ یوں کہ مجھے کافی تیز بخار ہو گیا

ہیں پھر وہ... یہ میں تمہاری
ہیلپ کر سکوں۔

میں نے کہا یار کچھ نہیں بس طبیعت خراب
ہے کہنے لگا۔

لو ٹھیک ہے تابی بس اپنا خیال رکھا کرو یار تم
کتنے بدل گئے ہو اور کتنی کمزور بھی ہو گئے ہو ایسا
لگتا ہے کہ جیسے کوئی بات ہے جو کہ تمہیں اندر ہی
اندر سے کھائے جا رہی تھی۔

میں نے اسے تو کچھ نہیں بتایا اور میں گھر
الوٹ آیا میری طبیعت کافی خراب تھی امی نے
پوچھا۔

بیٹا تابی کیا بات ہے کچھ دنوں سے تم ٹھیک
سے کھاتے ہو نہ مینے ہو گھر میں کسی سے بات
نہیں کرتے ہو کالج سے آتے ہو اور کمرے کے
ہی ہو کر رہ جاتے ہو تمہارے ابو بھی تمہارے اس
روپے دے کافی پریشان ہیں۔

مجھے مجبوراً یہ بات امی کو بتانا پڑی وہ بھی یہ
سن کر کافی پریشان ہوئیں اور کہنے لگی۔

میں آج ہی فون کروں گی اور پوچھوں گی کہ
اصل وجہ کیا ہے یہ بات سن کر مجھے کچھ حوصلہ ہو گیا
اور میں کمرے میں جا کر سونے کی کوشش کرنے لگا
نہند تو کہاں آئی تھی طبیعت خراب تھی اسی لیے کافی
دن تک میں کالج نہ جاسکا۔

ایک پروفیسر صاحب میرے دوست بھی
تھے اور پرنسپل صاحب کے بھی کافی قریبی تھے میں
نے ان کو اپنی طبیعت کے بارے میں بتایا تو
انہوں نے کہا۔

بیٹا تم فکر نہ کرو جب ٹھیک ہو جاؤ گے تو تب
کالج پھر سے جوائن کر لیتا میں پرنسپل صاحب
سے خود بات کر لوں گا میں تمہیں کچھ نہیں کہنے دوں

گامیں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور فون رکھ دیا کچھ
دیر بعد میرے دوست کا فون آیا۔

اس نے کہا یار تابی تم اتنے دنوں سے کالج
کیوں نہیں آئے ہو کیا بات ہے یار پلیز مجھے بتاؤ
میں نے تمہیں پہلے کبھی ایسے افسردہ نہیں دیکھا اور
نہ ہی کبھی کالج سے چھٹی کی ہے میں اب وہ نہ سکا
اور سب کچھ اپنے دوست کو بتا دیا وہ یہ سب سن کر
غصے میں آیا اور اس نے کہا۔

قابل رحم ہو گئی ہے تیری حالت عشق میں تابی
مل جائے اگر وہ ظالم تو مار ڈالوں اس کو
میں یہ سن کر اس پر برس پڑا اور کہا یار ایسا مت کہو۔

مت کہو اس کو اس طرح سے اس کو برا بھلا
میرے جگر کا گلہ اتھا وہ ہے وفا

وہ یہ سب سن کر ہنس پڑا اور بولا یار تابی تم
آج بھی اسے اتنا ہی چاہتے ہو کہ اس کے بارے
میں ایک لفظ بھی نہیں سن سکتے میں نے کہا ہاں یار
انسان محبت تو ہر کسی سے کرتا ہے مگر عشق ایک ہی
سے ہوتا ہے اور مجھے اس سے عشق ہوا تھا جو کہ
بھلائے نہیں بھولتا شاید اس نے کسی مجبوری کی وجہ
سے یا کسی کے دباؤ میں آ کر یہ سب کہا ہو گا خیر
ہماری بات ہوتی رہی اس سے بات کر کے میرا
دل کچھ بہل گیا۔

رات کو امی نے ان کے گھر کال کی ابو بھی
پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے دعا سلام کے بعد آئی
سے امی جان نے کہا۔

میری اس سے بات کرواؤ۔

آنٹی نال منوں کرتی رہیں اور اس سے
بات نہیں کروائی میرے ابو جان نے بھی آنٹی سے
کہا مگر وہ یہ کہنے لگیں۔
وہ سو گئی ہے۔

اگست 2015

جواب عرض 148

میری اور میری محبت

Scanned By Amir

کمرے میں بیٹھا نہیں سب باتوں کی اصل وجہ تلاش کر رہا تھا تو اچانک میرے موبائل پر کال آئی میں نے جب دیکھا تو اس کی کال بھی میں نے سوچا کہ اس کا بھائی ہی ہوگا لیکن جب کال اوکے کی تو اس کی سہیلی ہی تھی سلام دعا کے بعد اور اس نے کہا۔

تالی بھائی دن کو میں کالج ہوتی ہوں اور موبائل گھر ہوتا ہے اس لیے بھائی نے اٹھایا تھا اب میں نے نمبر دیکھا تو مجھے تمہارا نمبر یاد آیا اس لیے میں نے تمہیں کال کی ہے خیر کہو کیا بات ہے جو آج تابلش بھائی کو ہماری یاد آگئی۔

میں کافی پریشان تھا اس لیے بس حال احوال ہی کیے بعد اصل بات پر آ گیا اور اس سے پوچھا کہ تم ان کے گھر جالی ہو۔

کہنے لگی جی ہاں جالی ہوں پر کبھی اس کی امی مجھے ملنے نہیں دیتی تو کبھی مجھے دروازے سے ہی واپس بھیج دیا جاتا ہے کیا بات ہے تالی بھائی تم اتنے پریشان کیوں ہو۔

میں نے کہا کیا بتاؤں تمہیں اس کو سب ماجرہ سنایا اور وہ بھی کافی پریشان ہو گئی اور کہنے لگی کہ مجھے ان کے گھر تو نہیں جاتے دیتے مگر ہاں اس کا بچہ ہے اور سینئر ہمارا ہی کالج بنا ہے وہ پرسوں ہیچہ دینے آئے گی تب اس سے بات کروں گی۔

میں نے کہا اچھا ٹھیک ہے میں انتظار کروں گا تمہارے جواب کا اور فون کٹ گیا۔

اللہ اللہ کر کے تین دن گزر گئے اور تیسری رات اس نے کال کی اور حال حال پوچھنے کے بعد اصل موضوع پر بات ہونے لگی وہ بھی آج کافی پریشان تھی اس نے بتایا کہ وہ بھیچہ دینے آئی

رات کے ابھی سات بجے تھے اور آئی نے یہ بہانہ کرتے فون بند کر دیا میں یہ سن کر کافی پریشان ہو گیا کہ آخر اسکی کیا بات ہے جو کہ وہ اس سے بات نہیں کروار ہے یا وہ خود ہی کرنا نہیں چاہتی لیکن اس بات کو دل نہیں تسلیم کر رہا تھا کہ وہ خود بات نہیں کر سکتی امی ابو بھی اس بات کو لے کر کافی پریشان تھے۔

یہ بات سمجھ آتی ہے تیرے اس رویے کو دیکھ کر شخص اک کھلونا سمجھ رکھا تھا تو نے میرے پیار کو اب میرے والدین نے ان کے گھر جانے کا پروگرام بنایا اور دوسرے ہی روز ان کے گھر کے لیے روانہ ہو گئے وہاں رہ تو سارے کا سارا ماحول ہی بدل چکا تھا اور ہوں گھر جا کر بھی اس کے گھر والوں نے اس سے ملنے نہیں دیا اور خود بھی کسی نے ٹھیک سے بات نہیں کی میرے امی ابو نے ان کے اس رویے سے کافی پریشان ہوئے اور واپس لوٹ آئے نا جانے کیا وجہ تھی کیوں یہ سب کچھ ہو رہا تھا ایسے کوئی سوالات میرے ذہن میں رقص کر رہے تھے ہمارے کئی رشتے داروں نے بھی جا کر ان سے بات کی لیکن یہ وہ خود ہی اس کسی موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتے تھے اور نہ ہی لڑکی سے کسی کو ملنے دیتے تھے اس کا موبائل بھی لے یا تھا اور کپیٹر کو بھی کیورٹی کر ڈلگایا ہوا تھا کہ وہ سٹائپ استعمال نہ کر سکے۔

کیا وجہ تھی تیرے جانے کی پھر لوٹ کے نہ آنے کی کی ایک قریبی سہیلی جو اس کے گھر آتی جاتی تھی میرے پاس اس کا نمبر تھا ایک دن میں نے اسے کال کی تو اس کے بھائی نے اٹھائی میں نے رات کال کہہ کر کات دی رات کو میں جب

تھی اور میں نے اس سے بات کی اور وہ رونے لگی اور میرے گلے لگ کر پھر کچھ دیر تک جب وہ سنبھل گئی تو اس نے بتایا کہ میرے گھر والوں نے مجھ سے یہ سب کہنے کو کہا تھا میں بہت مجبور ہو کر یہ سب کچھ تابی کو کہا ہے میں آج بھی اس سے اتنا ہی پیار کرتی ہوں جتنا پہلے کرتی تھی میرے گھر والوں کا ذہن بدل چکا ہے اسوقت اب وہ جہاں میرا رشتہ کرنا چاہتے ہیں میں اس کو ذرا بھی پسند نہیں کرتی اور میں اس کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی میں بس میرے گھر والوں کے ہاتھوں مجبور ہوں وہ مجھ سے کسی کو ملنے بھی نہیں دیتے اور یہاں تک کہ میری سب سہیلیوں سے بھی نہیں ملنے دیتے موبائل بھی لے کر توڑ دیا ہے کمپیوٹر کو بھی بھائی نے کیورٹی لاک لگایا ہے میں بے بس ہوں اور وہ رونے لگی۔

یہ سب باتیں اس کی دوست نے مجھے بتائیں میں نے ساختہ سا ہو کر یہ سب سن رہا تھا اس کی ہر ایک بات مجھ پر ایک سے بڑھ کر ایک قیامت کی طرح ٹوٹ رہی تھی اس کی دوست نے بتایا کہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے اصل وجہ وہ مجبور ہے اور اپنے گھر والوں سے ڈرتی ہے کیونکہ انہوں نے اس کو مارا بھی تھا اس بات کو سن کر میرا دل کرتا تھا کہ میرے پاس کچھ ہو اور میں اس کے بھائیوں اور ابو کی جان لے لوں اور گلے گلے کر کے جنگل میں پھینک آؤں نمک لگا کر کیونکہ وہ تو اتنی نازک اور حساس پرئی تھی اس کی جلد تو اتنی نازک تھی کہ اگر زور سے اس کے بازو پر انگلی رکھ دو تو وہاں پر خون اکھٹا ہو جاتا ہے شرم نہیں آئی اس معصوم بے قصور کو مارے ہوئے ان درندوں کو خدا کرے ان کا کچھ نہ رہے جاوہر باد ہو جائیں اس

کے بھائی اور ابو جنہوں نے اس معصوم پر ظلم کیا ارے اس بے چاری کا کیا قصور خود ہی ممکن کر دانی پیدا ہوتے ہی میری ماں کی جھولی میں ڈال دی تھی اب ان کم طرف لوگوں کو کون سی ناگن نے آ کر ڈس لیا تھا میں اس کی دوست کی بات سب کر کافی تھیں میں آگیا تھا اور اس کے گھر والوں سے خلاف پتا نہیں کیا کیا کہہ دیا خیر اس نے کہا کہ تم تسلی رکھو اللہ سب بہتر کرے گا۔

آج اس بات کو چار سال گزر چکے ہیں نہ تو اس بے رحم گھر والوں نے کوئی رابطہ کیا اور نہ ہی اس سے کوئی رابطہ ہو سکا انہیں پتہ تھا کہ وہ اپنی کسی سہیلی کے موبائل سے ملنا بھی بات کر سکتی ہے اس لیے انہوں نے اس کا سب دوستوں سے ملنا بھی بند کر دیا تھا خدا کرے کچھ نہ رہے ان جیسے بھیرپوں کے پاس جو اپنے مطلب کی خاطر کسی کی زندگی سے کھیلتے ہیں اور اس پر ظلم کرتے ہیں ارے اگر نہ ہی کرتی تھی تو ہاں کیوں کی تھی۔

نہ آئی موت ہی ہم کونہ وہ ہی لوٹ کر آیا جیسے جاتے ہیں ہم جس پر وفا کا نام لے لے کر اب نا جانے وہ خوش ہے یا خاموش ہے کس حال میں ہے کیسی ہے یہ بات اب مجھے ستانی ہے شاید پیار کرنے والوں کے نصیب میں دکھ رسوائیاں بدنامیاں اذیتیں تڑپ ہی لکھا ہوتا ہے کیوں قسمت کے دیوتا کو پیار کرنے والوں پر ترس نہیں آتا کیوں ہماری قسمت میں نا کامیاں ہی لکھی ہوتی ہیں کیوں یہ دنیا والے ہمارے جیسے پیار کرنے والوں کی راہوں میں کانٹے بچھاتے ہیں کیوں دو دلوں کو ایک نہیں ہوتے دیتے اگر دو پیار کرنے والے ایک ہو جائیں تو ان دنیا والوں کا کیا جاتا ہے۔

اپنے پیار کر میں نے اپنے مستقبل اپنے والدین کی محبت اور ان کی مجھ سے جزی خواہشات اور امیدوں پر ہاوی نہیں ہونے دیا میں اسے بھول جانا چاہتا ہوں تاکہ میں ایک اچھا مستقبل بنا سکوں جو کوئی بھی لڑکی اب میری قسمت میں ہو میں اس کے لیے ایک اچھا جیون ساگھی ثابت ہوں گا میرے والدین کو راحت ملے وہ میرے حق میں دعا کریں جن سے مجھے کامیابی ملے اپنا مستقبل بنانا چاہتا ہوں تاکہ میری آنے والی نسل مجھے اچھے لفظوں میں یاد کریں تاکہ وہ یہ کہہ کر شرمندہ نہ ہوں کہ میرے ابو جان کا بھی کسی لڑکی سے عشق و محبت کا چکر چلا تھا اس لیے وہ مستقبل میں سنوارنا چاہتا ہوں اور اہم آج غربت و افلاس کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

گردش ایام میں تڑپ رہی ہے زیت تابش ہر روز پر ایک نیاز خم دے جاتے ہیں لوگ مجھے آج بھی اس سے کوئی شکایت نہیں ہے بس گلہ ہے کہ اس کے گھر والوں سے اور انشاء اللہ قیامت کا دن ہوگا اور میرا ہاتھ اس کے گھر والوں کے گریبان تک ہوگا اور اس دن میں ان سے اللہ جل شانہ کے سامنے پوچھوں گا کہ ہمارا کیا قصور تھا اس معصوم سی لڑکی کا کیا قصور تھا جس کو تم لوگوں نے بلاوجہ ظلم کا نشانہ بنایا میں کبھی بھی اس کے گھر والوں کو معاف نہیں کروں گا اور ہمیشہ میرے دل سے ان کے لیے بددعا نکلتی رہے گی۔

زندگی ایسے دورا ہے پر آکر کھڑی ہو گئی ہے کہ ایک طرف اس کی محبت اس کی چاہت اور دوسری طرف میرے والدین کی محبت ہے اور ان کا ذہن ہے کہ اب شادی ہو جائے نہ میں اپنے والدین کی بات کو رد کر سکتا ہوں کیونکہ والدین تو

آج میرا بھی نام ان بد نصیبوں میں شامل ہو گیا ہے جو کہ پیار میں ناکام ہی ہوتے آئے ہیں توڑ دیئے ہیں میں نے گھر کے سب ہی آئینے عشق میں ٹھکرائے ہوئے لوگ مجھ سے دیکھے نہیں جاتے اب میں اس کو بھلا کر اک تھی زندگی بیٹا چاہتا ہوں شاید پریمی لوگوں کو میری اس بات پر اختلافات ہو کہ میں کیسا پریمی ہوں جو کہ اس محبوبہ کو بھلا دینا چاہتا ہوں لیکن ایک بات میں پوچھنا چاہتا ہوں پیار تو ہم بعد میں کرتے ہیں لیکن وہ والدین جنہوں نے ہمیں پالا پیاہ کیا بڑا گیا ایک بے وقاصم کی خاطر ان کا جتنی پیار ہم بھلا دیتے ہیں شراب سگریٹ نوشی پان یعنی گی ہم بہت ساری سمونگ کرتے ہیں جو کہ ایک ماں برداشت نہیں کر سکتی وہ اپنے بیٹے کو برباد ہوتا دیکھ نہیں سکتی پیار نہ ملنے یا ملنے کا فیصلہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے لیکن ایک پیار کی خاطر ہم انے والدین کی آنکھوں میں آنسو لا میں راتوں کو نشے سے لت پت گھر کو لوٹ آئیں تو ایک ماں جو سارے دن اپنے تخت جگر کی راہ تھی ہے کہ کب میرا چاند گھر آئے گا اور جب ماں کے چاند صاحب شراب کے نشے میں دھند گھر آتے ہیں تو اس ماں پر کیا بیٹے کی اس کا دل یہ حال دیکھ کر چھلتی ہو جائے گا ارے دوستو پیار میں اتنا اندھے نہ ہو جاؤ کہ اپنی حقیقی پیار کو ہی بھول جاؤ میرے چند دوستوں کو میری ان باتوں سے شاید اختلافات ہوں لیکن میں معذرت چاہوں گا کہ میں لکھ رہا ہوں مجھے معاف کرنا میں تو اپنے دل کی بھڑاس نکال رہا ہوں پیار کیا ہے سب اک دھوکہ ہے اور کچھ بھی نہیں پیار میں نے بھی کیا ہے اور آج مجھے اس کی چاہت اس کی محبت میرے دل میں بسی ہے لیکن

اپنی اولاد کے لیے بچھو ہی سوچتے ہیں اور میں تو
پھر ان کا اکلوتا بیٹا ہوں مجھے مجبور ہو کر پڑھنا ہی
پڑے گا کیونکہ زندگی یہی نہ آ کر ہی تو نہیں ختم ہو
جاتی ساری زندگی پڑی ہے اور اپنا مستقبل
سنوارنے اور اپنے والدین کی خوشی کو پورا کرنے
کے لیے مجھے یہ پڑھنا ہوگا محبت تو بے شمار لوگوں
سے انسان کرتا ہے لیکن عشق صرف ایک سے ہی
ہوتا ہے وہ آج بھی میرے دل کی رانی کی طرح
ہے شاید ہی زندگی میں اس کی جگہ میں کسی کو سے
یاؤں لیکن کہتے ہیں ناں کہ وقت کے ساتھ ساتھ
ہر گھماؤ بھر جاتا ہے تو میں نے تو سب کچھ میرے
خالق جیسی خداوند کریم پر چھوڑ دیا ہے۔

چشم ساقی ہو تیری جاواں

پلی گئے زہر بھنی تیرے سراسر اریو

اب تو جب بھی اس کی یاد آتی ہے تو خود کو
انہکوں کے سمندر میں ڈبو لیتا ہوں۔

نہم صدے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بست نہ یوں روائیاں ہوتی
میں اسے بھلا دینا چاہتا ہوں جو کہ میں نہیں
کر پا رہا آخر سات سال کی محبت ایک پلی میں
کیسے بھلائی جاسکتی ہے شاید پیار کرنے والوں
کے نصیب میں دکھ جدالی اذیتیں ہی ہیں۔

جہاں فراقی زخم و قاتلک خون نشان
روز اول سے ہیں یہ ہی جاگیریں عشق کی
میں اسے بھلا دینا چاہتا ہوں کہ بہت ہی
مشکل کام ہے اور ہاں ہمیشہ مجھے اس سے ایک
شکایت رہے گی کہ۔

مجھے چھوڑ کر نہ جاتے تو کتنا اچھا تھا
ریت پیار کی تم بھاتے تو کتنا اچھا تھا
کیسے تھے جو وعدے تم نے پیار کے

ان وعدوں کو تن بھاتے تو کتنا اچھا تھا
کرتے تھے جو تم بڑی بڑی باتیں پیار کی
ان باتوں پر تم کام رہتے تو کتنا اچھا تھا
کرتے تھے جو دعویٰ ہمیشہ ساتھ بھانے کا
پھر تم یوں تمہا چھوڑ کر نہ جاتے تو کتنا اچھا تھا
میں سوچتا ہوں تابش کی ہارتھا بیٹھ کر
ہم اس بے وفا سے دل نہ لگائے تو کتنا اچھا تھا
نہ جانتے وہ خوش ہے کیسی ہے کس حال میں
ہے مجھے یاد بھی کرتی ہے یا نہیں یہ سوچ سوچ کر
میں اندر ہی اندر سے ٹوٹ چکا ہوں۔

سوئے ہیں وہ نرم بستر پر بے فکر ہو کر
تابش میری زندگی کو داؤا پر لگانے کے بعد
چار سال گزر گئے تھے میں نے اس کی سبیلی
کے ایڈریس پر ایک عید پر ایک چین اور ڈائری اور
ایس ایم ایس صادق صاحب کی شاعری کی
کتاب اپنا خیال رکھنا سمجھی جب انہیں موصول کر
لی تو اس نے مجھے کال کر کے بتایا کچھ دن بعد اس
سے ملی تو اس نے میرے گفٹ اس کو دئے مگر اس
نے یہ کہہ کر نہ لیے کہ یہ اب میں نہیں رکھ سکتی ہاں
تم میری امانت سمجھ کر رکھ لو آج بھی وہ گفٹ اس کی
سبیلی کے گھر میں پڑے ہیں اس کی سبیلی بتاتی ہے
کہ جب بہت زیادہ بے چین ہوتی ہے تو آ کر
میرے گھر خوب روتی ہے اور تمہارے دیئے
ہوئے گفٹ میرے گھر پر امانت کہہ کر رکھ دیئے
ہیں اسی نے اور ان کو دیکھ دیکھ کر روتی ہے پھر میں
نے اس کی سالگرہ پر ایک وحی شاہ صاحب کی
کتاب میں محبت اور تم جیسی وہ بھی اس نے اپنی
سبیلی کے گھر میں رکھ دی اس کا یہ کہنا تھا کہ
میرے گھر والے بہت سخت ہیں چھوٹی سی غلطی پر
بھی بہت مارتے ہیں یہ سب کچھ میرا اثاثہ ہیں ان

اگست 2015

جواب عرض 152

میری ادھوری محبت

Scanned By Amir

تابی کیسے ہو تم میں ٹھیک ہوں اور اپنی زندگی کے دن پورے کر رہی ہوں یہ گانا تمہیں ای میل کر رہی ہوں ضرور سن کر پلائی کرنا تمہاری۔ میں نے وہ گانا اوپن کیا اور خوش ہوا کہ چلو میں اسے آج بھی یاد تو ہوں۔ اور گانا یہ ہے جو میں یہاں بھی لکھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

جس کو ہم نے اپنا سمجھا وہ نکلا ہے گانہ شیشہ جیسے ٹوٹ رہا ہو ٹاؤن دیوانہ کبھی پیار نہ کریں گے اعتبار نہ کریں گے کتنا مشکل ہے تم کو اور اب خود کو سمجھانا ذل کی منزل اور کہیں ہے اور کہیں اب جانا کبھی پیار نہ کریں گے اعتبار نہ کریں گے میرے خیالوں میں صرف تم ہو بھلاؤں تم کو کیسے چلے گئے ہو دورا تا بھلاؤں تم کو کیسے کیوں میں نے کی ہے یہ بے وقافی بتاؤں تم کو کیسے

میری سنو گے تو رو پڑو گے رلاؤں تم کو کیسے جس کی قسمت میں ہو رو نا اس کو کیا بھلانا شیشہ جیسے ٹوٹ رہا ہو ٹاؤن دیوانہ کبھی پیار نہ کریں گے اعتبار نہ کریں گے تمہیں جگہ کے میں مسکوں گی یہ تمہیں ہے ممکن مجھے پتا ہے میں جانتی ہوں جیتا ہے کیسے تم بن اگر تمہیں بھی ہے درد اتنا تو کیوں جدا ہو مجھ سے تمہارے دل میں نہ کوئی فکرو تو کیوں خفا ہو مجھ سے لکھا جو زب نے وہی تو ہو گا لکھا ہے جراثمانہ کبھی پیار نہ کریں گے اعتبار نہ کریں گے

میں یہ گانا سنا اور اس گانے میں ہی کھو گیا ٹھیک ہماری پریم کہانی پر ہی کسی نے گایا ہو جیسے

سب کو تم سنبھال کر رکھ لو میں نے تمہیں اپنی دوست کے ساتھ ساتھ بہن بھی بنایا ہے ویسے ایسی ہی ہونی چاہئے سہیلیاں جو دکھ درد میں کام آئیں بس وہ ایک بذریعہ ہی مگی جو اس کی خیر خیر مجھ تک پہنچاتی تھی۔

دن گزرتے گئے میرے رشتے کی بات میرے والدین نے شروع کر لی اور رشتے آنے لگے اب مجھے مجھ نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں ایک بڑا سا ڈھیر لڑکیوں کی تصویریں کا البم میرے سامنے رکھ دیا گیا کہ اپنی پسند کی دیکھ لو میں تو جسے دل دے چکا تھا اس کے علاوہ کسے پسند کرتا۔ میں کافی بریشان تھا ایک رات نیند تو نہیں آئی تھی میں قلم دیکھنے لگ گیا۔ نصیب جب اس کا یہ کھانا آیا تو بے سبب میرے آنسو بہہ لگے اور پھر رکنے کا نام ہی نہیں لیا۔۔۔۔۔

شکوہ نہیں کسی سے گل نہیں نصیب میں نہیں تھا جو ہم کو ملا نہیں میرے دوست کی کال آئی وہ ان دنوں ملتان گیا ہوا تھا اس نے کہا۔

تابی تم رور ہے ہو۔ میں نے کہا نہیں یار بس کچھ نہیں تم سناؤ کیسا جا رہا ہے تمہارا ملتان کا سفر۔

کہنے لگا بہت اچھا اور میں نے اپنی کچھ تصویریں اور وڈیو گلیس تمہیں ای میل کیے ہیں وہ دیکھو اور بتاؤ کیسے ہیں۔

میں نے لپ ٹاپ آن کیا اور ای میل بکس کھولا ای میل آئی ہوئی تھی وہ اس کی سیکلی کے نام سے تھی میں ایک بار تو حیران رہ گیا کہ ای میل میں کیا ہو سکتا ہے خیر اوپن کیا سوچا آیا تھا نیچے ایک بیج آیا ہوا تھا۔

میرسی کے واسطے ایسا ہے سے سا کھڑا چلاں
کیا جو کہ یہ تھا۔

رات کتنی ہے تارے گن گن کے
اور سونے سے بھی ڈر لگتا ہے
خیندا آئی تو تیرے خواب میں چلے آئیں گے
تم تو جس دن سے گئے ہو میری یہ حالت

ہے۔

نہ تو ہے یہ چمن کہیں پر کہیں راحت ہے
ورد بڑھتا ہے تو پھر حد سے زیادہ گزر جاتا ہے
اور رونے سے بھی ڈر لگتا ہے

میرے اشکوں میں
تیرے خواب بھی بہہ جائیں گے
اب تو مقصد بھی نہیں کچھ بھی میرے چہینے کا
وقت بھی پاس نہیں زخموں کو سینے کے لیے
غم کس سیلاب بڑی زور سے گھراتا ہے
دیکھو اب دل کا دھڑکنا بھی رکا جاتا ہے
دل دھڑکتا ہے تو رک رک کے
اسکے رکنے سے بھی ڈر لگتا ہے
دل رکا تو تیرے خواب بھی رک جائیں گے
رات کتنی ہے تارے گن گن کے
اور سونے سے بھی ڈر لگتا ہے

یہ گانا میں نے اسے ای میل کیا اس کو نے
دو ماہ کے بعد رسیو کیا اور کوئی جواب نہ آیا شاید اس
کی دوست نے ہی رسیو کیا ہوگا لیکن آج تک اس
کا دوبارہ نہ کوئی میسج آیا اور نہ ہی ای میل اس کی
دوست کی شادی ہو گئی اور میرا اس سے رابطہ کا یہ
راستہ بھی بند ہو گیا تقدیر بھی کیسے کیسے امتحان لیتی
ہے انسان تقدیر کے فیصلوں پر مجبور ہو جاتا ہے اور
آخر کار ان فیصلوں پر ہی اپنا سر جھکانا پڑتا ہے میں
نے تو اب یہ ہی فیصلہ کیا ہے کہ اس کو بھلا کر اب

اپنی ہی زندگی شروع کروں اور اپنے والدین کی
بات مان لوں شاید اس میں ہی میری بھلائی ہو
میں اس کوشش میں لگا ہوا ہوں کہ جو کچھ ہو چکا ان
سب باتوں کو بھلا دوں لیکن بہت ہی دشواری ہو
رہی ہے۔

بڑی دشواریاں ہیں مٹھن ہے زندگی
عشق و محبت میں ملتی ہیں اذیتیں کتنی
ورد رکی ٹھو کریں کھاتا ہے عاشق
لگاتی ہے دنیا اس پر جہتیں کتنی

نہ جانے قسمت کا دیوتا لے گا امتحان اور کتنے
تابش میرے نصیب ہیں ناکامیا بیاں اور کتنی
جب بھی دل اس کس پکارتا ہے تو اس کو یہ ہی
کہہ کر بھلاتا ہوں کہ وہ اک ہوا کا جھونکا تھا جو
مجھے سنانے آیا تھا۔

اپنی حد سے نہ گزرے کوئی عشق میں
جو ملتا ہے نصیب سے ملتا ہے
دل کو یہ ہی کہہ کر بھلاتا میری عادت ہے
میرا معمول بن چکا ہے کہ۔۔

نختیوں کو پھیلنے کے لیے چاہئے پھر کا دل
ہاتھ بھر کا ہو کیوں دل لگانے کے لیے
ہاں جاتے جاتے وہ مجھ پر ایک احسان کر گئی
وہ مجھے شاعری میں اک نام دے گئی اک مقام
دے گئی اک نقطہ نظر دے گئی اب جب بھی میں
اس کا یاد کرتا ہوں اور اس کی یاد حد سے بڑھ جاتی
ہے تو میں شاعری سے ہی اپنا دل بھلا لیتا ہوں۔
وصی شاہ۔ ایس ایم صادق۔ افضل عاجز
۔ عبدالغفور اختر۔ حسن نقوی۔ مرزا غالب۔ عمران
شاہور۔ شیر آگن اور بہت سے معروف شاعر ہیں
جن کی شاعری میں پڑھتا ہوں اور ان کی شاعری
سے میری راہنمائی بھی ہو جاتی ہے اور ان سب

اگست 2015

جواب عرض 154

میرزی ادھوری محبت

Scanned By Amir

کی وجہ تو اس کا انکار تھا اور نہ ہی میرا انکار تھا بلکہ اس بے رحم زمانے نے ہمیں جدا کر دیا اور یہ تو ہمیشہ سے ہی ہوتا آیا ہے۔

دلوں کے کھیل میں ہم کو لے ہیں جو زخم یادوں کے چھپا کر دل میں رکھتے ہیں کبھی انعام لے لے کر اور یہ سب کچھ زبردستی اس کے گہرہ الوں نے اسے کہنے پر مجبور کیا اب وہ کہاں ہے کسی سے خوش ہے اپنی زندگی میں یا نہیں مجھے اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے اپنے دل پر پتھر رکھ کر اب میں اپنی زندگی میں آگے بڑھ چکا ہوں۔

آپ سب سے التماس ہے کہ میرے لیے دعا کریں تاکہ میں اپنی زندگی میں خوش رہ سکوں اور مجھے کوئی اچھا جیون سائیکل جائے جو مجھے اتنا پیار دے کہ مجھے اس کی یاد تک نہ آنے دے امید ہے کہ آپ سب کو میری آپ جتنی دکھ بھری داستان پسند آئی ہوگا آپ سے گزارش ہے کہ اپنی قیمتی رائے سے ضرور آگاہ کیجئے گا آخر میں اس کے ہی ایک شعر کہنا چاہوں گا۔

تیرا پہلو آ باد رہے ایم تیرے دل کی طرح
تجھ پر نہ گزرے قیامت شب تہائی کی۔
پرنس تابش چشتیاں۔

سنہرے الفاظ

- کسی بھی ذمہ دہ کو ہلانے کے لئے وقت ایک مرہم ہے۔
- انسان حرام کی جتنی بھی روٹی کھالے اور حلال کا ایک اکرہ کھالے تو بہتر ہے۔
- اہلنا کا پھول فیروں کے کانٹوں سے تکلیف دہ ہوتا ہے۔
- دولت زندگی بھر ساتھ نہیں رہتی کبھی بھی جا سکتی ہے۔
- محبت کی کمانی کھانے والا لہو کا دوست ہوتا ہے۔
- اس دن پر آنسو بہاؤ جو تم نے نیلی کے بغیر گزار دیا۔

شاعروں سے تو میں مل بھی چکا ہوں اور ان کی شاگردی میں ہوں ان کا سا یہ شفقت مجھ پر آج بھی قائم ہے میں ان کی عزت کرتا ہوں اور وہ بھی مجھے اپنے بیٹوں کی طرف مانتے ہیں وہی شاہ صاحب تو میرے اچھے دوست اور میرے محسن بھی ہیں وہ بہت یاد آتی ہے لیکن یہ شعر جو کہ دسمبر میں اچانک بن گیا تھا میرے زخموں پر کچھ مرہم کر دیتا ہے کہ۔

لے گیا ہے گل چین اس گلگت کے تو ذکر اے دل
سمجھ جا اب تو بھی کہ وہ تیری قسمت میں نہ تھا
زندگی بہت خاموش سی ہو کر رہ گئی تھی وہ
مسکرائیں وہ ہنسی وہ مذاق اور دوستوں سے دل لگی
سب ایک خواب سا بن کر رہ گئے ہیں زندگی
بہت خاموش اور تنہا ہو گئی ہے۔

صدق سے دوست صادق چلو

اب موت سے کرنیں

جتنی بے زندگی کا کب تک اڑم لے لے کر
وہ بچپن ہی کتنا اچھا تھا جب نہ کوئی فکر نہ کوئی
دکھ تھا سکون کی نیند سوتے تھے اور موج مستیاں
کرتے تھے اور آواز زندگی جیتے تھے ہر طرف ہی
خوشیاں ہی خوشیاں بہا رہی۔

گھر بھی سونا ہے میری زیست کے آئین کی طرح

وقت لوٹ کر نہ آیا میرے بچپن کی طرح
میرے دوست جب بھی مجھ سے اس
بار سے مل پوچھتے ہیں تو میرا یہی جواب ہوتا ہے
ہم سے کیا پوچھتے ہو بھئیوں کی ازیتیں
اک مدت ہوئی مسکرائیں دیکھا ہم نے
جی تو میرے پیار سے قارئین یہ بھی میری
داستان محبت مجھے محبت میں ناکامی ملی ہوئی جس

پیار کا سراب

-- تحریر۔ فلک زاہد۔ لاہور۔ --

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
 میں قارئین کی بہت مشکور ہوں جو میری قسط وار پیار کا سراب کو پسند کر رہے ہیں اور مجھے نلکنے کو کہہ رہے
 ہیں میں اگر نام لینا چاہوں تو بہت لمبی قطار لگ جائے گی لیکن میں بہت ہی خوش ہوں کہ قارئین کرام
 میری کہانی کو سہاوتے ہیں۔ اور میرا بھی شوق بڑھتا جا رہا ہے دل چاہتا ہے کہ میں کتنی ہی جاؤں اور انتہاء
 اللہ میں ایسا ہی کر رہی ہوں جو اب عرض کی محفل میں باقاعدگی سے لکھنے لگی ہوں اور بہت سی شہزادیاں
 میرے پاس جمع ہو گئی ہیں جن کو میں ہارنی باری لکھ رہی ہوں یہ کہانی کسی لگی اپنی رائے سے لو اڑیے گا۔
 ادارہ جو اب عرض کی پابندی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
 تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا اثر ذمہ دار نہیں
 ہوگا اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

کس سے ملتی سے اب جاؤ۔
 عظمیٰ بی بی بی بی بی سے کہا اور کھیل وہاں سے چلا
 گیا وہ سوچ رہا تھا کہ مالکن نے اسے اسی کام کی
 کوئی رقم نہیں دی اور شائلہ بی بی تو لوٹوں کی
 گھنٹیاں پھینک دیتی تھیں اسی لیے بی بی نے شائلہ کا
 چھچھا کرنے کے بجائے اپنے گھر کی راہ اختیار کی
 پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ جانتا تھا شائلہ کس سے
 ملنے لگی ہے اور دوسری بات اس نے شائلہ کا ہنک
 کھانا تھا وہ ساتھ ساتھ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ اگر وہ
 شائلہ کو بتائے گا کہ اس کی ماں نے اسے اس کا
 چھچھا کرنے کو کہا تھا مگر اس نے نہیں کیا تو شائلہ
 ضرور اسے انعام دے گی۔
 شائلہ تسنیم کے گھر سے باہر پہنچی وہی رک گئی
 کیونکہ اندر سے لانے کی آوازیں آرہی تھیں
 شائلہ ہم تن گوش ہو گئی۔
 آپ ہی تو کہا کرتے تھے کہ آپ کو بھی

شائلہ نے سادہ سا لباس زیب تن کیا ہوا تھا اور
 گھر سے نکلنے ہی والی تھی کہ اس کی والدہ
 نے اسے آواز لگائی کہاں جا رہی ہو۔
 تسنیم کے گھر شائلہ بغیر پیچھے پلٹے ہوئی
 ۔ کیوں تم نہیں جانتی کہ وقت کتنا کم ہے اور مہمان
 آتے ہی ہوں گے عظمیٰ بی بی نے شائلہ کا بازو زور
 سے پکڑ کر اپنی جانت پیچھے کو کیا۔
 جانتی ہوں سب جانتی ہوں شائلہ نے
 دانت بیچ کر کہا اور اپنا بازو عظمیٰ بی بی کی گرفت
 سے آزاد کیا اور گھر سے نکل گئی۔
 پہلی ہی بار میں یہ روپ دیکھا تھا وہ اسے
 حیرانی سے جاتا دیکھتی رہی۔
 عظمیٰ بی بی نے کھیل ڈرائیور کو اپنے پاس بلا
 یا اور بغیر اسے کوئی وجہ بتائے ہو شیری سے شائلہ کا
 چھچھا کرنے کے لیے کہا۔
 میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ وہ کہاں جاتی ہے

سچی



Scanned By Amir



کیا اس بندر کھائی بھاڑ میں جائے گی محبت میں نے میں نے اسے کئی بار سمجھانا بھی چاہا کہ وہ باز آ جاؤ میں تمہارے لائق نہیں ہوں بے شک صاف لفظوں میں نہیں لیکن تقریباً کہہ ہی دیا تھا مگر وہ پھر بھی نہ باز آئی تو میں نے سوچا کہ نظر انداز ہی کرنا بہتر ہے تاکہ اس کے دل میں میرے لیے نفرت ہو جائے ابراہیم غصے سے کہتا جا رہا تھا۔

کیا پچھ اس کے والدین مان ہی گئے تو تسنیم گال ملتے ہوئے بولی۔

ناممکن بات ہے یہ میں اس آدمی کو اچھے سے جانتا ہوں گاؤں کا ہر آدمی اس سے واقف ہے وہ کبھی بے عزتی برداشت نہیں کرے کہ اس کی بیٹی نے اس کی پسند کی شادی رچائی لوگ کیا سوچیں گے اس کے بارے میں کہ اس نے ایک معمولی درزی سے اپنی بیٹی بیاہ دی وہ آدمی مر تو سکتا ہے لیکن جھک نہیں سکتا وہ جذبات میں آ کر بھی نہیں مانے گا وہ خواہنے باتوں سے اپنی بیٹی کو مار دے گا وہ زمیندار آدمی کیسے برداشت کرے گا وہ اس کی بیٹی اس کی بدنامی کا باعث بنی اس نے بڑی منتوں اور مرادوں کے بعد اولاد حاصل کی تھی اس دن کے لیے نہیں کہ اسے یہ دن دیکھنا پڑے اگر یہ اس کی اکیلی بیٹی ہوتی تو جی وہ کبھی نہ مانتا اب تو پھر اس کا بیٹا ہے اس کا نام روشن کرنے کے لیے اس لیے اسے شائلڈ کے مر جانے کا کوئی دکھ نہیں ہوگا ابراہیم نے غصے میں وہ باتیں کہہ دی جو شائلڈ کے دل کو چیرتی ہوئی چلی گئیں اس کے گرنے کی آواز ابراہیم اور تسنیم نے صاف سنی تھی ابراہیم دروازے کی طرف بیٹھا اس نے دروازہ کھالا تو یہ دیکھ کر بے ہکا بکارہ گیا کہ دروازے کے باہر شائلڈ بے ہوش پڑی تھی ابراہیم شائلڈ کو اٹھا

شائلڈ سے محبت ہو گئی ہے پھر اچانک سے اسے نظر انداز کیوں کرنے لگے تسنیم نے سختی سے پوچھا۔

جھوٹ کہا تھا میں نے مجھے کسی سے محبت نہیں ہے کبھی ابراہیم نے ہر لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا مجھے صرف اس کی دولت چاہئے تھی وہ نہیں میں نے اس معاملے پر بہت غور کیا ہے اس کا باپ اسی شادی پر راضی نہیں ہوگا اور نہ وہ بے وقوف سب چھوڑ کر میرے پاس آنے کی بات کرتی ہے وہ لوگ پیسے والے ہیں کسی بھی جھوٹ مقدمے میں مجھے پھنسا سکتے ہیں یا پھر سیدھی گولی مار سکتے ہیں۔

تم سمجھنے کی کوشش کرو میرا دماغ مت خراب کرو ابراہیم غصے سے آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھٹا ہوا تھا اس کے والدین اس کی شادی کر رہے ہیں لیکن وہ نہیں چاہتی تسنیم نے دھیمی آواز میں کہا تو میں کیا کروں اس سے کہو جہاں وہ کر رہے ہیں آرام سے کر لے والدین ہیں اس کے غلط فیصلہ نہیں کریں گے ابراہیم نے غصے سے آگ بگولہ تھا جذباتی فیصلہ ہے اس کا اور کبھی ہے کہ سب سوچ سمجھ کر کر رہی ہوں دو دن رہے گی نہ میرے ساتھ تو اس کی عقل اپنے آپ ٹھکانے آ جائے گی پھر روئے کی پچھتائے گی لعن طعن کرے گی ابراہیم نے زور سے گلاس دیوار پر دے مارا تھا۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ بہت دیر ہو جائے اور شائلڈ کی بجائے آپ روکیں پچھتاتے پھریں گی محبت بار بار نہیں ملتی تسنیم نے سمجھانا چاہا ابراہیم کو مزید غصہ آ گیا اس نے پوری قوت سے تسنیم کو تھپڑ مارا تسنیم بلبلا اٹھی۔

میں نے بہت اچھی طرح نظر رکھی مگر لی بی جی سمیٹیوں کے ساتھ ہی نہیں ٹھیک لگنے لگی۔
نظریں جھکا کر کہا۔

ٹھیک ہے جاؤ ایک تم عظمیٰ بی بی نے کہا اور
شائلہ کے کمرے میں آئیں شائلہ کو بے خبر سوتا
دیکھ کر وہ اسی جلی گئی۔

جاوید لڑکے کی والدہ کا فون آیا تھا کہہ رہی
تھی کہ کچھ مصروفیات کی وجہ سے وہ لوگ آج نہیں
آسکتے اس لیے شام کا کہہ دیا ہے عظمیٰ بی بی کمرے
سے داخل ہوئی ہوئی ہوئی۔

کوئی بات نہیں شائلہ کی طبیعت کیسے ہے وہ
راضی تو ہے نہ جاوید خان نے نرمی سے پوچھا۔
ہاں جی وہ ٹھیک ہے اور وہ راضی بھی اسے
بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے عظمیٰ بی بی نے جھوٹ
بولی۔

جاوید حیات خوش اور مطمئن ہو گئے۔

شائلہ کی جب آنکھ کھلی تو صبح کے آٹھ بج
رہے تھے اس کے سر میں درد ہو رہا تھا گزشتہ دن
کی کوئی بات اس کو یاد نہ تھی مگر اب سو کر اٹھنے کے
باعث وہ تازہ دم تھی وہ اپنی انگلیاں اپنے ماتم
بالوں میں پھیرتے ہوئے گزشتہ دن کے بارے
میں یاد کرنے لگی مگر کچھ یاد نہ آیا وہ نیچے لان میں
ٹھپٹنے کے لیے آئی وہ کھوئے کھوئے سے انداز
سے چلتی ہوئی کبھی آسمان کو دیکھتی کبھی پھولوں کو
چھوتی تو کبھی اپنے بھورے رنگی بالوں میں
انگلیاں سلجھاتی۔

بی بی جی۔۔ بی بی جی شائلہ نے چونک کر
اس آواز کی سمت دیکھا تو ٹھیک ڈرائیور اس کی

کر اندر لایا ایسے چار پائی پر لٹایا ابراہیم گھر سے
باہر چلا گیا جبکہ نسیم شائلہ کے چہرے پر پانی کے
قطرے چھڑکنے لگی شائلہ نے اپنی آنکھیں کھولی وہ
ہوش میں آچکی تھی وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی پھٹی پھٹی
آنکھوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

گھبراؤ نہیں شائلہ تم ٹھیک ہو نسیم نے شائلہ
کو تسلی دی نسیم کو دیکھ کر شائلہ پھوٹ پھوٹ کر
رونے لگی شائلہ کو بری طرح درد یاد دیکھ کر نسیم بھی رو
پڑی شائلہ روتے ہوئے پاگلوں کی طرح خود کو
مارنے لگی ترانے لگی نوچنے لگی اس نے خود کو پھینک
بھی رسید کیے اور گھر کے برتن بھی بے ترتیب کر
دیئے وہ مسلسل چی رہی تھی جبکہ نسیم اسے روکنے کی
ناکام کوشش کر رہی تھی رونے اور برتن گرنے کی
آوازیں سن کر ابراہیم اندر آیا تو گھر کو بے ترتیب
شائلہ کو پاگلوں کی طرح چلاتے ہوئے دیکھ کر اس
کا پالاہ جڑھ گیا اس نے شائلہ کے گال پر پھینک چڑھ دیا
جس پر نسیم شدید رو گئی بند کر دیہ تماشا اور صبح ہو
جاؤ یہاں سے ابراہیم دھاڑا شائلہ ساکت کھڑی
اپنے گال پر ہاتھ رکھ کر اس نظروں سے ابراہیم کو
دیکھ رہی تھی اس کی آنکھوں میں بے چینی تھی حیرانی
تھی اور پاگلوں کی طرح دلی دلی ہنسی ہنسی ہوئی
چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر گھر سے باہر نکل گئی
شائلہ کی حالت قابل رحم تھی نسیم کو ابراہیم پر بہت
غصہ آ رہا تھا شائلہ کو یوں دیکھ کر کیونکہ وہی اس کی
حالت کی ذمہ دار تھا شائلہ کا دل ویران اور اجڑ گیا
تھا اس کا دل اتنی بری طرح ٹوٹا تھا جیسے کالج کے
چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دیئے جاتے ہیں اور
پھر انہیں دوبارہ جوڑنا ممکن نہیں ہوتا وہ سیدھی چلتی
ہوئی اپنے اور نسیم کے اپنے کرنے میں بچھ کر بیٹھ
پر گر پڑی۔

بھی خیال آیا تو وہ اپنی والدہ کے پاس چلی آئی جو اس وقت کچن میں تھیں ماما کل مہمانوں نے آنا تھا شائلہ نے نرمی سے پوچھا عظمیٰ بی بی حیرت سے چونکی کیوں شائلہ خود مہمانوں کے متعلق پوچھ رہی تھی۔

ہاں کل انہیں کوئی کام پڑ گیا تھا اس لیے وہ کل نہیں آسکے لیکن آج شام کو وہ لوگ آ رہے ہیں تم تیار رہنا عظمیٰ بی بی نے سبزی کا بیجے ہوئے کہا۔ ٹھیک ہے شائلہ زاری سے کہہ کر کچن سے نکل گئی۔

بہت بڑی مہنگی اور اعلیٰ قسم کی جیب حویلی کے سامنے آ کر رکھی تھی اس میں سے تین افراد باہر آئے جن میں دو مرد حضرات اور ایک خاتون تھیں۔

جادو حیات مہمانوں کے استقبال کے لیے حویلی کے دروازے پر موجود تھے انہوں نے گرمجوشی کے ساتھ ان کا استقبال کیا اور انہیں لے کر ہال میں آگئے وہ سب صوفوں پر براجمان ہو گئے اور ملازمن نے چائے کے ساتھ دیگر فوائزات میز پر سجادیئے وہ خاتون صاحبہ بے حد قیمتی سوٹ میں بیٹھیں اس نے چہرے پر کافی بھاری میک اپ کیا ہوا تھا جس وجہ سے وہ خاصی ماڈرن لگ رہی تھی اور وہ خاتون لڑکے کی ماں عابدہ تھی صاحبہ تھیں کافی دیر سب میں رکی علیک سلیک ہوتی رہی پھر لڑکے کے باپ یوسف نے جادو حیات سے شائلہ کو لانے کے لیے کہا جس پر عظمیٰ بی بی اٹھ کر کچن میں چلی آئیں جہاں پر شائلہ پہلے سے موجود تھی اس نے جامنی رنگ کی سادہ شالوار میٹھی زیب تن کر رکھی تھی جس میں وہ

جانب لپے لپے بڑگ بھرتا ہوا آ رہا تھا۔ کیا بات ہے شائلہ نے ہنوز خیالوں کی دنیا میں کھوئے ہوئے کہا۔

بی بی جی کل آپ کی والدہ نے میرا مطلب ماکن نے مجھے آپ کا پتھا کرنے کے لیے کہا تھا جب آپ ابراہیم کے گھر جا رہی تھیں لیکن طہاسم میں نے آپ کا پتھا نہیں کیا نہ ہی کسی کو کچھ بتایا کہ آپ ابراہیم کے گھر جا رہی ہیں شکیل نے اپنی سانسوں کو بحال کرتے ہوئے کہا۔

ابراہیم کا نام سن کر شائلہ کو جھٹکا سا لگا اور ساتھ ہی اس کے ذہن کے پردے پر گزشتہ دھند کا تمام مٹھر کسی فلم کی طرح آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔

اگر تم نے میرا پتھا نہیں کیا تو تمہیں کیسے پتہ کہ میں ابراہیم کے گھر جا رہی تھی شائلہ نے اپنی نگاہیں شکیل کے چہرے پر مرکوز کرتے ہوئے کہا۔ میں نے تو یونہی اندازہ لگایا کیونکہ آپ کہاں جا سکتی ہیں شکیل نے جواب دیا۔

شائلہ کچھ کہے بغیر اپنے کمرے میں آئی اور الماری سے دس ہزار روپے کی رقم نکال کر لان میں آئی اور پیسے شکیل کو دے دیئے اتنی بڑی رقم دیکھ کر شکیل کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا تھا اس نے جھٹ سے پیسے تمام لیے اسی پوری امید تھی کہ شائلہ اسے ضرور انعام دے گی اس نے ہمیشہ کے لیے شائلہ کا وقار بننے کی ضمان لی کسی سے کچھ مت کہنا سبھے جاؤ شائلہ نے کہا اور شکیل وہاں دے چلا گیا۔

گزشتہ دن کا سب یاد آ جانے پر شائلہ کی آنکھیں ایک بار پھر بھیگ گئیں اسے مہمانوں کا

عابدہ صاحبہ کے ساتھ ساتھ موسیٰ محمود کی بھی تاک
بھنویں چڑھ گئیں۔

آگے کیوں نہیں پڑھی عابدہ صاحبہ نے براسا
منہ بنا کر کہا۔ گاؤں میں میٹرک سے آگے سکول
نہیں اور ہم اپنی بیٹی کو شہر جا کر پڑھانے پر آمادہ
نہیں تھے شامکہ کی جگہ جاوید حیات نے جواب دیا

گھر کے کام کر لیتی ہو عابدہ صاحبہ نے حریہ
پوچھا۔

جی سب کام کر لیتی ہوں شامکہ نے جوابا کہا
۔ اس کے بعد عظمیٰ بی بی نے شامکہ کو جانے کا اشارہ
کیا تو شامکہ چپ چاپ وہاں سے اٹھ کر چلی گئی
اس کے بعد سب اپنی اپنی گفتگو کرنے لگے جس
میں زاہد کا بھی ذکر آیا کہ وہ برطانیہ میں پڑھنے
کے لیے گیا ہوا ہے رات کے کھانے کے بعد سب
نے مہمانوں کو رخصت کیا اب انہیں اگر انتظار تھا
تو صرف ان کے جواب کا کیونکہ انہوں نے
سوچنے کے لیے کل تک کا وقت ماننا تھا موسیٰ کے
لیے جاوید سمیت سب نے ہاتھ کر دی تھی سوائے
شامکہ کے جس کا علم کسی کو نہیں تھا

رات کا نصف حصہ تھا آسمان پر چاند
ستاروں سے نہایت دلکش لگ رہا تھا ایک
خوبصورت لڑکی رات کے اس پہر باغ میں چہل
رہی تھی وہ ٹہلتے ٹہلتے سیبوں کے درخت کے پاس
آئی اور درخت میں سے ایک سیب توڑ کے اسے
کھانے لگی وہ لڑکی آسانی رنگ کی فراک میں ملبو
س تھی جس میں وہ پرستان سے آئی ہوئی پری لگ
رہی تھی اس باغ میں ایک لڑکا اس لڑکی کو محبت
بھری نظروں سے سبب کھاتا ہوا۔ کبھی مانتا ہوا

پر ہی صورت معلوم ہو رہی تھی اس کے چہرے پر
ایک نئی تازگی اور دلچسپی تھی وہ اپنی والدہ کو دیکھ کر
مسکرائی جس پر عظمیٰ بی بی حیران ہوئے بغیر نہ رہ
سکیں ایک تو وہ حسین اور دلکش ہی بہت لگ رہی
تھی اور اوپر سے وہ مسکرا بھی رہی تھی عظمیٰ بی بی کو
اسے یوں دیکھ کر خاصی تسلی ہوئی۔

شامکہ مہمان بلا رہے ہیں عظمیٰ بی بی نے
حدود وجہ پیار سے کہا میں سمجھ گئی ماما آ رہی ہوں
شامکہ نے دوپٹہ اوڑھ لیا اور ہاتھ میں شربت کے
گلاس میز پر رکھ کر خود عظمیٰ بی بی کے برابر نظریں
جھکا کر بیٹھ گئی عابدہ بیگم شامکہ کو بہت گھور گھور کے
دیکھ رہی تھیں ساتھ ان کا بیٹا موسیٰ محمود بھی اپنی نظر
کے چشمے کے پیچھے سے شامکہ کو بہت غور سے دیکھ
رہا تھا عظمیٰ بی بی نے اشارہ کیا تو شامکہ نے اٹھ کر
سب میں شربت کے گلاس تقسیم کیے اور پھر سے
عظمیٰ بی بی کے پیلو میں آکر بیٹھ گئی شامکہ نے
صرف ایک بار ہلکی سی نظر اٹھا کر موسیٰ محمود کو دیکھا
تھا اور پھر جمٹ سے نظریں دوبارہ جھکا لیں دراز
قد گوری رنگت آنکھوں میں نظر کے چشمے لگائے
براؤن بال اور براؤن ہی آنکھوں والا پنڈم
نو جواب تھا مگر ابراہیم کے مقابل موسیٰ کا حسن بھی

مانند پڑتا تھا۔
شامکہ تم کیا کرتی ہو یوسف محمود نے پوچھا۔
شامکہ کچھ ہنسی پکائی۔ وہ۔ میں ہیملپ سینٹر
چلاتی تھی ضرورت مندوں کی مدد کے لیے لیکن
اب نہیں۔
کتنا پڑھی ہو اس بار عابدہ صاحبہ نے
تیوڑی چڑھا کر سوال کیا انہیں شامکہ کچھ خاص نہ
بھائی تھی۔
میٹرک شامکہ نے صاف گوئی سے جواب دیا

کیا مطلب میں سمجھی نہیں شاملہ نے الجھ کر کہا

آہنگی سے چلا ہوا اس لڑکی کے پاس آ کر بیٹھ گیا

ادھر میری آنکھوں میں دیکھو بتاتا ہوں ہلنا نہیں۔ اور پھر آہستہ آہستہ ابراہیم شاملہ کے قریب آنے لگا شاملہ کو اپنی دھڑکنیں تیز ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اس نے ڈر کے ماتے اپنی آنکھیں بند کر لیں ابراہیم اس کے اتنا قریب آ گیا تھا کہ اب ان دونوں کی سانسیں آپس میں ٹکر رہی تھیں اس سے پہلے کہ دونوں کے لب ایک دوسرے کو چومتے ابراہیم جھٹ سے نیند سے بیدار ہو گیا تھا وہ سر سے پاؤں تک پستے میں شرابور تھا اس کا حلق سوکھ کر کاٹھا اور ہاتھ اس نے گھڑی پر نگاہ ڈالی رات کے تین بج رہے تھے وہ پانی پینے کے لیے اٹھا اور یہ دیکھ کر دم بخور رہ گیا کہ گھر کا دروازہ کھلا ہوا تھا اس نے چاروں طرف نگاہیں دوڑائیں تو اس پر حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ تسنیم اپنے بستر پر نہیں ہے تھی وہ باگلوں کی طرح بھاگتا ہوا کچن میں گیا لائٹ آن لیکن وہاں بھی تسنیم کو نہ پا کر اسے تشویش لاحق ہوئی اس کی پریشانی اور حیرت اور چند گھنٹے وہ ہاتھ روم گیا مگر وہاں بھی کوئی نہیں تھا اب اسے فکر ستانے لگی تھی کہ اس کے ذہن میں طرح طرح کے خیالات ابھرنے لگے تھے کہ شاید کہیں کوئی چور یا پھر ڈاکو نہ گھر میں گھس آیا ہو اور تسنیم کو اغوا کر کے لے گیا ہو مگر صبح سلامت دروازہ اس کی سوچ کی لٹی کر رہا تھا اگر ایسا ہوتا تو ضرور تسنیم چپٹی یا پھر کسی اور طریقے سے اس کی آنکھ کھل ہی جاتی مگر بر سکون ماحول اور دروازے کو دیکھ کر یہی لگتا تھا کہ تسنیم ہی کھول کر باہر گئی ہے اب ابراہیم کی تیوری پر مٹل پڑنے لگے تھے اسے تو تسنیم پر پہلے سے ہی شک تھا اور اب اس کا شک

شہمی لڑکے نے پیار سے کہا۔ جس پر اس دوشیزہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا ابراہیم آپ یہاں۔ شاملہ نے خوشگوار حیرت سے کہا۔ میں تمہارے پاس آ گیا ہوں میری شہمی ابراہیم نے پیار سے اس کا نرم و نازک ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا شاملہ شرماسی لگی۔

تمہاری یہ مسکراہٹ میرے لیے بہت اہمیت رکھتی ہے تمہارے ساتھ یہ زندگی کی چند باتیں کافی نہیں ابراہیم کافی نہیں۔ ابراہیم نے اپنا سر شاملہ کی گردن میں رکھ لیا اور وہ اپنی انگلیوں سے ابراہیم کے بالوں کو سلھانے لگی۔

ہر چھوٹی چھوٹی سی چیز کی شروعات پیار سے ہوتی ہے جانتی ہو شہمی ابراہیم نے پیار بھری نگاہوں سے شاملہ کو دیکھتے ہوئے کہا شاملہ نے ہلکی سی سرگوشیاں میں جنبش دی ابراہیم نے اپنا سر شاملہ کی گردن سے اٹھا لیا اور اس کی گردن کے گرد ہاتھیں مائل کر کے بولا تم نے میری زندگی روشن کر دی ہے۔

میں جانتی تھی کہ اگر میرا پیار سچا ہوا تو میں ضرور کامیاب ہوں گی کیونکہ ہر کوئی سچے پیار کے بنا چھینے سے نفرت کرتا ہے مجھے پوری امید تھی کہ آپ بھی میرے پیار سے نہیں بچ پاؤ گے اور دیکھو ایسا ہی ہوا شاملہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنی کمر ابراہیم کے سینے پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئی ابراہیم کی ہاتھیں ہنور اس کی گردن میں مائل تھیں۔

پیار تھوڑے ڈر کے ساتھ بھی شریع ہوتا ہے اور آنسوؤں سے بھی ابراہیم نے شاملہ کے کان میں سرگوشیاں کرتے ہوئے کہا۔

جواب عرض 162

پیار کا سراب پانچویں قسط

Scanned By Amir

یقین میں بدلنے لگا تھا۔
اس نے ہاتھ میں تاریخ لائٹ تھامی اور گھر کا دروازہ لاک کر کے لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا نسیم کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا اسے اس وقت نسیم پر بہت غصہ آ رہا تھا وہ تیز تیز چلتا ہوا اپنے گرد فواح کا جائزہ بھی لیتا جا رہا تھا اس نے اپنا رخ کھیتوں کی جانب کیا کچھ ہی آگے چلا تھا کہ سحا اس کے قدموں نے کچھ چھوا وہ بے اختیار روٹی رک گیا اس نے اس چیز کی جانٹ تاریخ ماری تو بے اختیار اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا ہوا اس کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو اُڑ آئے اور وہ بے اختیار چیخ چیخ کر رونے لگا زندگی میں پہلی بار ابراہیم پھوٹ پھوٹ کر رو یا تھا اسے اپنا دل کن بچوں میں دھڑکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا آندھیاں سی اس کے دماغ میں سائیں سائیں کر رہی تھیں وہ بس اونچی روتا چلا گیا اس کا دماغ مفلوج ہو چکا تھا اس نے نسیم کو پیار سے اپنی بانہوں میں لے لیا ابراہیم کے اتنا اونچی اور بے تماشہ رونے پر بھی کوئی شخص اپنے گھر سے باہر نہ آیا۔

آخر خدا نے بھی تو عورت کو مرد کی خوشی کے لیے بنایا ہے لہذا وہ ابراہیم کا نام بھی اپنے ہونٹوں پہ نہیں لائے گی وہ ہمیشہ کے لیے اسے ایک ماضی کا تلخ حصہ سمجھ کر اپنے دل کے کسی کونے میں قید کر لے گی یہ سب سوچتے سوچتے شائلہ نب نیندی وادیوں میں اتر گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا تھا۔

اوکم آن ڈیڈ۔ میں اسی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا موسیٰ محمود نے چیخ کر اپنے باپ یوسف محمود کو کہا۔
کیوں کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں آخر کیا خرابی ہے اس لڑکی میں یوسف نے غمی سے پوچھا۔
میرے ساتھ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے ہاں اس کے ساتھ مسئلہ ضرور ہے وہ ایک گاؤں کی رہنے والی میٹرک پاس لڑکی ہے اس سے بہت اچھی خوبصورت اور پڑھی لکھی لڑکیاں مجھے یہاں لاہور میں مل جائیں گی موسیٰ محمود نے چلاتے ہوئے کہا۔

اداز نیچی رکھو اپنی۔ بد تمیز بد تمیز یہ تمیز ہے تمہیں اپنے باپ سے بات کرنے کی وہ سمجھی ہوئی باحیا پارہ لڑکی ہے اس گھر کو جنت بنا دے گی یوسف محمود دھارے۔ مجھے ایسی کسی لڑکی سے شادی نہیں کرنی آج کے دور کی لڑکی سے شادی کرنی ہے سب سے بڑی بات تو مجھے گاؤں کے لوگوں سے کوئی رشتہ داری استوار نہیں کرنی اور جہاں تک گھر کو جنت بنانے والی بات ہے تو وہ تین چار بیسوں میں کوئی ملازمہ بھی بنا دے گی مجھے یہی چاہئے ملازمہ نہیں موسیٰ محمود نے اسی دفعہ قدرے عمل مگر دونوں لہجے میں جواب دیا میں نہ

شائلہ ساری رات سو نہ سکی اسے یہی خیال کھائے جا رہا تھا کہ وہ اس شخص کی بیوی بن کے ہمیشہ کے لیے اس کی ہو جائے گی جیسے وہ نہ جانتی ہے نہ ہی پہچانتی ہے کیا وہ اسے سمجھ پائے گی یا وہ اسے سمجھ پائے گا۔ کیا وہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کر سکیں گے بہر حال جو بھی ہو وہ اپنے دل سے ابراہیم کو بھی بھلا نہیں پائے گی آخر وہ اس کی پہلی محبت جو ہے۔
ایک عورت سمجھوتے کے سوا کبھی کیا سکتی ہے اس کی زندگی ہی سمجھوتا کر کے ختم ہو جاتی ہے

ہوئے تھے شائلہ نے جوان سب کو یوں دیکھا تو وہ پوچھے بتا نہ سکی۔

کیا بات ہے۔ کیا ہوا ہے آپ سب ایسے کیوں بیٹھے ہیں شائلہ نے پریشانی سے پوچھا۔
لڑکے والوں نے جواب میں انکار کر دیا ہے ان کا کہنا ہے کہ انہیں ماڈرن لڑکی چاہئے پرانے خیالات والی نہیں۔ عظمیٰ بی بی نے دگی دل سے کہا۔

تو اس میں دل چھوٹا کرنے والی کون سی بات ہے دنیا کے باقی لڑکے مر گئے ہیں کیا اور دیکھ لیجئے گا ویسے بھی وہ لسا لنگور مجھے بھی ایک آنکھ نہ بھایا تھا شائلہ نے سب کی دلجوئی کرنا چاہی مگر سب خاموش رہے شائلہ کہنے کو ایسا کہہ تو گئی تھی مگر حقیقت میں اس کے دل کو بھی چوٹ پہنچی تھی وہ ٹھکرائی گئی ہے قدرت نے ایک بات پھر اس کے ساتھ کھیل کھیلا۔

بہر حال جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے وہ خوش بھی تھی کہ کم از کم اس کی شادی ہونے سے بچ گئی تھی شائلہ کے کمرے سے نئی فون کی گھنٹی کی آواز آئی تو شائلہ سب کو چھوڑ کر اپنے کمرے میں چلی گئی شائلہ نے فون اٹھالیا۔

دوسری جانب سے آواز آئی۔ شائلہ پینا۔ شائلہ چونکی جی معاف کیجئے گا میں نے آپ کو پہچانا نہیں شائلہ پینا میں رو باب کی والدہ بول رہی ہوں دوسری جانب سے کہا گیا۔

ہاں جی آئی کہیں کیا کر سکتی ہوں آپ کے لیے شائلہ نے خوش دلی سے کہا اچانک رو باب کی والدہ رونے لگیں پینا تم رو باب کی اچھی دوستوں میں سے تھی انہوں نے روتے ہوئے پوچھا رہا اب اس دنیا میں نہیں رہی شائلہ آج صبح

کہتی تھی کہ جہاں بات کرنا فضول ہے ہمارا پینا راضی نہ ہوگا ٹیلن آپ ہی نے ضد پکڑی ہوئی تھی عابدہ صاحبہ نے ہاتھ نچا کر کہا۔

تم بیچ میں مت بولو چپ رہو یوسف محمود نے ہاتھ کے اشارے سے عابدہ بیگم کو اپنا منہ بند رکھنے کو کہا عابدہ بیگم تیز ہی چڑھا کر رہ گئیں۔

ڈیڈ اگر بھی چاہتے ہیں آپ تو ٹھیک ہے میں شادی کرنے کے لیے تیار ہوں مگر ایک شرط میری بھی ہے موسیٰ نے چشمہ درست کرتے ہوئے کہا۔

کسی شرط۔ یوسف محمود نے ترجیحی لگا ہوں سے موسیٰ محمود کو دکھورائیں دوسری شادی بھی کروں گا اپنی پسند کی اور آپ خود مجھے اس کی بخوشی اجازت دیں گے کیونکہ میں آپ کی ضد ماننے کو تیار ہوں موسیٰ نے مسکراتے ہوئے اطمینان سے کہا۔

یوسف محمود کا بے اختیار دل چاہا کہ وہ ایک زور دار طماچہ موسیٰ کے منہ پر رسید کریں مگر انہوں نے خود کو اسی حرکت سے باز رکھا وہ غصے سے دانت بھیج کر رہ گئے تھے ایسے گھنیا پن سے اچھا ہے کہ تم شادی ہی نہ کرو کم از کم ایک معصوم لڑکی کی زندگی خراب ہونے سے بچ جانے کی جاؤ دفع ہو جاؤ دفع کرو اپنی مرضی میرا تم لوگوں سے تعلق ختم بھاڑ میں جاؤ تم ماں پینا یوسف محمود غصے سے کہہ کر پاؤں پٹختے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔

سورج کی کرنیں آج بہت بھلی لگ رہی تھی شائلہ کچھ ہی دیر سوئی تھی پھر اس کی آنکھ کھل گئی اس نے جو دن چڑھا دیکھا تو وہ اپنے بستر سے اٹھ کر نیچے چلی آئی ہال میں سب بچے چہرے لیے بیٹھے

امانت دار مفلسی کے وقت
دوست ضرورت کے وقت
خصم کے وقت اپنے

صبا کنول۔ منظر

گڑھ

ہم نے اس کی لاش کھیتوں میں پڑی پائی وہ
روتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

شاملہ کو لگا جیسے کسی نے اس پر بم گرا دیا
ہو اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا وہ ایک
انگ کر بولی۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں آنٹی۔
ہاں جیسا اس لیے تمہیں فون کیا ہے تم جان
جاؤ کہ وہ خود کو سنبھال کر بولیں۔

تھمرے آنٹی میں پانچ منٹ میں آپ کے
پاس پہنچتی ہوں شاملہ نے کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا
اسے اپنا دل تاپال کی گہرائیوں میں ڈوبتا ہوا
محسوس ہو رہا تھا رو باپ جیسے زندہ دل جواب لڑکی
کی موت کو تسلیم کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا۔
جاری ہے۔

غزل
اک شخص کی ہمیشہ سے چاہت رہی مجھ کو
کبھی زندگی کبھی بندگی میں راہت رہی مجھ کو
میں وہ مجرم ہوں جس کا قصور یہی ہے
وقایہ وقتا کرنے کی عادت رہی مجھ کو
تیرے دربار سے میرے لیے یہی مقام ہے
ہر پارٹوٹ جانے کی اجازت رہی مجھ کو
تیرے سانداز بیان سے ہوئے ہیں نینا پریم
آہ زاری سنانے میں فصاحت رہی مجھ کو
وہ تیرے تصور میں ہر بار برا کر جانا
کہ تیری یادوں میں ماضی سے قباہت رہی

فقہی خدا سے جواب بھی میرا سہارا ہے
جس کی ہاں میں ہاں ملانے کی خواہش رہی

مجھ کو

جدائی
آج اسے کہا مجھے تیری محبت کی
چاہت کی ضرورت ہے
اور میں اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھ رہی
ہوں

مجھ کو

اور رو رہی ہوں جن میں صرف جدائی ہے
بھروسہ نہیں

جنید فقہی

غزل

تیری یادوں میں یوں روئے اکثر
پلکوں کے کنارے بھی بھگوئے اکثر
تجھے یاد نہ کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا
پھر یوں ٹوٹ کے یاد آئے اکثر
آج دل میں تجھے جانتے ہیں
جو پھول تیرے بالوں میں سجائے اکثر
اک زمانے تیری بانہوں کا رہا تکیہ
اور میں لینا رہا سر کو نکائے اکثر

ابر کے سایہ کا
غیر محبت کی محبت کا
خوشامدی کی تعریف کا
جواری کا
کھانے کے پاروں کا
تنگدستی اور زندگی کا
آہائش

آزمایا جاتا ہے بہادر مقابلے کے وقت
مستقل خراج مصیبت کے وقت

جواب عرض 165

پیار کا سراب پانچویں قسط

فریب سے محبت

-- تحریر: مجید احمد جانی۔ ملتان --

شہزادہ بھائی اسلام ویکم امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ میں آج پھر اپنی ایک نئی تحریر فریب سے محبت کے کرا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں میری یہ کہانی محبت کرنے والوں کے لیے ہے یہ ایک بہترین کہانی ہے اسے پڑھ کر آپ چومیں گے کسی سے ہے۔ فائدہ کرنے سے امتراز کریں گے کسی کو بیچ رہا میں نہ چھوڑیں گے کوئی آپ کو بے پناہ چاہے گا مگر ایک صورت یہ ہے کہ آپ کو اس سے قطعاً ہونا پڑے گا۔ یہ زندگی بھی عجیب شے ہے۔ کبھی ہنسائی ہے تو کبھی رونا ہی ہے۔ کبھی بہاروں کا جشن، تو کبھی سسکیوں، آہوں کی ذمگی کالی سیاہ راتیں۔ کبھی شہنائیاں بجتی ہیں تو کبھی صاف رتبہ۔ یہ عجیب گنگا ہے۔ کس لئے اپنا زرش بدل لے رکھوں نہیں جانتا۔ زیست سے کیا کیا کچھ نہیں پایا۔ اسی نے اسے اسٹیج کا نام دیا۔ اس نے خیال میں برآئے والا اپنا اپنا کرنا۔ دنیا سے روپوش ہو جاتا ہے۔ ادارہ جواب عرض کی پاسکی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اسے اپنی بیٹی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی ذہنی نہ ہوا۔ مگر یہ سب سب ہوگی جس کا ادارہ پراثر و رسد دار نہیں ہوگا۔

محبت طوفان برپا کر دیتا ہے۔ ہم زندگی کو سنوارتے سنوارتے بالآخر اپنے اپنے ذہن کے نوانے۔ نہ دیکھتے ہیں۔ تو پھر سے کس سے روت پرور کر رہا ہے اور جسم میں کبھی میں سوار ہو جاتا ہے۔ ہم خوش چاہتے ہیں۔ محبت اپنے نہیں۔ ہم خوشیوں کے غلبہ کار ہیں۔ اپنے آپ کو دیکھتے ہیں لیکن کبھی ہم نے یہ نہیں سوچا کہ قوں ہمارے وہبہ سے زندگی کی باڈی - ہر جانے۔ ہماری جہ سے کسی کی زندگی ٹھوس فی - میں غصتی بھی چاہتی ہے۔ ریگستان کی رہا ہے - زندگی میں گھرتی جاتی ہے۔ اس کی زندگی چاروں طرف گھومتی ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ اس کو کیا ہے۔ اس کی زندگی - وہ ہر سے دیکھے دکھ برداشت نہ کر سکتی ہے۔ یہ نہیں جانتے آپ سے غرض ہے۔

رات یہ زندگی بھی عجیب شے ہے۔ کبھی جذبہ ہی سے تو کبھی۔ دوانی ہے۔ کبھی بہاروں کا جشن، تو کبھی سسکیوں، آہوں کی ذمگی کالی سیاہ راتیں۔ کبھی شہنائیاں بجتی ہیں تو کبھی صاف رتبہ۔ یہ عجیب گنگا ہے۔ کس لئے اپنا زرش بدل لے رکھوں نہیں جانتا۔ زیست سے کیا کیا کچھ نہیں پایا۔ اسی نے اسے اسٹیج کا نام دیا۔ اس نے خیال میں برآئے والا اپنا اپنا کرنا۔ دنیا سے روپوش ہو جاتا ہے۔ ادارہ جواب عرض کی پاسکی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اسے اپنی بیٹی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی ذہنی نہ ہوا۔ مگر یہ سب سب ہوگی جس کا ادارہ پراثر و رسد دار نہیں ہوگا۔



جواب نمبر 167

Scanned By Amir

جانے کیوں جہاں میں ایسا ہوتا ہے
خوشی جو دے سب کو وہی روتا ہے
عمر بھر ساتھ نہ بھاسکے جو
جانے کیوں پیارا سی سے ہوتا ہے
میں لاہور سے ملتان چھٹیوں پر جا رہا تھا۔ ابھی
چوکی کر اس کر رہے تھے کہ میرا سیل بجھا اٹھا۔ نمبر
نجان تھا۔ میں نے اوکے کاٹن دہا دیا۔

ہیلو کون؟ ہیلو کون؟

ادھر سے آواز نہیں آرہی تھی۔ گاڑی
میں موسیقی کی آواز سے پر اٹھم ہو رہی تھی۔ میرا کزن
ڈرائیونگ کر رہا تھا اسے میں نے آواز کم کرنے کو
کہا۔ اٹنے میں کال دوبارہ آنے لگی۔ میں نے
اوکے کاٹن دیا کر موہائل ساتوں کے قریب
کہا۔ ایک ترخم سی، بیٹھی کوئل جیسی آواز میری ساتوں
سے نکلائی۔

ہیلو۔۔۔ مجدد احمد جانی بات کر رہے ہیں۔
جی بھائی جان۔ مگر آپ نے اپنا تعارف نہیں
کر دیا۔

سر۔۔۔ میرا نام فخر دیکھی ہے۔ جمنگ سے
عرض کر رہا ہوں۔

ارے واہ جمنگ کے لوگ تو بہت محبت کرنے
والے ہیں۔

ایسا ہی ہے میرے بھائی۔
جی فخر میرے لائق کوئی کام۔

سر جی۔ میں نے ایک کہانی لکھی ہے جو آپ کو
ارسال کر رہا ہوں۔ اسے اپنے لفظوں میں کٹورٹ
کر کے جواب عرض کی زینت بنادیں۔ آپ کی
بہت مہربانی ہوگی۔ آپ کا نمبر اگست 2011 کے
شمارے سے لیا ہے جس میں آپ کی کہانی "کڑوے
بادام" شائع ہوئی ہے۔ جب پڑھی تو دل منور ہو
گیا۔ وقت کی قلت کی وجہ سے آپ سے رابطہ نہ
ہو سکا۔ اب آپ کی کہانی "حسین بہاریں لوٹ

کئی لی زندگی عذاب بن جائے۔ کسی سے ان
کے اپنے روتھ جائیں۔ ماں کی ممتا چھڑ جائے، کسی
کی بہن کی عزت پامال ہو جائے۔ ہمیں کوئی غرض
نہیں۔ غرض ہے تو صرف اپنے مفاد کی ہے۔ اپنے
مقاصد کی ہے۔ اپنی عزت کی ہے، اپنی جان کی
ہے۔ دوسرے مر جائیں یا جنس ہمیں کیا۔

اے زندگی تو نے کس دنیا میں آنکھ کھولی ہے
۔ جہاں جان دینے والوں کی زندگی عذاب بنا دی
جائی ہے۔ خوشیوں بھری زندگی میں غموں کے۔
آہوں کے زہریلے جام بھر دیے۔ کہیں دل و جگر
گھائل ہوئے، کہیں روح تک کاتب آئی۔ کہیں
محبت بدنام ہو کر رہ جاتی ہے۔ کہیں سگ سگ کر
بیٹا پڑتا ہے۔ جس کو ہم زندگی سمجھتے ہیں، اپنی جان
سمجھتے ہیں، اپنا آج وکل سمجھتے ہیں وہی ہماری زندگی
تھا کر کے دور بہت دور رہ گئیں میں کم ہو جاتے ہیں
اور ہم آہوں، سسکیوں کے حوالے ہو جاتے
ہیں۔ پھر زندگی موت سے دوستی کرنے پر
مجبور ہو جاتی ہے۔

میں نے کسی کو اپنا جانا تھا۔ اسے اپنا مانا تھا
۔ دل کے نہہ خانوں میں جگہ دی تھی۔ مگر اسی نے
میری زندگی جاہ و بر باد کر دی۔ مجھے کیا خبر تھی وہ کالی
ناگن بن کر ڈستی جائے گی اور میری زندگی زہر کے
جام پینے پر مجبور ہو جائے گی۔ میں بھی کتنا پاگل ہوں
۔ ہر قدم پر دھوکہ کھاتا رہا پھر بھی میرے
لبوں پر محبوب کا نام چلتا رہا۔ کہتے ہیں سانپ جس کا
دودھ پیتا ہے اس کو بھی ڈنگ لیتا ہے۔ ڈس لیتا ہے

نسرین! تم تو ناگن سے بھی زیادہ زہریلی نللی۔
بے شک میری جان لے لیتی مگر یوں بدنام و سوانہ
کرتی۔ میں نے کیا جرم کیا جو تو میرا بیٹا عذاب بنا
دیا۔ شاید رسم دنیا ہے وفا کرو، بے وفائی گلے پڑتی
ہے۔ جس کو اپنا جانو وہی زندگی لے لیتا ہے۔

جواب عرض 168

Scanned By Amir

حق یاد اپنی نہ امانتیں ہوتی۔ دن ٹرپ
 تھا۔ واقعی آپ بہت عمدہ اور معیاری تحریریں لکھتے
 ہیں۔ اتنی گہرائی سے لکھتے ہیں۔ آپ کا کلمہ دروہ کی
 گہرائیوں کو چھونا ہوا حوصلہ قریطاس پر مولیٰ بکھرتا ہے۔
 اُمید ہے میری اسٹوری کو بھی عمدہ القاطوں سے پیش
 کریں گے۔ میرے بھائی یہ آپ کا ذوق نظر ہے۔
 آپ کی حوصلہ افزائی ہی ہمیں آگے لکھنے کا حوصلہ عطا
 کرتی ہے۔ گفتگو اختتام پذیر ہوئی تو میں نے عنصر کو
 اپنا لانا اور کا ایڈریس سینڈ کر دیا۔ یوں کال منقطع ہو
 گئی۔

چشمیاں گزار کر وہاں آیا تو کافی سارے خطوط
 کے ساتھ ایک رجسٹری، میرے نام سے آفس میں
 موجود تھی۔ میں چاہتا تھا کہ عنصر دیکھنے کے کہانی سینڈ کی
 ہے۔ کہانی کچھ یوں تھی۔

کچھ اندھیرا بھی ضروری ہے غم یار کے
 ساتھ

اب دیا کوئی نہ رکھے مری دیوار کے ساتھ
 میں جواک عمر مسافت میں رہا تب جانا
 راہ بھی چلتی رہتی مری رفتار کے ساتھ
 میرا نام محمد عنصر دیکھی ہے۔ میں تحصیل احمد پور
 سیال ضلع جنگ کارہاٹی ہوں۔ میں نے ایک متوسط
 گھرانے میں آنکھ کھولی۔ ہم چار بھائی ہیں۔ ہماری
 کوئی بہن نہیں ہے۔ گھر میں سب سے چھوٹا میں ہی
 ہوں۔ چھوٹا ہونے کے ناطے سبھی کی آنکھوں کا
 تارا اور ہر دل عزیز ہوں۔ سبھی مجھے بہت محبت کرتے
 ہیں۔ جب مجھ میں کچھ بوجھ آنے لگی تو مجھے اسکول
 داخل کروایا گیا۔ زندگی کی سہ پہاڑی بہاریں کھیلتے
 کودتے ہنراتیں کرتے گزر گئیں۔ اب تو بھٹل
 میں بیگ ہوتا، دوست ہوتے، اور اسکول کی راہ
 ہوتی۔ روزانہ اسکول جانا اور واپس آ کر کھیل کود، ہوم
 بُر۔ ہوتا۔ شام ہوتے ہی خینڈ کی وادی میں
 بیٹھنے لگتا۔ زندگی کی گاڑی ہمیں سے

زرفیابی جاری تھی۔ میں۔ پر نہیں
 اچھے نمبروں سے پاس کر لیا۔ والدین کی محبت
 ، بھائیوں کا پیار میرے ساتھ ساتھ تھا۔ پرائمری
 کرنے کے بعد قریبی ہائی اسکول میں ایڈیشن لے
 لیا۔ نیا ماحول پا کر دل افسردہ سا تھا۔ لیکن وقت کے
 ساتھ ساتھ نئے دوستوں کی کھینے نے مجھے اپنی گرفت
 میں لے لیا۔ ان کی محبت، مظلوم سے دن اچھا گزار
 جاتا۔ یونہی ہلکی خوشی زندگی کا سفر طے ہوتا گیا۔ دن
 بہتوں میں، ملتے ملتے میں اور مہینے سالوں میں
 کورٹ ہوتے گئے۔ ماہ و سال گزارتے گئے۔ میں
 دسویں میں پہنچا تو زندگی بچپن کو الوداع کر کے جوانی
 کی مہمان بن چکی تھی۔ میرے دوست پیار و محبت
 کے کن گاتے رہتے۔ ہر دوست اپنے محبوب کے
 قصیدے سنارہا ہوتا۔ مجھے ان کی یہ باتیں زبردستی
 تھیں۔ میں انہیں برا بھلا کہتا رہتا۔ وہ ہنستے ہوئے
 میری باتوں کا مذاق اڑاتے رہتے۔ what is
 love? محبت کیا ہے۔ میں نہیں جانتا تھا۔

میرے دوست کہتے عنصر محبت کی نہیں جانتی، جو
 جانتی ہے۔ یہ وہ جذبہ ہے جو دلوں سے ابھرتا
 ہے۔ محبت! انسان کو ہیرا بنا دیتی ہے۔ محبت ہی کے
 دم سے دنیا آباد ہے۔ محبت نہ ہوتی تو انسان
 حیوانیت کی life گزارنے پر مجبور ہوتا۔ مگر محبت نہ
 ہوتی کچھ بھی نہ ہوتا۔ یہ زمین نہ ہوتی یہ آسمان نہ
 ہوتا۔ یہ محبت ہی تو ہے کہ انسان نے محبوب کی خاطر
 پتھروں سے زمیں نکال کر دے دی۔ محبت کی خاطر
 تخت و تاج بھول گئے۔ پس محبت عظیم ہے۔ عنصر
 جب قصص کسی سے محبت ہوگی تو جب جانو گے کہ ہم
 سچ کہتے ہیں۔ دوست لہا چوڑا لڑ پھر سنا تے مگر میں
 مذاق کچھ نہال دیتا۔

میں ابھی محبت کے حروف چھی بھی نہیں پڑھ
 سکا
 اور حیرت آنکھیں ہیں ریاضی کے سالوں کی

یہ 2008 کی بات ہے جب میرے چچا کے بیٹے کی شادی طے ہوئی۔ 20 ستمبر 2008 کو شادی تھی۔ ہم سب گھر والے 19 تاریخ کو صندھ بھائی کے گھر پہنچ گئے تھے۔ صندھ میرا چچا زاد بھائی ہے۔ صندھ بھائی دو لہا بننے والا تھا۔ یعنی صندھ بھائی کی شادی تھی۔ 19 ستمبر تاریخ کی خوبصورت شام میرے لیے یادگار تھی۔ مہمان جمع ہو چکے تھے۔ خوب چہل پہل تھی۔ مہندی کی رسم ہم نے بڑی دھوم دھام سے منائی۔ رات گئے تک ڈانس اور شور و غل رہا۔ نوجوان رشتے دار خوب ہلاکھا کر رہے تھے۔ سبھی کی خوشی دیکھنے والی تھی۔ ہر چہرہ مسکرا رہا تھا۔

اگلی صبح بارات تھی۔ رات گئے مہندی کے ہنگامے ختم ہوئے تو ہم خواب خرگوش ہو گئے۔ صبح کا سورج اپنی کرنوں سے زمین کو روشن کرنے لگا تو ہم نے بارات کی تیاریاں شروع کر دی۔ صبح دس بجے بارات بڑی دھوم دھام سے۔ دھول کی تال برقص کرتے لڑکوں کے ہمراہ لڑکی والوں کے گھر پہنچ گئی۔

لڑکی والوں نے پُر جوش طریقے سے ہمراہ استقبال کیا۔ گلاب کے پھولوں کی بارش کی گئی۔ لڑکیوں کی دو لائیں بنی ہوئی تھیں۔ گلی کی دونوں سائیڈوں پر لڑکیاں کھڑی گلابوں کی پتیاں برسا رہی تھیں۔ ہم درمیان سے گزر رہے تھے۔ نذر تے ہوئے اچانک میری نظر پری نما چہرے پر پڑی۔ جو انہی لڑکیوں کے درمیان کھڑی پھول برسانے میں مصروف تھی۔ اس کی پہلی نظر مجھے دیوانہ کر گئی۔ ادھر سے میری نظریں اٹھی، ادھر سے اس کی نظریں اٹھی۔ نظروں کا تصادم ہوا اور میرا دل گھائل ہو گیا۔ اس کی جدوئی آنکھوں میں ایسی کشش تھی کہ میرے دل کی دھڑکن بند ہونے لگی۔ جیسے دل نے دھڑکنے سے معذرت کر لی ہو۔ بہت حسین، سندھ لڑکی، میرا دل چرا کے لی گئی۔ سرخ رنگ کی لباس

میں نہیں دو لہن سی لگ رہی تھی۔ معصوم چہرہ، نیلی سولی لٹکی آنکھیں، گلابی گلابی رخساروں نے میرا دل فدا کر دیا۔ گلاب کے پھولوں کی پگھلیوں جیسے لال شرابی ہونٹ، دانت جیسے آسمان پر چمکتے ستارے ہوں۔ کندھوں پر کھڑکی کالی سیاہ زلفیں جیسے دمبر کی کالی سیاہ راتیں۔ آوارہ زلفیں گالوں کو بار بار چھو رہی تھیں۔ گنتی خوش قسمت زلفیں تھیں جو نرم و ملائم گالوں کو بنا روک ٹوک کے چھونے میں مصروف تھیں۔ ایک ہم تھے کہ ٹھنڈی آہیں بھرتے تھے۔ ستوانی ناک اور گندمی گورا، گول مونول چہرہ دل کو مرنے پر مجبور کر گیا۔ دل سب کچھ ہار گیا۔ چمکتا چاند سا کھنڈ سیاہ زلفوں میں ایسا لگتا تھا جیسے کالی سیاہ رات میں کوئی دیا لٹے بھرتا ہو۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

رات دیکھی ہے کبھی ہوتی زنجیر کوئی
مجھے بتائے اس خواب کی تعبیر کوئی
پڑھنے بیٹھوں تو ابھر آتی سے ہر صبح پر
بات کرتی ہوئی، ہنستی ہوئی تصویر کوئی

ایک حسین، سندھ، بیوٹی سی لڑکی میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ میں ارد گرد کے ماحول سے بے نیاز، اسی کی طرف دیکھتا رہا۔ خیالوں کی بارش ہوتی۔ میں بھگتا چلا گیا۔ میں اسی مہ جیوں کے خواب دیکھنے لگا۔ مجھے شادی کے ہنگامے یاد ہی نہ رہے۔ میرے ذہن پر ایک اسی کا قبضہ تھا۔

کاش! یہ لڑکی میری زندگی میں آ جائے۔ میری ویران زندگی میں بہار آ جائے گی۔ میرے تمام ڈرامے ختم ہو جائیں گے۔ ہر طرف بہار کھڑی ہو۔ خوشیوں کی بارش ہو۔ تمہاریوں سے نجات مل جائے۔ جدائی، کرب کے لمحے محبوب کے ساتھ نذر نے لگیں۔ اے کاش۔ کاش ہو جائے۔ وہ حسینہ، وہ جیسی میرے مقدر میں ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے میرا ہم سفر بنا دے۔
ہاراتی آب کے کرسیوں پر بیٹھ چکے۔

ہوتا تو دنیا کا وجود بھی نہ ہوتا۔

بارات کا یہ جوش استقبال کیا گیا تو مہمانوں کی خوب خاطر تواضع ہوئی۔ رسم نکاح کے بعد بھی لوگ وہاں ہی تیار رہنے لگے۔ میری نظریں نسرین کو تلاش کر رہی تھیں۔ بے چینی، بے قراری حد سے بڑھی ہوئی تھی۔ میں ادھر ادھر مارا، مارا پھر رہا تھا۔ یا اللہ! مجھے کہیں سے نسرین نظر آجائے۔ میری نظریں بے چکن تھیں۔ سوچوں پر صرف نسرین کا پہرہ تھا۔ کسی کو حال دل بتا بھی نہیں سکتا تھا کہ میرے اندر کیا آگ لگی ہوئی ہے۔ کسی کو بتایا تو کہیں ایسا بھی نہ ہو جائے کہ کبھی کو معلوم ہو جائے کہ یہاں رہا تھا آیا ہوا ہے۔ لوگ میرا مذاق نہ اڑائیں۔ ڈراپٹی جگہ تھا۔ محبوب کی تلاش اپنی جگہ تھی۔

جب رخصتی ہونے لگی تو میں اس وقت حویلی کے اندر موجود تھا۔ لڑکے چینیہ کا سامان گاڑی میں رکھ رہے تھے۔ قدرت نے نرم کیا۔ نسرین بھی اسی وقت وہاں آ چکی۔ میری نظریں اسی کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ نسرین بھی میری طرف چہرے فور سے دیکھ رہی تھی۔ مجھ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ میں اس سے کوئی بات کر جاؤں۔ صرف نظروں سے دیدار یا رہا ہوں یا تو۔ نرسن نہ پیاس بچھ رہی تھی۔ دل کہتا تھا چل پھر اپنے محبوب سے ہم کلام ہو۔ بذاتی مشاغل سے کافی دیر بعد ہمت برتنے میں نے نسرین کو سلام کیا۔ پھر خاموشی کے فاصل میں میرے لبوں پر لہک گئے۔ مجھے کچھ نہیں آ رہی تھی۔ کیا کروں۔ وقت رخصتی آ رہا تھا۔ ہم بارانی دوپٹے لٹیر وہاں بھائی کے گھر چلے گئے۔ قسمت میری کہ نسرین بھی اپنی بہن کے ساتھ بارات کے ہمراہ آ گئی۔ جب مجھے نظر ہوا کہ نسرین بھی ساتھ آ رہی ہے۔ دل بہت خوش ہوا۔ دل بھنگڑے ڈال رہا تھا۔ نظریں جہاں جا تیں جہاں پرند، شجر، فصلیں مسراتے نظر آتے۔ بہاروں، مسلمانوں تھا۔ خوشیوں کے جھرمٹ میں میری زندگی اور حسین

تہ۔ جب مجھے میرے کزن نے مجھوڑا جب حالات کی دنیا سے باہر آیا۔ رسومات اختتام پذیر ہوئیں۔ آخر میں، میں بھی دوپٹے کے ساتھ اندر زبان خانے میں چلا گیا۔ دولہا سلامی وصول کرنے میں مگن تھا۔ میری نظریں اسی حسینہ کو تلاش کر رہی تھیں۔ تھوڑی دور وہ حسینہ اپنی پہلجوں کے ساتھ گپ شپ میں مصروف کھڑی نظر آئی۔ میں نے اپنی کزن سے پوچھا۔

کزن جی۔ یہ لڑکی کون ہے۔؟

کزن نے جواب دیا۔ یہ نسرین! ارے دو بہن کی چھوٹی بہن ہے۔ مگر عنصر تم ایسے کیوں پوچھ رہے ہو۔؟

کزن جی ویسے ہی پوچھ بیٹھے۔ بڑے غرے بڑے زور سے۔

اچھا اچھا۔ عنصر صاحب آپ کیلئے عرض ہے۔ نسرین میری دوست ہے اور میرے ساتھ احمد پور سیال میں اکٹھے پڑھتی ہے۔

اوہو۔۔۔

نسرین بھی لوہے کا اس میں پڑھتی ہے۔

جی ہاں ہم دونوں دوست بھی اور کلاس فیلو بھی ہیں۔ میں نسرین کے بارے بہت کچھ جان چکا تھا۔ نسرین کا گھر میں میرے گھر سے آدھا کلومیٹر کے صلے پر واقع تھا۔ مجھے پہلی نظر میں اس سے محبت ہوئی۔ پہلی نظر کی محبت کہہ سکتی ہوتی ہے۔ دوست ٹھیک مانتے تھے۔ محبت کی نہیں جانی، ہو جاتی ہے۔ مجھے ہی نسرین سے محبت ہو گئی تھی۔ نسرین بھی مجھے گھور غور سے دیکھتی رہی۔ میں بھی اس کی طرف دیکھ کر ٹہرا پڑتا۔ شاید نسرین کو مجھ میں دل چسپی ہونے لگی۔ محبت کی آگ دونوں طرف لگی ہو تو مزہ بھی آتا ہے۔ کہنے والے سچ کہتے ہیں کہ محبت دونوں کے آپ کا نام ہے۔ محبت عظیم ہے۔ محبت ہی کے دم سے دنیا کا کارواں چل رہا ہے۔ محبت کا وجود نہ

سوئی۔ دوسرے دن ولیر تھا۔ بہت سارے مہمان آئے ہوئے تھے۔ میں نے اپنی کزن سے کہا۔
یار میرا سرین سے تعارف تو کرو۔ آپ کی مہربانی ہوگی۔
کزن نے کہا۔ عنصر بھائی! چند منٹ رک جاؤ۔

تھوڑی دیر کے بعد میری کزن سرین کے ہمراہ میرے پاس آگئی۔ کزن نے سلام کیا تو میں نے سلام کا جواب دیا۔ ہاتھ کے اشارے سے ساتھ بڑی کرسیوں پر بیٹھنے کو کہا۔ سرین اور میری کزن بیٹھ گئی۔ یوں ہماری پہلی ملاقات ہوئی۔ سرین سے میرا تعارف کروایا گیا اور سرین نے اپنا تعارف بھی کروایا۔ مجھے پہلے علم نہیں تھا کہ سرین میری کزن لگتی ہے۔ نہ ہی صفحہ بھائی نے واضح کیا تھا۔ سرین دور کی کزن تھی یہ جان کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ سرین میری رشتے دار ہے۔ دل بڑا خوش تھا ابھی ہم بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ سرین کو اس کی بہن نے بلوایا۔ سرین اٹھ کر چلی گئی۔ وہ تو چلی گئی میرے دل کی دنیا میں طوفان برپا کر گئی۔ دل بار بار ضد کر رہا تھا کہ اپنے محبوب کو دل کی آواز سنا دو۔ لیکن موقع نہیں مل پاتا تھا۔ پھر میرے دماغ نے ترکیب دی کہ اپنی دل کی بات صلیقہ قرطاس پر لکھ کر سرین کے حوالے کر دو۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ پھر میں نے ایسا ہی کیا۔ کاغذ لکھ اٹھایا اور سرین کو لیٹر لکھنے لگا۔ جس کے چند الفاظ یوں تھے۔

جان سے پیاری سرین!

سلام لکھوں، دعا لکھوں، گل لکھوں یا مگزار لکھوں۔ دل تو کہتا ہے تیرا نام بار بار لکھوں۔ پیاری سرین جب سے تمہیں دیکھا ہے۔ دل تیرا دیوانہ ہو گیا ہے۔ تم میرے دل کی دھڑکن ہو۔ جس سے میری زندگی چل رہی ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے تم بن ادموراسا ہو۔ میرے خوابوں، خیالوں میں صرف

تیرا ہی خیال ہے۔ جدھر بھی دیکھوں تیرا عکس نظر آتا ہے۔ میری کس کس میں تو ہی سمائی ہے۔ تمہیں اپنی زندگی سے بڑھ کر چاہنے لگا ہوں۔ میرے بے چین دل کی زندگی تم ہی ہو۔ تم ہی میری زندگی، تم ہی میری جان ہو۔ میری جستجو، میری آرزو تم ہی ہو۔ پلیز! میرے دل کو مت توڑنا۔ یہ دل میرا ہی تمہارا ہو چکا ہے۔ ہاں سنو تو، میرے لیٹر کا جواب محبت سے دینا ورنہ جیتے جی مر جاؤں گا۔ تیرا یہ دیوانہ تیرے جواب کا انتظار راہ نکتار ہے گا۔ جواب ضرور دینا۔

والسلام! فقط آپ کا دیوانہ عنصر دکھی

لیٹر لکھ کر خوبصورت رومال میں پر لپیوم لگا کر جیب میں ڈال لیا۔ اب رات کا انتظار تھا۔ کب رات ہو، کب میں اپنا حال دل اپنی جان تک پہنچاؤں۔ دن بھر کے ہنگاموں کے بعد رات کے چھائے ڈھلنے لگے۔ سب لوگ سونے کے لئے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

میں نے اپنی کزن ایمان کو کہا۔ میرے لئے جگہ کا انتظام کرو مجھے نیند آ رہی ہے۔

ایمان نے اپنا ذاتی کمرہ خالی کروایا۔ وہاں کچھ خاص مہمان بھی ٹھہرے تھے۔ انہوں نے بھی ادھر ہی سونا تھا۔ چند لمحوں بعد سرین قسمت سے کمرے میں آئی میں نے موقع پا کر لیٹر سرین کو تھا دیا اور اپنے بستر پر جا کر سو گیا۔ رات سرین کے خوابوں، خیالوں میں گزر گئی۔

صبح جب آنکھ کھلی تو آنکھیں ملتا ہوا کمرے سے باہر آیا۔ سرین کو اپنی سہلیوں کے ساتھ مسکراتا دیکھ کر دل کو سکون مل گیا۔ پھر فریض ہونے چلا گیا۔ نہانے کے بعد ڈریس تبدیل کیا۔ اتنے میں میرا کزن صفحہ آیا گیا۔ آتے ہی برس پڑا۔

شہزادے کہاں غائب ہو جاتے ہو۔؟ مجھے بھوک لگی ہوئی ہے۔ جلدی کرونا شیت کریں۔ میں نے صفحہ بھائی کو پھرتے ہوئے کہا۔

بھائی آپ نے ابھی تک ناشتہ نہیں کیا۔
 نہیں غصہ۔ تمہاری وجہ سے ناشتہ نہیں کیا۔
 نواب اٹھتے تو ناشتہ بھی ہوتا۔
 بھائی اب تو آپ کی پیغم آگلی ہے اسی کے
 ساتھ کھایا کرو۔

اسی مذاق کرتے ہم ناشتے کی ٹبل پر جا بیٹھے۔
 ناشتہ کر چکے تھے۔ میرے دل میں طرح طرح
 کے خیالات جنم لے رہے تھے۔ نبھانے نسرین کیا
 جواب دے گی۔ مجھ سے پیار کرنی بھی ہے کہ
 نہیں۔ اسی گفتگو میں سارا دن بیت گیا۔ سورج اپنی
 کرنیں سیٹ چکا تھا، شام ہو گئی۔ پرندے اپنے
 اپنے گونسلوں میں جا چکے تھے۔ ہر طرف خاموشی کا
 عالم تھا۔ نسرین نے ایمان کو سب کچھ بتا دیا۔ نسرین
 نے میرے لپٹ کر ٹھوکرا دیا تھا اور یہ تاکید بھی کی کہ
 آئندہ ایسی لٹلکی کی تو اپنے والدین کو بتا دوں
 گی۔ ساتھ یہ بھی کہا کہ غصہ کو کبھی اپنی اوقات میں
 رہے۔ نسرین نے میرے دل کے کھلے کر دیئے۔
 میرے سارے خواب پلٹا پلٹا میں ریت کی دیوار
 ثابت ہوئے۔ ایسا لگتا تھا میں زمین میں دھنستا جا رہا
 ہوں۔ آنسوؤں کا سمندر بے قابو ہو گیا۔ جل جھل کرتا
 درختوں کو بھگوتا، زمین میں پوس ہوتا گیا۔

دوسرے دن نسرین کے گھر والے دوپہن کو لینے
 آ گئے۔ رسم ڈنیا تھی۔ ہم نے ان کی خوب خاطر
 تواضع کی۔ کھانا کھانے کے بعد گپ شپ کا دور چل
 لگا۔ پھر ایک گھنٹے کے بعد نسرین اور اس کے گھر
 والے دوپہن کو لے کر واپس لوٹ گئے۔ نبھانے مجھے
 کیا ہونے لگا۔ میری سانس رکتی محسوس ہونے
 لگی۔ دل ڈوب رہا تھا۔ محبوب کی بے رخی جان لینے
 گئی تھی۔ آنکھیں برس پڑی۔ میں بھی لوگوں کو چھوڑ
 نہ رہا میں چلا گیا۔ ڈیک کا فن آن کیا اور پاکستانی
 ٹلو کا رارشد محمود کے گانوں کی کیسٹ اٹھا کر لگا
 دی۔ میری پسند کا گانا چل رہا تھا

ہو سکے تو میرا ایک کام کرو
 شام کا ایک پہر میرے نام کرو
 اونچی آواز میں گانا چل رہا تھا اور آنکھیں دور
 کے سمندر میں غوطہ زن تھیں۔ محبوب کی بے رخی
 قیامت ڈھا رہی تھی۔ نبھانے نسرین نے میرے
 ساتھ ایسا کیوں کیا تھا؟ نسرین کے خیالوں کی نگری
 آباد تھی۔ دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے
 خیالات کا نگر چھوڑا اور دروازے کی طرف
 لپکا۔ دروازہ کھولا تو سامنے بھابھی کھڑی تھی۔
 غصہ کیا بات ہے۔ تمہاری تو آنکھیں لال
 ہو رہی ہیں۔

کچھ نہیں بھابھی۔ بس آنکھوں میں دھواں چلا
 گیا تھا۔

چلو آؤ کھانا تیار ہے۔ کھانا کھا لو۔
 میرا من بے چین تھا۔ بھوک تو سب کی غائب
 تھی۔ میں نے جواب دیا۔ بھابھی آپ لوگ کھانا
 کھا لو۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔

بھابھی چلی گئی۔ میں بغیر کھائے بنے، نسرین
 کی یادوں کی محفل سجائے رہی۔ پھر نبھانے کب نیند
 کی دیوی نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا۔

فرصت ملے تو پوچھنا بھی ان کا حال بھی
 جو لوگ تھی رہے ہیں تیرے انتظار میں
 صبح صادق کا وقت ہوا تو پرندوں کے شور و غل
 سے آنکھ کھل گئی۔ نماز فجر کا وقت ہو گیا تو میں اٹھا
 ، وضو کیا۔ قریب ہی مسجد تھی۔ باجماعت نماز ادا کی
 ، رب کے حضور گڑ گڑاتا رہا۔ تلاوت قرآن
 مجید کی دعاؤں میں رب سے محبوب کو مانگتا رہا
 ۔ سورج کی کرنیں بکھرنے لگی تو میں گھر چلا آیا۔ نبھانے
 اسکول کی تیاری کرنے لگا۔ امی ناشتہ تیار کر چکی تھی۔
 پینا غصہ ناشتہ کر لو۔ لیکن سے اٹی نے آواز دی
 ۔ میں ماں کے قدموں میں بیٹھ کر ناشتہ کیا۔ ناشتے
 کے بعد اسکول بیگ کندھوں پر لٹکائے اسکول کی

صرف رواں دواں ہو گیا۔

اسکول پہنچا۔ دوستوں سے ملاقات ہوئی۔ سبھی دوستوں سے بغل گیر ہوا تو وسیم اور کامران پوچھنے لگے۔

دیکھی صاحب خیریت تو تھی تین دن سے اسکول نہیں آئے۔

سوری یار میں آپ کو بتانا۔ سکا کیہ سر پرویز سے چھٹی لی تھی۔ میرے کزن کی شادی تھی۔ میں نے جواب دیا۔

کامران! مخاطب ہوا پھر تو جناب نے خوب انجوائے کیا ہوگا۔

ہاں یار خوب اچھے دن گزرے ہیں۔ تم سناؤ کیسے ہو۔

ہم بھی خیریت سے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ پیرنڈ کی گھنٹی نے نضا میں ارتعاش پھلایا تو ہم کلاس روم کی طرف بڑھ گئے۔ پڑھائی میں دل نہیں لگ رہا تھا۔ خدا خدا کر کے وقت گزرا۔ اڑھائی بجے چھٹی ہوئی۔ وسیم اور میں موٹر سائیکل پر گھر آگئے۔ وسیم سے گہری دوستی تھی۔ دکھ، سکھ کے ساتھی تھے۔ ایک دوسرے کے ہم راز بھی، ایک دوسرے سے ہر بات شیئر کرتے تھے۔

یونہی وقت گزرتا رہا۔ نسرین کی یادیں کالی تاغ کی طرح لمحہ لمحہ ڈستی رہی۔ میرے ارمانوں کا خون ہوتا رہا۔ شادی کے تمام لمحات، واقعات پردہ اسکرین پر بار بار گردش کرتے رہے۔ میں ٹیوشن نہیں جا رہا تھا۔ بھائی نے پوچھا۔

غصہ کیا وجہ ہے ٹیوشن نہیں جا رہے۔

بھائی میرے سر میں درد ہے۔ کل انشاء اللہ! ٹیوشن پڑھنے جاؤں گا۔ میں نے بہانہ بنایا۔ دوسرے دن وسیم کے ساتھ اسکول جا رہا تھا۔ وسیم کہنے لگا غصہ! میں کئی دنوں سے دیکھ رہا ہوں تم خاموش خاموش سے ہو۔ کیا وجہ ہے؟

بس یار کیا بتاؤں۔ یار شادی میں ایک۔۔۔ جبیر، نے میرا جین وقرار چھین لیا ہے۔ میں اسی کو دل سے بیٹھا ہوں۔ لیکن اس نے میری محبت کو ٹھکرا دیا ہے۔

ہاتوں ہاتوں میں اسکول پہنچ گئے۔ دوستوں کے ساتھ گپ شپ کے بعد کلاس اینٹ کی۔ جب چھٹی ہوئی تو ہم گیٹ سے ابھی نکلے ہی تھے۔ میری نظریں دور چالی لڑکیوں پر پڑی۔ میرے دل کی مالک، میری جان نسرین سہلیوں کے ساتھ خراماں خراماں گھر کی طرف جا رہی تھیں۔

میں نے وسیم سے کہا۔۔۔ یار وہ دیکھو یہ ہے میرا محبوب۔ جس نے میرے ہوش اڑا دیئے ہیں۔

وقت کی گنگا بہتی رہی۔ میرا بڑا بھائی تین پتھریاں لے کر گھر آیا ہوا تھا۔ بھائی آری میں تھے جن سے میں بہت ڈرتا تھا۔ اس لیے حتماً ہو گیا۔ وسیم، کامران اور بشارت ہم چاروں خیریت صاحب کی اکیڈمی چلے گئے۔ وہ ہمارے اسکول میں ایس، ایس، وی ماسٹر تھے۔ چھٹی کے بعد ہم سر کی اکیڈمی میں ٹیوشن پڑھنے چلے جاتے تھے۔ مجھے پڑھنے کا بہت جنون تھا۔ اسی لیے کلاس روم میں سب سے اچھے نمبر میرے ہوتے تھے۔ اسکول میں کلاس کا مانیٹر میں ہی تھا اور اکیڈمی میں بھی سر! نے مجھے مانیٹر بنا دیا۔ پڑھائی کے ساتھ ساتھ میں صدر بھائی کے ہاں بھی جاتا رہا۔ صدر کزن کے ساتھ ساتھ ایک اچھا دوست بھی تھا۔ ہماری دوستی بے مثال تھی۔ ایک دن میں صدر بھائی کے گھر تھا۔

صدر بھائی کہنے لگے غصہ ایک کام کر دے۔؟

میں نے مذاق کہا آپ حکم تو کریں، ہم جان ہتھیلی پر رکھ دیں گے۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔

صدر بھائی! کہنے لگے یار میری بیوی کو نیچے چھوڑ کر آؤ۔ مجھے نہیں کام جانا ہے۔

میری تو جیسے عید ہو گئی ہو۔ دیدار پارہو۔۔۔ چلا تھا۔ آیا ہوا محبوب بے رخی کرتا ہے۔ صدمہ کا درد اور

جاتا۔ معمول زندگی، محبوب کے پارا۔ تم، ان کے قدموں کی مٹی چوتے چوتے وقت گزرتا رہا۔

امتحان سر پر تھے۔ ہمیں سرانے خوب محنت کرنے کو کہا اور دن رات اکیڑی میں رہنے کا عندیہ دے دیا۔ ہم لوگ اکیڑی رہنے لگے۔ ہم تین لڑکے اکیڑی میں رہے۔ ان دنوں صبح نو بجے اسکول لگتا اور پونے تین بجے چھٹی ہوتی تھی۔ اس کے بعد اکیڑی جانا ہوتا۔ شام چھ بجے کھانے کی چھٹی ہوتی۔ کھانا کھانے کے بعد پھر اکیڑی جانا ہوتا۔ یوں رات ایک بجے تک پڑھتے رہتے تھے۔ ہمارے استاد بھی اپنی لائبریری والے کمرے میں سو جاتے تھے۔ بھی کبھار گھر چلے جاتے۔ اسی طرح ہم نے خوب محنت کی اور امتحان دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری محنت کا پھل یوں دیا کہ ہم اچھے نمبروں سے پاس ہو گئے۔

ایک دن میں، صفدر اور ان کی بیوی شکیلہ، نسرین کے گھر گئے۔ چند منٹوں کے بعد صفدر دکان سے سودا سلف لینے چلا گیا۔ میں اور شکیلہ برآمدے سے اٹھ کر اندر کمرے میں چلے گئے۔ وہاں نسرین تبلیغی ریاضی کے سوالات کر رہی تھی۔ ہم نسرین کو ملے۔ ادھر ہی بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد نسرین نے اپنی بہن سے کہا۔

باقی یہ سوال تو سمجھا دو۔ نسرین میٹھ کے الجبرے کے سوالات کر رہی تھی۔ شکیلہ نے اٹار کر تے ہوئے کہا۔

تم عصر سے حل کروالوں۔

میں تو پہلے ہی موقع کی تلاش میں تھا۔ نسرین کو بڑے پیار سے کہا۔

لاؤ کون سا سوال ہے؟ میں سمجھائے دیتا ہوں۔ نسرین پہلے تو شرمائی۔ پھر میں نے بڑی چابا سے، بڑی محبت سے تین سوال سمجھائے۔ پھر شکیلہ نے نسرین کو پانی لانے کو کہا۔ میں سوالات کے بہانے کا

ہوگا۔ صفدر بھائی کے گھر آنا جانا رہتا تھا۔ ان کی بیوی شکیلہ سے گپ شب ہوتی رہتی تھی۔ میں نے شکیلہ کو میکے چھوڑنے کی حامی بھری تھی۔ شکیلہ تیاری کر چکی تھی۔ میں نے موٹر سائیکل اشارت کیا اور شکیلہ کو لے کر صفدر کے سسرال روانہ ہو گیا۔ خیالوں میں منم کا بہرا تھا۔ تھوڑی سی مسافت کے بعد ہم ان کے گھر پہنچ گئے۔ شکیلہ کی والدہ بھینسوں کو چارہ ڈالنے میں مصروف تھی۔ میری جان، میرے دل کی دھڑکن، میری نس نس میں سمانے والی نسرین گھر کے کام نمٹا رہی تھی۔ شکیلہ کی ماں نے میری جان کو آواز دی۔

دیکھو نسرین کون آیا ہے؟

ہم گپ شب کرتے حویلی میں جا چکے تھے۔ نسرین آچکی تھی، چہرہ نظروں سے دیدار کی پیاس بجھ گئی تھی۔

نسرین بیٹا، عصر آیا ہے ہے ان کے لئے چائے تو بنا لاؤ۔ تھوڑی دیر بعد نسرین مٹھے میں چائے اور بسکٹ چائے جلوہ گر ہوئی۔

سبھی نے گپ شب کے ساتھ چائے کا حوض لیا۔ محبوب کی دھنی دیکھو، جو چائے کا کپ مجھے چھنایا گیا۔ اس میں نمک بہت زیادہ ڈال دیا۔ وہ زہر بن چکا تھا۔ لیکن میں نے محسوس نہ ہونے دیا۔ نظریں محبوب کے چہرے پر مرکوز رکھے چائے پی گیا۔ چائے میں نمک تھا تو کیا ہوا اگر زہر بھی ملا دیتی تو خوشی خوشی نوش کر لیتا۔ چائے پینے کے بعد میں نے اجازت مانگی اور گھر روانہ ہوا۔

کاٹ کر میری زبان کہہ رہا تھا وہ فراز اب تمہیں اجازت ہے حال دل سنانے کی وقت کا گھوڑا اپنی مستی میں ڈورتا رہا۔ میں صفدر اور شکیلہ کے ساتھ بہانے سے نسرین کے گھر آتا جاتا رہا۔ پڑھائی بھی جاری تھی۔ اس طرح محبوب کی راہیں میرا مقدر بن گئیں۔ جب بھی شکیلہ میکے جاتی میں اسی کے بہانے نسرین کے گھر چلا

رہی سلام دو ماہی۔ میں صدف بھائی کے ساتھ ہے۔
 نی پر بیٹھ گیا۔ صدف کہنے لگا۔

صدف میں شہر شاہجک کے لئے جانا ہے اور
 تمہیں ساتھ چلنا ہوگا۔ مجھے معلوم تھا آج اتوار ہے
 اور اتوار کو آپ فری ہوتے ہیں۔ کال بھی اسی لئے کی
 تھی کہ تم آفری ہو گے۔

تھوڑی دیر کے بعد صدف بھائی اور گلپلہ کے
 ساتھ شاہجک کے لئے چلے گئے۔ شاہجک کرتے
 شام ہو گئی۔ ہم جھکے پارے گھر کو لوٹ آئے۔ میں
 نے انہیں نسرین کے گھر چھوڑا اور خود گھر آنے
 لگا۔ صدف نے کہا صدف!

آج تمہیں چھٹی ہے۔ آج تو اتوار ہے۔ آج
 رات یہاں رک جاؤ۔ صدف ساتھ چلے گئے۔

ان کے اصرار پر میں نے محبوب کے گھر قیام کر
 لیا۔ اس دوران نسرین بھی میری باتوں میں دل
 چسپی لیتی تو کبھی کاپی اٹھا کر آ جانی۔ صدف مجھے یہ سوال
 تو سمجھا دو۔ جب سے میں نے کاپی میں اشعار لکھے
 تھے۔ نسرین کچھ زیادہ ہی قربان ہونے لگی تھی۔ میں
 بھی اسی انتظار میں تھا کہ میرا محبوب میرے پاس
 بیٹھے اور ہم پیار و محبت کے تاج گل تعمیر کریں۔ اس
 وقت بھی نسرین میرے کاپی لے کر آئی۔ صدف مجھے
 یہ سوال سمجھا دو۔ شام ہو رہی تھی لفظ مدہم مدہم نظر
 آرہے تھے۔ آئی کہنے لگی۔

صدف بیٹا اندر روشنی میں چلے جاؤ۔ ہم دونوں
 کمرے میں چلے گئے۔ باقی لوگ صحن میں بیٹھے کپ
 شپ کر رہے تھے۔ نسرین کہنے لگی۔

دھی صاحب ایہ کاپی میں آپ نے کیا لکھا تھا۔
 میں نے نسرین سے کہا کہ تمہیں کیا معلوم ہو رہا
 ہے۔

نسرین کہنے لگی ہیں تو اشعار ہی مگر ان کا
 مطلب تو سمجھاؤ۔ میں کاپی لی اور ورق ادھر ادھر
 کرنے لگا۔ ایک جگہ نسرین نے پندرہ اشعار لکھے

ہا غنائی ہوتی تھی۔ اس میں تین اشعار لکھ دیئے۔
 نے میں آئی آگئی۔ وہ مجھ سے حال و احوال پوچھنے
 لگی۔ نسرین بھی پانی لے کر آئی۔

آئی نے کہا نسرین، صدف کو پانی تو دے دو۔
 آئی مجھے پاس نہیں ہے
 نسرین نے کہا ہم فریبوں کے ہاتھ کا پانی
 انہیں اچھا نہیں لگا۔

میں نے کہا آپ ناراض نہ ہوں۔
 نسرین کہنے لگی ہم فریب لوگ کسی سے ناراض
 کیسے ہو سکتے ہیں؟ لاؤ اب پانی پلا دو۔ اندر سے
 آواز آئی۔ دل کہہ رہا تھا صدف یہ تو پانی ہے اگر محبوب
 کے ہاتھوں زہر بھی نصیب ہو جائے تو اسی خوشی پی
 لینا۔ میں مسکراتے مانا نہ سکا۔ پانی پینے کے بعد میں
 نے وہ کاپی ایک طرف رکھ دی۔ جس میں یہ تین
 اشعار لکھے تھے۔

اس نے میرے زخموں کا کچھ یوں کیا علاج
 مرہم بھی لگایا تو صدف کی نوک سے
 جس دن تیری شادی ہوگی اسی دن یہ ہوگا
 تیرے ہاتھوں کی مہندی، میرے جگر کا خون ہوگا
 میں نے اشعار کے نیچے صدف کو کسی کو چاہنے
 والا لکھ دیا۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد میں گھر چلا آیا۔
 امتحان دینے کے بعد میں فری تھا۔ دوستوں کی مجلسیں
 ہوتیں اور ہم ہوتے۔ اتوار کے روز گھر میں نی، وی
 دیکھ رہا تھا کہ صدف کی کال آگئی۔

یہ صدف کہاں ہو۔؟
 ادھر سے آواز میری سماعتوں سے نکرائی۔
 میں گھر ہوں صدف بھائی۔ میں نے جواب
 دیا۔

ایسا کرو جلدی جلدی نسرین کے گھر آ جاؤ۔
 صدف بھائی نے حکم صادر کرتے ہوئے کہا۔ میں بڑا
 خوش ہوا، فری بھی تھا، خوشی خوشی محبوب کے آشیانے
 چلا گیا۔ نسرین کے علاوہ سبھی گھر والے موجود تھے۔

وقت محو سفر رہا۔ ایک دن بارش نے اجوا کو
 نہانا، خوشگوار بنا دیا تھا۔ میں نے گھر میں لی، وہ ان
 کیا تو برسات قلم کا سوگن لگا ہوا تھا۔ یہ ہو نہیں سکتا
 کہ تیری یاد نہ آئے، تجھے بھولنے سے پہلے میری
 جان چلی جائے سوگن نے میرے من مندر میں
 پھول پیدا کر دی۔ میں نے لی، وہی بندھ گیا اور باہر نکل
 گیا۔ بے اختیار میرے قدم محبوب کے گلشن کی طرف
 اٹھتے چلے گئے۔ بارش رک نہی تھی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
 سے لطف اندوز ہوتا ہوا، محبوب کے گلشن کے سامنے
 جا پہنچا۔ نسرین گھر میں اکیلی تھی، میں نے اپنے
 محبوب سے پوچھا،

گھر والے کہاں ہیں؟

نسرین نے جواب دیا اُمی ہمسائیوں سے گھر چلی
 ہوئی ہیں۔ باقی لوگ صیوتوں میں ہیں۔ آپ ایک
 منٹ رُک جا میں، اُمی آتی ہی ہوتی۔ نسرین جلدی
 جلدی پانی لے کر آئی۔ میں نے پانی پیا۔ ایک عونت
 لیا اور محبوب سے پوچھنے لگا۔

آج تو نمک نہیں ڈالا۔

نسرین مسکرائے گی، یہ جیسے مجھ میں پھول
 اٹھے ہوں۔ جلتے ہوئے مجھے بہت بھلی لگی تھی۔ اسی
 طرح اپنی بیٹھی بیٹھی ترنم ہی آواز سے پھولوں میں
 خوشبو بھرتی رہی۔

تھوڑی دیر بعد میں نے کہا۔

اچھا نسرین میں چلتا ہوں۔

اچھا منصر آپ کو شعر و شاعری بہت پسند ہے
 ناں؟ میں آپ کو ایک رسالہ دیتی ہوں اس میں بہت
 عمدہ اشعار ہوتے ہیں۔

نسرین اسے گھر سے لے کر آئی اور جواب عرض
 سے کر آئی۔ مجھے کھماتے ہوئے بولی۔

اسے پڑھنا۔

میں جواب عرض سے گھر کی طرف چل پڑا۔
 ابھی چند قدم اٹھے تھے کہ نسرین نے آواز دی۔

ہوئے تھے۔ میں حیران ہوتے ہوئے بولا
 نسرین یہ کیا ہے۔ کسی کی یاد میں اشعار لکھے
 تھے

نسرین نے جوابا کہا۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی
 تھیں کہ آتی نے نسرین کو آواز دی۔ نسرین آواز
 سنتے ہی کمرے سے باہر چلی گئی اور میں اس کی باتوں
 ، خیالوں میں کھو گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد صفدر بھائی کا
 سفیر آ گیا۔ میں ابھی دوسرے کمرے میں صفدر
 بھائی کے پاس بیٹھا ہی تھا کہ آتی نے آکر کہا۔

کھانا تیار ہے۔ لان میں ٹیبل لگی ہوئی ہے آؤ
 کھانا کھاتے ہیں۔

تجھی نے مل کر کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے
 بعد ہم کمروں میں سونے کے لئے چلے گئے۔ میں
 کمرہ میں بدلتا رہا مگر نیند نہیں آئی۔ نیند نے آنا بھی
 کہاں تھا۔ محبوب کی باتوں، یادوں، اداؤں نے دل
 و دماغ پر قبضہ کر رکھا تھا۔ پھر رات کے پچھلے پیر نیند
 کی دیو کی مہربان ہوئی اور مجھے اپنی بانہوں میں لے
 لیا۔

نیکمرٹیا ہوں فناؤں میں گل کی طرح

اس آس پہ کہ وہ لوگ مجھے نہیں دکھائی دیں
 صبح اٹھے، نماز ادا کی، رب سے دعا میں
 کرنے کے بعد ناشتہ کرتے اپنے گھر کو روانہ ہو
 گئے۔ گھر پہنچا تو ابو پوچھنے لگے رات بھر کہاں
 تھے۔ میں نے مال مول سے کام لیا۔ دوست کے
 ہاں گیا تھا بہانہ لگایا۔ خیر بہانہ کامیاب تو ہو گیا۔ والد
 صاحب نے لگے لگے مہم ترو جانا تھا۔

میں نے معذرت کرتے ہوئے ابو سے کہا، ابا
 جان اچانک فون آ گیا تھا کہ جلدی آؤ ضروری کام
 ہے اس لیے جلدی جانا پڑا۔ اس لیے جانا مجھوں
 نہیں۔ خیر معاملہ نٹ گیا۔ میری آنکھیں مال میں بو
 رہی تھیں۔ ابو جان سے جان چھڑا کر گھر سے مل چلا
 گیا اور نیند لگا کر سو گیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈفری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety

بہت دکھ دیئے لیکن آج میں ہار گئی آپ بڑے
گئے۔ مجھے آپ سے بے پناہ محبت ہے۔ پلیز
دامن تمام لو۔ میں گرنے لگی ہوں مجھے گرنے سے بچا
لو۔ محبت کے یہ خار شکن دشوار راہوں میں اکیلا مت
چھوڑنا۔ درندہ میں بکھر جاؤ گی باوث جاؤ گی۔ ریت
کے ذروں کی طرح بکھر جاؤں گی۔ مجھے اپنی ہانہوں
میں سمیت لو۔ میں ساری عمر تمہیں خوشیاں دوں
گی۔ اسی امید کے ساتھ انتظار رہے گا کہ آپ تمام
خطائیں بھلا کر مجھے تمام لو گے۔ ان اشعار کے ساتھ
اجازت مانگوں گی۔

میں خاک بن کر بکھر جاؤں
اے کاش وفا کی راہوں میں
قدموں میں جیون گزرے
اور موت آئے تیری ہانہوں میں
لفظ آپ کو چاہئے والی نسرین عنصر

یہ درد کے کلا سے ہیں اشعار نہیں ساغر
ہم کاشی کے دھاگوں میں زخموں کو پرویا کرتے ہیں
اتنے عرصے سے انتظار کی سکی میں جو سوار تھا
آج محبوب کا محبت نامہ پا کر دل خوشی سے بھگڑے
ڈالنے لگا۔ اپنے آپکو ہواؤں میں اڑتا محسوس کرنے
لگا۔ کتنا خوش قسمت تھا، محبوب نے میری محبت تو مان
لیا تھا۔ مجھے ہر طرف محبتوں کے پھول کھلتے نظر
آئے۔ بہار میں محبوب کی شان میں قصیدے پڑھ
رہی تھیں۔ بھر خوشی سے جمجوم رہے
تھے۔ آسمان، چاند ستارے، بادل، ہوا، سبھی میری
خوشی میں شریک تھے۔ مجھے مبارک باد، پھولوں کے
گلدستے مل رہے تھے۔ میں بہت خوش تھا اور یہ خوشی
میں نے اپنے دوست و سہم کو سنائی۔ وہ جو سنگ میلے
پر جانے کی ضد کر رہا تھا، میرے اخیر چلا گیا اور میں
اپنی گمراہی سچائے محبوب کے گیت گانے لگا۔ ویسے شام
کو واپس لوٹا تو میرے لیے ٹفٹ لایا تھا مجھے
تھا، چائے نوش کرتا اپنے گھر چلا گیا۔

عنصر! میں رک گیا، میرے ساتھ کارواں رک
گئے۔ پھول کلیاں، چرند پرند سبھی رکے ہوئے محسوس
ہوئے۔ دگی صاحب میں آپ سے پوچھتا بھول ہی
گئی ہوں۔ کیا؟ میں نے جواب میں کہا۔
یہ کہ آپ س کام سے آئے تھے؟
نسرین مخاطب ہوئی۔

میں نے نسرین سے کہا۔ کسی کا دیہہ ار کرنے آیا
تھا۔ دیہہ ار یا رہو گیا اب واپس جا رہا ہوں۔
کی جی بتاؤ۔ کون تھا کس کام سے آئے تھے۔
نسرین نے سوال دہرایا۔ میں نے تال مثل
سے کام چلایا۔ ویسول نے کہا
چلو محبوب کے گلشن چلتے ہیں۔ گھر میں پور ہو رہا
تھا۔ اچھا نسرین میں چلتا ہوں آپ کے گھر کوئی نہیں
ہے۔ یہ نہ ہو ظالم زمانے والے طرح طرح کی باتیں
کرنے لگیں۔ میرا یہاں بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے۔ میں
چلتا ہوں۔ انہی لفظوں کے ساتھ میں جو عمل قدموں
سے واپس گھر کو پلٹ آیا۔ گھر آ کر جواب عرض کھولا تو
اس کے اندر سے ایک کاغذ برآمد ہوا۔ جس کی تحریر
کچھ یوں تھی۔

برصورت حسین ہے توجہ کی مستحق
بیخار ہے گا کون تیرے انتظار میں
اپنے محبوب عنصر دگی کے نام!

سلام و محبت! جان سے پیارے عنصر تیری سدا
سکراتے رہو۔ میرے حصے کی تمام خوشیاں آپ کو مل
جائیں اور آپ کے تمام دکھ اللہ تعالیٰ میری جھولی میں
ڈال دے۔ آپ نے پہلے مجھے لیز لکھا تھا، مگر آپ کو
ٹھکرایا گیا۔ لیکن جب سے آپ کو دیکھا ہے مجھے سبھی
آپ سے محبت ہوتی تھی۔ دنیا بہت ظالم ہے دو دلوں
کو ملنے ہوئے نہیں دیکھ سکتی۔ ڈرتی تھی کہیں بدنامی کا
طوق گلے میں نہ لٹک جائے۔ مگر آج دل کے ہاتھوں
جھجور ہو کر آپ کو لیز لکھ رہی ہوں۔ کچھ نہیں آ رہی کیا
تصویں، دنیا نہ تصویں۔ تمہیں میں نے بہت تڑپایا

غذائے قلب اور محبوب کو وہی لیر لکھتے بیٹھ گیا جس کے چند الفاظ یوں تھے۔

جان سے پیاری نسرین جی کے نام!

سلام والفت! عرض ہے کہ میں خیریت سے ہوں اور آپ کی خیریت خدا تعالیٰ سے نیک مطلوب چاہتا ہوں۔ آپ کا محبت نامہ ملا، پڑھ کر خوشی بھی ہوئی اور تھوڑا سا غم بھی۔ تم اس لئے کہ آپ کے پاس میں آثار باانتظار کرتا رہا اور آپ اظہار محبت نہ کر سکی۔ لیکن آج آپ کی طرف سے محبت بھرا خط پا کر خوشی سے ناچ رہا ہوں۔ آپ نے مجھے اس قابل سمجھا۔ ایک بات سوچ لینا محبت کی راہیں بہت مشکل ہیں، جان تک کی بازی لگ جاتی ہے۔ پیار کیا ہے تو پھر بھیا تا بھی، بیچ راہوں میں اکیلاتن تنہا نہیں چھوڑنا ورنہ میں مر جاؤں گا۔

ماٹھ لئے میں نے تیری زندگی کے سبھی دکھ یہ کہہ کر

یارب! وہ بہت معصوم ہے اس کی حفاظت کرنا فقط آپ کا چاہنے والا۔ غصہ این دگی۔

خط لکھنے کے بعد سونے کے لئے اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ محبوب کے خیالوں کی گہری آباد کیے ہوا تھا کہ نیند نے اپنی گاڑی بھجوا دی اور میں اس میں سوار ہو گیا۔ نیند کی وادی میں سیر کرتے کرتے صبح ہو گئی۔ اب لیر محبوب کو دینا تھا۔ بہانے تلاش کرتے کرتے آخر نسرین کے گھر کی طرف قدم اٹھ پڑے۔ چند منٹوں کی مسافت کے بعد میں نسرین کے گھر تھا۔ کتاب کے بہانے میں نے خط نسرین تک پہنچا دیا۔

یونگی خط و کتابت کا سلسلہ چل نکلا۔ روز ہی ہم ایک دوسرے سے لیرز کا تبادلہ کرتے اور بھی نہ ساتھ چھوڑنے کے جہد و بیان کرتے۔ ظالم زمانے کا مقابلہ کرنے کے منصوبے تیار کرتے۔ اسی طرح قت سے ساتھ ساتھ ہمارے پیار کا شجر نازک کلی

سے طاقتور درخت کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ ہر روز خطوں میں وعدے قسمیں کھاتے تھے۔ پھر ایک روز نسرین کا لیر ملا جس میں ملاقات کرنے کا کہا گیا تھا۔ دن کو ملنا دشوار تھا۔ دشمن زمانہ طہر کے تیر کمان میں تیار کیے کھڑا تھا۔ کوار نظروں سے ہمارے خلاف ثبوت دھونڈنے کی جگہ دود میں لگا رہتا۔

نسرین نے کہا تھا غصہ! آج رات گیارہ بجے ہماری خالی حویلی میں آنا۔ میں تمہارا انتظار کروں گی۔ آپ نے ضرور آنا ہے۔

میں سوچنے لگا کیا کروں، ایک طرف محبوب کی فرمائش ہے تو دوسری طرف دشمن زمانہ۔ مرتا کیا کرتا۔ دل نے کہا غصہ وعدے نبھانے کی قسمیں کھاتے ہو اور پہلے وعدے پر بھی قدم ڈگمگانے لگے ہیں۔ چلو اٹھو اور محبوب سے وعدہ نبھاؤ۔ میں سبھی دوسروں سے، خیالات کو رد کر کے دل کی بات مان لی۔ اور لہذا انتظار کرنے کے بعد محبوب کی طرف چل پڑا۔ آخر وہ لہو بھی آ گیا جس کا مجھے انتظار تھا۔ مقررہ مقام پر پہنچ کر نسرین کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد میرا محبوب، میری جان نسرین آگئی۔ ہم دونوں محبت بھری باتیں کرنے لگے، ساتھ چھینے مرنے کے وعدے کیے۔ ظالم زمانے کے ستموں کا مقابلہ شیشہ پلائی دیوار کی طرح بن کر کریں گے۔ حقیقی طور پر ہم ایک دوسرے کو اپنا ہم سفر اپنا جیون ساھی، مان بچھتے تھے۔ میں محبوب کی گود میں سر رکھے سویا رہتا اور نسرین بڑے پیار سے میرے پیالوں میں اپنے ہاتھوں کی نرم و ملائم انگلیوں سے چکھتی کرتی۔

ہماری محبت جی پر جیتی تھی۔ ہم دن کو پارکوں، بازاروں میں ملتے تھے اور رات کو جب بھی سو جاتے تو ہم اسی خالی حویلی میں ملتے تھے۔ پیار و محبت کے تاق محل تعمیر کرتے۔ ہمارے محبت کی گواہی چاند ستارے دیتے تھے۔ رات کی چاندنی اپنی روشنی سے

بھائی نے مجھے حکم صادر فرمایا کہ میں نے کالج والا...
سے رابطہ کر لیا ہے۔

مظہم شہزاد واپس آئے اور کہا کہ میں نے کالج والا...
بڑے بھائی کے دوست تھے۔ مجھے وہاں بھیج دیا گیا۔
میں اپنا ضروری سامان اور ضروری کاغذات لے کر
ملتان چلا گیا۔ ملتان عزیز ہو گیا اور پھر وہاں
سے رشتہ پڑ کر نرا پلہ ایس لائن جا کر آتا گیا۔ مجھے
وہاں ہی جانا تھا۔ وہاں پہنچ کر آرمی یونٹ چلا
گیا۔ گیت پر آرمی کاسٹری بیٹھا تھا۔ اس کے پاس
جا کر سلام لیا۔

جی بھائی کس سے ملتا ہے۔

میں نے اشفاق صاحب سے ملنے کو کہا۔

اشفاق صاحب وہاں کے ہی تھے۔ سنتری
نے سامنے اشارہ کرتے ہوئے کہا وہاں چلے جاؤ۔
اشفاق صاحب وہی آپ کو ملیں گے۔ جب دفتر پہنچا
تو اشفاق صاحب نے برائے نام سے مبارکباد پر
بات کرنے میں مصروف تھے۔ میں نے سلام کیا
۔ انہوں نے نرمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
بیٹھے کو کہا۔ ان کے اشارے پر میں پاس پڑی نرمی پر
بیٹھ گیا۔ مبارکباد سے فارغ ہوئے تو پوچھنے لگے
آپ صوبہ اظہر کے بھائی ہیں؟
جی ہاں، میں نے جواب دیا۔

اسی اثنا میں اشفاق صاحب نے ایک فوجی
کو بلا دیا اور کولڈ ڈرنک لانے کو کہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ
نوجوان کولڈ ڈرنک لے آیا۔ ہم نے کولڈ ڈرنک کے
مزے سے اور سب شپ کرتے رہے۔ اسی اثنا میں
آرمی کی گاڑی آئی جس میں چند فوجی نوجوان سوار
تھے۔ اشفاق صاحب نے مجھے کہا۔ غصہ آؤ
چلیں۔ ہم لوگ گاڑی میں بیٹھ کر سوئیڈن کا رخ
کئے۔ آفس میں مظہم شہزاد اور ان کے ساتھی تھے۔
ملازم بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ہمارا پتہ جوں
استنبان کیا اور چائے منگوائی۔ تھوڑی دیر بعد جا...

اری محبت کو پروان چڑھاتی۔ یوں ہماری محبت کی
گازی محو سفر تھی۔

ملاقاتوں میں چند دن کی چھٹی آئی۔ جب ہم
میٹرک کے پیپرزد سے رہے تھے۔ سرین نے خوب
محنت کی، میں دل لگا کر پڑھنے لگا۔ ہماری محنت رنگ
لائی، زلت آہٹ ہوا تو ہم اچھے نمبروں سے
کامیاب ہوئے تھے۔ سچی دوستوں نے مبارکباد
دی۔ مرد والوں نے دعوت کا اہتمام بھی کیا۔ میری
خوشی کی انتہا نہ رہی اور سب سے بڑھ کر خوشی اس
وقت ہوئی جب سرین نے آکر مبارکباد
دی۔ ساتھ ہی پر فریوم گفت کیا۔ محبوب کی آمد سے
میری خوشی دوبالا ہوئی۔

تو میں نیاز و نیاز تو ہوتی تھی یہ کیا مشکل ہے
چھ پھولوں کو تم بلاوے چھو کاٹوں کو ہم
پھر وقت جہاں آ پہنچا۔ مجھے آگے پڑھنا تھا اور
مجھے گاٹ کی تلاش تھی۔ انہر چہ میرا دل پڑھنے کو نہیں
تربا تھا۔ میں چاہتا تھا، وقت رک جائے۔ بس یہی
چاہتا تھا، ہو اور میں محبوب کا دیدار نہ کر رہا ہوں۔ عمر
والے مجھے بڑے آدمی کے روپ میں دیکھنا
چاہتے تھے اور مستقبل کے لئے بھی چھ باتھ پاؤں
مارتے تھے۔ فرض جہاں تھی۔ نہیں محبوب سے
چھڑنے کا دکھ بہت تھا۔ قسمت مجھے ملتان سے
تھی۔ ادھر سرین کا زلت آیا تو وہ لیل ہوئی
تھی جس کا افسوس بہت ہوا۔ ہم وہم کلاسیس اٹھتی
ہوتی ہیں۔ سفارش کرنے میں نے سرین کو کلاس
دہم میں بنوا دیا۔ میرے چھوٹے بھائی نے بڑے
بھائی کو مشورہ دیا کہ غصہ بھائی کو انیلٹیک کا ڈیپو
نہرانا چاہیے۔ بڑے بھائی کو یہ مشورہ بہت پسند
آیا۔ انہوں نے ملتان اپنے دوست کو فون کیا اور کہا
کہ میں اپنے چھوٹے بھائی کو بھیج رہا ہوں۔ جس کو
نام غصہ سے اسے سوئیڈن اسٹیشن اور ٹینا دی
کاٹ میں داخل نہرہا دیتا۔ ادھر رابطہ کرنے کے بعد

کے بعد گھر پہنچا۔ اپنی جان نسرین کے لئے ایک
انگٹھی، گلے کی چین، پرفیوم اور خاص طور پر مٹان کی
مشہور سونائیاں، ملتان کی سوہن حلوہ لے کر آیا۔ تھوڑی
دیر گھر بننے کے بعد محبوب کے گھر کی طرف چل
پڑا۔ میری جان، میری محبت گھر میں ایلٹی تھی۔ میں
اپنی جان سے ملا۔ مجھے دیکھتے ہی گلے شکوے کرنے
لگی۔ کہنے لگی،

کہاں چلے گئے تھے؟ پھر روئے لگی۔

میں اسے تسلیاں دیتا رہا۔ میری جان مجھ سے
غلطی ہو گئی تھی۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔ بھائی جان
نے اچانک ملتان بھیج دیا تھا۔ میں تمہیں بتا نہ سکا۔
دیکھو تو میں تمہارے لئے کیا کیا لایا ہوں۔

نسرین گفت دیکھ کر مسکرا دی۔ کچھ دیر باتیں
ہوئیں۔ پھر نسرین نے پوچھا،
ملتان جو گئے تھے کہاں۔

میں نے جواب دیا، تیرہ ستمبر کو کالج میں پہلی
حاضری ہے۔

وہ رو بائیں ہونے لگی تو میں نے کہا۔ میری
جان ابھی پندرہ دن پڑے ہیں میں روز تمہیں ملنے
آیا کروں گا۔ ابھی مجھے اجازت دو۔

نسرین اپنی جان سے اجازت لیتے ہی گھر کی
راہ لی۔ چونکی وقت گوسفرد با محبوب کا قرب پا کر دل
بہت خوش تھا۔ پھر وہ وقت بھی آ گیا۔ جب محبوب سے
جدا ہو کر ملتان جانا تھا۔ ملتان جانے سے ایک دن
پہلے، میں اپنی جان، اپنی زندگی، نسرین کو ملنے کا
کہا۔ اس نے اسی رات وہی پرانی جگہ، خالی حویلی
میں گیارہ بجے آنے کو کہا۔ محبوب سے ملنے کا انتظار
کرتے کرتے وہ گھڑیاں آن پہنچی۔ مقررہ وقت پر
میں وہاں پہنچ گیا۔ نسرین بھی آ گئی۔ اس رات دو
پریموں نے خوب پیار و محبت کے ہلے بانڈھے ہوئے۔
وہ بیان ہوئے۔ ہم پیار کی دنیا میں اتنے لمبے ہونے کے
وقت نذر نہ کرنے کا پتہ بھی نہ چلا۔ جب موزاں نے

ٹی۔ سبھی نے چائے کے مزے لئے۔ چائے کی
پارٹی اختتام پذیر ہوئی تو معظم شہزاد نے مجھ سے
پوچھا۔

آپ کا نام منظر ہے۔

جی ہاں۔۔۔ میں نے جواب دیا۔

انہوں نے ایک فارم میری طرف بڑھاتے
ہوئے کہا منظر فل اپ کر دو۔ میں نے فارم مل لیا تو
ہمیں پاسپورٹ سائز کی
تصویریں بنوانے کو کہا۔

میں ایک فوجی جوان کے ساتھ تصویریں
بنوانے چلا گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد ہم تصویریں بنوا
کر واپس آ گئے۔ تصویریں جمع کر دانی اور ایڈیشن
فیس چھ ہزار روپے ان کو دئے۔ ایڈیشن لینے کے
بعد ہم نے اجازت طلب کی اور یونٹ واپس لوٹ
آئے۔ تیرا ستمبر کو میرا کالج میں پہلا دن
ہونا تھا۔ اشفاق صاحب نے پاکیجے آفس سے
چھٹی کی اور ہم گاڑی میں بیٹھ کر سیر و تفریح کرنے
کے لئے پلے گئے۔ صدر بازار سے شاپنگ کرتے
گھومتے پتے پتے حضرت شاہ حسرت کے دربار پر
حاضری دینے جا نکلے۔ وہاں قرہی ہوئی سے خوب
سیر ہو کر کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے بعد تقریبات
دس بجے واپس یونٹ آ گئے۔ سارے دن تھا
باراجب سونے کے لئے بستر کی گود میں روم میں گیا
تو نسرین کی یاد ستانے ہلی آئی۔

انکا شوق سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا

نہ ہونا کہ میں شوقی تو دلبری کیا ہے

نسرین کی تصویر سے بات کرتے کرتے نیند
سے دوپٹی نہ لی۔ جب آنکھ کھلی تو روشنی صبح ہونے کی
نورید دے رہی تھی۔ بستر کو الوداع کیا، نہانے کے بعد
نماز فجر ادا کی اور تیاری کرنے کے بعد اشفاق
صاحب سے اجازت مانگی۔ ان کے الوداع کرتے
ہی میں گھر کی طرف چل پڑا۔ چار گھنٹے کی مسافت

سادھے نژاد چلا جاتا ہے اس کے ذہن سے تر تیر کی وجہ
 چھٹی کرتے رہتے ہیں۔ دنیا بڑی شگفتا ہے۔ ہمیں
 کہاں خبر تھی، ہمارے پیار کو کسی بد نظری کی آنکھیں دیکھ
 رہی ہیں۔ ہمارے پیار سے کو دیکھ لگ چکی تھی جو
 دھیرے دھیرے تن آور اس درخت کو کھائی۔ ہم تو
 دنیا جہاں سے بے خبر اپنی ہائی دنیا میں محو تھے۔ ہمیں
 کہاں خبر تھی کہ اپنے حصے کی خوشیاں جی چھنے
 ہیں۔ اب حشر تک نہ ختم ہونے والا غم ہمیں اپنی
 ہانہوں میں لینے کو بے تاب ہے۔ نقد پر نے خوب
 مذاق کیا۔ جب وقت اور حالات انسان کو اپنی رفت
 میں لے لیتے ہیں تو اس کو احساس ہوتا ہے کہ میں
 تو پہنوں کی دنیا میں تھا۔ جب احساس ہوتا ہے
 سب کچھ کھم کر ریت کے ذروں کی طرح مٹی سے
 لکل چکا ہوتا ہے۔ میرے ساتھ بھی یہی ہوا۔ نقد پر
 نے خوب تماشا کیا تھا۔ قسمت مجھ پر یوں تم کرے
 گی، خواہوں میں بھی نہیں سوچا تھا۔ میرے زندگی
 ہستی، سسرالی زندگی یوں دھوں، آنسوؤں کے سمندر
 میں غوطہ زن ہو جائے گی۔ میری زندگی پت جڑ
 میں اجڑے سحر کی ماند ہو جائے گی۔ میں دھوں
 دھوں کے حوالے ہو جاؤں گا۔ کب سوچا تھا؟ میرا
 پیار تو آسمان کی بلندی کو چھونے کو تھا۔

پھر ایسا طوفان آیا کہ سب کچھ کھم کر کر یزور یزور
 ہو گیا۔ بار سے جواری کی طرح میں ماتم کٹاں تھا۔
 زندگی سے غرت سی ہو گئی۔ بعض دفعہ نقد پر بھی ایسے
 ایسے حیل کھیلتی ہے کہ زندگی تو بیخ جاتی ہے لیکن ہے
 جان، بے رنگ سی، بے مطلب سی، ایسی زندگی کا کیا
 ہیٹا۔

نقد مقرر یوں کہ جب میں کاٹ گیا۔ اپنی جان
 سے دوری برداشت نہیں ہوتی تھی۔ میں نے اسے
 موبائل اور سم لے کر دی۔ اسی طرح نسرین کی کول
 سی یولی سن کر دل کو سکون سا مل جاتا تھا۔ ابھی چار ماہ
 کا عمر گزرا تھا کہ ایک دن ہم موبائل پر باتیں نہ

ان صبح دی تو میں اپنی جان سے اجازت طلب ہوا
 اور کھر کی طرف لوٹ آیا۔ ناشتہ کرتے، ضروری
 سامان پیب کرتے صبح آٹھ بجے ملان کی طرف
 روانہ ہو گیا۔

مرگ جاں نہ سی مرگ محبت ہی سہی
 زندگی بچھ تو تیرے قرض اتارے جائیں
 ملان کی سر زمین پر بنے کالج میں پہلا دن
 تھا۔ نئے نئے چہرے تھے۔ پہلا دن بہت ہی بورسا
 گزرا۔ پھر آہستہ آہستہ ماحول کے مطابق ڈھل
 گیا۔ نسرین کی یاد بہت ستاتی تھی۔ لیکن کہتے ہیں کہ
 مجبوریاں انسان کو انہوں سے دور کر دیتی ہیں۔ میں
 بھی ہے بس تھا برویک اینڈ پمھر آتا اور اپنی جان
 نسرین کو ملتا۔ من کے پیاسے پوچھی کو سکون مل
 جاتا، نسرین اکثر مجھ سے سوال کرتی۔
 غصہ! آخر کب تک یہ جدائی ہمارے مقدر میں
 رہے گی؟

میں اسے یہی کہتا، ہنگی، ہم دو بدن ضرور ہیں
 مگر ایک ہی جان، ایک ہی دل ہیں، پھر جدائی
 کیسی؟ تم تو میرے اتنے قریب ہو کہ تمہارے
 سامنوں کی مہک بھی محسوس کرتا ہوں۔ جدائی کے مختصر
 گھڑیاں جلد ہی ختم ہو جائیں گی۔
 وقت کا گھوڑا اپنی مستی میں ہم ڈورتا رہا۔ میں
 جب بھی گھر آتا، وسیم، بشارت اور کامران میرے
 پاس آ جاتے۔ ایک رات میرے پاس ٹھہرتے
 ۔ خوب گفتگو ہوئی۔ تبھی مجھے پھرتے۔ بتتے
 غصہ! ہماری بھابھی کا کیا حال ہے۔ کب من
 بیٹھا کر وار ہے ہو؟۔ یہ اب تو شادی کے لڈو لٹھا
 لو۔ ہمیں بہت انتظار ہے۔

لیکن سب سے بڑے وقت بڑے بڑے صدمے دیتا
 ہے۔ کسی سے اس کے پیار سے چھین لیتا ہے۔ کسی
 سے محبوب جدا کر دیتا ہے۔ اس بے رحم کو کیا کوئی
 مر۔ یا بیٹے۔ اس کو نژاد ہوتا ہے، بس چپ

رہے تھے۔ تو نسرین کی والدہ نے دیکھ لیا۔

نسرین سے پوچھا گیا۔

پتھر موبائل کس کا ہے۔؟ کہاں سے آیا ہے۔؟ تم کس سے باتیں کر رہی تھی۔ نسرین کی والدہ نے نسرین کی خوب بنائی کی۔ نسرین سے موبائل چھین لیا گیا۔ نسرین نے بھی والدہ کو صاف صاف بتا دیا۔

یہ غصہ کا موبائل ہے اور میں غصہ سے پیار کرتی ہوں۔ غصہ سے محبت کرتی تھی، کرتی رہوں گی چاہے میری جان ہی لے لو۔ میں شادی اسی سے کروں گی ورنہ خودکشی سے مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔

نسرین کی والدہ نے اسے سمجھایا۔ بنی کچھ تو ہماری عزت کا خیال کرو۔ ہماری عزت خاک میں نہ ملاؤ تو نسرین نے واضح کہہ دیا کہ میں غصہ کی ہوں اس کے علاوہ میں کسی کی نہیں ہو سکتی۔

ادھر میں نمبر ۱ اہل کرتا تو مسلسل پاور آف ملتا۔ میں بہت پریشان ہوا۔ کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ اللہ خیر کرے کبھی میری جان نے نمبر آف تو نہیں کیا۔ دو دن اسی طرح گزر گئے۔ ویک اینڈ پر میں گھر آیا۔ شام کو نسرین کی طرف چلا گیا۔ وہ گھر میں اکیلی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی رونے لگی۔

نسرین میری جان کیا ہوا۔ رو کیوں رہتی ہو۔؟ غصہ! یہ پوچھو کیا کچھ نہیں ہوا۔ امی نے بہت مارا ہے اور موبائل بھی چھین لیا ہے۔ میں بے خیالی میں آپ سے باتیں کر رہی تھی کہ امی نے دیکھ لیا۔ پھر کیا تھا ایک طوفان برپا ہو گیا۔ غصہ! مجھے جہاں سے لے چلوں ورنہ میں مر جاؤں گی۔ غصہ! مجھے ساتھ لے چلوں۔ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اگر تم نے انکار کر دیا تو میں خودکشی کر لوں گی۔ میری موت کے ذمہ دار تم ہی ہو گے۔

میں نے اپنی جان کو سمجھایا۔ نہیں جانو اس طرح ہماری محبت ہد نام ہو جائے گی۔ ہم اپنی محبت کو

رہا نہیں کریں گے۔ تم اطمینان رکھو میں بہت ہلکا اپنے والدین کو تمہارے گھر بھیجوں گا۔ کچھ ماہ میں ظہر نے کے بعد میں گھر لوٹ آیا۔ پھر سوچوں کا ایسا سیلاب آیا کہ میں اس میں ڈوبتا گیا۔

میں نے اپنے دوست کو بلوایا۔ وسیم آیا تو ساری صورت حال اسے بتائی۔ ابھی اسی بارے میں سوچ ہی رہے تھے کہ نسرین کا خط موصول ہوا جس کی تحریر پچھ یوں تھی۔

پیارے غصہ! جانی سلام و محبت!

پیارے سا جن میں بہت مشکل میں ہوں۔ مجھے بھالو امی نے ابو کو ساری بات بتادی ہے۔ ابو نے بھی بہت مارا ہے۔ میرے جسم پر نشان پڑ گئے ہیں۔ غصہ میں مر جاؤں گی۔ دنیا بہت ظالم ہے اسی طرح ہوتا رہا تو میں خودکشی کر لوں گی۔ مجھے تمہارے بغیر نہیں رہتا۔ جلدی مجھے جواب دو۔ مجھے اپنے ساتھ ملنا ہی لے چلو۔ میں نے تمام تیاری کر رکھی ہے فقط تیرا انتظار ہے۔ جواب جلدی دیتا۔

فقط آپ کی دیوانی۔ نسرین غصہ خط پڑھا تو میرے رونے کفرے ہو گئے۔ معاملہ بگڑ گیا تھا۔ اب کیا کروں،؟ کدھر جاؤں؟ میں تو گھر والوں سے بات کرنے کا سوچ رہا تھا لیکن جہاں تو جلدی کرنا تھی۔ میں نے وسیم سے مشورہ کیا۔ وسیم نے کہا۔

اسے واہپی لیٹر لکھ کر سمجھاؤ کہ کچھ دن انتظار کرے۔ جلد از جلد کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا۔ وسیم کے مشورے سے میں نے جوابی لیٹر لکھا جو پچھ یوں تھا۔

جان سے پیاری، میری جان نسرین سلام اللہ! میری زندگی، میری ذمہ داری، میری روح و جین، جذباتی فیصلے ہمیشہ رواتے ہیں۔ ہمیں تم پچھ دن انتظار کرو۔ میں کوئی نہ کوئی حل

جسائے سرفراز کی کال آگئی۔ پوچھنے لگا۔

عصر کہاں ہو۔؟

میں شاہین آباد اسٹیشن بیٹھا ہوں اور گھر آنے کے لئے زمین کا انتظار کر رہا ہوں۔ میں نے جواب دیا۔ سرفراز خیریت تو ہے۔

سرفراز نے جواب کیا دیا۔ ایک دل گیر خبر دی کہ نسرین کو رات کسی نے فائر مار دیا ہے، نسرین کے گھر والے تمہارا نام لے رہے ہیں۔ پولیس تمہارے گھر سے چکر لگا رہی ہے۔

اُف اللہ! میں تو دو دن سے سرگودھا دوست کے پاس تھا یہ کیسے ہو گیا؟ میں نے جواب پوچھا۔ میرے پاؤں سے زمین نکل گئی۔ نجانے کیا ماجرا ہے۔ کون سے جو ہمیں رسوا کر رہا ہے۔

مقدر کی بات ہے کہ قائم نہ رہو سکا رشتہ محبت تمہارے شکایت نہ کریں گے، گلہ نہ کریں گے ہم میں نے اپنے بھائی ظفر اقبال کو کال کی ان سے پوچھا تو انہوں نے بھی یہی کہا۔۔

لیکن بھائی میں تو سرگودھا دوست کو منٹے گیا تھا۔ ابھی وہی آنے کے لئے شاہین آباد اسٹیشن پر آیا تھا۔ میں نے جواب دیا۔ بھائی یہ سب جھوٹ ہے میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ میں نے اپنی معافی پیش کرنی چاہی۔

بھائی نے کہا عصر! ابھی تم گھر نہ آؤ تا نڈ لیا نوالہ میں میرے دوست عمر حیات رہتے ہیں۔ تم اس کے پاس چلے جاؤ۔ عید بھی وہاں کرو۔ میں ابھی گھر جا رہا ہوں۔ معاملہ حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہ 8-12-2008 کی بات ہے۔ نجانے کس نے فائر مارا تھا۔ نسرین نے گھر والوں کو میرا نام بتا دیا۔ یہ کوئی سازش تھی۔ کوئی منصوبہ تھا۔ جو میرے خلاف تیار کیا گیا تھا۔

عید کے چوتھے دن میرے بھائی ظفر اقبال اور

لیلوں گا۔ خدا بہتر کرے گا۔ پریشان ہونے سے بے عمل نہیں ہوتے۔ تم آج بھی میری ہوکل بھی مہری ہو۔ تسمی میں میری جان ہے۔ ہمیشہ پھولوں کی پتھریوں کی طرح مسکرائی رہو۔ آمین!

والسلام۔ آپ کا اپنا عصر۔

خط لکھ کر جیب میں ڈالا اور گھر سے نکل پڑا۔ نسرین کے گھر کے نزدیک پہنچے تو سامنے ایک لڑکا کھیل رہا تھا۔ میں نے اسے دس روپے رشوت دی اور خط نسرین کو دینے کو کہا۔ لڑکے کو اشارہ نسرین کا بتایا خط دیتے ہی واپس آ گیا۔

شام کے سامنے گہرے ہونے لگے۔ میرے تیل پر کال آئی۔ سرگودھا سے میرا پرانا دوست یاد نر رہا تھا ساتھ ہی اپنے باپ آنے کو کہہ رہا تھا۔ میں نے حامی بھری۔ پھر اس کی طرف جانے کی تیاری کرنے لگا۔ گھر سے نکلنے والا تھا کہ ابو نے روک لیا۔

کہاں جا رہے ہو۔؟

اے جان سرگودھا سے میرے دوست کی کال آئی ہے۔ دو بہت بیمار سے اور مجھے بلوا رہا ہے۔ وہاں جا رہا ہوں۔ مل کرواپس آ جاؤں گا۔

بیٹا آج میرے پاس تمہاری شکایت آئی ہے۔ میں تمہوڑا حیران ہوا۔ یہی شکایت ابو جان۔؟ بیٹا صلہ کے سسرال سے صلہ کی سسر بہہ رہا ہے کہ عصر میری بیٹی کو تنگ کرتا ہے۔ اسے سمجھاؤ ورنہ برا حال کریں گے۔

نہیں ابو جان۔ شاید ان کو غلط فہمی ہوئی ہوگی۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ابو جی کے سامنے نال منوال کر گیا اور سرگودھا دوست کے پاس چلا گیا۔ ابو نے بھی جانے کی اجازت دے دی۔

میں سرگودھا دوست سے پاس پہنچ گیا۔ عید الاضحیٰ میں چار دن باقی تھے۔ دو دن دوست کے پاس رہا۔ تیس دن میرا دوست شاہین آباد اسٹیشن پر چھوڑنے آیا۔ ابھی ہم اسٹیشن پہنچے ہی تھے کہ میرے

نہور حسین نے مجھے ہوا لیا۔ میرے اوپر الزام لگایا گیا کہ نسرین کو فائر تم نے ہی مارا ہے۔ چشم دید گواہ بھی تو خود میرا پیارا، میری جان نسرین تھی۔ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب رسول اکرم ﷺ کے واسطے دیتا رہا۔ اپنی صفائی دیتا رہا کہ فائر میں نے نہیں مارا۔ میرے گھر والوں نے بھی نسرین کے گھر والوں کو میری جگہ تلف اٹھا کر دیا۔ یہ کسی دشمن کے کام تھے۔ غصہ تو سر کو دھا گیا ہوا تھا۔ لیکن پھر بھی انہوں نے نہ مانا۔ میری قسمت روٹھ گئی۔ عذاب مسلسل زندگی کو جھیل رہا تھا۔

میری جان جو اب دشمن بن چکی تھی ہو۔ دشمن جاناں نے میرے سامنے ہی میرے خلاف گواہی دے کر مجھے ویرانوں کی گہری کھائی میں پھینک دیا۔ میرا ساتھ جو بھی ہوا سو ہوا۔ اس ظالم نے میرے دوست وسیم کا بھی نام لے لیا۔ نجانے کن مجبور یوں کی زنجیر میں جکڑی ہوئی تھی۔ یا علیؑ نسرین بدل گئی تھی۔ گھر والوں کی باتوں میں آکر سچے عاشق کو سونی پر لٹکا دیا۔ زندگی زندگی کہنے والے زندگی برہادر گئے۔ اس سے تو بہتر تھا اپنے ہاتھوں سے زہر پیالہ پلا دیتی۔ تم تو نہ ہوتا۔ مجھے اپنے ہی ہاتھوں ختم کر دیتی۔ یوں زمانے کی نظروں میں رسوا تو نہ کرتی۔ میرا مستقبل، میری زندگی میرا سب کچھ داؤ پر لگا دیا۔ واہ رے محبت خوب صلہ دیا تو نے۔ تو یوں بھی رسوا کرتی ہے۔ حسین خواب دیکھا کر دامن ہی کانٹوں سے بھر دیا۔

ایک وقت تھا یہی نسرین میری ہی ہاتھیں کرتی تھی۔ میرے ہی گیت گاتی تھی۔ میرے چہرے پر لہجہ بھر ادا ہی کے ہادل منڈلاتے تو تڑپ اٹھتی تھی۔ لیکن۔ لیکن اب اس نے میری زندگی میں زہر بھر دیا۔ ایسا زہر جو لہجہ اذیت دیتا رہتا ہے۔

میں تڑپتا رہا، چیختا رہا کہتا رہا کہ میں بے قصور ہوں۔ لیکن جب تقدیر نے ہی میرے خلاف محاذ

کھول دیا تو روش کس کو دیتا۔ کس سے شہ: کرتا۔؟ میں نے بھی سوچا بھی نہیں تھا۔ جس سے پیار کرتا ہوں وہی میری زندگی عذاب بنا دے گی۔ وہی میری جان لے لے گی۔ سب سوچا تھا۔؟ میں پریشان تو تھا ہی گھر والے ایزی جونی کا زور لگا رہے تھے۔ ہر چہرے پر ادا ہی۔ مایوسی کے ہادل منڈلاتے تھے۔

زندگی جب اذیت ناک ہوتی ہے۔ سبھی دو مست ہر شے دار، عزیز چھوڑ جاتے ہیں۔ جب پیار کرنے والے، جان دینے والے ہی دشمن جان بن جاتیں تو بھروسہ کس پر کیا جائے؟ مجھے تو جان سے پیاروں نے لوٹا، انہوں نے میری زندگی اجڑا دی۔

کیا پیار کرنے والے اسی طرح کرتے ہیں؟ کیا کسی کا محبوب اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے پیار کا ٹکڑا ٹھونٹ دیتا ہے۔ وسیم تو کسی طرح سے بری ہو گا اور میں اپنی ہی سوچوں میں قید ہو کر رہ گیا۔ بر لہجہ اذیت ناک دردوں، دکھوں کی سوغات لے کر آتا۔ میں پل پل مارتا، پل پل جیتا تھا۔ میرے سارے خواب چکنا چور ہو گئے۔ سارے محل ریت کی دیوار کی مانند مسر ہو گئے

مٹی میری قبر سے چرا رہا ہے کوئی
مر کے بھی یاد آ رہا ہوں میں
اے خدا! ایک لمحے کے لئے زندگی دے
اداں میری قبر سے چرا رہا ہے کوئی

نسرین تیری محبت سبکی تھی۔ سبکی تیرے وعدے تھے۔ تو تو ایک پل مجھ سے جدا نہیں ہونا چاہتی تھی، اب برسوں کی دوریاں کیوں؟ اب تمہیں کون سی مجبوری آن پڑی ہے کہ میری زندگی، میری روح تک زخمی کر دی اور مجھے خود سے بہت دور بہت دور کر دیا۔ پتاؤ نسرین پتاؤ۔ تم تو میری پیاری سی کوئی سی جان تھی۔ اب کیا ہوا کہ تو ہی زہر پلکی ناکن بن گئی ہو۔ تو نے اپنے جوگی کو ڈس لیا۔ لوگ ساہنوں سے

سوال کرتا نظر آتا ہے۔ محبت نے تمہیں کیا حد دیا؟ نسرین کی محبت نے تمہیں مجھوں بنا دیا۔ تمہارا مستقبل چھین لیا۔

میری نسرین اب بتاؤ ان لوگوں کے سوالوں کے جواب کہاں سے لاؤں؟ کیا جواب دوں؟ تم نے خود اپنے زندگی برباد کر دی۔ کسی پر کچھڑا اچھا لو گے تو ہاتھ تمہارے بھی کندے ہو گئے۔ تم نے بھی یہ سوچا بھی کہ دوسروں میں نہ انہیں تلاش کرنے والا اپنی ہی نہ انہیں ڈھونڈتا ہے۔ دیکھو تو میں آج بھی وہیں کھڑا ہوں۔ جہاں ٹہلی بار طے تھے۔ وہی آنکھیں، وہی انداز محبت۔ وہی سادگی۔ فقط نظریات بدل گئے ہیں۔ وقت بدل گیا ہے۔ ہاں عنصر بدل گیا ہے۔ لیکن تم کیوں روتی ہو؟ تمہیں تو خوشیاں مل گئیں ہیں۔ تم نے دو خاندانوں کے درمیان ڈوریاں پیدا کر دی۔ تم بھی خوش نہیں رہ پاؤ گی۔ جب تنہائی کاٹنے کو آئے گی تب میری یادیں، میری محبت تمہیں تڑپائے گی۔ اس وقت بہت دیر ہو چکی ہوگی۔ ہاں بہت دیر، تیرا یہ دیوانہ، تیرا ملک، تیرا شہر چھوڑ کر بیرون ملک جا چکا ہوگا۔ تم اپنے تم کی انتہا کر دیکھو، دیوانہ برداشت کر کے دیکھائے گا۔

جب میں گھر آیا۔ میری آنکھیں جھم جھم برس پڑی۔ ماں صدمتے واری ہو رہی تھی۔ بھائی ظفر اقبال آرمی کی طرف سے ساؤتھ افریقہ چلا گیا تھا۔ اجزا اجزا سرد کچھ کر میرا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ میرا مستقبل داغ دار ہو گیا۔ میں نے کیا سوچا تھا؟ مجھے کیا ملا؟ محبت نے مجھے برباد کر دیا۔ میرے ارمانوں کا خون کیا گیا۔ میرے احساسات، جذبات کو پکلا گیا۔ گھر کی دیواریں بے بسی کی سورتی بنی سوال کرتی تھیں غصہ ہم نے تیرا کیا ہکاڑا تھا جو ہماری خوشیاں چھین لی دشمن چال پہ چال چل رہا تھا۔

ابھی گھر آئے 2 ماہ نہیں ہوئے تھے کہ نسرین

رہتے ہیں۔ لیکن ان کو کیا خبر یہاں تو سانپوں سے بھی زہریلے لوگ بھی بستے ہیں۔ جو ایسے ڈستے ہیں کہ بندہ پالی تک نہیں پی سکتا۔

نسرین میں پوچھتا ہوں آخر ایسا کرنے سے تجھے کیا ملا؟ میری زندگی اجازت کر میری زندگی عذاب بنا کر مجھے بدنامی کا طوق پہنا کر تجھے کیا حاصل ہو گیا؟ تبسین ایک بات یاد رکھنا میں جہاں بھی جاؤں گا، جہاں بھی رہوں گا۔ لوگ تیرے نام سے ہی مجھے پکاریں گے۔ تیرا ہی عاشق ہوں۔ سبھی یہی کہیں گے وہ دیکھو نسرین کا پریمی جا رہا ہے۔ تو تو مجھ سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ مگر یہ کیا کیا اپنے ہی ہاتھوں اپنے ہی محبوب کا گدہ بنا دیا۔ تو نے اپنے ہی ہاتھوں اپنے محبوب کا خون کر دیا۔ یاد رکھنا تجھے بھی چین و سکون کہیں بھی نہیں ملے گا۔ تو نے مجھے تڑپایا ہے تو ہی دن رات تڑپے گی۔ دیکھ ظالم محبوب ایمان و بھی شادی ہو گئی ہے۔ وسم اور بشارت بھی اپنی نئی زندگی کا آغاز کر چکے ہیں۔ کیا ہوا میرے نصیب میں تو نہیں تھی۔ تو نے تو رسوا کر دیا۔ کتنی ظالم ہو تم۔ ہاں ظالم ہو تم۔ ساتھ ہی میری سسکیاں بندھ گئیں۔

آج کئی ماہ بعد جب اپنے لوگوں میں گیا تو دنیا جیسے ہی لگتی تھی۔ بہت سی تبدیلیاں آ گئی تھیں۔ ہر چہرہ دشمن سا لگتا تھا۔ سیانے ٹھیک ہی کہتے ہیں سانپ کا ڈساری سے بھی ڈرتا ہے۔ راہیں وہی ہیں، زمین وہی ہے بدلا ہے تو زمانہ کارنگ، انداز، ڈھنگ بدل گیا ہے۔ زمین اب بھی انسانوں کا بوجھ اٹھاتی ہے۔ کھیت اب بھی سرسبز فصلیں اگاتے ہیں۔ یہی راہیں، یہ شجر یہ محلے، یہ گلیاں بھی پھولوں کی طرح خوشبو پھیلاتی تھیں۔ اب جیسے انہیں سانپ سونگ گیا ہو۔ گم سم، خاموشی، جیسے ماتم کر رہی ہوں۔ اب جیسے خون کی ندیاں بہتی ہوں۔ ہر آنکھ خون پہانی نظر آتی ہے۔ ہر چہرہ تم زدہ ہے۔ نجانے ان گلیوں کی خوشیاں کون لے گیا ہے؟ ہر چہرہ مجھ سے ایسا ہی

میرے لیے دعا کرنا کہ ابو ظہری جا کر بے درد نسرین کا پیار بھول پاؤں۔ اس کے دیئے تم بھول جاؤں۔ میری زندگی پھر سے بہک اٹھے۔ آمین!

ہاں تو قارئین محمد غصہ دہی کی داستان سن رہے تھے۔ جو میں نے آپ کے گوش گوار کی۔ محمد غصہ ابو ظہری میں سنوں کی زندگی گزار رہا ہے۔ جب سے گیا ہے پاکستان نہیں لوٹا۔ اور نسرین ماں، باپ کی عزت کا جنازہ نکال کر اپنے عاشق کے ساتھ گھر سے بھاگ گئی ہے۔ آج تک اس کی خبر نہیں کہ کہاں ہے۔ کس حال میں ہے۔ اپنی تنہیدی، و تفریحی آ رہے سے ضرور نوازندہ۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ بھی پریموں کو ان کا پیار دے اور ماں، باپ کی عزت اور ادب کرنے کی توفیق فرمائے۔ زندگی رسی تو پھر کسی نئے موضوع کے ساتھ ملیں گے اس وقت تک اپنا بہت سا خیال رکھنا، بندہ تاجیر کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔

غزل

یادوں کا اک جھونکا آیا برسوں بعد
پہلے اتنا روئے نہ تھے
جتنا روئے برسوں بعد
لحہ لہو گھر اجڑا ہے مشکل سے احساس ہوا
پتھر آئے برسوں پہلے شیشے ٹوٹے برسوں بعد
بھول بھی جاؤ کس نے توڑا کیسے توڑا کیوں توڑا
ذہن توڑ رہے ہو کیوں دل کے ٹکڑے گلیوں میں
برسوں بعد
دستک کی امید لگائے کب تک چلتے ہم
کل کا وعدہ کرنے والے ملنے آئے برسوں بعد
ظاہر عباس۔ شجاع آباد

نہ گھر والوں نے ایک ڈرامے کے تحت مجھے چوڑی کے مقدسے میں پکڑا دیا چاہا۔ قدرت خدا کی ان دنوں میں راولپنڈی تھا۔ انہوں نے جاسوسی کتے منگوائے، اور پاگل کتے بھی میرے گھر آ کر بیٹھ گئے۔ یوں ایک دفعہ پھر مجھے جیل کی سلاخوں کے پیچھے کھڑا دیا گیا۔ لیکن ان کا یہ منسو پہ کامیاب نہ ہو سکا۔ لیکن نسرین میں تم سے مخاطب ہوں۔ میری جان، یوں مجھے برباد کر کے تمہیں کیا حاصل ہو گیا۔ میں تم کھا کر کبتا ہوں میں بے قصور تھا۔ یہ تم بھی جانتی ہو۔ قارئین نے نہیں۔ تمہارے دوسرے عاشق کا مران نے مارا تھا۔ جب اس نے تجھے میرا ساتھ دیکھا تھا۔ برداشت نہیں کیا تھا۔ تو نے اس کے ساتھ بھی پیار کا ڈھونڈ رکھا تھا۔ اب نجانے کتنے کو برباد کرے گی۔ میں تمہیں سچی محبت کرتا تھا۔ مگر مجھے کیا پتہ تھا کہ تو ایک کھیل کھیل رہی تھی۔ بھیا تک کھیل۔ ہاں ایک دن ہوگا جب عمر ڈھل جائے گی۔ جوانی کا جو دن تم ہو جائے گا۔ میری یاد آئے گی تو تو خون کے آنسو بہائے گی۔ تمہیں شیند نہیں آئے گی۔ مجھے تڑپا یا ہے تو بھی تڑپے گی۔ تمہارے آنسو پوچھنے والا کوئی بھی نہیں ہوگا۔ ہمیشہ تم کی آگ تمہیں جلاتی رہے گی۔ لیکن اس وقت یہ غصہ دور بہت دور جا چکا ہوگا۔

قارئین میرا بیڑہ آگیا ہے۔ اب جلد ہی میں پاکستان چھوڑ کر ابو ظہری چلا جاؤں گا۔ شاید میرے غموں میں کی آئے۔ مجھے سنوں مل سکتے۔ بے وقت کے زخم بھول پاؤں۔ بس قارئین آپ سے ایک التجا ہے۔ کسی کو میری طرف برباد مت کرنا۔ ورنہ ساری زندگی آنسو مقدر بن جائیں گے۔ کسی کی زندگی میں زہر بھرنے سے پہلے لہو بھر کے لئے سوچ لینا کہ تم بھی کسی کے چشم و چراغ ہو۔ تمہیں بھی کوئی پیارا ہے۔ تم بھی کسی کو چاہتے ہو۔ کسی سے پیار کرنا تو بے نوٹ، سچا کرنا ورنہ خود غرضی کا پیار تمہیں رسوا کر دے گا۔ خدا تعالیٰ آپ کو نسرین کی طرف محبوب بنا دے۔

ملے کچھ یوں

-- تحریر۔ آستر۔ کراچی --

شہزادہ بھائی۔ اسلام پولیٹیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ نامکمل میں آج اپنی ایک نئی تحریر ملے کچھ یوں نے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں میری یہ کہانی محبت کرنے والوں کے لیے ہے یہ ایک بہترین کہانی ہے اسے پڑھ کر آپ چمکس گے کسی ت بے وفائی کرنے سے احتراز کریں گے کسی کو بیچ راہ میں نہ چھوڑیں گے کوئی آپ کو بے پناہ چاہے گا مگر ایک صورت آپ کو اس سے بچھٹانے کا ذریعہ ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اس کہانی کو کوئی بہترین عنوان دے سکتے ہیں۔ مجھے یہی بہتر لگا تھا۔ سو رکھ دیا۔

ادارہ جواب عرض کی پاسکی نوہ نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا راتہ ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

پلیز مجھے یہ شوز خریدنے دیں بلوکلر مجھے پسند ہے رائل نے التجا یہ جملہ تھا۔ پلیز۔۔۔ پلیز۔ آپ میری مجبوری کو سمجھیں زہیر بھندرا با سے شوز بلوکلر کے مجھے نہیں اور نہیں ملیں گے زہیر سوچ میں پڑ گیا بلا آخر زہیر نے اوکے یہ لیجئے کہہ کر وہ شوز اس لڑکی کی ہاتھ میں پکڑا دیئے اور آگے چل دیا جاتے وقت زہیر کا والٹ گر گیا تھا۔

مگر رائل کی نظر اس والٹ پر پڑی تھی اس نے والٹ اٹھا کر بیگ میں موجود شاہ پر میں ڈال کر دکاندار کو پیشے دیئے اور شوز لے کر گھر آ گئی۔۔۔

مما مجھے آج والٹ ملا سے لگتا ہے بھاری والٹ ہیں کاگی پیسے ہوں گے کیوں نہ میں دیکھوں۔

رائل نے اپنی ماں کو بتایا اور والٹ شاہ پر

بازار میں کافی تہہ گھسی تھی اپنے لیے اسکیٹنگ شوز خریدنے زہیر نو وہی ہے موجود کچھ حاصلے پر کھڑی کاندرا سے کچھ بولٹی ہوئی تھی اپنے ساتھ کھڑی خاتون سے کچھ کہتی اسے اپنے سپنوں کی راج کمارن لگ رہی تھی وہ بہت سندر نہ تھی سانولی تی رنگت والی ایک لڑکی تھی قد میں خاصی اچھی تھی اس کا نام رائل تھا ہر سنڈے باقاعدگی سے جڑتی جاتی تھی بھولی اتنی تھی کہ کوئی بھی اسے سے وقوف بنا سکتا تھا۔ اس کی کئی مرتبہ لگا ہیں بلوکلر کے اسکیٹنگ شوز پر پڑی تھی جنہیں ابھی زہیر خریدنے کا سوچ رہا تھا زہیر نے ان شوز کو اٹھا کر خریدنے کے لیے پیسے دکاندار کی طرف بڑھانے تھے کہ رائل نے آکر کہا۔

ایکسکوز می یہ شوز مجھے چاہئے۔

لیکن میں انہیں خرید چکا ہوں۔



Scanned By Amir



میں بھول گئے تھے پھر راحل نے ہوا اپنے پر
میں سے نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔
اس نے ہوا لے کر کہا شکریہ۔

راحل اس کے جانب دیکھتی رہی اس
وقت فون پر آپ تھے تو آپ نے ہوا سے
لپے میری بات کو پورا کیوں نہ سنا تھا سوال دن
کردہ بولا وہ میں نہیں تھا میرا چھوٹا بھائی تھا بہر
حال شمر یہ کیا آپ میرے ساتھ ایک کپ
چائے پینا پسند کریں گی وہاں پاس ہی ایک
ہوٹل ہے پھلیس زہیر پر تکلف نہجے میں بولا۔
ضرور راحل نے مسکرا کر کہا۔

اور وہ قریب کے ایک سٹے ہوٹل میں
چائے پینے چلے گئے۔

ہانوں کے سلسلے بڑھے اور بات منگنی تک
چلی گئی اگرچہ زہیر کے والد راحل سے اس
رشتے پر رضامند نہ تھے لیکن زہیر کی ضد کے
آگے ہا خوشی راضی ہو گئے یوں زہیر اور راحل
کی منگنی ہو گئی۔

افیشن نے سوچا کیوں نہ وہ آج اپنی کسی
دوست کے ہاں چلی جائے یہ سوچ کر وہ رکشہ
میں بیٹھی اور دوست کے ہاں چلی گئی افیشن کی
دوست بہت لڑائی تھی افیشن اکثر کھانا کھائے
بغیر جاتی نہ تھی اس لیے اس نے آج کچھ نہ بکایا
تھا افیشن تو راحل کی بیوی بہن تھی نزن تھی منگنی
کے دوران بات بے بات کچھ انسلٹ جملے کہہ
جاتی افیشن خاموشی سے سنتی رہتی تھی اپنے
جواب دیتی اور بالآخر وہ دونوں کسم پختہ ہو گئی بتا
صحیح اچھی ہوئی افیشن کو چھری کے داروں
سے مارنے لگی کہ بازو زخمی ہو گیا افیشن نے چابا

میں سے نکال کر دیکھنے لگی اور اندر لگی
تصویر نے اسے چونکا دیا تھا جو کہ زہیر کی تصویر
تھی۔

اور۔۔۔ ماما یہ وہ لڑکا ہے جس کا تذکرہ
راستے میں کرتی آئی ہوں یہ اسی کا والد ہے
اب اسے واپس کیسے کریں۔ پھلیس نے سوچ
لپجے میں مذاق کیا۔

تم تو اس والد میں موجود سارے پیسے
تھپیانے کے چکر میں تھی اپنے ایک کویک سے
کورت میرج کر لی تھی پھلیس نے سکول سے
باہر آتے ہوئے کہا۔

میں اس لڑکے کی فطرت دیکھ کر شرمندہ
ہوں آئندہ بھی کسی کی پڑی ہوگی چیز نہیں
اٹھاؤں گی اور کسی کا مال اپنے پاس نہیں رکھوں
گی۔

مما اس کو فون کر کے کہتی ہوں کے آکر اپنا
والد لے لے یہ کہہ کر ساتھ راحل نے اس کا
نمبر جو کہ اس کے اندر کاغذ پر لکھا تھا ملایا اور نمبر
مل گیا۔ پہلو رکی سلام کے بعد دوسری طرف
سے جٹ ہوا کا ذکر سنا گیا لائن ڈراپ کر
دی گئی۔ اس دن کے بعد راحل نے توبہ کر لی
آئندہ بھی کسی کی چیز ہٹنے ہ واپس کرنے کا
سوچے گی۔

محلے میں موجود جادوگرنی کو محلے کے
لوگوں نے پکڑ کر بہت مارا پچھا ایک دن راہ چلتے
اسی اسٹریٹ کی دکان کے پاس ہی وہی لڑکا
دکھا راحل نے اس کے قریب جا کر اسے کہا۔

آپ وہی ہیں ناں آپ کا ہوا میرے
پاس رہ گیا تھا آپ فون بھی کیا تھا مگر لیکن شاید
آپ نو ہوا واپس نہیں چاہئے تھا آپ سے رو

دیس میں اس قدر فراڈی لوگ بستے ہیں جن پر فلموں کا اثر اتنا ہوتا ہے کہ وہ بیرونے کے چکر میں لڑکیوں کی بدنامی کو بھی نظر میں نہیں لاتے میری ایک سہیلی سمیہ کافی سالوں بعد ملی رہی سلام دعا کے بعد اس نے باتوں باتوں میں بتایا۔

اس نے جب جب اپنی فیس بک پر وٹائل بتائی ہے تو ایسے دیکھ کر ایک انجان لڑکا اس قدر فریضہ ہوا کہ اس کے گھر تک چلا گیا اس کے باپ سے اس کا ہاتھ مانگ بیٹھا پھر اس کے باپ نے غصیلے لہجے میں اسے بھگا دیا لڑکیوں کو بے وقوف بنا کر سازش رچانا لیکن وہ اپنی ہر سازش ہر سازش میں ناکام رہتا۔

اس لڑکے کا یہ کہنا تھا کہ اسے لڑکی سمیہ فیس بک پہ مسیجر کرتی تھی وہاں سے جانے کے بعد لڑکے نے مختلف ڈرامہ بازی سے جیتنے کی کوشش کرتے جب یار کے قریب آیا تو اس نے سمیہ کی تصویر کو اپنے پاس رکھنا نہ بھول جاتا وہ لڑکا اپنے ارادوں میں ناکام رہا آخر کار سمیہ کا باپ تو مر گیا لیکن باپ کے مرتے وہ سمیہ کو ستانے لگا اور سمیہ نے رجسٹر سٹ میں لائی اور سوچا کیا پتہ وہ لڑکا غلط طریقے اپناتا۔

ایک بار سمیہ کی بہنوں نے بھی اس لڑکے کو پکڑ کر جوتیوں سے مارا تھا لیکن وہ لڑکا مجھ میں آنے والا نہ تھا وہ لڑکا غلط طریقے سے اپناتا تھا اور اپنے باپ کے دشمن کو سمیہ پہنچاتی نہ تھی میں لیکن جانے کیوں لڑکیوں کو ایسے کر کے پہنچاتا بھی پڑتا ہے اس دنیا میں ہر طرف کے لوگ ہوتے ہیں ایسے بڑے خود سنبھل کر چلنا چاہیے سمیہ آپ بہوں فطرت رہتی تھی۔

تھا کہ اپنی سہیلی ٹرینا کے خلاف کوئی قدم اٹھائے لیکن مجھے اپنے گھر چھوڑ کے افیشن کو زخمی دیکھ کر اس کے گھر سے افراد بہت حیران تھے افیشن اپنی زبان درازی سے باز نہیں آئی تھی اس لیے کئی مرتبہ پھندے ہوا کرتے تھے افیشن کو رشتہ داروں میں بھی کوئی پسند نہ کرتا تھا اسے سلیقہ شعاری نہ آتی نفاست نہ تھی کام میں جنہیں کوئی پسند کرتی انہیں بلا نہ تھی گوارہ نہ کرتی ہر لحاظ سے پھو بڑھی بہت جھگڑا تو تھی کم محفل عورت تھی آئے گئے کی بے عزتی کر دیتی ہر کسی کو حقیر جاننا حالانکہ اس کا خود ایک متوسط طبقے سے تعلق تھا کھانا ایسے کھاتی جیسے کئی دنوں سے بھوکی تھی نوالہ تو منہ میں رکھنا ہی نہیں آتا تھا ہر لحاظ سے گند ذہن تھی اپنے پڑھائی کے زمانے میں ٹالاق سٹوڈنٹ تھی اچھے نمبر لینا اسے پسند ہی نہ تھا پڑوسیوں کی رازداریاں ایک دوسرے کو کھیر کر کے جھگڑا کر داتی تھی ہر کوئی اسکی ان عادتوں سے اطوار کرتا پسند کرتا اپنی بھابھی سے آئے دن جھگڑا کرتی افیشن کوئی سمجھا نہیں سکتا تھا اپنی مرضی کے مطابق چاہ پ اپنی کولیگ سے سمیہ سے منہ بات نہ کر لی باپ سر پہ تھا نہیں سمجھتا کہ دنیا کیا ہے لوگ ایسے ہیں ہر برے لوگوں کی بھی اچھا سمجھتے ہیں اور نہ سمجھ رہی تھی ایک دن وہ اسکول سے واپس وین میں بیٹھی گھر جا رہی تھی راستے میں اس کی ایک مونر بائیک والے سے ٹکر ہوئی اس نوجوان کی دہلیز پہ قدم دھرتے ہیں دوسری جنس سے دوستی کی خواہش اس قدر ہوتی ہے کہ اٹکا بند و پابندی انکار بھی کر دیتے دوستی سے توب بھی بیچ کر نہ لےنے والے دور نہیں بنتے ہیں دنیا میں ہند ہمارے ہی اپنے

او ہو ویسے آپ کو پہیوٹرکس نے سکھایا تھا
سمیع نے اپنے س فرینڈ سے پچھا چھڑانے کے
لیے اپنے کزن زبیر سے اخلاص پتوایا۔

نیا بیباں آنا مسز پال نے آواز لگائی
افیشن میں نیا ایک آواز پہ فنی آئی نیلم رکی سلام
کے بعد حال پوچھا اور پاس بیٹھ گئی۔

تم پہلے ان سے ملے نہیں ہو
میں کل چکی ہوں تمہیں ملنا چاہ رہی تھی اس
نے چہکتے کالوں کے ساتھ کہا۔

نیلی کچھ دیر بعد آپس میں باتیں کیں اور
اجازت چاہی نیلم نے جانے کے بعد پوچھا کہ
اس کی آپ کچھ میں سے ہوتی کیا بات ہے وہ
بیوں آئی تھی۔

بیباں: تمہارا ہاتھ ہاتھ لگنے آئی تھی یہ جملہ سن کر
اس نظر سے دیکھا نہیں۔

نہیں ماں مجھے یہ رشتہ نامنتور ہے پلیز
آپ انکار کر دیتے گا اور پاپاجی سے اس بات
کا ذکر نہ کرنا وہ یہاں آئیں وہ اتنا یہ لہجے میں
بولی اس کی ماں چوٹی۔

بیوں تمہیں ما پسند بیوں ہے کتنا جلاڑ کا
ہے ان کا کسی اور کو پسند کرتی ہو۔ بولو۔ بولو
منہ پھیلے لہجے میں یہ اتنا کہہ سکی۔

جی ہاں۔ ایک لڑکا سے اس محلے کا آپ
جانتی ہیں اس کی مٹی بیٹ مراد ٹوٹو مجھے اس عمر
سے شدید محبت ہے مسز پال یہ الفاظ سن کر
حیرت زدہ روئی پتا پڑا کہ لڑکا عمیر چاہ لیس
ہے تو انہوں نے رشتہ جوڑنے سے انکار کر دیا
فراڈی ایک مہنگل آدمی کا ہے جس کا کا
لووں کو بے وقوف بن کر ان سے پیسے خورنا تھا

لیکن جلدی ہی یہ کام چھوڑ دیا کیونکہ گھٹو کے
والدین کا کہنا تھا اس نے اپنی نوکری چھوڑ دی
فراڈی ایک ڈرپوک آدمی تھا اس کا پورا گھرانہ
ہی جنوں بھوتوں سے ڈرا کرتے تھے ظالم تھے

اس کے والدین بہت بار بیوی کو مارتا تھا اور
بب مرتبہ محلے داروں سے پٹ چکا تھا اپنے
والدین کو جوتی برابر عزت نہ کرتا تھا اپنے
والدین کو ٹھکراتا بیوی کو بیروں میں رکھنے کی

شے تھی دیکھنے میں بے وقوف لگتا ہر کسی سے پیار
سے ملتا لیکن اس کے مخالفین اسی تاک میں
رہنے کے کب اسے نقصان پہنچائیں لوگ اس
کو نا پسند کرتے تھے مخالفین نے ایک دن گٹو کر

پکڑ کر لے جا کر خوب چھینا اور اس کا پیٹک بیلنس
بھی تھم کر دیا کل تک دوسروں کو بے وقوف بناتا
رہا اب خوب بے وقوف بنا تھا اور مخالفین نے
اسے نہیں کا نہ چھوڑا رشتہ دار حضرات کی نظر سے

دیکھتے تھے کوئی مدد کے لیے آگے نہ آتا بالکل نکما
آدمی تھا مخالفین سے مار کے بعد بزدل ہو گیا تھا
فراڈی نے سنا سا کاروبار شروع کر لیا۔ فراڈی
کی بیوی گھر کے ایک طرف بیٹھی رہتی تھی

فراڈی کو کبھی نہ ہو گیا پھر پر میز کرنے لگا زبیر
راہل کو کب خوش تھا شام میں زبیر نے راہل کی
تصویر دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

قارئین کرام یہی مگر یہی کہانی اپنی
رائے سے مجھے ضرور نواز دینے گا۔ میں آپ کی
رائے کا شدت سے انتظار کروں گی۔

ثناء آکاش کی ڈائری سے

میری ڈائری کچھ ایسی ہے کہ میں ایک لڑکی سے محبت کی لکیریں اس کو میری محبت پر پورا یقین نہ ہو سکا اس کو بہت عیار کیا لیکن اس بے وفا نے میرے عیار کی قدر نہ کی میں اس بے وفا کا نام لکھتا نہیں چاہتا کیونکہ جس کو عیار کی قدر نہیں بے وفائی کرنا انکا ذلتی کام ہوتا ہے عیار چیز ہی ایسی ہوتی ہے اس میں خوشیاں بھی بہت لٹی ہیں زیادہ دکھ کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے دراصل بات یہ ہے اس لڑکی نے میرے ساتھ بے وفائی کیوں کی میں نے بہت سوچا ہے کہ کیا کہوں پھر بھی اپنی زندگی کو بڑے اچھے طریقے سے بسر کر رہا ہوں۔ میں اس بے در کی کہانی سرور لکھوں گا وہ بھی کچھ دنوں کے بعد لیکن میری زندگی ڈائری ہی ایسی اور کیا لکھوں کچھ کچھ میں لکھتا ہی نہیں۔

صلوات اللہ علیہ آکاشی

سکھینکس

شاملہ کی ڈائری

تیری جدائی مجھ سے برداشت نہیں ہوتی جہاں بھی ہو اور جس حال میں بھی ہو خدا کے لئے جلدی سے لڑتے رہیں آپ کے پلیر بالکل اوجھری ہوں اب

میں آپ کا انتظار کرتے کرتے تک جلی ہوں اب مجھ سے اور انتظار مت کراؤ اور جلدی سے آکر مجھے اپنے گلے سے لگاؤ میں بہت بے قرار ہوں آپ سے ملنے کے لئے اب میں چاہتی ہوں بس آپ میرے سامنے رہیں میں آپ کو دیکھتی رہوں بس اسی طرح میری زندگی کی شام ہو جائے میں اب آ کر آپ نے خیالوں میں کھوئی رہتی ہوں لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں آپ کو کیا ہو گیا ہے آپ کو کوئی ایسی خوشی ملی گئی ہے جو آپ اتنی خوشی میں میں کہتی ہوں جس کو اتنا چاہنے والا ساتھی ملے تو اس کو خوش نہیں ہونا چاہیے میں آپ آپ کو خوش قسمت سمجھتی ہوں اور جس دن آپ مجھے نظر نہ آئیں تو لگتا ہے میرا دم کلنا شروع ہو جاتا ہے جب آپ مجھے نظر آئیں تو لگتا ہے مجھے جہاں کی خوشی ملی گئی ہے جان کنی مجھ سے جدا نہ ہونا میں آپ کی جدائی ایک دن بھی برداشت نہیں کر سکتی۔ اب آپ میری زندگی میں ایک سانس کی طرح شامل ہیں اب ہمیں کوئی بھی جدا نہیں کر سکا اگر کسی نے ہمیں جدا کرنے کی کوشش کی تو میں اپنی جان دے دوں گی لیکن جان تمہیں نہیں چھوڑوں گی یہ میرا آپ سے وعدہ ہے جب تک میری زندگی ہے جس طرف تمہاری بن کر رہوں

کی۔

شاملہ۔

اقبال بھٹی کی ڈائری سے

مجھے یقین ہے کہ رقیب کی نکالی بھائی سے میں نہیں ڈرتا، مجھے تو اس بات پر شک آتا ہے کہ وہ تم سے ہم کلام ہوتا ہے محبت کی دنیا میں کوئی محبوب بھی اپنے رقیب کا وجود برداشت نہیں کرتا۔ ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ اسکا محبوب کسی اور سے لنگھو تک نہ کرے اس کا تبسم کسی اور کو نہ ملے..... اور اگر ایسا ہو جائے تو محبوب دل ہی دل میں کڑھنے لگتا ہے دانشور لوگ جلد بازی کے فیصلے نہیں کرتے۔ کم عمل اور احمق لوگ سنی سنائی باتوں پر یقین کر کے اپنی بد نصیبی سے کسی اچھے دوست سے محروم ہو جاتے ہیں اب شیطان قلعے لگاتا ہے کہ دیکھو کس خوشیاری سے دو عیارے دوستوں کو ایک دوسرے کی جان کا دشمن بنا دیا ہے کیوں ٹھیک کہا ہے ناں میں نے۔

اقبال بھٹی۔ لاہور

زیب کی ڈائری سے

وقت بہت ظالم ہے کسی کی آنکھوں میں بچے بچے ٹھہر جائیں کسی کے اربابوں کی عمری لٹ جائے یا کوئی اس کی ولدی میں بھٹکتے ہوئے دم توڑے مگر وقت

کی گردش چارلی راتی سے اور یہ وقت ہی ہے جو کبھی زندگی میں حسرتوں کے بھول کلا دیتا ہے تو کبھی روح پر ایسے گہرے گھاؤ ڈالتا ہے جو زندگی بھر منہ ہی نہیں ہر پاتے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے گل ہی کی بات ہو تم میرے پاس ہوتے ہوئے بھی کٹا دور ہو جبکہ دور ہونے کے باوجود کتنا قریب رہتے ہو اگر دل کی نظر سے دیکھتا ہوں تو حسرتوں سے بھی زیادہ قریب ہو اور آنکھوں کے اظہار سے دیکھا جائے تو اپنے درمیان میلوں کا قاصلہ ہے مگر بھی جب آنکھوں کو ذرا بند کرتا ہوں تو تمہارا ہی ہنستا مسکراتا چہرہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے تو تمہاری یادیں مجھے آغوش میں لیے راتی ہیں ہر وقت مجھے وہ چیتے دن وہ لمبے یاد آتے ہیں جب میں اور تم ایک ساتھ تھے وہ اظہار جو میرے اور تمہارے درمیان تھا اور وہ خوشیاں جو تمہاری طبیعت میں شامل تھیں ہر وقت مجھے تمہاری یاد دلاتی راتی ہیں بس مگر کیا چہرہ آلسو پتے ہیں اور دل کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے اسہلہ کی دعا ہے آئے والے گل میرے اور تمہارے درمیان جو یہ عارضی قاصلہ ہے اس کو ختم کر دے اور وہی دن وہی لمبے لوٹ آئیں جن کی میں نے تمنا کی ہے۔

زوجہ اقبال شاہد

خانہ سوال

وسیم کی ڈائری سے

میری زندگی میں بہت سے لوگ آئے ہیں لیکن دھوکے دے کر چلے جاتے ہیں لیکن میں جس کو اپنا سمجھتا ہوں حقیقت میں وہ بیگانہ ہوتا ہے میں سب کو بھروسہ کرتا رہا سب کو دھانسی دیتا ہے آخر کیوں اسکے دل میں میرے لیے جگہ ہے تب ہی دیتا ہے نا۔ لیکن آج تک میں نے اس کو اپنا ماننے کا سہا تک نہیں کیونکہ اس کا کہنا ہے کہ منزل قسمت والوں کو ملتی ہے حتیٰ کہ اس نے طنز سے بھی خط لکھے۔ اس نے یقین بھی دلایا کہ کہ تم سے پیار کرتی ہوں لیکن مگر بھی وہ بیگانے ہیں خدا ایسے لوگوں کو منزل تک کیوں نہیں پہنچاتا خدا ایسے اور میری لیکن ایسے کو سلامت رکھے ایسے تو جہاں بھی رہے خوشیاں میرے قدم چومیں تمہارے لئے دعا گو رہوں گا۔

کیوں نہ جاتے ہیں وہ لوگ دل میں وسیم جن لوگوں کے قسمت سے ستم نہیں لیتے

وسیم، داہلہ پنڈی

حاصل حسرت کی ڈائری

جگہ کہتے ہیں کہ بہت جب جتی ہے تو انسان ہر تصور سے بھول جاتا ہے اور خوشیوں کا ایک پر روشنی

دکان چمکاتی ہے جب بھی بہت چمک جاتی ہے تو پورے کائنات کا تم سر پر ہونے لگتا ہے میں پہلے مجھے پیار اور محبت کے حلقے اتنی زیادہ سطومات نہیں تھی جب میری زندگی میں پہلا انسان کسی کے ساتھ سز کرنے لگیں تو واقعی مجھے بھی محسوس ہوا کہ چمک جاتے محبت انسان کو ایک بے جان شے بنا دیتی ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں بھی لفظی ایک بار کی ہے تو آج تک مجھے اس کی دردناک کی طرح استار ہا ہے میرے دوستوں سے صرف تم ہی پیغام ہے جب بھی محبت کے سڑکا آقا دکھنا چاہتے ہو تو پہلے ایسی طرح سوچ سمجھ کر یہ سڑکی شروعات کیجئے گا ورنہ بعد پچھتا بے سنی ہوتی ہے جب درد لگے گی پھر مت کہنا کہ حاصل حسرت نے جگہ کہا تھا۔

فیروز خان کی ڈائری سے

ایسے تو میری زندگی دکھوں سے بھری پڑی سب سے زیادہ کہ جو مجھ کو ملا ہے وہ مجھ کو ہلانے والا ہے جو زندگی بھر نہیں بھولوں گا محبت سے میں نا آشنا تھا اس نے محبت سے مجھ کو واقف کیا مجھے محبت میں پھنسا کر لوٹ لیا اسے بڑے زلم دینے جو زندگی بھر نہیں بھریں گے اب ماہارانی میرے لگا کو وہ ایس نہیں کر رہی مجھ سے اپنے خط لے

ہے اور جو پالی سے جدا ہوتے ہی دم توڑ دیتی ہے آخر میں اپنی ڈائری سے کچھ شعر عرض کر دیتا ہوں۔

میت کرنے والوں کا اہم کس نے دیکھا ہے
دعاؤں کی قسمت میں صبح و شام دعا ہے
سب دعاؤں میں بس اک لفظ یاد آگے
مر مر ہوا میں تجھے تو مر مر مجھے
یاد آگے

میت ہم نے ماگی ہے مہربانی ہوگی
ترہنے کو ترسے کو دعا گانی نہیں ماگی
بگئی دیکھتے دیکھتے صبح بگئی سچے سچے
تارے
میرے دن گزار رہے ہیں میرے ہی
ہمارے

راجہ عابد نعیم، حیدرآباد
کشمیر

عشقا کی ڈائری سے

آج تک میں نے کسی سے
میت بھی نہیں کی ہیں کہ شاید وہ
لوٹ آئیں جا ہے میری عمر بھی
میت جائے مگر کبھی ناز آپ کا
انتظار کروں گی شاید آپ بھول کر
لوٹ آئیں آپ جہاں بھی خوش
رہیں میں تو آنسوؤں اور آہوں
سکریوں سے اپنے گال من کو تسلی
دوں گی مجھے ابھی تک یاد ہے وہ
آپ کی قسمیں اور وہ رہے جو آپ
نے ساتھ دینے کے لئے کھائے
تیری تصویر سے باتیں کرتے

راجہ عابد کی ڈائری سے

یوں تو زندگی میں بہت دکھ
ہوتے ہیں لیکن زندگی میں سب
سے بڑا دکھ میت کا ہوتا ہے اگر کوئی
دھوکہ دے میت میں کبھی کبھی ایسے
لوگ آتے ہیں کہ جب کسی سے
میت ہو جاتی ہے اور اسکا دل کسی
بھی کام میں نہیں لگتا کیوں کہ اب
وہ ہمیشہ میت کی طرف راغب ہو
جاتا ہے اور جب میت قائم ہو جاتی
ہے تو آدمی بہت خوشی محسوس کرتا ہو
میت بہت کم خوشی محسوس کو اس
آتی ہے جو کہ اپنی زندگی کے دن
خوشی سے گزارتے ہیں کیونکہ میت
ہی زندگی ہے کبھی کبھی گنہگار لوگ
جو کہ دھوکہ کر کے دوسروں کے دل
کو زخمی کر دیتے ہیں تو انہیں پہلے
اپنے دل میں ہما کر کر دیکھنا
چاہیے کہ اس طرح دھوکہ ہمیں کوئی
دے تو ہمارے دل کا کیا حال ہو۔
اگر کسی کو خوشی نہیں دے سکتے تو ہم
بھی مت دو۔ کیونکہ وہ ہم اس کی
زندگی کی بربادی کا باعث بنتے ہیں
اور بعد اوقات وہ اپنے آپ کو پیر
خاک میں ملادیتا ہے جس سے اس
کی دنیا اور آخرت لٹی جاتی ہے ہاں
میت میں دھوکہ نہ دینے والوں
میت ہی تو زندگی ہے میت تو ہم
آدمی کے دل میں ہوتی ہے خواہ وہ
کیا ہی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ کبھی
ہو تو پھل سے پھکیں جو کہ جانور

آپ کو نہ ملا ہو یا آپ نے جواب
دینا مناسب نہ جانا ہو لیکن آج وہ ایسا
نہیں کرنا چاہیے تھا اگر آپ دوستی
نہیں کر سکتیں تھیں تو آپ کو اپنا
تعارف نہیں دینا چاہیے تھا اگر آپ
نے یہ پڑھا لیا ہوتے ضرور ضرور رابطہ
کریں۔

محمد ہوشیار، دھیم پور
طن

اللہ دہ نو تاری کی ڈائری

میری زندگی کی ڈائری میں
سکھ اور دکھ دونوں ہیں۔ ہم
پڑھائی میں تگن ہیں اور دنیا سے
بے خبر لیکن مگر کبھی دکھ ہمارا پیچھا
نہیں چھوڑتے۔ دکھ کیا ہے دکھ
صرف تمہاری ہے تمہاری کیا ہے اس کو
شاید کوئی نہیں جانتا تمہاری ایک ایسا
نم ہے جو انسان کو گنہگار کی طرح کھا
جاتا ہے میں والدین کا اکوٹا بنا
ہوں اس لئے گھر میں بہت تمہاری
محسوس کرتا ہوں اور آپ جانتے
ہیں کہ میں تمہاری کو کس کے ساتھ
شیئر کرتا ہوں آپ تائیں نہیں
آپ تائیں آپ ہی تائیں آپ
تائیں اچھا بابا تو سنو کہ میں تمہاری
کس کے ساتھ شیئر کرتا ہوں اچھا
جناب تو وہ ہے جلدی تاؤ جواب
عرض ہوا۔ میں تو سمجھا کہ آپ
کسی لڑکی کا نام لیں گے لیکن یہ تو
ہمارا دوست لگا۔

اللہ دہ، نوشہری

کرتے گی اندھیری راتیں گزر جاتی ہیں ناد کوئی دشمن بھی اپنے دس کو اتنی بڑی سزا نہیں دے گی جو آپ نے اپنے اس عاشق کو دے دی ہے۔ مجھے بہادروں کی زندگی سے لگانے والے آپ ہیں اور آپ نے سب کچھ کرنے پر مجبور کیا ہے۔ سکول صدمہ میرے آگے سے میری زندگی بہادریوں سے بچنے کی اور مجھے یہ کھولی ہوئی زندگی مل جاتی ہے تو مجھ کیوں دیر کرتی ہو لوٹ آ میری اس دیران زندگی میں یا کہ دعا کرو میں بے خوف ہوں جاؤں اس بڑے سے تو بہتر سے یہ زندگی نہیں ہے مجھے اس دنیا میں خوشی بھی نہیں ملی جتنی کہ انہوں نے کی ہے پرستم احساسے انہوں کو بھی مجھ پر ارا بھی ترس نہ آیا اور ظالموں نے مجھے طریق کاٹنے دے کر ہا ہونگے اور ناز میری دعا ہے کہ اللہ آپ کو سلامت رکھے مجھے سوار کرنے سے اور کیا ملے ہے ناز آپ نے بہت خوب تو مجھے دیا ہے محبت کے بدلے میں خوشیاں تو ہم فقیروں کے لئے نہیں ہیں ہم فقیر ہیں ہم کسی کو دعا نہیں دیتے یہ ہم فقیروں کا شہدہ نہیں ہے اللہ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے مجھے بھی کبھی یا ضرور کرنا میری جان۔

اللہ بخش بخش
مکرم

شمسیر اسلام کی ڈائری

انسان بھی کتنا عجیب ہے۔ اس چیز کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اس کی پہنچ میں ہی نہیں ہوتی اور جو چیز اس کی دسترس میں ہوتی ہے اسے قناعت سمجھتا ہے۔ محبت ہی عجیب شے ہے۔ پیار سے پیارے لوگوں کو بھی دشمن بنا دیتی ہے۔ پیار ایک ایسا اصول ہے جو جھوٹوں اور فریب کا ٹکڑا کر دیتی ہے اور کوئی نہیں پیار کی نظر سے دیکھتا ہے تو اس کا یہ بزرگ مطلب نہیں کہ اسے تم سے پیار ہے اگر ایسا سوچے تو دھوکہ کھاؤ گے کیونکہ ظاری بھی اپنے ظلم کو بہت پیار سے دیکھتا ہے اس لئے پیار بھری نظروں سے دیکھنے والوں کو ضرور آزماؤ کہ وہ پیار کرنا والا ہے یا ظاری۔ وہ اپنے محبت کے رنگ بھی نرالے ہوتے ہیں کہ انسان جو چاہتا ہے اسے مل نہیں سکتا۔ سوائے درد کی زنجیر کے لوگ کتنی بے دردی سے کسی دوسرے کے جذبات و احساسات کی پروا دیکھتے ہیں ان کے اربابوں کو گل دینے ہیں حسن والے کتنی بے دردی سے دوسروں کے جذبات سے کھیلتے ہیں کتنی آسانی سے کسی کو مارنے والے کا سب کچھ لوٹ لیتے ہیں ملی بھری کسی کی دنیا: جاڑ دیتے ہیں یہ سوچے بغیر کہ وہ کیسے ہی

پائے گا۔
جب سے تم مجھے ہو
یہ دنیا دیرانی ہوگی ہے
اور میں یادوں کے قفس میں
قید ہو گیا ہوں
یہ یادیں میرے لیے
تو ہیں سب بہانا ہو گئے
حیرتی طرح
مگر
تیری یادوں
تیری باتوں نے
میرا ساتھ نہ چھوڑا
کیا یہ حیرتی طرح
بے وقتا تو نہ ہو جائیں گی
شمسیر اسلام، گجرات

یونٹارائی کی ڈائری سے

مجھے میں نے تمام ٹرچا ہا اس نے ہی مجھے دھوکا دیا مگر میں اس دل کے ہاتھوں مجبور ہوں جو مجھے اس سے پیار کرنے پر مجبور کرتا ہے وہ بے وقتا ہے مگر میں اسے بے وقتا بھی نہیں کہہ سکتا کاش وہ مجھے کہتا کیوں اکیلی لے تو میں اس سے پوچھوں کہ تم نے وہ پیار بھرے دن کیسے بھلا دینے میں تو بھر بھی کیا دعا کرتا ہوں کہ جہاں رہو خوش و خرم ہو۔

محمد یونٹارائی، واہ
بھوپال



معلومات

برصغیر ہندو پاک میں الگینڈ سے بارہ گورنر اور آٹھ وائسرائے آئے تھے۔

ہندوستان کے حکمران علاؤ الدین ظہری کو فاتح دکن کا خطاب ملا تھا۔

شاہجہاں شہنشاہ ہندوستان کے بیٹے اور مغرب کو فاتح جنوبی ہند کا خطاب ملا تھا۔

قطب الدین ایبک نے 1206ء میں برصغیر میں خاندان غلاماں کی حکومت قائم کی تھی۔

اورنگزیب عالمگیر کی بیگم راجہ دران کا مقبرہ جنوبی ہند کے مشہور شہر اورنگ آباد میں ہے۔

خاندان غلاماں نے ہندوستان میں 84 برس حکومت کی تھی۔

شہنشاہ ہند کے محلے کے وقت ہندوستان میں ابراہیم لودھی کی حکومت تھی۔

28 دسمبر 1530ء کو محمد ظہیر الدین باہدقات پانگے۔

1576ء کو محمد حلال الدین اکبر شہنشاہ ہندوستان نے ہلدی کھائی کے مقام پر رانا پرتاب سنگھ کو ہرایا تھا۔

بہلول لودھی اپنے خاندان کا پہلا

بادشاہ تھا۔

نواب محمد خاں جوگیزی نے بلوچستان کا الحاق پاکستان کیا تھا۔

(پروفیسر ڈاکٹر واجد کراچی)

شادی سے پہلے

تمہارے چاند جیسے چہرے سے نظریں نہیں ہٹائی جاتیں۔

آپ کے ہاتھ کا پیکا ہوا کھانا کھا کر مزہ ہی آ گیا۔

تیار ہو کر آئینہ مت دیکھا کرو حسن سے جل کر ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔

تمہارے سیاہ بالوں کی تباہی میں رات کتنا حسین لگتی ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ تو سونے کی رنگت میں آگے ہیں۔

تمہاری جھیل جیسی آنکھوں میں ادب چاہنے کوئی چاہتا ہے۔

تمہاری رسیل آواز کوئی کی کوک سے بھی زیادہ بہتر ہے۔

جب تم ہنستی ہو تو جلتی جگ اٹھتے ہیں۔

جاناں ہماری ملاقات کی گزریاں کتنی ٹھنکر ہوتی ہیں۔

(خلیل احمد ملک، شیدائی شریاب)

شادی کے بعد

ہونہ بھال میں گیا چاندیاب تو صرف مگر بن ہی رہ گیا ہے

کلی ہار کھانا کھانے کے بعد تمہارے ہاتھ ہی کٹوا دیتا۔

اتنا آئینہ مت دیکھو وہ بھی بنا ہاگتا ہو گا کہ خیل سے پالا چاہے۔

یہ لکھیں ہیں یا ناگن کا زہر ملا ڈنگ۔

یہ شامیا نازہ کہ باہر مت جاؤ میری بے عزتی ہوگی۔

اس سے بہتر ہے کہ چلو پھر پانی میں ڈوب مروں

جب یونٹی ہو تو لگتا ہے پھانسا ہوا اصول بنا جا رہا ہے۔

ایسے ہنستی ہو جیسے شیر و حازیں مار رہا ہو۔

آف اب تو اس غدا کو ساری عمر جھیلانا ہے۔

(خلیل احمد ملک، شیدائی شریاب)

سچا پیار

عاصر آج میرے دل کا اپریشن ہے رانی پد ہے آپ ڈر کیوں رہے

ہو عاصر میں تو سے بہت پیار کرتا ہوں، رانی میں بھی بہت پیار کرتی

ہوں تم سے، دوستو جب عاصر کا اپریشن ہو گیا تو اس کو ہوش آئی تو

اس کے پاس اس کے امی ابو کفر سے تھے۔ عاصر اونچی آواز سے بولا وہ کہاں ہے۔ تو عاصر کا باپ بولا تمہیں نہیں بتا کہ تم کو دل کس نے دیا ہے۔

زیادتی ہو تو کاش میں دعا ہو جاؤں۔"

(ٹوبہ حسین، کبود)

ظلم میکر ڈاکٹر ہوتا تو
اگر ڈاکٹر حضرات ظلم میکر بن جائیں تو
ظلموں کے نام کچھ یوں ہوں گے۔

ڈھم تو ہونا ہی تھا۔

بگھی چوٹ بگھی مرہم
ہمارا فرسٹ اینڈ بگھی آپ کے پاس

بگھی بھلا آپ سے عشق ہوا۔

کاش آپ ہمارے صحبت ہوتے۔

آج میرے بار کا آپریشن ہے۔

ہم بلڈے کے چکے منم۔

کہونا! طیر یا بخار ہے۔

ایکسر ہونا ہو۔

جگر کے سارے ٹیم، آپ کے نام

ڈاکٹرنٹ چھچھات۔

کوسول ہم۔

نبض کی تلاش۔

(ٹوبہ حسین، کبود)

دیانت کا معیار

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق اپنے

غلام کے ساتھ مدینہ منورہ میں رات کو

صفت کر رہے تھے ایک مکان سے

کچھ آوازیں سنیں ایک عورت اپنی

بچی سے کہہ رہی تھی دودھ میں تھوڑا سا

پانی ملا دے بچی نے کہا۔ امیر

المومنین نے کہا کہ دودھ میں پانی ملا

کر مت فروخت کرو عورت بولی

یہاں کوئی نہیں ہے لڑکی بولی اماں

راستے میں پولیس والے سے آگے
دونوں زمین پر گرے اور سنبھل کے
اٹھے کون ہو تم۔ پولیس والا ہادھب
آواز میں پوچھنے لگا۔

میں چور ہوں یہ کہہ کر چور بھاگ
گیا۔

☆☆

سویستی کے استاد نے اپنے اس
طالب علم سے کہا کہ کس تال کے
بار سے تم زیادہ جانتے ہو؟

وہ یونانی لکھے تو صرف ہڑتال کا
زیادہ جانتا ہے۔

☆☆

شمین: تاؤ اٹیں بی ڈبلیو کا کیا مطلب
ہے۔

طولی: تال بولت والا۔

(آسٹر، کراچی)

ہری مرچیں

بچی: می مجھے کس قسم کا شوہر تلاش کرنا
چاہیے؟

ماں: بچی تم شوہروں کا بیچا چوزو
اور اپنے لیے کوئی کھوار اجلاش کرو۔

☆☆

ایک آدمی دوسرے آدمی سے کیا
آپ کی گزری وقت بتاتی ہے؟

نہیں جناب! خود دیکھنا پڑتا ہے۔

☆☆

میاں بیوی میں کس بات پر مگرار ہو
گیا۔

بیوی نے ہنسنے سے کہا "اگر زیادتی
تہماری ہو تو تم مر جاؤ اور تم میری

عامر کیا کہا آپ نے اور زور زور سے
رونے لگا۔ آخر اس کے دل سے
آواز آئی دوست یار، رانی تیرے
سننے میں ایسا زور ہے گی۔ میرے
دوستو یہ بات آپ بھی ان دوست
اجباب کو بتائیں جن کو آپ بھی کھونا
نہیں چاہئے۔

(ملک علی رضا، فیصل آباد)

رشتہ

جن سے ہم محبت کا رشتہ رکھتے ہیں
ان کو ہم ایک لمحے کے لیے ٹراموش
نہیں کر سکتے۔ انجنا معروفات کے
باوجود ان کی تصویر میں جھانکیں تو
یوں معلوم ہوتا ہے جیسے وہ معروفت
کے وقت بھی ہمارے وجود میں چھپے
ہوتے ہیں۔

(محمد آفتاب شاہ، دوکوند)

محبت

محبت خاموش نگاہوں کی زبان ہے
جب انسان کو کسی سے محبت ہو جانی
ہے تو یہ قدرتی عمل ہے کہ اس کا ذکہ
اپنا گھسوں ہونے لگتا ہے محبت کا منتقلی
مطلب کشش ہے اور یہ دنیا اسی
کشش کی وجہ سے قائم ہے کیونکہ
اگر زمین آسمان میں کشش نہ ہوتی تو
یہ کبھی کے ختم ہو جاتے اس لیے یہ
کہنے میں کوئی آرتھیں کہ محبت کی وجہ
سے یہ دنیا قائم ہے۔

(محمد آفتاب شاہ، دوکوند)

مسکراہٹ

ایک چور پوری کا مال لے کر فرار ہوا

لیکن سے بیٹا چاہتے ہو تو کسی بیوی بات کی حسرت نہ کرو۔

ہر ماہ اچھی باتیں پڑھنا چاہتے ہو تو ماہنامہ جواب عرض کا مطالعہ کرو۔

عجیب معلومات

روی شہنشاہ نیرو کی لٹکے نے 500 گدھیاں پال رکھی تھیں جن کے دودھ سے وہ غسل کرتی تھی۔

پانامہ کے ملک میں جشن آزادی دو مرتبہ منائی جاتی ہے۔

لیکن واحد ملک ہے جہاں پولیس نہیں ہے۔

اسٹین کے ایک گاؤں میں ہر شخص کی سات سات اگلیاں ہیں۔

اطرویشیا کے بہت سارے جریدوں میں چاول کی فصل کی کاشت پر شادیاں کی جاتی ہیں اور کٹائی پر طلاق دی جاتی ہے۔

ہندوستان کی ریاست ہے پور کے مہاراجہ مان سنگھ نے 1500 شادیاں کی تھیں۔

افریقہ کے شہریرگازا میں مکان نمک سے بنے ہوئے ہیں۔

بھیم دتھا کا واحد ملک ہے جہاں ننگے پاؤں چلنا جرم ہے۔

اسٹریلیا کے جنگلات میں کدے مچھلیاں کھاتے ہیں۔

اسٹج ایسا جانور ہے جس کے جسم نہ بڑی نہ ہاتھ پاؤں ناک کان بھی نہیں بھر بھی زندہ رہتا ہے۔

جاپان کے بادشاہ شوگرنگی نے اپنے

جس عورت کا رنگ سانولا ہو وہ دل کی صاف اور حد سے زیادہ وفادار ہوتی ہے۔

جس عورت کا قد چھوٹا ہو وہ بہت ہونہار چالاک اور شاطر ہوتی ہے۔

بھروسے بالوں اور لمبی آنکھوں عورت اپنے شوہر کو دل کارا نہیں مانتی۔

سیاہ نظلی آنکھوں والی عورت صرف ایک بار بیاہ کرتی ہے اگر اس کا ایک بار دل ٹوٹ جائے تو پھر وہ بہت سارے بدل توڑ دیتی ہے۔

جو چاہو کرتے پھر لیکن بھی عورت کو دل کا راز مت بتاؤ۔

(آصف سانول، بہادرنگر)

اقوال زریں

انکار کرنا ہے تو سود اور رشوت خوری سے کرو۔

توہ کرنی ہے تو گناہ اور بد اعمالیوں سے کرو۔

طلب کرنی ہے تو جمع کی کرو۔

کام آنا چاہتے ہو تو کسی مجبور اور بے کس کے آؤ۔

بھلا کرنا چاہتے ہو تو کسی بے درد اور شہیوں کا کرو۔

محبت کرنا چاہتے ہو تو خدا اور اس کے رسول سے کرو۔

علم چاہتے ہو تو انگریزی کے ساتھ : سلا بھی پڑھو۔

کام نفع چاہتے ہو تو ہر کام سے پہلے بسم اللہ پڑھو۔

جان یہ بات دیانت کے خلاف ہے کہ رو برو تو اطاعت کی جائے اور غائبانہ خیانت یہ منگھون کر حضرت عمر فاروق بہت متاثر ہوئے لڑکی کی دیانت اور اس کی حق گوئی پر خوش ہو کر اللہ میں اپنے نیچے عالم کی اس سے شادی کر دی۔

کردار

انسان کا کردار گلاب کے پھول کی مانند ہوتا ہے اگر ایک پار شاخ سے ٹوٹ جائے تو دوبارہ نہیں جڑ سکتا

جب تک پھول شاخ سے جڑا رہتا ہے جب تک اس میں رنگ اور خوشبو موجود رہتی ہے جو اس کے حسن اور سحر میں اضافہ کرتی ہے مگر جب وہ شاخ سے جدا ہوتا ہے تو رنگ اور خوشبو کھو دیتا ہے اس طرح انسانی کردار جب تک پڑکیزہ اور سچا رہتا ہے دنیا کی ہر چیز سے لپکتی ہوتا ہے لیکن جب وہ اپنی سچائی کھو دیتا ہے تو دنیا کی تم تر چیزوں سے ارزاں ہو جاتا ہے۔

(محمد صفور دہلوی، کراچی)

عورت کی پہچان

جس عورت کی آنکھیں لمبی جھسی ہوں وہ خود غرض مطلب پرست اور بے وفا ہوتی ہے۔ جس عورت کی آنکھیں تھوڑی سیاہ اور چھوٹی ہوں وہ وفادار اور سلیقہ شعار ہوتی ہے۔

جس عورت کی آنکھیں موٹی اور رنگ گورا ہو وہ صرف وقت گزار ہوتی

گھڑت

جواب عرض 199

Scanned By Amir

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN

PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN

PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

خود سے کتاب لکھی تھی۔
 پچیس ہائیس سال تک جنت کا
 خزانچی رہا تھا۔
 چکا ڈو واحد جانور ہے جو اڑتا ہے اور
 بچوں کو دوندہ پلاتا ہے۔
 گل روئے زمین کا رقبہ تیرا کروڑ
 مربع میل ہے۔
 جو کفار کو عذاب دینے کے ان فرشتوں
 کو زبان یہ کہا جاتا ہے
 قیامت کے دن سب سے پہلے
 حساب حضرت جبرائیل علیہ السلام
 سے ہوگا۔
 اس وقت عرش کو اٹھانے والے چار
 فرشتے ہیں۔
 جس طرح زمین والوں کا قبلہ کعبہ
 ہے اس طرح زمین والوں کا قبلہ
 عرش ہے۔
 آسمان پر آذان سب سے پہلے
 حضرت جبرائیل علیہ السلام نے
 پڑھی تھی۔
 (آصف سائل، بہادر نگر)
 اسلامی معلومات
 قرآن مجید میں فقط اللہ 2697 بار آیا
 ہے۔
 قرآن مجید میں حضور نبی کریم کا اسم
 گرامی "محمد" 4 بار آیا ہے۔
 قرآن مجید میں حروف کی تعداد
 32376 ہے۔
 مانہ کعب میں سب سے پہلی آذان فتح
 لہ ہدی کی۔
 مذکب کا نقشہ حضرت جبرائیل نے
 تیار کیا۔
 حضرت نوح علیہ السلام کا حزار کوڑھ
 میں ہے۔
 مسلمانوں کا پہلا سوزن حضرت بلال
 تھا۔
 حضرت عمیر جنگ بدر کے سب سے
 کم سن شہید تھے۔
 مسجد حرام دیبا کی پہلی مسجد ہے۔
 حضرت سیدہ اسلام کی راہ میں شہید
 ہونے والی پہلی خاتون ہے۔
 اگر بچہ مردہ پیدا ہو تو نماز جنازہ 1۰۱
 نہیں کی جاتی۔
 نماز جنازہ میں کوئی سجدہ نہیں ہوتا۔
 مسلمانوں پر پانچ وقت کی نمازیں
 شب معراج کو فرض کی گئیں۔
 اسلامی سال 354 دن 8 گھنٹے کا ہوتا
 ہے۔
 (رائے الطہر مسعودی، آکاش 2148F)
 رزق
 ایک مسافر تھا ہار رات کو کسی گاؤں
 کی مسجد میں پہنچا۔ امام صاحب
 موجود تھے مسافر نے ان سے کھانا
 طلب کیا تو امام مسجد نے پوچھا۔ "کیا
 تو نے نماز پڑھی؟"
 مسافر یوں "بھرا امیری عمر ایس
 ہے، میرے صافے آج تک رزق
 دینے سے پہلے یہ نہیں پوچھا کہ میں
 نے نماز پڑھی یا نہیں۔"
 زعفران
 ایک آدمی سیر کو جا رہا تھا۔ اس نے
 راستے میں فقیر کو کچھ گیتے بوائے

دیکھا۔ اس سے پوچھا اسے فقیر کیا
 شہر کے فقیروں کو گنتا ہے نہ
 فقیر نے جواب دیا فقیر تو بہت ہیں
 میں امیروں کو گنتا ہوں جو تعداد میں
 کم ہیں۔
 ایک دفعہ لوگوں نے بھوسے پوچھا تو
 سردیوں میں کیوں نہیں لگتا۔ بھوسہ
 نے کہا گرمیوں میں میری کیا عزت
 ہوتی ہے کہ سردیوں میں بھی باہر
 آؤں۔
 نیک چور رات کے وقت ایک فقیر
 کے گھر گیا بہت تلاش کیا کچھ نہ پایا۔
 فقیر جاگ رہا تھا اس نے اپنا سراٹھایا
 اور کہا میں، دن دن میں یہاں کچھ
 نہیں پاتا ہوں تو امیر میری رات میں
 کیا پائے گا۔
 اقوال زریں
 کامیابی کا سون کی بج ہے۔ قیمت
 چکائے امیر سے حاصل کرنے کی
 امید مت رکھو۔
 بھگوار شکل کاموں کو آسان بنانے
 کا نام ہے۔
 زندگی میں اگر کامیابی چاہتے ہو تو
 لگن کو اپنا دوست، مہارت کو اپنا
 مشیر، اختیار کو اپنا بھائی اور امید کو بھوسا
 بنا لو۔
 جو خطرات سے بچنے کی ہمت نہیں
 رکھتا وہ زندگی بھر کھٹکس کر سکتا۔
 جو کرتا نہیں وہ زندگی کا سبب نہیں ہوتا
 (ٹوبیہ حسین، اکھنڈ)
 اقوال زریں

سب سے زیادہ پیار کرنے والی ہستی ماں ہے۔
 سب سے بڑی دولت اولاد ہے۔
 سب سے بڑی نعمت تمکدستی ہے۔
 سب سے زیادہ احترام ماں باپ اور استاد کا کرو۔
 سب سے بڑی نیکی ماں باپ کی خدمت کرو۔
 سب سے آرام دہ جگہ ماں کی غوش ہے۔
 سب سے زیادہ عزیز ماں کا دل ہے۔
 سب سے زیادہ غریب ماں جس کا زونلی دوست نہیں۔
 سب سے شفیق ہستی ماں ہے۔
 سب سے زیادہ ایک بچہ گھر سے مارا گیا ہے۔
 گھر سے کسی نے پوچھا بیٹا۔
 طالب علم ہوں چھٹے چار ہوں۔
 بچہ نہیں بگڑ ہوں۔ پوچھا دم میں بگڑا کرتا ہوں۔
 دل سے یہ آواز آتی ہے برہم ہم کو تیری یاد آتی ہے۔
 دل نہ چھتا ہے یہ بات بار بار ہم سے۔
 جن کو تم یاد کرتے ہو کیا ان کو تیری یاد آتی ہے۔
 (غزلی جبرائیل، لاہور)

کہ موت کیا ہے؟ اس سے زندگی کا کیا رشتہ ہے؟
 ایک دلہہ میں نے ایک سندھری جہاز دیکھا جب وہ ساحل سے دور ہوا، نظروں سے اوجھل ہو گیا۔
 تب وہاں موجود لوگ کہنے لگے چلا گیا میں نے سوچا دور ایک بندرگاہ ہو گی وہاں پر جہاز دیکھ کر لوگ کہیں گے آ گیا۔ اور شاید اسی کا نام موت ہے ایک پرانی زندگی کا خاتمہ اور نئی زندگی کی ابتداء۔

(ایس ایمول، بہاولپور شریف) تبلیغ
 اس وقت ساری دنیا تیار ہے، لاطلاج مرینوں کیلئے مرکز قبرستان آخری ہسپتال ہے تین دن کی گولیاں دس دن کا کپسول چالیس دن کا انجکشن چار ماہ کا گلوکوز دستیاب ہے پھر بھی طبیعت ٹھیک نہ ہو تو ایک سال اندرون و بیرون ملک لگا کر آپریشن کروائیے۔ منہاب روحانی شفا خانہ 5 وقت کی نماز۔

(ندیم عباس دھکو، ساہیوال) ہنسیں مسکرائیں

☆ جن لوگوں کی یہ تصویر ہے کہ بھینس میں حمل نہیں ہوتی وہ خود بےوقوف ہیں ہماری بھینس کو آ کر دیکھیں جو اتنی حمل مند ہے کہ سارے گھر کو بےوقوف بنا رکھا ہے گھر کے ہر فرد کو اس نے نوکر بنا رکھا ہے ہمیں تو وہ سروٹ کی بجائے کسی صوبہ کی گورنر معلوم ہوتی ہے خود شکایتیں نہیں توڑتی سارا کام گھر کے کینٹ سے کرواتی ہے اور خود صرف دخلہ کر دیتی ہے کہ جاؤ آج کے بجٹ میں تمہارا پانچ گلوہ روہ منظور۔
 ☆ ایک ہسپتال میں نلی فون کی

اجھی بات
 اچھا انسان وہ ہے جو کسی کا دیا ہوا دھک تو بھلا دے پر کسی کی دی ہوئی محبت کبھی نہ بھلائے۔

بدلہ
 رشید نے زاہد سے پوچھا۔ یہ تم نے اندر کی جیب میں کیا ڈالا ہوا ہے جو اس قدر بامعرا ہوا ہے۔
 زاہد نے سرگوشی میں جواب دیا۔
 ڈاکا مانت ہے۔ اور میں اس سونے احمد کا انگار کر رہا ہوں وہ جب بھی مجھے ملتا ہے سیدھا میرے سینے پر گھونسا مارتا ہے۔ اس بار اس نے یہ حرکت کی تو اس کے ہاتھ کی دھجیاں نکھر جائیں گی۔

ثواب
 حضرت مڑ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے فرمایا کہ مومن کے ذل میں خوشی داخل کرنا سب سے افضل کام

موت
 میں نے کئی بار اس موضوع پر غور کیا

تعلقی ہی تو زس نے۔۔۔ سید اٹھایا
کوئی کہہ رہا تھا کیا آپ کرہ نمبر
52 کے مریض کا حال بتا سکتی ہیں۔
اس کا آپریشن پچھلے ہفتے ہوا تھا۔ زس
نے فون کرنے والے کو دو منٹ
سننے کا کہا اور پھر بتایا میں نے ریکارڈ
میں مریض کا چارٹ دیکھا ہے ان کی
حالت ٹھیک ہے اور وہ تیزی سے
صحت یاب ہو رہا ہے آپریشن
کا مہیا رہا ہے وہ تو اس وقت
رہے ہوں گے صبح میں انہیں آپ کا
نام بتاؤں گی۔

فون کرنے والے نے جواب دیا
میں کرہ نمبر 52 کا مریض ہی ہوں
رہا ہوں آپ کو اس لیے زحمت دی
ہے کہ میرے ڈاکٹر تو مجھے کچھ بتاتے
نہیں تو آپ ہی بتادیں۔

انمول موتی

حق پر چپے والے کا پاؤں شیطان
نے سینے پر ہوتا ہے۔
دوستی بیازنی طرن ہوتی ہے جس کا ہر
پرست دوسرے کے ساتھ محبت سے
جڑا ہوتا ہے۔ ان کو کانوگے تو صرف
آنسو میں گئے۔
وقت خوشبو، ہوا کبھی تیر نہیں ہو سکتے
مگر کیش ہو سکتے ہیں۔

فطری کرنا انسان کی فطرت اور
صاف کردینا خدا کا اختیار ہے۔
فم کتابی سنگین ہونیند سے پہلے تک
ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا خوف ہی سب سے بڑی

داناہی ہے۔

☆

رانا صاحب کو ان کے ایک شکاسا
قصیر صاحب نے اداس، فزودہ اور
منہ لٹکائے بیٹھے دیکھا تو ہمدردانہ
انداز میں اس کا جب پوچھا۔ رانا
صاحب بولے دو ماہ پہلے میرے
ایک خالو کا انتقال ہو گیا ان کی کوئی
اولاد نہ تھی انہوں نے ترکے میں
میرے لیے پانچ لاکھ روپے
پھوڑے۔

قصیر صاحب نے کہا اس میں اداس
ہونے کی کیا ضرورت تھی تو خوش
ہونا چاہیے۔

رانا صاحب نے سنی ان سنی کر کے
فرمایا پچھلے مہینے میرے ایک چچا مر
گئے انہوں نے میرے لیے دس لاکھ
روپے پھوڑے۔

قصیر صاحب نے کہا: تمہیں تو
پہولے نہیں ۱۲ لاکھ چاہیے تو پھر آخر منہ
لٹکائے کیوں بیٹھے ہو۔

رانا صاحب نے خندہی سانس لے
کر فرمایا بھئی یہ مہینہ ختم ہونے کو رہا
ہے اور ابھی تک کہیں سے حریہ کوئی
خبر نہیں آئی۔

(پس افضل شاہین، بہادر نگر
انسانی تسلیں)

اریائی نسل: یہ نسل یورپ، ترکی
ایران اور برصغیر میں پھیلی ہوئی ہے
ان کی رنگت سفید ناک چملا اور

آنکھیں کشادہ ہوتی ہیں آریائی
زبانوں میں انگریزی، فارسی، ترکی
شکرت اور لاطینی قابل ذکر ہیں۔

سامی نسل: تمام عرب اور یہودی
سامی نسل سے تعلق رکھتے ہیں یہ
عرب ممالک اور مشرقی افریقہ میں
پھیلے ہوئے ہیں ان کی ناک اور
رنگت اریائی نسل سے قریب ہے اور
رنگت گندم گوں ہوتی ہے یہ سامی
زبانیں بولتے ہیں۔ جن کی گرامر کا
دھانچہ اریائی زبانوں سے ملتا
ہے ان کی زبانیں عربی، عبرانی،
آری، اسوری، تھائی اور انھویا
وغیرہ ہیں۔

یالٹ کی نسل: یہ نسل زیادہ تر مشرق
بہید میں پھیلی ہوئی ہے مثلاً چین،
منگولیا، جاپان، ویت نام، تھائی
لینڈ، کوریا، انڈونیشیا، فلپائن وغیرہ
ان کی آنکھیں چھوٹی ناک چمٹی،
رنگت ہلکی اور قد کم ہوتا ہے۔

چینی نسل: یہ نسل افریقہ میں کثرت
سے بہتی ہے اس کی رنگت سیاہ، بال
تھکڑے یا لے، ناک چمٹی آنکھیں
کشادہ اور قد کاٹھ اچھا خاصا ہوتا
ہے۔

(ایم مظہر ظہیر، کیوئی ہالاکوٹ)
اقوال زریں

مت کہو ایسی بات جس سے کسی کو
صدمہ پہنچے۔

دوستی ایک ایسا پھول ہے جو ہمیشہ
مستاد و مظلوم کی شان پر کھلتا ہے۔

اگر آپ انصاف کی سیٹ پر بیٹھے ہیں تو اپنے بیگانے کا فرق انہن سے لالہ دیں۔

انہیں لفظوں کے آنسو بہتے ہیں جو زبان سے ادا نہ ہو سکیں۔
اسنے اپنے نہ بڑے دوسرے میلے نظر آئیں۔

جتنا ہوا احسان ضائع ہو جاتا ہے۔
(پارس الغزل شاہین، بہادر لنگر)

شہرے موٹی
سی بھی چیزنی قدر وہ دلوں میں ہوتی ہے ایک نئے سے پہلے اور دوسرا کھونے کے بعد

ہر دینہ رشتہ نہیں جاتا ہر تہہ ہمار شستوں کے ہی رشتے نبھاتے ہیں شاید وہی لوگ دوست کہلاتے ہیں۔

گنگو چاندی ہے ہوا خاموشی سونا۔
خوشی بانٹنے سے اس طرح بڑھتی ہے جیسے زمین میں بوئے ہوئے کچ کی فصل۔

جب کوئی کام تمہاری مرضی کے مطابق ہو جائے تو فکر ادا کرو کہ خداوند تعالیٰ نے تمہاری مرضی کو اتنی اہمیت دی اور اگر تمہاری مرضی سے بہتر اور بہت افضل ہوگا۔

لہریں متاثر کن ہوتی ہیں اس لیے انہیں کہو کہ ہمتی اور گرتی ہیں بلکہ اس لیے کہ وہ جب بھی گرتی ہیں اگلی بار اٹھنے میں ناکام نہیں ہوتی۔

تجربہ انسان کو لطف فیضی سے بچاتا ہے مگر تجربہ جلد فیضی سے حاصل ہوتا

ہے۔
چار چیزیں کبھی نہ توڑو اور وہ وہ،
رشتہ، دل کیونکہ وہ جب ٹوٹتے ہیں تو شورشیں ہوتا۔

خوشی انسان کو اتانہیں سکھاتی بتانا تم سکھاتا ہے۔
زبان کو کھنکھوے سے دور روک لو خوشی کی زندگی بچا ہوگی۔

ٹیک بننے کی کوشش ایسے کر دو جیسے حسین بننے کی کرتے ہو۔

اپنی زبان کی تیزی اپنی ماں پر مت آزماؤ جس نے تمہیں جتنا اور پالا ہوسا۔
اور بولنا سکھایا کیونکہ اگر کوئی شخص اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس کے

والد اور والدہ دونوں راضی ہوں تو اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے

ایک راضی ہو تو ایک دروازہ کھولا جاتا ہے اس طرح اگر کوئی انسان یا شخص اس حالت میں صبح کرے کہ اس کے

والدین اس سے ناراض ہوں تو اس کے لیے جہنم کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اگر ان میں سے

ایک ناراض ہو تو ایک جہنم کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔
(محمد مصدوقی، کراچی)

اختصار یعنی
تم اسے ہی بڑے ہو جتنا تمہارے دست مگر تم سے ڈرتے ہیں اور اسنے ہی اچھے ہو جتنا تم پر مرتے ہیں۔
کینہ پرورد کتنا بھی کج گلاہ ہو کسی بھی کرٹ بیٹھے بالآخر اسے پہاڑ کے

بچھا آتا ہے۔
وقت کی پھیل میں جھنگلی مٹی عمل کی ہر ٹکڑی کی لہریں زندگی کے کناروں کو ہنگو کر کھدتی ہیں۔

بچے کل اسنے ہی اچھے ہیں کہ فیصلہ مشکل ہو جاتا ہے کہ زیادہ برا کون ہے۔

بعض لوگوں کے بارے میں یہ آسانی کہا جا سکتا ہے کہ وہ میں سے ہیں سونے کا نوالہ لے کر پیدا ہوتے ہیں۔

فصحت کرنے والی زبان اور نئے دالے لکان کم ہی اکٹھے ہوتے ہیں۔
آمدنی سے بڑھ کر وہی خرچ کرتا ہے جس کے پاس قرض حسد کی سہولت موجود ہو۔

بندہ جب خدا بن جائے تو خدائی حرکت میں آئی جاتی ہے۔
(محمد مصدوقی، کراچی)

اقوال زریں
دوست نما دشمن سب سے خطرناک ہے۔ (حضرت محمد مصدوقی)

عادت پر غالب آنا کمال فصاحت ہے۔ (حضرت علیؑ)
کلام میں نرمی اختیار کر، کیونکہ الفاظ کی نسبت لہجے کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔

(امام فزائی)
عصیب میں آرام کی تلاش مصیبت کو ترقی دیتی ہے۔ (حضرت علامہ غفر صاحبیؒ)
حسن اخلاق سے زندگی راحت و آرام سے سر ہوتی ہے۔ (بقراط)

(محمد ناصر ملک، سرگودھا)

شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

(ثوبہ حسین، کوئٹہ)

محمد فیاض غوری، بہاولپور

زندگی عبادت سے معمور کر لو

بھر عبادت سے زندگی جانوروں جیسی ہے

(بشیر احمد بھٹی، بہاولپور)

مساکن کے نام، گلشن پور

اختلاف رائے ممکن ہے پر تاسوچے لے

زندگی بھر کے لئے رستے جدا ہو

جانیں گے

(اک بے وفا، گلشن پور)

کسی اپنے کے نام

چرا ہے اپنی آنکھوں کو دکھ کر کہہ کر آئینہ

جب بھی ہوتی ہے خواب میں

زیارت جناب کی

(محمد اسحاق انجم، گلشن پور)

حسب کے نام

لوگ کھلتے ہوئے پھولوں کو مسل

دستے ہیں

ہم نے کاتڑوں کو بھی پیلا میں جا رکھا ہے

(محمد اسحاق انجم، گلشن پور)

امجد کے نام، گوجرانوالہ

نہ جانے کیوں وہ لوگ دل کو اچھے

کھتے ہیں

جو کبھی ملے تھے مچھڑ جانے کے لئے

(صائمہ احمد، گوجرانوالہ)

ایس عمر، دریام

محبت کے لئے کچھ خاص دل مخصوص

نمایا ہے شاعر مجھے آپ ہی نے

(رانا ہارٹی ناز، لاہور)

فیصل امیر، عامر شہزاد، جنگ

جب کسی سے نصیبوں کے ستارے

روٹھ جاتے ہیں

چھوڑ دیتی ہے دنیا جب مہارے

نوٹ جاتے ہیں

وہ کشتی حسن کے مقدر میں ہوا وہ

جانا

اگر قانون سے قبا لگے تو کنارے

روٹھ جاتے ہیں

(مشکور کبیر، جنگ)

عامر سلطان، چنیوٹ

دل سے لبوں تک اک دعا رہتی ہے

ہرز آپ کی پروا رہتی ہے

خدا برکت دے زندگی میں آپ کو

ہر دعا میں رب سے یہی التجا رہتی ہے

(مشکور کبیر، جنگ)

محمد عثمان، لاہور

قربانوں کی عید ہے ایک قربانی

ہمیں بھی دے دینا

ٹکا کر گلے سے ہمیں لبوں کے جام

پیارے

(محمد عثمان، لاہور)

فاترہ کے نام، کوئٹہ

تیری نگاہ سے کوئی گھٹیں اسے دوست

تیری نگاہ کے قابل ہمارا حال نہ تھا

سید نجم قسور کے نام

دے جلانے کی، سچیں بہت پرانی ہیں

ان کے شہ میں انسان جلائے جاتے ہیں

(اک دل کاروگی، گلشن پور)

صیب اللہ، ارزانی پور

میں تجھے یاد بھی کرتا ہوں تو جل اٹتا

ہوں

تو نے کسی رو کی سحر میں کودا ہے مجھے

(عبدالجود، ہڈائی پور)

میوش اور کنرا، حجرہ شاہ نعیم

پلٹ کر بھی نہ دیکھیں گے پوچھنے والی

تمہاری

بھلا دیں گے تجھے ایسے کہ تو بھی یاد

رکھے گی

(خاطرہ جاوید، حجرہ شاہ نعیم)

سلی ماڈ، لور سے والا

یہ سے دل بے یار ہے، تو مجھے تو ہی

لا کرے

مجھے چاہے یونہی عمر بھر نہ شکا میں نہ

گھر کرے

میر زندگی تم سے لئے

میری رب سے دعا ہے سبھی چھان نہ ہو

(طیلس اللہ، ہڈائی پور)

دوست امین کے نام، عارف والا

ظہوں کے سائے میں چھا رہا میں

زمانے میں دھوا گیا عاشقی نے

یادوں میں ذوب کر شعر بدستا رہا

ہوتے ہیں
 یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پہ گایا نہیں جاتا
 (پرنس عبدالرحمن، عین ماہی)
 کسی اپنے کے نام، گلشن پور
 میں تو مطمئن ہوں یقین کرو
 تو کہاں اب تمہارا انجام کہا
 (گلشن پور، گلشن پور)
 افسانہ جی، خانوال
 روز اچھا ہوا سورج مجھ سے کہتا ہے
 شاید آج اس کو بے وقاف ہوئے ایک
 اور دن گزر گیا
 (شاہد نسیم، خانوال)
 ماموں ولی محمد عمران، لاہور
 کانپ رہا ہے میرا دل اسے ہم پہلے
 بادلوں میں ہو جاؤ
 ہو رہی ہے رحتوں کی برسات پہلے
 بادلوں میں ہو جاؤ
 (آپکا بھانجا حافظ عبید اللہ)
 پرنس مظفر شاہ، پشاور
 میں نے تجھے دل دیا دلدار مجھ کو
 تو نے مجھے پھینک دیا پتھان کا سوار
 مجھ کو
 (پرنس ظہیر، کرک)
 منظور اکبر تبسم، جھنگ
 تمہاری یاد کے جب زخم بھرنے
 لگتے ہیں
 کسی بہانے تجھے یاد کرنے لگتے ہیں
 (پرنس مظفر شاہ، پشاور)
 اے کے نام، راولپنڈی
 اندیشہ بھی تھا اور احتیاط بھی بہت کی
 مگر ہوتے ہوتے وہ شخص جدا ہو گیا

(حزلی عارف، راولپنڈی)
 عمران، دوکوٹہ
 کبھی نہ بھن سے، سوئے ہم
 تیرے پیار میں جب سے کھوئے ہم
 یہ خواب و خیال یہ خواہش
 کیا کیا حسین گل باغ میں ہم
 (محمد آفتاب شاہ، دوکوٹہ)
 نیہا، ناروال
 ہم تو ہر ایک کو اپنا کر رشتہ بنانے لگے
 جہاں جہاں سے بھی گزرے اپنی
 یاد جانے لگے
 پر مقدر کا لکھا بھی عجیب تھا میری
 قسمت
 گناہ گار کوئی اور تھا پر سزا ہم پاتے
 کئے
 (ظہیر احمد ملک، شیدائی شریف)
 زویب اختر، چشتیاں
 ہمارے شہر آ جاؤ برتی رہتی ہے برسات
 کبھی ہادل برستے ہیں کبھی
 آنکھیں برتی ہیں
 (قربان علی، چشتیاں)
 کنول شہزادی، شیخوپورہ
 زخمی پاؤں کو تیرے گھر کا کاتوں
 بھرا رست جانے کیوں اچھا لگا
 مجھے کہکشاں سے بھی زیادہ
 تو ہی کم طرف تھا ہے وقار کلا بچکان
 نہ
 میں نے تو تجھے پیار دیا تھا تیری ماں
 سے بھی زیادہ
 (بشارت علی، شیخوپورہ)
 ایس، روڈ سلطان
 کیسے کرو گے تم میری چاہت کا
 اندازہ
 میرے پیار کا سنا، تیری سوچ سے
 گہرا
 (اکمل ذخی، راولپنڈی)
 ماہ نور بلوچ، کراچی
 جیسے جیسے وہ کائنات نور ہوتے جا رہے ہیں
 اور سے اور سے اور ہوتے جا رہے ہیں
 (محمد وقاس، حیدر سہیل آباد)
 محمد ارشد، گوجرانوالہ
 کچھ ماتمی مجھے ہیں جیسی کچھ کلمہ تھا
 خوشبو
 میں شہر جہن میں جلاؤ تو مجھے بہت یاد
 آیا
 (مولانا عبدالغفور، حافظ آباد)
 عابدہ، دیوبند
 تمہاری نگاہوں میں ہم نے دیکھا
 جب ہی چاہت جھٹک رہی تھی
 ہم تیرے شہر میں آئے مسافر کی طرح
 صرف ایک بار ملاقات کا موقع دے رہے
 (ماہدیز، دیوبند)
 آہ، نام، ہمدانی
 خدا نہ کرے، جو کچھ اگلے
 خوشیاں اور تیرے
 جب کبھی تم سے آہ، نہ
 خدا کرے، نہ میں سے ہم سے
 (محمد عامر رحمان، بلتستان)
 کسی چھوڑ جائیو اے کے نام
 تیری یاد کے نہ فرور، کو جلا یا ہر شام
 تیری تصویر کو اپنے سے لگایا ہر شام
 مانگی ہے خدا سے تیرے رتی زہندی

ہنٹے کے تنہا ہاتھوں کو اٹھایا ہر شام
(عبدالغفر بادی، ہنڈی، بہاؤ الدین)
وجہ ملک، کراچی
منصف ہوا مگر تو کب انصاف کرو گے
مکرم ہیں اگر ہم تو سزا کیوں نہیں دیتے
(احسن شاہ ناز، راولپنڈی)
مائی ویس کے نام
مقدور میں کیا کھائے توئی کیا ہانے کیف
پر اچھا سا لگا ہے تجھے دل و جان لکھنا
(شہزاد سلطان کیف، بمبئی AK)
ناز جی فیصل آباد کے نام
کاش تیرے دل ہوتا اختیار میں
دھرتی تجھی نہ تیرے پیار میں
ان سے ساتھ آتھیں بھی رونے ہیں
میرے صنم تیرے انتظار میں
(جبرائیل آفریدی)
ایک بے وفا کے نام
ٹھوہر میں توں زندگی میں اسے لہو لہا
وہاں سب سے جدا تھا جو دل میں اتر گیا
(ذوالفقار پردیسی، کوٹلی)
کسی بے وفا کے نام
تیری شراب کا نشہ تو صرف
ایک رات تک ہے ساقی تو عمر بھر
مدہوش ہو جانے گا اگر
دیکھ لے میرے یار کی آنکھیں
(راشد لطیف، میرے والا)
مہر شیر محمد (شہر خوشاں)
جو ہمت و شہادت کا پیکر تھے
آخر کیوں نوٹ گئے
ہم ان سے محبت کرتے تھے
کیوں ہم سے وہ روٹھ گئے

(ایس اے مول، بہاؤ شریف)
ایس کے نام
اک مریحہ چلی ہے تجھے چاہتے ہوئے
تو آج بھی ہے خبر ہے گل کی طرح
(مظہر ظہیر، کیوانی، ہالاکوٹ)
ثاقب راولپنڈی کے نام
ساون بھی میرے تم ہو میری پیاس بھی
تم ہو
سرا کے گلوں میں چھپی آس بھی تم ہو
تم یوں بہت دور بہت دور ہو مجھ سے
معلوم یہ ہوتا ہے میرے پاس بھی تم ہو
(ایم مظہر ظہیر، کیوانی، ہالاکوٹ)
SR کے نام
دور ہو کر رولا نہ دینا
چپ رہے کر سزا نہ دینا
نہ دے سکو خوشی تو تم ہی سہی
بس ایک وعدہ کرو کہ زندگی میں ہمیں
بھلا نہ دینا
(محمد سلیم پردیسی، میر پور خاص)
وسیل عامر ساہیوال کے نام
ذمت ہو اگر آنے کی اسے جان تمنا
آ جا کہ تجھے دل نے بہت یاد کیا ہے
(پرنس مظہر شاہ، پشاور)
A بہاؤ نگر کے نام
ہمارا تعلق بھی شش شش کر سا رہا
کہ رابطہ بھی مسلسل اور قاصد بھی
مسلسل رہا
(عبدالسلام چوہدری، بہاؤ نگر)
سحر کے نام، دور پیام
تو ہے ہر جا لی تو اپنا بھی یہی طور
سی تو نہیں اور سی اور نہیں اور سہی

(پرنس عبدالرحمن گمراہ، ننہار ننہار)
مس مالوئی گوجرانوالہ کے نام
جب خیال آیا تو حیرا آیا
آنکھیں بند کیں تو خواب حیرا آیا
سوچا یاد کر لوں خدا کو ہل ہل
دعا کے لیے ہاتھ اٹھایا تو نام تیرا آیا
(ایم جبرائیل آفریدی، ناصر آباد)
فیصل رحمان لاہور کے نام
زندگی شاید اسی کا نام ہے
دوریاں، مجھوڑیاں اور تنہائیاں
(فتنا رشید زمان پشاور، پشاور شہر)
کنول کے نام
میری طرح شہر بھی باغیانہ مزاج ہیں کنول
جہاں سے کانٹے گئے وہاں سے ہی
آگ آئے
میاں مرزا شاہین چک نمبر 7878)
A کے نام، چٹوکی
میری تنہائی کو تمہاری ضرورت ہے NA
اگر اجازت ہو تو یادوں میں بسالوں تم
کو
(لوہی ملک، کولار جی، بدین)
S کے نام فورٹ عباس
میں چار محبت ہیں
مجھے کیا غرض ٹکھیوں سے
اگر میری شفا چاہو تو اطہر
میرا محبوب لے آؤ
(مائے اطہر مسعود، کاش، 21400)
جیلہ پوس، سیالکوٹ
محبت کی دنیا میں آ کر تو دیکھو
ذرا پیام محبت سنا کر تو دیکھو
جہاں کا ساگر ہے شہر موج صرا

شہری پیام اپنے پیاروں کے نام : جواب عرس 206

Scanned By Amir

یہی طرح جان کی بازی لگا کر تو دیکھو کرتے ہیں (مقصود احمد بلوچ، میاں جنوں)

(ایم افضل کھراں، ننگا صاحب) (ماتا نذر عباس، منٹقی بہاؤ الدین)

تاسہ آہا، تے آیت جودا تے نام A تے نام، چٹوکی

میں عیب زمانے تو وہ دیکھتا رہا نہیں چھوڑتے ہم دوسروں کے ہاتھ

مگر بھر اپنا گھر تباہ دیکھتا رہا میں تھہ کو

جانے کیوں کھراتے ہیں لوگ مجھے وہاں لوٹ آؤ کہ ہم ابھی تک اکیلے ہیں

مٹنے سے (لوید ملک، ٹولارچی)

پانی مانگتے ماتھے میرے ہونٹ تھر مزاہم کے نام، ہر گودھا

کے ہو گئے تیری نظر کو ہی فرصت نہ تھی ورنہ

کل شب دہری تک آئینہ دیکھتا رہا میرا مرج لا طلاج نہ تھا

اور وہ پکارے مٹکیزہ دیکھتا رہا ہم آئے تھے تیرے شہر میں محبت باغی

(عمر دراز آکاش، جزا نوالہ شی) پر تیرے شہر میں محبت کا رواج نہ تھا

اک دل میں رہنے والے کے نام (عمر رمضان، حاضر پوہستی کالیوال)

سہانا موسم تھا ہوا میں ٹہنی تھی وہیم جسم، طلحہ مانسہرہ

آنسوؤں کی بہتی ندی ابھی ابھی تھی تھی جسے طوفان سے الجھنے کی ہوجا دت جسم

ماتا تو ہم بھی چاہتے تھے مگر آپ سے پاس اس کشنی کو سمندر بھی دہا دیتا ہے

وقت اور ہمارے پاس مانسوں کی تھی تھی (لوید بھگتو، بزارہہ طلحہ مانسہرہ)

(عمر دراز آکاش، جزا نوالہ فیصل مجاہد چاند، فیصل آباد)

آباد وہ مجھے بھول گیا ہو گا

مجید احمد جائی اور منظور اکبر جسم اتنی مدت خفا نہیں رہتا

کے نام ستان، بھنگ (خلف علی رضا، فیصل آباد)

نب پ صدیوں کی بیٹیاں رکھتا ہوں محمد ریاض ساتی، بھنگ

آپ کے مٹنے کی آس رکھتا ہوں ہم ہا وہا تھے ان بے نظروں سے گزرنے

اپنی آنکھوں کے تپتے صحرا میں شاید تجھے تلاش کسی بے وفا تھی

سارے مٹھ اداں رکھتا ہوں (مقصود احمد، میاں جنوں)

(عمر دراز آکاش، جزا نوالہ) کسی اپنے کے نام

عماؤ ظفر ہادی، گوجرہ وہ آئے ہمارے گھر کتنے انجان بن کر

ابھی تم ظل کعب ہو سنبھالو اپنے دیکھے تو بیٹھے ہیں کتنے نادان بن کر

ہڈیوں کو آگس نیچے کیے سر جھکائے بیٹھے ہیں

یہ طوطے کے بھلون کا بہت نقصان کیا تو ہیں محمد عادل چہ اے بیٹھے ہیں

(مقصود احمد بلوچ، میاں جنوں)

G صدیقی، کراچی

اب خوش ہے نہ غم دلانے والا

ہم نے اپنا لیا ہر رنگ زمانے والا

اک مسافر کے سفر میں ہے سب کی دنیا

کوئی جلدی میں کوئی دیر سے جانچا والا

(خالق فاروق آسی، فیصل آباد)

اے آرا حیلہ، فیصل آباد

سدا خوش رکھنا میرے خدا اس کو

تیرے فرشتے بھی دیں دعا اس کو

دینا اس کو اس کی چاہت سے زیادہ

مانگے قطرہ تو ملے دیا اس کو

(خالق فاروق آسی، فیصل آباد)

کسی اپنے کے نام

ہم نے وقت سے بہت وفا کی

لیکن وقت ہم سے بے وفا کی کر گیا

تو ہمارے نصیب نہ سے تھے

تو لوگوں کا ہم سے جی بھر گیا

(ثناء تنول، پھول)

N کراچی

سدا خوش رہو میرے دل کا خون پی کے

اب ہڈیا کبر سے ننت ہمارے ہی کے

(ہڈر احمد، طلحہ نیلم)

مہراں بھکر کپار

نہیں ہوتا کسی طیب سے اس مرض کا علاج

عشق لا علاج ہے بس احتیاط کیجئے

(عشقیا، اٹک)

شاز یہ وقتا ص، ڈونگہ گجرات

تا ٹھیری لکسی ہے اخلاص کے امرت کی

جس کو چلاتا ہوں وہی زہر اگتا ہے

(خالد فاروق آسی، فیصل آباد) میری آنکھیں تیرے جگر میں جم گئیں
 S، سیرنگ ہیں ملک ندیم عباس ڈھکو، ساہیوال
 انڈوں کی چاہت میں ملاوٹ تھی اس قدر کبھی تو پیچھے گا تم تک عظام میرا
 ہم تک آکر فیروں کو سنانے گل بڑے (عابد رانی، گوجرانولہ)
 (عبدالسلام آرائیں، بہاولنگر) این کے نام، ساہیوال سے
 کسی انجانے کے نام نہ زمین ہے میری قرار گاہ
 سوچا آج کچھ تیرے سوا سوچوں نہ فلک ہے منزل جستجو
 ابھی تک سوچ رہا ہوں اور تیا سوچوں بڑی دیر سے ہے سطر میرا
 (مہر مظفر بادی، منڈی بہاؤالدین) تیری یاد سے تیری یاد تک
 ارمان سنگھ، فیصل آباد لٹے ہو ہر اک سے بڑے ذوق کے
 ذوق تو نہیں تھے جمع سے تو ذوق سے مائی دلیس کے نام، اپنا دلیس
 جسبیں تقسیم رہتا ہوں تو وہ ب دل ہر ہونٹ تو ہونٹ نازک سا ہے جن تیرا
 تھی ہے (پرنس مظفر شاہ، پشاور) بچھا سا لگا ہے تجھے قدرت کا کمال لکھنا
 این کے نام، ساہیوال سے (شہزاد سلطان کیف، بھمبر AK)
 نہ جانے کیوں ان راہوں پہ ہم بیٹھ لاکھوں میں اک بے وفا کے نام
 جاتے ہیں توں لاکھ فکاسی ہم سے مگر ایک ہار کے نام، عبدالکظیم
 جن راہوں پہ اس نے آنا ہی نہیں ایک بات کہوں کر سنتے ہو
 بھول جانا چاہے ہمیں بھی اسے تونوں لاکھ فکاسی ہم سے مگر ایک ہار
 جب اس سے ہم کو اپنا نام بھی نہیں (محمد عبدالغنی، گولہ شریف) اچھے لگتے ہو
 (محمد عبدالغنی، گولہ شریف) کوئی نوٹ گیا ہے تیرے ساتھ جانے سے
 (ایم محمد دراز آکاش، فیصل آباد) مظہر اقبال ہیلتھ آفسر کے نام
 یا سہیل ملک کے نام، لاہور تڑپ کے دیکھو کسی کی چاہت میں
 کھرتی زلف کی پرچھائیاں مجھے تو بیار چھے کہ انتظار کیا ہوتا ہے
 ات ہماری نیند سے دوری تھی یونہی دل بھانے ان کوئی بنا تڑپ
 ب سچ سونے کا تو رات ہی ہوتی تھی تو نیسے پتہ چلے۔ بیار کیا ہوتا ہے
 بہتر سے مینے تو آتے تھے مگر (مقصود محمد بونج، مہیاں چنوں)
 ہر دوری تھی نہ مجبوری تھی اشفاق بٹ کے نام، لالہ موسیٰ
 (محمد قاسم لاشار بونج، گنڈاواہ) نہ طے گا جب کوئی اسے ہماری طرح
 R، خوشاب چاہنے والا
 میری ہر دھڑکن لیتی ہے نام تیرا بہت روئے گا وہ اس دن ہمیں دوبارہ
 مجھے بھول جانے والے تجھے سلام میرا پانے کے لیے
 (خلیل احمد شیدائی، شریفپور)

پندرہ اشعار

اے میرے مانگ نیا کیا ہے تیری صفائی میں
 عطا کر دے مجھ کو ف کملی
 ☆ ————— ☆
 خدیجہ مہربان و حکو۔ ساہیوال
 اسے دست تہائی میں جب یہ تہائی آئی ہے
 نکل جاتے ہیں آنسو جب تمہارا ہم آتا ہے
 ☆ ————— ☆
 شاہد سلیم۔ کچی موڑ
 اسے ذک سے دل میں کسی سے اتنی محبت ہے
 کہ جب تک آنکھ بھینک نہ جائے نیند نہیں آتی
 ☆ ————— ☆
 عثمان حیدر۔ چنڈل
 اپنی دکان سے چائے بنا کر ساتھ رہنے کو
 نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے
 ☆ ————— ☆
 امین ہر او انصاری۔ کراچی
 اتنی ہی داستان ہے فقط حسن و عشق کی
 تو طبع بن گئی تو میں پروانہ بن گیا
 ☆ ————— ☆
 آفتاب احمد چوہدری۔ اسلام آباد
 اک بھی آنکھ کا پانی ہے مرے سینے میں
 دل میں آپ دیکھتے ہیں میرے سینے میں
 ☆ ————— ☆
 محمد حسین ظفر۔ منڈی شکر
 اک دھڑکنے کے ذریعے دلوں میں
 گھنٹن میرا دل ہے یاد تیری پھول ہے
 اے ہر میری یہ لڑائی میری یہ شہر میں
 کچھ بھی نہیں بس تیرے قدموں کی دھول ہے
 ☆ ————— ☆
 خالد فیاض احمد کول۔ ساہیوال
 اب ہم بگڑے تو شاہ کبھی خواب میں نہیں
 جس طرف سے تھے ہرے پھول تھیں میں میں
 ☆ ————— ☆
 صادق مسعود بلوچ۔ سکران

جو اک بار گئیں اور بار بار یاد آئیں
 ☆ ————— ☆
 قراچا گوندل۔ گوہرہ
 اب فرصت نہیں انہیں مجھے یاد کرنے کی
 کبھی وہ شخص میری سانسوں سے جیا کرتا تھا
 ☆ ————— ☆
 نیلم شہزادی۔ نوشہرہ
 اسی کے نام سے عبادت ہو کے چپتے تھے سانس
 اسی نے ہم کو بار لایا زندگی میں کر
 ☆ ————— ☆
 ثار احمد حسرت۔ لور جھانی
 انسان جسے عباد کا اعتقاد کبھی بیجا ہوا
 وہ تمہیں وہ تکلم تیری عادت تو نہیں آزار
 ☆ ————— ☆
 انسان آزار۔ اسلام آباد
 اک دوست میری زندگی میں ایسا ہے
 پھولوں میں گلاب جیسا ہے
 میری دوستی کی ہر حد اس پر شتم ہوتی ہے
 رہتا زمین پر ہے مگر چاند جیسا ہے
 ☆ ————— ☆
 سید طاہر حسین شاہ۔ چیمبر
 اس سے زیادہ اور کیا ہوتی میری حد سے فراز
 وہ مجھ سے لپٹ کر رہتا ہر کسی اور کے لئے
 ☆ ————— ☆
 عبدالصمد شاہ۔ گبول۔ گلاب گوٹھ
 اسے ہاتھ تیرے شہزادت میں آیا ہوں پھاڑا
 اک ہر جگہ اک جگہ کے ایک تیرا کیا جانے گا
 ☆ ————— ☆
 عبدالرشید بڑنجو
 اس نے وعدہ کیا تھا محبت کو بھانے کا
 چند دنوں کا نہیں بلکہ پہلی نیند بھانے کا
 جب وقت آیا زندگی ساتھ بھانے کا
 یہ کہتے ہوئے ہو جاں گیا کہ یہ دستور تھا نہانے کا
 ☆ ————— ☆
 عبدالوحید ابرار بلوچ۔ آواران
 اس معصوم ظالم کی عظمت کا یہ حال تھا ساقم
 وہ خود کو سزا دیتا تھا مجھ کو تپانے کے لئے
 ☆ ————— ☆
 صائم۔ چکوال

آنکھوں میں پھول کچے رکھا تو تمہارے لئے دست
 کی نے تک ہدیا کہا دوست پھولوں میں ہے
 ☆ ————— ☆
 بہادر عار پانی بلوچ۔ گکوگی
 آج کل کے جسم میں وہ خاص بات کہاں
 ہوتی جس پر کبھی مر بیٹھے تو دل کتا تھا
 ☆ ————— ☆
 جاوید اقبال جاوید۔ اچکرا
 آج کی شام بھی قیامت کی طرح گزری
 نہ جانے کیا بات تھی کہ برسائیں چہرہ دتے
 ☆ ————— ☆
 غلام مصطفیٰ عرف سوجو
 آنکھوں میں آئی یہ سزا تو کہہ رہا ہوں گاندھ
 کہ میں تنگ نہیں لیکن میں نہ تھکتا ہوں
 ☆ ————— ☆
 محمد زہیر شاہ۔ ملتان
 آج بارش میں گل ہے گل گلاب ہو گا
 مجھ سے شادی کر لو تم کو خواب ہو گا
 ☆ ————— ☆
 کاشف ضمیم۔ فتح جنگ
 آج یوں دل میں تری یاد آئی
 جیسے وہ پانے میں جیسے سے بہاؤ آ جائے
 ☆ ————— ☆
 پرنس مہراثرین نگر۔ گاؤں نین لالچھا

اس سے زیادہ اور محبت کیا ہوگی فرلا
 تیری یاد بھی آئے تو سنو جاتے ہیں
 ☆ ————— ☆
 شعیب شیرازی۔ جوہر آباد
 ایک یاد ہی تیری ہو گئی جلتا اس کو کبھی نہیں لے
 لیتا ہوں تم میں جس کا سہلا کبھی کبھی
 ☆ ————— ☆
 ایم بیٹوب۔ چکوال
 ان پھولوں سے دوستی مت کرو
 اک بار کھلیں اور مرجھا جائیں
 دوستی تم جیسے کانٹوں سے کرو

بہن کی ساری گرفتہ ہونے کے بعد حیا میں نے ہار
 کیا میرا وجود ہے نام و نشان رہے

☆ پروفسر واجد گینوی - کراچی
 - کیف ہے تم بن جیمن کیف
 اس میں خیرہ زن ہیں یاویں تیری
 ☆ عبدالملک کیف - امرکی
 بغیر کاغذوں کے پھون کب کھتا کرتے ہیں
 چمڑے والے لہذا قسمت سے ملا کرتے ہیں
 ☆ حافظ عمر شفیق عاجز سلطانی - کوئی
 چمڑے کے گھ سے کب کھانے ہی سوچا ہے
 لاجوا چنم کبھی کتنا لاس لگا ہے
 اسے گھوا کے میں زندہ ہوں اس طرح حسن
 کہ جیسے تیر ہوا میں چمڑا جتا ہے
 ☆ غفور شہزاد چوہی - پسرور
 بہت متوا ہے کسی کی بے کسی وہاں نے اسے مندی
 اب تو تم ہو ہا کہ ہو وہ نہیں جاتا
 ☆ نوریہ اقبال ناقد
 پتہ پتا ہی میرے بد میری ذات کو
 اُڑا دگی یہاں تو فضا سے میری مغفرت کی لگا کر
 ☆ محمد عرفان (چانانا) - انگ
 پٹیا بھر میں ہو جانی ہے مایاں عمر بھر کی نہیں
 تو کسی سے تا عمر ساتھ کی امید نہ کھنا حیلہ
 ☆ اے آرا حیلہ شکر - بھیروشی
 چمڑا دیا مجھے مرنے نہیں دیا
 ماں بھی تیرے نم نے بھگوتے نہیں دیا
 تباہیاں تمہارا پتہ پہنچتی وہیں
 شب بھر تمہاری یاد نے سونے نہیں دیا
 آنکھوں میں آ کے بیٹھ گئی اشکوں کی لہر
 پکوں پر کوئی خواب پر دے نہیں دیا
 ☆ ادا بلی عرف نامہ ماں تمہا - کوری
 بھر پٹ آئی ہیں سردیوں کی لمبی ماتیں
 بھر تیری یاد میں جلنے کے زمانے آئے
 ☆ محمد میر ظہیر سنی
 پیادہ سے بڑھ جائے تو نم ملتے ہیں

یہی سوچ کے ہم ہر شخص سے کم ملتے ہیں
 ☆ شہزاد سلطان کیف - اکویت
 واسے تجھے محبت کے ہیں اٹھ کھیلانے ہم نے
 منہ دانت تو نہ تھی ہم کو ہیک آتھی کی
 ☆ ایم افضل کھریل - گاؤں حسیم والہ
 تم اگر یاد رکھو گے تو محبت ہو گی
 وہ ہم کو کہاں تم سے شکایت ہو گی
 یہ تو بے وقا لوگوں کی دنیا ہے
 تم اگر بھول بھی گئے تو
 ☆ ظفر اقبال
 تجھے حق دیا ہے میں نے میرے ساتھ دل کی کا
 میرے دل سے ٹھیکاً جب تک تیرا دل نکل نہ جائے
 ☆ شاد کھول - پکوال
 تا عمر تیری دیہ کو تو میں کی میری آگھیں
 دل کو تو وہم وہمان نہ تھا تیری جدلی کا
 ☆ کھوکھر عظیم شوکت - راہ پلندی
 تو اس شہر کے لوگوں کے حسن سلوک سے
 واقف نہیں اسے فرار
 یہ تو اپنے حسن کو بھی سرا عام سزا دیتے تیرا
 ☆ ذیشان عالی - فیصل آباد
 تجھ کو ان بات پہ کرتے ہیں میری آنکھیں کے آلو
 آ رہے تھے تو ان آنکھوں کی عیاں بجا جا
 ☆ گل عرفان
 تیرے پیار نے میرا سب کچھ دکھ دیا ہلا کر
 میں بھر بھی تیری ہی عیاں تیری یاد سے لگا کر
 ☆ رحمانا نقاب - ملتان
 تمہارے سرو لہجے نے ہمیں چمڑا دیا ہند
 محبت میں محبت سے دھوکے کھا ہے تم
 ☆ میاں گل گل مشور - خان پور
 تم مجھ سے دور تو نہیں یاد ہا ہا کرتے ہیں
 نبانے تم کس عیاں میں ہو بھلا وہ عیاں کرتے ہیں
 ☆ سردار اقبال خان مستوی - سردار گڑھ

تمام عمر کسی کی یاد میں تپتا رہتا ہے
 کاش! اسے اس بات کا احساس ہو جائے
 ☆ عاشق حسین طہر - منڈی ٹونہ ٹونہ
 خراب میں کب سمیتے ہیں صد لوگوں کے
 خود کو بھلاتا ہوں زمان کا نقوش کے
 ☆ مدد حسین بلوچ - خارف والہ
 ٹوٹ کر نہ چاہو کسی کو آواز سفر میں
 چمڑے کا تو ایک ایک اناجک کر سگی
 ☆ وہیم سلطان سائید خشک - کرک
 ٹوٹ جائے تا تین انا کا گل اس وقت
 جب نہ کی خبر چھوڑو کہ ہم یہ جہاں چھوڑ گئے
 ☆ چوہدری شعیب چوہدری - میر والہ
 جب تم سے جدا ہونے تو کسی تو خبر نہ گی
 تیرا سزا نہ دینا تو تو ہنم تر گیا
 ☆ مشیر ایوب رشید نا - دوجرا نوالہ
 جہاں بھی محبت ہی سب پانت دی
 دنیا ہواں میں تمہا جسم
 جب میر نے بھولی پھیلائی تو
 وہ کے سانس ہی نے کچھ نہ دیا
 ☆ مدثر سعید جسم - ایک
 جو خواب بدل سے دکھا تھا خواب کی تصویر لی
 ایک میر گلن اس میں ذاک نہ بھری تصویر لی
 ☆ شعیب سعید واصف - خوشاب
 ہنرہ خلق سوخت ہے تو فن شاہ نشہ
 کچھ دعا کے سے بچے آنکھیں گھر کا بندست
 ☆ رب نواز بھٹی - کشمیر
 چاقا اک پہاں بہتے بھی محبت کے ہاٹھ -
 سکے بھری زندگی کو غلب کر لیا ہاٹھ

۱۰۔ فیاض احمد چاٹھیہ
بارہ سال بھول گئے ہیں خوشبو کھانسی بولتی ہے

نیرا دل لوث جاتا ہے جب یا تمہاری آتی ہے
۱۱۔ اورین شاہد۔ کچھ سوز

ح

حیرت سے جو ہیں میری طرف دیکھو ہے ہو
گنا ہے کبھی تم نے سہہ نہیں دیکھا
۱۲۔ مریم بشیر گوندل۔ گوجرہ

ح

خوشبو کیوں نہ ہوں میری گھٹو میں شایینا
میں نے ایک مگر گندمی ہے ایک بھول کے ساتھ
۱۳۔ محمد سلیم بیڑوسی۔ میر پور خاص
خوشبو کی گندل سے نہ ہوں سے بدوشی
خاتم کے سارے نقش بد سے بے تیار تھے
۱۴۔ آسیہ کنول آسی۔ لاہور

خون کو کر بند اتا نہ ہر تھوڑے سے پہلے
خاندان سے خود بخود تیری رضا نیا ہے
۱۵۔ عبدالستار فیاضی۔ کھنڈن

د

دنیا کا سب کچھ کھرا لہر جہاں میں سہا چڑ ہے
گھونٹے بھی نہ پاتے ہیں ناموں کی رہت چڑ ہے
۱۶۔ منان حمزہ رحمتی۔ لیہ

دل نہ لکھنے جیت سے کورا نہیں ترستے
سرجاتے ہیں تم گلاب سے پکلا نہیں کرتے
خود سر پر الفا لیتے ہیں تم مگر
عجب کی روشنی گویا نہیں کرتے
۱۷۔ محمد شہباز گل۔ گوجرانوالہ

دل تو میرا لوت گیا مگر مجھ نہ لگی وہاں
تیرے درد میں نہ دیکھی شہنازہ گلبرگی کی آس
۱۸۔ منان حمزہ رحمتی۔ سبزی منڈی

دل کا پتہ ہے پتہ لگائے گا تمہاری وہاں کے ہمارے
قصوں کا نہیں ہے خبر تو دہلی تیرے ساتھ رکھے

۱۹۔ شاہد علی تیمم۔ کھاریاں

د

ذکر اک روز پلٹے کا کیا تھا تم نے
اک دہاؤں کے اندھیرے میں ہلا رکھا ہے

۲۰۔ کاظمی عبدالمنان۔ صادق آباد

د

دلچسپی نے تو میرے لئے چھوڑا تھا وقت بڑا
پر نہیں تو تیرے بند میں بھول گیا ہائے بگ ساما
۲۱۔ تنویر خالد۔ سیلی

د

زندگی میں تیرے کچھ شان چھوڑ جائیں گے
آنکھوں میں تیرے کچھ درد بھونچ جائیں گے
لے جائیں گے تیری دنیا سے ان میں ہرگز
تیرے لئے ساما جہاں چھوڑ جائیں گے
۲۲۔ سیدہ مرزا زینب۔ مظفر آباد

زیر بھی دیتے ہیں کہتے ہیں پتہ چڑ ہے گا
ہم ہی بھی لیتے ہیں کہتے ہیں پتہ چڑ ہے گا

۲۳۔ ذوالفقار نسیم۔ میاں چنوں

زندگی جب بھی کسی چیز کی طلب کرتی ہے
میرے ہونٹوں پہ تیرا نام لگ جاتا ہے
۲۴۔ سید اشفاق حسین نقوی۔ سوات کھن آباد

س

ستاروں کی بہاؤں میں بھی
اے قمر تو اکثر اٹاس دیتا ہے
پھولوں کو تو دیکھو جو کانٹوں میں بھی
ہنس ہنس کے گزرا کرتے ہیں
۲۵۔ سجاد مظفر قادری۔ گوجرہ

ستارے چاند کے بہت قریب ہوتے ہیں
دل توڑتے ہیں وہی جھل کراڑتے ہوتے ہیں

۲۶۔ فزائل جبرائیل۔ لاہور

سر جھکاؤ گے تو پھر دیکھو ہو جائے گا

اتکامت چاہواتے وہ ہے دقا ہو جائے گا

۲۷۔ واصف علی آرا میاں۔ نوشہرہ فیروز

سوچنا تیری سزا کی پگھلیس گے اک منزل
اُسوں کو تیرے معیار کے انقلاب نزل سکے
۲۸۔ ویس احمد۔ کھڑیاں خاص

س

شاید اسی کا ہم ہے بھولی حیات
لمحات جو گزر گئے وہاں نہ آسکے

۲۹۔ مجید احمد چائی۔ ملتان

شکوہ کروں تو کس سے کروں
خود سے نہاں یا تم سے کروں
میں پاتا ہوں وہاں ہو تم
مگر ہے وہ نہیں تو کس کو نہیں

۳۰۔ دین محمد کئی۔ کراچی

شاید ابھی چینی نہ ہو اب لذت تک نہ فنا نہ ہو
ساق تک نہ ہو ہم چڑے کے تپ بھی سر میں ہے

۳۱۔ سعید الرحمن فاروق

شب فرقت ہونے سے نہ ہونے سے کہنے لگے ہوتی ہیں

میں دنہ حشر تک لڑا ہوتی سب نہیں سکا

۳۲۔ شہزادہ ساجد

ع

عمر بھر کہتے رہے پر بھی دلق سادہ رہا
کن سے وہ نظائے جہنم سے قریب نہ ہو سکے

۳۳۔ توقیر اسلم رحمانی۔ منگو ٹھہ شرقی

عہالت خسن کی ہو گی
مقدمہ تیرے عشق کا ہو گا
گواہی میرے دل کی ہو گی
لہو مجرم تیرا پیار ہو گا

۳۴۔ نیل احمد کبول۔ سہاب گڑھ

عہالت خسن کی ہو گی مقدمہ عشق کا ہو گا

گواہی میرا دل دے گا مجرم تیرا پیار ہو گا

۳۵۔ محمد امین مزاری۔ ٹھوکی

نک

خاطے دل سے ہوا کرتے ہیں چہلے سے نہیں
 ہونا چاہئے والے تو قصور میں ملاتے ہیں
 ☆ ————— ☆
 صدائیں صدا کیلائے
 فرشتوں سے بڑھ کر ہے انسان ہونا
 مگر اس میں ہڈی ہے سخت زیادہ
 ☆ ————— ☆
 شرابا زمریہ شیر گوندل - گجرہ

ک

کسی کی خاطر محبت کی ابتدا کرنا
 پہ اتنی بھی نہیں کہ اس کو خدا کرنا
 مت چاہو کسی کو ٹوٹ کر اتنا بھی
 کاپٹی ہی داناؤں سے اسے بے وقار کرنا
 ☆ ————— ☆
 ہمارا شرفِ عطاری - وزیر آباد
 کبھی وہ دن بھی تھے کہ
 میں ترستا تھا تیرے دیدار کو
 آج یہ دن بھی ہیں کہ میں اٹھتا ہوں
 تو تیرا دیدار کر کے سوتا ہوں
 ☆ ————— ☆
 تصویر ملی حسرت کو کمر - اگوچک
 کتنا وہ ہے جب چھوڑتا ہے کوئی
 جسم تو جسم روح بھی کانپ جاتی ہے
 ☆ ————— ☆
 ظفر نور پور - اوہا ڈوہ
 کبھی زندگی سے اٹا کر کے ملائے
 کبھی موت کی دعا کر کے ملائے
 جب سلیے ہیں نماز محبت کے
 کبھی اٹا کر کے ملائے کسی تھا کر کے ملائے
 ☆ ————— ☆
 محمد آتاب شاد - کوٹ مگدو کوہ
 کر دینا محاف مجھ کو بہت گنہگار ہوں میں
 وہی کی زندگی کیسے زندگی بنامی کہتا ہوں میں
 ☆ ————— ☆
 محمد لقمان ایمان - سربرا نوال
 کیا پوشہ ہوا دہلی دل کے لینے کے لئے
 کیسے نظر نہ بھیر لیں مطلب گل جانے کے بعد

☆ ————— ☆
جینا اقبال - حنورا

کس طرح اطلاع کریں کس طرح چہا کریں
 آنے کا وعدہ تم کرو، لٹے کی دعا ہم کریں
 ☆ ————— ☆
 محمد محسن ساغر
 اکٹوں کا گھبراہٹوں تر میرا دیدار تو زور
 بند ہوئی ہیں وہ آنکھیں جن سے تم شرملا کئی تھی
 ☆ ————— ☆
 حسین مہار - لوکاڑہ
 کاش میں ہوشیار ہوتا محبت کا قانون ہارنا
 دہل چہا کرنے ہاوں حکومت کی مڑا ہارنا
 کیوں وہ ہے یہ اقتدار کی دلیر پہ اکثر
 جو بہت اپنے ہاں وہ اپنے نہیں رہتے
 ☆ ————— ☆
 محمد شریک - انیسوہ
 کچھ طبیعت میں ہے پھٹی تھی
 کچھ خلق کا رنگ تھا
 کچھ شہر سے لوگ تھے جاگ
 کچھ مرنے کا شوق تھا
 ☆ ————— ☆
 شہباز ساگر سلو اب شہ
 کسی کے ایک آنسو سے پڑھوں دل چاہتے ہیں
 کسی کا مریخ رہنا ہو گیا بیکار ہے
 ☆ ————— ☆
 سلمان خان - آمان کوٹ
 کوئی موسم ہوا میں ہے تیری یاد کا موسم
 کہ جلا ہی اب تک تیرے بعد موسم
 نہیں تو آنا کہ دیکھ لو کیسے ملا ہے
 تمہارے سگھلنے سے دل نہ شاد کا موسم
 ☆ ————— ☆
 محمد ارسلان احمد شانی - احوک مراد
 کتنا جاک جان ہے میرے محبوب کا چہرہ
 کہ ہاتھ میں جگنو پکڑ کر ہاتھ ہی جلا بیٹھا
 ☆ ————— ☆
 عمار سکین جگر بکس - سندری

ل

لگا کے سینے میں چلی ہو تم کہاں
 ابھی تو راکھ اڑنے میں تھا شاد بھی ہوگا
 ☆ ————— ☆
 اختر ہیں

لگتا نہیں ہے کہ ساتھ بھانٹے

لیکن وہ مجھے کو بھول نہ پائے یہ سب
 ☆ ————— ☆
 خالد فاروق آسی - فیصل آباد
 لوگوں نے غمزداروں کو فریبی دیکھ کر ہراس
 ہم آج بھی اہول ہیں مدنی کے ہاڑھوں میں
 ☆ ————— ☆
 سفیر اناس سویری - بیگ کوٹ

م

محبت کی راہ میں صرف رسولی ملی
 کبھی کبھی ملن تو کبھی چھائی ملی
 آزاد بن کر دیکھنا آزاد نے دنیا میں
 میری قسمت میں صرف تجھائی ملی
 ☆ ————— ☆
 محمد امین آزاد - کٹر کوہ
 مت جانتے تیرا اونٹ بہت کی دہلی کی طرف تہ
 اپنی ہاتھ سے بھی نہ لہا جو کہ سے بند کرتے ہیں
 ☆ ————— ☆
 ضیافت علی - کوئی
 میرے اندر آئے دلاؤ تھی ہے ایسے
 تیرے دینے آگے ہیں دل کی دھڑکن پیچھے
 ☆ ————— ☆
 محمد افضل ایمان - گجرہ
 مت کھنڈ میرے ہاشی کی تریں کو اسے سنائی
 پڑاں نہیں نے بنانا تھا جس پہ ہمیں بڑ بہت تھا
 ☆ ————— ☆
 پسر سال سلساں لو اب
 عقد آونے نے زمانے بیت جاتے ہیں
 مرنے ہاں کی پانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
 محبت زندگی میں جو مشکل سے تھی ہے
 مگر اس کے بھانے میں نہانے بیت جاتے ہیں
 ☆ ————— ☆
 ظہیر احمد ملک - شیدائی شریف
 میں کھنڈ خود سے اسے پادوں کو لوٹ آؤ کر
 کیا اسے خیر نہیں کہ میرا دل نہیں گھاس کے خیر
 ☆ ————— ☆
 رائے اظہر مسعود کھر - نورث عمرس
 محبت کے بعد محبت ممکن ہے
 لیکن ٹوٹ کر چاہتا صرف ایک چاہتا ہے
 ☆ ————— ☆
 عبدالعزیز احمد - فیصل آباد

شہزاد سلطان کیف



عمر: 28 سال
تعلیم: ششما
کرن، شاعری، سوشل میڈیا
پتہ: محل وقت کویت، شہسب بھٹہ، سوات
گجرات آزاد کشمیر

عہدہ لکچرار



عمر: 20 سال
تعلیم: بیوٹیک
شغل: شاعری
کرن، کرکٹ
تعلیم، جواب
پتہ: محل بلاک P1 جی ٹی سینٹرل جیل،
لیگل آباد

عسیر رضا



عمر: 21 سال
تعلیم: ششما
پتہ: پتہ نمبر 110/9L سوات
97/9L سوات

ایمن مراد انصاری



عمر: 30 سال
تعلیم: بلکی ڈگری
کرن، جواب
پتہ: 33-5/F لائن مارنیت، منگل
شوری، گجرات

عہدہ لکچرار



عمر: 21 سال
تعلیم: بیوٹیک
شغل: وفا کی
تلاش، فلمی ڈگری
کرن، جواب
پتہ: مراد پور، لاک خانہ، پتہ
کوچر خان، شہسب بھٹہ

پونا دیگی



عمر: 21 سال
تعلیم: ششما
پتہ: پتہ نمبر 110/9L سوات
97/9L سوات

ایمن حراری



عمر: 18 سال
تعلیم: ششما
پتہ: پتہ نمبر 110/9L سوات
97/9L سوات

محمد صلاح مرید



عمر: 23 سال
تعلیم: ششما
پتہ: پتہ نمبر 110/9L سوات
97/9L سوات

ایہ ایم خان بلوچ



عمر: 20 سال
تعلیم: ششما
پتہ: پتہ نمبر 110/9L سوات
97/9L سوات

شاہد محکم



عمر: 22 سال
تعلیم: ششما
پتہ: پتہ نمبر 172 مران ڈاک خانہ
خاص، گجرات

محمد اختر خان



عمر: 22 سال
تعلیم: ششما
پتہ: پتہ نمبر 110/9L سوات
97/9L سوات

دیکم سلطان صاحب رنگ



عمر: 24 سال
تعلیم: ششما
پتہ: پتہ نمبر 110/9L سوات
97/9L سوات

سپاہی محمد اسماعیل آزاد



عمر: 20 سال
تعلیم: ثانوی
شغل: نرسی
گھنٹہ: جواب
کرتا: کوشش سے دوستی

پتہ: پوسٹ آفس نمبر 70/100

نیل احمد گبول



عمر: 20 سال
تعلیم: ثانوی
شغل: باؤفا
گھنٹہ: لوگوں سے دوستی
کرتا

پتہ: جلاب گوٹہ، سید محمد شہزاد، شہزاد پور، ضلع ملیر



عمر: 20 سال
تعلیم: ثانوی
شغل: کوشش سے دوستی
کرتا

پتہ: نالہ پور، تحصیل سوات

خالد محمود سائل



عمر: 25 سال
تعلیم: ثانوی
شغل: جواب
گھنٹہ: کوشش سے دوستی
کرتا، شہزاد پور

پتہ: ڈھات پور، کوشش سے دوستی، تحصیل نارت

محمد حسن سافر



عمر: 20 سال
تعلیم: ثانوی
شغل: کوشش سے دوستی
کرتا، جواب
گھنٹہ: کوشش سے دوستی

پتہ: شاہنواز کالونی، پاک پور، تحصیل نارت

سیف الرحمن زخمی



عمر: 31 سال
تعلیم: ثانوی
شغل: کوشش سے دوستی
کرتا، جواب
گھنٹہ: کوشش سے دوستی

پتہ: گاؤں منڈی شریف، ڈاک خانہ، تحصیل سوات

محمد شہزاد



عمر: 25 سال
تعلیم: ثانوی
شغل: کوشش سے دوستی
کرتا، جواب
گھنٹہ: کوشش سے دوستی

پتہ: منڈی شریف، ڈاک خانہ، تحصیل سوات

ارمان عظیم شاہی



عمر: 19 سال
تعلیم: ثانوی
شغل: کوشش سے دوستی
کرتا، جواب
گھنٹہ: کوشش سے دوستی

پتہ: چک نمبر 239، ڈاک خانہ، تحصیل نارت

عمر دراز آکاش



عمر: 18 سال
تعلیم: ثانوی
شغل: کوشش سے دوستی
کرتا، جواب
گھنٹہ: کوشش سے دوستی

پتہ: ڈاک خانہ 375، تحصیل نارت، سوات

عمران عباس پوکس



عمر: 15 سال
تعلیم: ثانوی
شغل: کوشش سے دوستی
کرتا، جواب
گھنٹہ: کوشش سے دوستی

پتہ: چک نمبر 71/10R، ڈاک خانہ، تحصیل نارت

آصف معروف حدادی



عمر: 18 سال
تعلیم: ثانوی
شغل: شاعری
گھنٹہ: مصوری اور
خطاطی

پتہ: ڈاک خانہ، کھول، تحصیل نارت

بے وقاف ام زید اے گبول



عمر: 24 سال
تعلیم: ثانوی
شغل: جواب
گھنٹہ: کوشش سے دوستی
کرتا

پتہ: جلاب گوٹہ، سوات، تحصیل نارت

جواب عرصہ 215

مرات

مظہر علی بیگی



عمر: 20 سال
تعلیم: بی اے
مشغلہ: بیرونی دوست
پتہ: پلاٹ نمبر 48 میڈیٹی، نور شاہ آبادی
گورنمنٹ کالج، ڈیڑھ گڑھی، لاہور

شفیق احمد بیگی



عمر: 17 سال
تعلیم: بی اے
مشغلہ: جواب
پتہ: سردار گڑھی، ڈاک خانہ خالص، آسٹریا
گورنمنٹ کالج، ڈیڑھ گڑھی، لاہور

افضال احمد عباسی



عمر: 30 سال
تعلیم: بی اے
مشغلہ: تدریس
پتہ: مکان نمبر 190، پلاٹ نمبر 1، ریمت
آباد، ماہ پینشنری

سمیل آصف



عمر: 17 سال
تعلیم: بی اے
مشغلہ: تدریس
پتہ: 29 RB، پلاٹ نمبر 1، گلبرگ
گورنمنٹ کالج، ڈیڑھ گڑھی، لاہور

عصرونگی ویدار



عمر: 18 سال
تعلیم: بی اے
مشغلہ: شاعری
پتہ: 73، پلاٹ نمبر 1، گلبرگ
گورنمنٹ کالج، ڈیڑھ گڑھی، لاہور

غلام مصطفیٰ عرف موجو



عمر: 30 سال
تعلیم: بی اے
مشغلہ: شاعری
پتہ: گورنگی روڈ، گلبرگ آبادی، لاہور
161/G، گلبرگ

ساجد گلوان ساجد



عمر: 24 سال
تعلیم: بی اے
مشغلہ: تدریس
پتہ: 22، گلبرگ، گلبرگ روڈ، لاہور
گورنمنٹ کالج، ڈیڑھ گڑھی، لاہور

محمد کاشف جمجم زور



عمر: 20 سال
تعلیم: بی اے
مشغلہ: دوستوں
پتہ: 263، گلبرگ، گلبرگ روڈ، لاہور
گورنمنٹ کالج، ڈیڑھ گڑھی، لاہور

سمیل احمد ملک



عمر: 23 سال
تعلیم: بی اے
مشغلہ: ڈاک
پتہ: گورنگی روڈ، گلبرگ آبادی، لاہور
گورنمنٹ کالج، ڈیڑھ گڑھی، لاہور

مہر علی مدثر



عمر: 23 سال
تعلیم: بی اے
مشغلہ: دوستوں سے
پتہ: گلبرگ، گلبرگ روڈ، لاہور
گورنمنٹ کالج، ڈیڑھ گڑھی، لاہور

محمد حشام انجم



عمر: 30 سال
تعلیم: F.A.
مشغلہ: شاعری
پتہ: گلبرگ، گلبرگ روڈ، لاہور
گورنمنٹ کالج، ڈیڑھ گڑھی، لاہور

افضال حسین



عمر: 20 سال
تعلیم: بی اے
مشغلہ: شاعری
پتہ: گلبرگ، گلبرگ روڈ، لاہور
گورنمنٹ کالج، ڈیڑھ گڑھی، لاہور

مجھے شکوہ ہے

- مجھے شکوہ ہے** خالد بچہ ذہکوت سے جو میرے ساتھ سیدھی بات نہیں کرتا پلیز خالد ایسا کرنا چھوڑ دو مہربانی ہوگی۔ (جاوید اقبال جاوید، نیل آباد)
- مجھے شکوہ ہے** ان لوگوں سے محبت تو کرتے ہیں مگر نبھانے سے کھرتے ہیں۔ پلیز ایسا نہ کیا کریں آپ کا شکر ہے۔ (محمد رمضان شاہد، کبیروالہ)
- مجھے شکوہ ہے** کسی سے بھی نہیں اگر کروں تو کیا ہو جائے گا جس سے شکوہ ہے وہ خود دیکھتے نہیں خالص کریم احمد جانی ملتان سے کہ اتنی فضول کہانیاں ارسال نہ کریں۔ (سراج خان، کرک)
- مجھے شکوہ ہے** نورین سے کہ اس نے میرے ساتھ بہت بڑا دھوکہ کیا نورین جی کیا آپ کی اتنی سی دوست ہے۔ سدا خوش رہو۔ (محمد سلیم عاصی، حاصل پور)
- مجھے شکوہ ہے** پہلے تو کہا تھا ایڈیٹر سے نہیں کر سکتا لیکن اب ضرور کروں گا ہم پرانے کارٹون پر نئے کوترجی دی جا رہی ہے ایسا کیوں۔ (سراج خان، کرک)
- مجھے شکوہ ہے** ان دوستوں سے جو دوستی مطلب کیلئے کرتے ہیں جب مطلب پورا ہو جائے تو کہتے ہیں آپ کون میں آپ کو جانتا نہیں۔ (عبدالرحمن مگر، زمین راجھا)
- مجھے شکوہ ہے** ان لوگوں سے جو ماں باپ کی قدر نہیں کرتے اور اپنے استاد کی عزت نہیں کرتے خدا کیلئے ایسا نہ کریں۔ (مختور شہزاد پوری، سیالکوٹ)
- مجھے شکوہ ہے** اپنے نصیب سے میرے نصیب میں شاید کسی کا بھی پیار نہیں جو بھی ملا مطلبی ہی ملا اس دنیا میں کسی پر اعتبار نہ کریں۔ (امداد علی، عرف ندیم عباس تنجا، میر پور خاص)
- مجھے شکوہ ہے** ان لوگوں سے جن کو کوئی کام نہیں صرف مس کالیں کر کے تنگ کرتے ہیں اور خواہ مخواہ پیار جتاتے ہیں۔ (ایم دانی چھا، چھہ)
- مجھے شکوہ ہے** کپڑے تنگ کرنا والوں سے کہ وہ کسی کی تصویر لگانے سے پہلے وہ تصویر بیچنے والے کا نام پڑھ کر تصویر لگایا کریں اک دفعہ کپڑے تنگ والوں نے اک تصویر کے نیچے میرا نام لکھ لکھی ہے لکھ دیا تھا جو کہ وہ تصویر میری نہیں تھی احتیاط کریں۔ (رانا وارث، اشرف عطاری، گوجرانوالہ)
- مجھے شکوہ ہے** ان تمام لوگوں سے جو دوستی جیسے پاک رشتے کو بدنام کرتے ہیں اور صرف اپنا مطلب لٹاتے ہیں۔ (حبیب الرحمن طارق، جعفر آباد)
- مجھے شکوہ ہے** اپنی وانگ مس شازدہ سے کہ وہ مجھ سے اتنا ناراض کیوں ہوتی ہے اس کو تو میری ہر مجبوری کا پتہ ہے لیکن سنو نہیں ایسا نہ ہو کہ تیری یہ ناراضگی ہم دونوں کو دریا کے دو کنارے کر دے۔ (حافظ فہمیں احمد، کنول، بہاولپور)
- مجھے شکوہ ہے** کالون والوں سے کہ

مجھے شکوہ ہے جنہوں نے قانون تو بنا دیا لیکن انصاف کی نصیب والے ہی کی قسمت میں آتا ہے۔ (حبیب الرحمن، لاہور)

مجھے شکوہ ہے ان دوستوں سے جو وعدہ خلافی کرتے ہیں۔ (ولید، کھڑیاں خاص)

مجھے شکوہ ہے بے وفا لوگوں سے وفاداروں سے نہیں۔ (محمد اسحاق، ایچ، گلشن پور)

مجھے شکوہ ہے اپنے وقت ان دوستوں سے جو ہمیں بھول گئے ہیں۔ (محمد حسین ظفر، گلشن پور)

مجھے شکوہ ہے اپنے بھی رشتہ داروں سے اور اپنے دادا ابو سے اور دادی اماں سے کہ کیا اس جہان میں میری یہ خطا خدا کے نام پر معاف نہیں ہو سکتی اگر میں بھی آپ کا خون ہوں تو میری ماں کریں۔ (حافظ فیاض احمد کنول، سنٹرل جیل ساہیوال)

مجھے شکوہ ہے ڈیرہ غازیخان کے قارئین سے جو کہ رابطہ نہیں رکھتے اور بڑے استدلال لوگ ہیں۔ (فیض اللہ، ہزارہی سردر)

مجھے شکوہ ہے دوستو آپ لوگوں پر مجھے کوئی شکوہ نہیں شاید میں ہی آپ لوگوں کی دوستی کے قابل نہ تھا کیا ہوا جو آج تمہاری میری ساتھی ہے کوئی تو آجنگا۔ (ندیم عباس ڈھکو، ساہیوال)

مجھے شکوہ ہے فرم میٹم سے جو میری بات پر یقین نہیں کرتا حالانکہ میں اسے بھائی تسلیم کرتا ہوں، فرم بھائی مارا میری بات مان لیا کریں۔

(سید مہارک علی شمس، قائم پور)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو کسی کو نصیحت کرتے ہیں اور خود اس بات پر عمل نہیں کرتے۔ (نعیم شہزادی، فتہ بھنڈ)

مجھے شکوہ ہے کہ شہزاد صاحب سے کہ وہ میری فزول و تحریروں کو شائع نہیں کرتے پلیز ان سے گزارش ہے کہ میری فزول اور تحریروں کو شائع کریں۔ (محمد حسن ہاشم، عارفوالا)

مجھے شکوہ ہے اپنے آپ سے کہ مجھے دوسروں کی طرح بدلنا نہیں آتا نہ ہی کسی کو بھلا سکتی ہوں۔ (صائمہ، مرہ)

مجھے شکوہ ہے اپنے دل سے اور اپنے نصیب سے۔ یہ دنیا میں وفا کی امید کیوں نہیں چھوڑ دیتا جبکہ گل ہار دل ٹوٹا ہے۔ (پارسا سانی، مسلمان نواب)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو دوسروں کی وفا کی امید رکھتے ہیں اور خود بی وفائی کرتے ہیں یہ بھی نہیں سوچتے کہ وہ بھی دل رکھتے ہیں۔ (میر احمد میر، سوئی)

مجھے شکوہ ہے اپنے دوستوں سے وہ برداشت کس کا نہیں دیتے ہیں اور تنگ کرتے ہیں پلیز ایسا مت کریں۔ (ہمایون، ہمدانی، بسیلہ)

مجھے شکوہ ہے اس سے جس نے مجھ کو چھوڑ کر کسی اور سے شادی کر لی اگر نہ کرتی تو آج میں برباد نہ ہوتا بلکہ آباد ہوتا آہ۔ (مسٹر ایم ارشد، وفاق، گوجرانوالہ)

مجھے شکوہ ہے ان سے جو دوستی کر کے بھول جاتے ہیں پلیز ایسا نہ کریں۔ (نویس اختر، سرگرم، کبیر والا)

مجھے شکوہ ہے میں ان لوگوں سے شکوہ کرتا ہوں جو لوگ دوسروں کو تنگ کرتے ہیں خدا کیلئے اس طرح نہ کرو۔ (سیف الرحمن، زٹی، ساکھوٹ)

مجھے شکوہ ہے اپنے آپ سے کہ اب تک میری کوئی چیز جواب عرض میں شائع کیوں نہیں ہوئی کاش میری بھی شائع ہو جائے۔ (فزول، جہراٹل، لاہور)

مجھے شکوہ ہے جواب عرض والوں سے کہ وہ میری تحریروں کی اور کے نام سے شائع کر رہے ہیں میں بڑی محنت سے تحریر لکھتا ہوں۔ (ایم اشفاق، بٹ، لالہ موٹی)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو دوستی تو بہت آسانی سے کر لیتے ہیں لیکن ایسے بھانا نہیں جانتے ہیں۔ (دعوت علی، نوشہرہ فیروز)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو جھوٹ بولتے ہیں۔ (مجاہد ناز، مہاسی، انجمن پور)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو محبت کو مذاق ہی سمجھتے ہیں کیا اس کو محبت پایا کر کہتے ہیں۔ (سردار اقبال، سردار گڑھ)

مجھے شکوہ ہے نہیں یہ اتھا ہے میری محبت کرنا مگر دھوکہ نہیں ہمانا ہے تو رانا نہیں رانا ہے تو دھوکے سے وفا کرنا ہے۔ (دین محمد، کراچی)

مجھے شکوہ ہے انوں سے جو مجھے

حضرت اشتمہارات

مجید احمد جانی، جس سے بھائی انتظار حسین ساقی، دوست محمد خان، عاشق حسین ساجد، پیارے احمد نعیمی، نائلہ طارق جی اور راحت وفا ایچھے رائٹر ہیں ان کی ہر ماہ شہوریاں آتی چاہیے۔ (عمر دراز آکاش خیالی، فیصل آباد)

خدا راہ لڑکیوں کو تنگ نہ کرو
میں گزارش کرتا ہوں ان لوگوں
سے جو لڑکیوں کو تنگ کرتے ہیں
اور ان کی پڑھائی میں پریشانی کا
باعث بنتے ہیں پلیز ان کا مستقبل
تاریک مت کیجئے۔ (عمر دراز
آکاش، فیصل آباد)

پیارے بھیل کے نام
میں آپ کو بہت زیادہ مس کرتا
ہوں لیکن شاید میں آپ کو یاد تک
بھی نہیں آتا تمہارے پاپا بے وفا
ہیں انہوں نے مجھے بھلا دیا ہوا
ہے۔ (عمر دراز آکاش، فیصل
آباد)

جان کے نام
میرا تمہارے خواب میں آنا کیا اس
بات کو ظاہر کرتا ہے کہ مجھے تمہاری
کتنی تڑپ ہے تمہارے ساتھ آتی
محبت ہے کہ میری بیقراری سے
مجھے محبت کے مطلب کا پتہ چل گیا

انتظار حسین ساقی کے نام
انتظار حسین ساقی جی مجھے آپ کی
کہانیاں شاعری، اور آپ کی
سکرپٹ بہت پسند ہے آپ کا
لہجہ اور بات کرنے کا انداز تو سب
سے الگ ہے۔ (عشقیہ، انک)

اپنے نام
زندگی ملی تو کیا ملی بن سے ہے وفا
ملی اتنے میرے سناؤ نہ تجھے
مجھے سزا ملی۔ (اشفاق رحیمی،
ڈوکونہ)

A کراچی کے نام
کوئی بدلنا تم سے سکھے کوئی محبت کرتا
تم سے سکھے محبت کر کے کسی کی
زندگی برباد کرنا تم سے سکھے ہو بہتر
کہانیاں سے سیکھا ہے کبھی کسی کو کبھی
کسی کو اپنے جال پر پھنسا لینا تم
کو۔ (رائے الطیر مسعود آکاش،
فورت عباس)

تمام بہن بھائیوں کے نام
تمام بہن بھائیوں سے ریگولر
ہے کہ اخلاق کے دائرے میں
نقصیں۔ (ڈاکٹر سجاد، ورکس روڈ
پشاور)

تمام دوستوں کے نام

بھائی میاں منظور روپالی کے نام
خدا کا واسطہ مجھے معاف کر دو
تمہارے بن میری زندگی ادھوری
ہے میں نے باپ جیسی آپ کی
عزت کی ہے۔ (رفاقت علی جان،
گاؤں بسپ کی ملیاں)

رائی کے نام
رائی پلیز نوٹ آؤ میری زندگی میں
بس ایسا نہ کہو کہ تیرا عامر دے
روتے اپنی جان دے دے۔ (ایم
دیکل عامر جٹ، تحصیل و ضلع
ساہیوال)

قارئین کے نام
میری شہوری ہے روتق کی زندگی پر
جن لوگوں نے مجھے مہار کیا وہی ان
کا شکر یہ خاص کر ندیم ڈھکو،
جبرائیل آفریدی، ارمان مراد کبیر
و قیصر، عامر جٹ، خیر رضا مدیح
عمول فیصل آباد، ویری ٹیکسٹس نو،
آل فرینڈز۔ (آصف سالول،
نھر کالونی بہاولنگر)

قارئین کے نام
میں سب لوگ ایک دوسرے کے
ذہنات کی قدر کیا کرو کسی کے اعتماد
و محبت نہ پہنچا پائے۔ (خالد
روتق آسی، علی پورہ فیصل آباد)

سے۔ (محمد افضل اعوان، محلہ طارق
آباد، بہاولپور)

ریاض احمد! ہور کے نام

پیارے بھیا آپ سے مل کر بہت
خوش ہوئی پر زندگی کا یادگار دن
رہے گا آپ نے جو اب عرض اور
خوفناک گفت نیا یقین سے بہت
خوش ہوئی۔ (ایم جبرائیل
آفریدی، امرتشی ناصر آباد)

دوستوں کے نام

سردہ تم بہت جذباتی ہو اور کبھی
جذبات میں آکر کوئی غلط فیصلہ نہ کر
لینا۔ اقرام یم بھی تو آجایا کروٹنے
کو بہت یاد کرتی ہوں آپ دونوں
کو۔ (انم نذیر چاند، وٹاری)

سب کے نام

ارکھی کوچا ہوتی اس طرف چاہو کہ وہ
زندہ تو رہے مگر صرف تمہارے
لیے۔ (ایس انمول، بھائیہ
شریف)

آئی تسلیم و بازی کے نام

آئی میری مدد کرو آپ نے پہلے کہا
تھا لیکن جب وقت نہیں تھا لیکن اب
آپ کی مدد کی ضرورت ہے آپنی
تسلیم جلدی کریں مجھے آپنی مدد
کی ضرورت ہے۔ (انم نذیر چاند،
وٹاری)

اپنے دوستوں، شہزاد، طاہر، ماجد
شہزاد، طاہر، چہد، حماد، مظہر

رہے گی محبت کل بھی زندہ تھی آج
بھی ہے اور زندہ رہے گی۔ (ڈاکٹر
سجاد، پشاور)

بوستان، عبد المجید، بدر الدین اور
باقی کو گنتیوں بھرا سلام۔ (مظہر
نظیر، ہاسکو)

ناز صاحبہ کے نام

نام جی نہیں م ہوگی ہو آپ نے تو
بھلا دیا اتنی جلدی کمال ہے ہو سکے
تو رابطہ کرو انتظار رہے گا۔
(جبرائیل آفریدی، کمرشانی ناصر
آباد)

شادی کا خواہش مند

میں ایسے زمیندار ہوں بیرون ملک
شادی کا خواہشمند ہوں مجھے یقین
ہے کہ آپ ضرور رابطہ کریں گے۔
(ملک محمد ہاشم، ایران، پاکستان)

ادا کار نظام جی الدین کے نام

نظام جی الدین صاحب آپ
میرے پسندیدہ اداکار ہیں میں
نے آپ کی فلمیں مہم کی تریا آج
اور کل نظر قدم وغیرہ وغیرہ بہت
شوق سے دیکھی ہیں اور اللہ آپ کو
اور کامیابی دے۔ (فکار شیر
زمان، پشاور، پشاور)

جنید جانی کے نام

اگر آپ نے میٹرک پاس کیا ہے تو
میں تیرے لیے نوکری کی کوشش
کرتا ہوں امید ہے آپ کو نوکری
مل جائے گی۔ (پرس مظفر شاہ،
پشاور)

محبت کے پیاریوں کے نام

جب تک دنیا زندہ قائم ہے محبت

دوستوں کے نام

جن دوستوں نے اپنے خطوط میں
مجھے سلام لکھا اور جنہوں نے اپنے
دست مبارک سے میرا ذکر بھی کیا
میں ان کا بہت بہت شکر گزار
ہوں۔ (حماد ظفر بادی، گوجرہ
منڈی بہاؤ الدین)

قارئین کے نام

تمام دوستوں سے گزارش ہے کہ
کبھی کسی کا دل مت دکھاؤ کسی کے
احتماد کو گھیس نہ پہنچاؤ۔ (خالد
فاروق آسی، علی پورہ ملت کالونی
فیصل آباد)

تمام قارئین کے نام

دنیا کی زندگی بہت مختصر ہے آخرت
کی زندگی ہمیشہ کی زندگی ہے ج
لوگ آخرت کی تیاری میں لگا
ہوئے ہیں وہی عمل مند ہیں و
بے وقوف ہیں جو اس فانی دنیا میں
دل لگائے بیٹھے ہیں۔ (بشیر ام
بھٹی، بہاولپور)

ویل عامر آف سائیووال کے نام

یار آپ سے ملنا چاہتا ہوں ہتھے
کوئی طریقہ نکالو آپ پشاور
جائیں یا مجھے سائیووال آنا پڑے۔
گا۔ (پرس مظفر شاہ، پشاور)

نیک ریاں میرے شہر دیار

جواب غرض 220

عقلمند اشتہار

Scanned By Amir

غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو کیسا لگتا ہے؟

جب انسان کو یکدم خوشی ملتی ہے تو وہ کائنات کے سارے غم بھول جاتا ہے لیکن یہ خوشیاں عارضی ہوتی ہیں۔ (غلام فرید جاوید، جگر شاہ معین)

خوشی خوشی ہی ہوتی ہے جب بھی ملے غم سے پہلے یا غم کے بعد۔ (شہزاد سلطان کیف، اکلویت)

غم کے بعد خوشی ملے تو اچھا لگتا ہے خوشی ملے چاہے غم کے بعد ہی کیوں نہ ملے خوشی خوشی ہوتی ہے۔ (شہزاد سلطان کیف، اکلویت)

اسے خوشیاں ملی ہی کب تھیں ان غموں کے سوا مٹان اب تو وہ درد کی تجارت کرتا ہے اکثر تہائیوں میں بیٹھ کر۔ (عثمان عقی، قبول شریف)

پاکستان گیا چاکر F اراضی ہو گئی F کے ساتھ شادی ہوئی تھی تو ایسا لگتا تھا سب کچھ مل گیا ہے کیا حیرت دار زندگی تھی۔ (محمد نقی طوفی حکیم، کویت سٹی)

غم کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک اچھی دوست دی ہے یہ میرا بہت خیال رکھتی ہے آئی اس نیا آئی لی۔ آئی لی خوش رہو۔

(ریاض احمد، صادق آباد رحیم یار خان)

غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو تھوڑی دیر غم بھول جاتے ہیں مگر خوشی تو اپر جھسی ہوئی ہے غم زندگی کے ساتھی ہوتے ہیں میری جان۔ (تمرین اعوان ارمائی، ماڑی ہزارہ)

خوشی تو ملی ہیں لیکن بہت جلد غموں نے آ لیا ابھی تو ساری خوشیوں غموں میں بدل گئی ہیں جب خوشی ملی تو سب سے پہلے میں جواب عرض میں لکھ کر بتا دوں گا انشاء اللہ۔ (ولی محمد اعوان گونڈوی، صدر کینٹ لاہور)

جب اعتبار ہی اٹھ جائے کسی سے تو اس کی ہنگی باتیں بھی مچی نہیں لگتیں نہ حال ہی اتنا نزدیک ہیں پھر خوشیاں بھی اچھی نہیں لگتیں۔ (نامعلوم)

بہت اچھا لگتا ہے زندگی میں پھر سے بہار آ جاتی ہے اور بچھنے سارے غم بھول جاتے ہیں۔ (نوید ملک، گولارچی)

ہر انسان کی زندگی میں غم اور خوشی ان طرف جڑے ہوئے ہیں کہ جیسے رُودن اور دھڑ بھو مگر کسی کو جب غم کے بعد خوشی ملتی ہے اس کے سارے غم ختم ہو جاتے ہیں۔ (محمد قاسم لاشار بلوچ، سندھ اواہ)

غم اور خوشی میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ ہی غم اور خوشی دیتا ہے کاش کہیں یہ غم خوشی میں نہ بدل جائیں۔ (مہرین بشیر گوندل، گوجرہ)

انسان غموں کی دنیا سے نکل کر ایک دفعہ خوشیوں کی دنیا میں آ تو جاتا ہے لیکن اسے حقیقی خوشی کی امید نہیں رکھی جاتی ہے۔ (ایم افضل کھریل، ننگرانہ صاحب)

غم کے بعد خوشی ملے تو خوشی کا رنگ اور بھی دوہلا ہو جاتا ہے۔ خوشی خوشی ہے چاہے جب ملے۔ (شہزاد سلطان کیف، مجبور آزاد کشمیر)

غم کے بعد خوشی ملے تو اچھا لگتا ہے بلکہ بہت ہی اچھا لگتا ہے۔ (شہزاد سلطان کیف، مجبور آزاد کشمیر)

اگر خوشی ملتی ہے تو بھی اللہ تعالیٰ سے اپنی کردہ گناہوں کی معافی مانگنا چاہئے تاکہ بعد میں بھی غم نہ آئے۔ (ڈاکٹر سجاد، پشاور)

خوشی دونوں زندگی کا حصہ ہیں۔
دونوں حال میں اللہ کا شکر ادا
کریں۔ (المطہر مسعود آکاش،
214/9-R)

غم کے بعد خوشی ملتی
ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے انسان موت
کے بعد پھر زندہ ہو جاتا ہے۔
(نویہ جگنو بزارہ، مانسہرہ)

کسی نے بھول کے
مجھ سے پوچھا آجکل کیسے ہو؟ میں
نے کہا زندگی میں غم ہیں غم میں درد
ہے درد میں مہزہ ہے اور مہزہ میں
میں ہوں۔ (شاہ کنول، چکوال)

غم کے بعد خوشی ملتی
ہے تو انسان کھیلے غم بھول جاتا ہے
بہشتی آنکھوں کو سکون مل جاتا ہے
مریہائے ہونٹوں پہ مسکراہٹ چل
جاتی ہے خوشی چیز ہی اسکی ہے جو
سارے غموں کو بھلا دیتی ہے۔
(مدثر احمد ولد بشیر احمد، ضلع نیلم)

خوشی کی مدت بہت
لیل ہوتی ہے جبکہ غم مستقل زندگی
کے ساتھ رہتا ہے۔ (خالد فاروق
آسی، لیصل آباد)

جب غم کے بعد خوشی
ملتی ہے تو انسان کی آنکھوں میں
آنسو آجاتے ہیں اور وہ آنسو غم کے
نہیں ہوتے بلکہ وہ تو آنسو خوشی
کے ہوتے ہیں۔ (مقصود احمد،
میاں چنوں)

غم کے بعد خوشی ملتی
ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا

ذمیروں تجھے وصول کرتے ہیں۔
(عمر دراز آکاش، 377 گ ب)

بہت اچھا لگتا ہے
اور اب میں اپنے حقیقی احساسات
کو جان کر رہا ہوں جب سے مجھے
اس بے قرار کا پیار ملا ہے مہری بے
قراری کو زوال آ گیا ہر وقت
چہرے پہ مسکراہٹ ہے۔ (محمد
افضل اعوان، جوہرہ)

غم کے بعد خوشی ملنا
ایسا ہے جیسے نئی زندگی ملنا ہر چیز
سہانی لگتی ہے سب غم بھول جاتے
ہیں۔ (ایم وکیل، عامر جٹ،
ساہیوال)

تو ایسا لگتا ہے کہ کبھی
غم دیکھا ہی نہیں اور بہت اچھا لگتا
ہے۔ (اشفاق دہلی، 139/4B)

غم کے بعد خوشی
ملنے سے غم کا احساس ختم ہو جاتا ہے
انسان کی زندگی میں دوبارہ بہار آ
جاتی ہے۔ (مولانا عبدالغفور
نقشبندی، حافظ آباد)

غم کے بعد خوشی ملتی
ہے تو کیا لگتا ہے کیا لگتا ہے مجھے
ابھی تک غم ہی غم ملے ہیں دعا کرو
مجھے کوئی خوشی ملے میں بھی بیان کر
سکوں۔ (سعدیہ جمین، شورکوٹ
کینٹ)

اگر صرف زندگی
میں خوشیاں ہی ہوں تو غم کا پتہ نہیں
چلتا اصل خوشی کا تب ہی احساس
ہوتا ہے جو غم کے بعد ملتی ہے غم اور

جب غم ختم ہونے
کے بعد خوشی ملتی ہے اس وقت روح
پر سکون ہو جاتی ہے خدا کا شکر ادا کیا
جاتا ہے لیکن ساتھ ہی یہ خیال آتا
ہے کہ یہ وقت بھی تیز جائے گا غم کا
بھی تیز لیا۔ (رانا نذر عباس،
منڈی بہاؤ الدین)

جب غم کے بعد خوشی
ملتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کسی
نے بے جان جسم میں پھر سے روح
پھونک دی ہو، (میاں عمر زمان،
چک نمبر L-75/12)

غم کے بعد خوشی کا
ملنا ایسے ہی جیسے ڈوبتے ہوئے کو
اچانک سمندر کا کنارہ نظر آ جاتا ہے
خوشیاں انجوائے کرنا ہر انسان کا
حق ہے اور باعث مسرت ہے۔
(عمر دراز آکاش، جزائر الہی)

احساس ہوتا ہے غم کا
مطلب ہے درد دہکی قدرت کی
طرف ہوتا ہے اور انسان کو اس کے
اپنے دے جاتے ہیں جو بھی ختم
نہیں ہوتا آخر غم جو جائے تو اپنی
یادیں چھوڑ جاتا ہے غم چند دن کے
مہمان ہوتے ہیں مگر جس سے پاس
آتے ہیں احساس ہوتا ہے۔ (محمد
سمیل جگر راجپوت، منڈی، منڈی)

غم کے بعد خوشی کا
ملنا ایسا ہے جیسے طویل لوڈ شیڈنگ
کے بعد بجلی کا آ جانا ہے آج کل
تو وہ بجلی ہماری خوشیوں کا
ذریعے بنے ہوئے ہیں اور روزانہ

ہے اگر اچھا وقت آجائے تو سبھی غم بھول جاتے ہیں۔ (آصف سانول، بہاولنگر)

تو بہت اچھا لگتا ہے مگر مجھ کو ابھی تک خوشی ملی ہی نہیں جب ملی تو بتائیں گے کہ کیسا لگتا ہے سنا ہے کہ بہت اچھا لگتا ہے (پرنس عبدالرحمن مہر، نین رانجھا)

غم کے وقت صبر اور خوشی کے وقت انجوائے کرنا چاہیے اور رب کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ (ٹوبہ حسین، کہوڑ)

غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت اچھا محسوس ہوتا ہے ہمیں ہمیشہ خوش رہ کر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیے کیونکہ کچھ لوگ ایسے ہی شکستین بن کے پھر رہے ہیں مایوسی کفر ہے خیال کرو۔ (عبدالرشید صادم، سعودی عرب)

غم کے بعد خوشی ملتی ہے اور انسان کو ان خوشیوں کی قدر کرنی چاہیے کہ کتنے غموں کے بعد یہ خوشیوں کے لمحات ملے ہیں۔ (علی حسن ہندو، سسی بنوں)

مختصر یہ کہ غم کے بعد خوشی ملے تو دل خوش ہوتا ہے مگر صرف ہوا کے تازہ جھولنے کی طرح خوشی گزر جاتی ہے۔ (عبدالسلام آرا میں، بہاولنگر)

(شریف)

ہم غم کے ماروں کو کچا خوشی خاک نصیب ہوگی جس خوشی کی طرف ہم گئے وہ خوشی ہم سے دور بہت دور۔ (رانا محمد احمد، لنڈے والا)

غم کے بعد غم ہی ملے ہیں آج دن تک خوشی کا نام سنا ہے دیکھی اب تک نہیں دعا کریں ہمیں بھی خوشی مل جائے۔ (محمد صفدر ذکی، کراچی)

غم کے بعد جب خوشی ملے تو انسان کو ایک ہموار راہ مل جاتی ہے جس سے چینی کی سنگ پیدا ہوتی ہے۔ (ذوالفقار علی سانول، ہالوال)

ایک خوشی کیا ملی سو غم مجھ سے روٹھ گئے یا رو دعا کرو میں پھر سے اداس ہو جاؤں۔ دوستو غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو پھر غم کا انتظار ہو جاتا ہے۔ (محمد عبداللہ، عبدالکلیم)

جب بھی خوشی ملے گی تو کوپن میں لکھ دیں گے۔ (ٹوبہ حسین، کہوڑ)

جب غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو انسان ایسا محسوس کرتا ہے کہ میرے پاس سب کچھ موجود ہیں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ (فتکار شیر زمان پشاور، پشاور)

غم کے بعد خوشی ملے تو اچھا لگتا ہے مگر غم آخر غم ہوتا

چاہیے کیونکہ وہ پھر بھی ہم پر غم مسلط کر سکتا ہے۔ (ڈاکٹر سجاد، پشاور)

غم کے بعد خوشی ملے تو انسان بہت اچھا محسوس کرتا ہے جس کی شاندار مثال جو اب عرض کا دو ماہ بعد اچانک ملنا ہے۔ (حماد ظفر بادی، منڈی بہاؤ الدین)

غم کے بعد جو خوشی ملتی ہے وہ زبردست ہوتی ہے اللہ کرے کہ مجھے منظور اکبر مل جائیں یہ میرے لیے خوشی ہوگی۔ (پرنس مظفر شاہ، پشاور)

غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو پہلے تمام غم بھول جاتے ہیں ہمارے اندر خوشیاں رقص کرتی ہیں یہ خوشی ہمارے زخموں پہ مرہم کی طرح ہوتی ہے۔ (عابدہ رانی، گوجرانوال)

کہاں سے لائے خوشی۔ (سعید احمد ذکی، کروڑا شانگ)

اس کوپن کے لیے تو میں بس اتنا ہی لکھوں گا کہ پلیز اس کوپن کو بند کر کے اس کی جگہ آپ میری پسندیدہ شخصیت کو شروع کر دیں۔ (نامعلوم)

پلیز جناب جس اس کالم کو بند کر کے اس کی جگہ کالم میری پسندیدہ شخصیت شروع کر دیں یہ میری آپ سے چھوٹی سی گزارش ہے۔ (عثمان غنی، قیولہ)

ماں سے پیار کا اظہار

- ماں کی شان میں ساری دنیا کے ریت کے ذرے بھی گنوں تو بھی اس سے کنگں زیادہ ہے ماں کی شان اسے ماں تجھے سلام۔ (غلام فرید جاوید، مجروح شاہ نعیم)
- ماں کو جنت میں جگہ دے۔ (حکیم عظیم طونی، کویت)
- ماں تیرے قدموں کی خاک میں تم تو چلی گئی ہو اللہ تعالیٰ کے پاس میں ہر وقت آپ کو یاد کرتا ہوں۔ آئی لو یو ماں۔ (ریاض احمد، صادق آباد)
- ماں ہانغ ہے اور ہم ان کے پھول ہیں جب ہانغ دیران ہو تو پھول بھی دیران مر جھائے ہوئے اس لیے ماں کے بغیر گھر دیران ہیں۔ (غزالہ جبرائیل، لاہور)
- ماں ایک ایسا نکتہ ایسا ایسا رشتہ ہے جس کی تعریف میں جتنے الفاظ بھی لکھیں وہ کم ہیں اور ماں کی خدمت ہی ہماری بخشش کا ذریعہ ہے۔ (عثمان مثنیٰ، تھولہ شریف)
- دوستو ماں کی خدمت کرنے میں دیر مت کرو ایسا نہ ہو کہ ہم سوچتے رہیں اور ماں ہم سے منہ پھیر کے چلی جائے اسی لیے جتنی ہو سکتی ہے ماں کی خدمت کرو۔ (عثمان مثنیٰ، تھولہ شریف)
- ماں کے مرنے کے بعد معلوم ہوا ہے دکھ درد کیا ہوتا ہے
- ماں کو جنت میں جگہ دے۔ (حکیم عظیم طونی، کویت)
- ماں تیرے قدموں کی خاک میں تم تو چلی گئی ہو اللہ تعالیٰ کے پاس میں ہر وقت آپ کو یاد کرتا ہوں۔ آئی لو یو ماں۔ (ریاض احمد، صادق آباد)
- ماں ہانغ ہے اور ہم ان کے پھول ہیں جب ہانغ دیران ہو تو پھول بھی دیران مر جھائے ہوئے اس لیے ماں کے بغیر گھر دیران ہیں۔ (غزالہ جبرائیل، لاہور)
- ماں ایک ایسا نکتہ ایسا ایسا رشتہ ہے جس کی تعریف میں جتنے الفاظ بھی لکھیں وہ کم ہیں اور ماں کی خدمت ہی ہماری بخشش کا ذریعہ ہے۔ (عثمان مثنیٰ، تھولہ شریف)
- دوستو ماں کی خدمت کرنے میں دیر مت کرو ایسا نہ ہو کہ ہم سوچتے رہیں اور ماں ہم سے منہ پھیر کے چلی جائے اسی لیے جتنی ہو سکتی ہے ماں کی خدمت کرو۔ (عثمان مثنیٰ، تھولہ شریف)
- ماں کے مرنے کے بعد معلوم ہوا ہے دکھ درد کیا ہوتا ہے

- سے جڑی ہوئی نسبت ہی انسان کیلئے باعث جنت ہے ماں وہ ہستی ہے جو اولاد کی مسکراہٹ سے بھی پریشانی معلوم کر سکتی ہے۔ (حماد ظفر ہادی، گوجرانہ)
- ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں۔ (غلام مصطفیٰ)
- میں اپنی ماں سے بہت ہی پیار کرتا تھا اور اب میں بد نصیب انسان ہوں جو میری ماں اس دنیا میں نہیں۔ (سرदार اقبال، سردار گڑھ)
- ماں ایک ایسی ہستی ہے جو اپنے بچوں کے لیے بہت ہی قیمتی ہے۔ ماں جنت کی ہوا ہے ماں تجھ کو سلام اسے خدا سب ماؤں کی حفاظت کرنا اور جن کی مائیں اس دنیا میں نہیں ہیں ان ماؤں کو جنت الفردوس صفا کرنا۔ (ولی محمد اعوان، گلاروی، صدر کینٹ لاہور)
- میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا تھا مگر میری ماں کی زندگی ہی اتنی تھی اسے ماں تیری دعائیں آج بھی میرے ساتھ ہیں۔ (احمد سائل، بہاولنگر)

جواب عرض کا دسترخوان

-- تحریر۔ کشور کرن۔ ہونئی۔

کھانے کے قابل ہو جائے ہیں۔

بھنڈی کے پکوڑے

اجزاء۔ بھنڈی ایک پاؤ۔ بیسن آدھا پاؤ۔ تیل
تیل کے لیے حسب ضرورت۔ نمک حسب ذائقہ
۔ سرخ مرچ چائے کا ایک چمچ۔ زیرہ چائے کا ایک چمچ
۔ دھنیا ثابت چائے کا ایک چمچ۔۔

ترکیب تیاری۔۔ بھنڈی دھو ترشک کر لیں
درمیان سے چاک کر کے بیج نکال دیں بیسن میں زیرہ
نمک مرچ ثابت دھنیا اور تھوڑا سا پانی ملا کر پھیٹ
لیں اس آمیزے میں بھنڈی دس منٹ کے لیے بھگو
دیں کڑا ہی میں تیل گرم کریں اور بھنڈی گل کر سنہری
کر کے نکالتے جائیں بھنڈی کے پکوڑے تیار ہیں۔

پالک کے پکوڑے

اجزاء۔ پالک ایک پاؤ۔ بیسن ایک پاؤ۔ سرخی
تیل کے لیے حسب ضرورت۔ بیکنگ پاؤڈر ایک چمچ
نمک حسب ذائقہ۔ سبز مرچ پسی ہوئی ایک عدد
۔ سرخ مرچ حسب پسند۔ دھنیا ثابت ہیں لیں
کھانے کا ایک چمچ۔

ترکیب تیاری۔۔ پالک سے پتے دھو لیں
بیسن میں نمک مرچ سبز مرچ دھنیا اور بیکنگ پاؤڈر
ڈال کر تھوڑا سا پانی ملا کر گاڑھا سا گھول تیل کڑا ہی
میں گرم کریں پالک کے پتے بیسن میں ڈبو ڈبو کر

بھنے ہوئے چنوں کی چٹنی

اجزاء۔۔ تھلاکا اترتے ہوئے پون کپ
بھنے ہوئے تے۔ مٹی ایک کھانے کا چمچ۔ اہلی ایک
کھانے کا چمچ۔ نمک حسب ذائقہ۔ سرخ مرچ
حسب ذائقہ۔ نمائز پانچ عدد۔ سفید زیرہ ایک
چائے کا چمچ۔

ترکیب تیاری۔ اہلی رات کو بھگو کر رکھ
دیں پنے پیں کر چٹنی میں چھان لیں تھوڑے پانی
سے نمائز اہال کر خوب گلا میں مسل کر چٹنی میں
چھان لیں پھلکے پھینک دیں نمک مرچ سفید زیرہ
مٹی میں بھون کر پنے ڈال کر بھونیں ضرورت ہو
تو پانی کا چھینٹا دیں اہلی مسل کر مٹھلیاں نکال دیں
اب اہلی اور نمائز کا پانی ڈال کر پکا میں گھاڑھی ہو
جائے تو اتار لیں پکوڑوں سموسوں اور دیگر تلی ہوئی
چیزوں کے ساتھ بھجھ مزادتی ہے۔

گاجر کی چٹنی

اجزاء۔ گاجر آدھا پاؤ۔ لیوں کا عرق ایک پاؤ
۔ چھلی آدھا کلو۔ پودینہ ایک چمچناک۔ نمک حسب
ذائقہ۔ سرخ مرچ حسب پسند۔ سفید زیرہ چائے کا
چمچ یا حسب پسند۔ اورک دواچی کا گٹھا۔

ترکیب تیاری۔۔ گاجر میں چھیل کر کدو سس
کر لیں اورک بار یک ہر ایک کاٹ لیں اب تمام
چیزیں ملا کر لیوں کے عرق میں ڈال دیں دو دن بعد

کڑا ہی میں بگی آج پر تھیں بکڑے تیار ہیں۔ کریں۔

آلو انڈے کے رول

اجزاء۔ آلو پال کو چھلے اتار کر چیں لیں آدھا کلو
 ساٹھ سے تین عدد۔ مرغ کا قیمہ اچھا ہوا ایک کپ
 نمک حسب ذائقہ۔ سیاہ مرچ پسی ہوئی حسب
 ذائقہ۔ میدہ آدھا کپ اور گ لہسن حسب پسند۔
 ترکیب تیاری۔ ساٹھ سے اہال کر پھیل لیں
 میدہ گوندہ لیں قیمہ میں نمک سیاہ مرچ۔ اور گ لہسن
 اور پانی ڈال کر بال کر گھالیں پانی خشک ہونے پر اتار
 لیں آنے کے دو بیڑے بنا میں دو میان میں لگا کر
 اوپر تھے رکھ کر باریک باریک تیل لیں تو بے پردوں
 اطراف سے پکائیں دونوں پر ت الگ کر کے اندروالی
 سائڈ سے پکا میں بے ہوئے آلوؤں میں نمک اور
 مرچ لگائیں اور روٹی کے ایک پر ت پھیلا لیں اور
 دوسرا پر ت رکھ کر اوپر قیمہ پھیلا میں اٹلے ہوئے
 انڈے بھی کاٹ کر رکھ دیں اور رول کر کے کر کے ٹوٹھ
 کس سے جوڑیں ایک انڈے کی زردی میں ایک چمچ
 پانی ملا کر رول پر لگائیں اور گھی میں تل کر گولڈن کر
 لیں سلاد کے ساتھ پیش کریں۔

بیسن کا راشٹھا

اجزاء۔ بیسن آدھا کلو۔ قہنوں کا آٹا آدھا کلو۔
 چار عدد۔ بری بری چینی تین عدد۔ نمک حسب پسند۔
 گھی حسب ضرورت۔ زیرہ ایک چمچ۔
 ترکیب تیاری۔ بیسن اور آٹا ملا کر خوب
 گوندہ کر سجان کر لیں اس میں پیاز اور بری مرچیں
 باریک باریک کاٹ کر ڈال دیں۔ نمک اور سفید زیرہ
 مسل کر بھی شامل کریں اچھی طرح مٹس کر کے کچھ دیر
 پزار بنے دیں پھر بیڑے بنا کر روٹیاں پکائیں تو بے
 سے اتار کر گھی لگائیں۔

تل کی روٹی

اجزاء۔ میدہ ایک کلو۔ گل ایک پاؤ۔ نمک
 حسب ذائقہ۔ دودھ حسب ضرورت۔ گھی ایک پاؤ
 خمیر ایک چھٹاک۔
 ترکیب تیاری۔۔ میدہ دودھ اور خمیر سے
 گوندہ لیں۔ نمک بھی ملا دیں کچھ دیر بعد بیڑے
 کاٹ کر روٹیاں بنا میں دونوں اطراف تل لگائیں
 تو بے پڑا ل کر نرم آج پر پکائیں۔

انڈوں کے شامی کباب

اجزاء۔۔ انڈے چار عدد۔ قیمہ آدھا کلو۔ چار
 ایک عدد۔ گھی حسب ضرورت۔ سرکہ دو بیڑے چمچ
 گرم مصالحی پنا: دو آدھا چمچ۔ نمک حسب ذائقہ کالی
 مرچ پسی ہوئی حسب پسند۔۔
 ترکیب تیاری۔۔ انڈوں میں نمک اور کالی
 مرچیں ملا کر پھینٹ لیں قیمہ باریک باریک چیں
 لیں اس میں سرکہ اور گرم مصالحی ڈال کر ملا میں پھینٹے
 ہوئے انڈے بھی ڈال دیں اور اچھی طرح مٹس کریں
 تکیاں بنا کر گھی میں تل کر سنہری کر میں انڈوں کے
 شامی کباب تیار ہیں حسب پسند چینی کے ساتھ تناول

نمکین بسکٹ

اجزاء۔ میدہ آدھا کلو دودھ آدھا گلاس۔ نمکین
 تازہ ایک چھٹاک۔ نمک تھوڑا سا۔
 ترکیب تیاری۔۔ میدہ میں دودھ اور نمکین
 ملا کر خمیر کر لیں پھر اس کا آدھے انچ کا بڑا بنا کر
 سانچے کے ذریعے تراش لیں ان کی گولائی روپے
 چینی ہو پھر ان کو تیلین سے تیل کر پھیلا لیں ان میں
 سوراخ کر کے نمکین کی چادر پر میدہ پھیلا کر اوپر بسکٹ
 رکھ دیں سوراخ والے حصے نیچے آ میں خود میں رکھ کر
 بگی آج پر پکائیں۔

ترکیب تیاری۔۔ دودھ میں نشاستہ اور میدہ
حل کر کے آگ پر پکا میں جب خوب گاڑھا ہو جائے
تو اتار کر چینی ملائیں اور گول گول نکلیں بنا لیں اور اوپر
پستہ لگالیں۔

آلو کا زردہ

اجزاء۔ آلو آدھا کلو۔ تھی حسب ضرورت۔ چینی
ایک پاؤ۔ چھوٹی الاہچی دس عدد۔ ناریل کدو کش کیا
ہو ایک کچھ۔ بادام چھٹا اتار رکاٹ لیں ایک کھانے
کا کچھ۔ کشش ایک کھانے کا کچھ۔
ترکیب تیاری۔۔ آلو پھیل کر کدو کش کر
لیں تھی میں الاہچی بگھڑ کر چینی اور پانی ڈال کر اقوام
تیار کر لیں اس میں آلو اور تمام میدہ جات ڈال کر ہلکی
آنج پکا میں جب آلو گل جائیں تو پانی بھی خشک ہو
جائے تو اتار لیں۔

سیب کا حلوہ

اجزاء۔ سیب ایک کلو۔ چینی ایک کلو۔ کھویا ایک
پاؤ۔ تھی تین پاؤ۔ بالائی آدھ کلو۔ دوج کیڑہ ایک
چائے کا کچھ۔ چھوٹی الاہچی دس عدد۔ کشش سو گرام
۔ مغز پھیل کر آدھا کپ۔ پستہ کٹا ہوا چھوڑے دانے۔
۔۔ سیب پھیل کر کدو کش کر لیں ہلکی آنج پر کھنے
کے لیے رکھ دیں جب گل جائیں تو بالائی کھویا
پھینت کر اس میں ملا دیں چینی بھی ڈال دیں چینی کا
پانی خشک ہو جائے تو اتار لیں فرائی پن میں تھی الاہچی
تیز کر لیں اور سیب والا آمیزہ ڈال کر بھونیں جب
حلوہ تھی چھوڑنے لگے تو کیڑہ ملا کر اتار لیں ڈش میں
نکال کر اوپر میدہ جات چھڑک دیں۔

قارئین کیسا لگا میرا جواب عرض کا دسترخوان
امید ہے سب خواتین کو پسند آیا ہوگا اپنی قیمتی رائے
ضرور دیجئے گا آپ کی آراء کی منتظر کشور کرن چوکی۔

گاجر کا حلوہ

اجزاء۔ گاجریں ایک کلو۔ دودھ دو کلو۔ تھی ایک
پاؤ۔ ملائی ایک پاؤ۔ چینی ایک کلو۔ الاہچی کشش
حسب پسند۔

ترکیب تیاری۔۔ گاجریں کدو کش کر کے
دودھ میں پکا میں جب دودھ خشک ہو جائے تو تھی میں
ڈال کر خوب بھونیں پھر ملائی ڈال کر بھونیں یہاں
تک کہ سرخ ہو جائیں اب چینی کا اقوام بنا کر اس میں
ملا دیں اور کفگیر سے ہلاتے جائیں جب کنارے تھی
چھوڑنے لگیں تو الاہچی کشش ڈال کر اتار لیں ٹھنڈا
ہونے پر نوش کریں۔

رس گلے

اجزاء۔ دودھ چار پیالی۔ چینی ایک پیالی
۔۔ لیموں کا جوس ایک کچھ۔ میدہ ایک کھانے کا کچھ
۔۔ عرق گلاب ایک کچھ۔

ترکیب تیاری۔۔ دودھ کسی برتن میں ڈال
کر چھ لہے پر رکھ دیں جب اٹنے لگے تب اس میں
لیموں کا جوس ملا دیں تاکہ وہ پھٹ جائے پھر کسی ٹمبل
کے پیڑے میں ڈال کر تھیں نکال دیں تاکہ پانی نکل
جائے کچھ دیر بعد پیڑے پر دباؤ ڈال کر اس کا باقی پانی
بھی چھوڑ دیں پھر اس میں میدہ ملا کر نرم گوندھ لیں
اور اس کے چھوڑنے چھوڑنے پیڑے بنا لیں چینی کو پانی
میں ڈال کر شیرہ پکالیں پھر احتیاط کے ساتھ ہی
پیڑے اس شیرے میں ڈال دیں اور دس پندرہ منٹ
تک پکا میں پھر اسے ٹھنڈا کرنے کے بعد اس
میں عرق گلاب ڈال دیں۔۔

سفید سوہن حلوہ

اجزاء۔ دودھ ایک کلو۔ نشاستہ ایک پاؤ۔ میدہ
ایک کلو چینی دو کلو۔ پستہ کٹا ہوا حسب ضرورت۔

آئینہ روبرو

اسلام علیکم۔
 میں ایک سکول ٹیچر ہوں عرصہ نو سال سے جواب عرض کی فین ہوں ہر ماہ باقاعدگی سے جواب عرض کا مطالعہ کرتی ہوں شہزادہ عالمگیر بہت اچھے انسان تھے اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے جواب عرض ان کی طرف سے ہمارے لیے ایک تھکے سے یہ ہمارے دکھ ہائے آج میں آپ کی پریم میں ایک شکایت لے کر حاضر ہوئی ہوں جس کی شعوری مجھے اچھی لگتی تھی میں اس رائٹر سے رابطہ کرتی تھی ماہ مئی کے شمارے میں ایک شعوری لکھی تھی۔۔۔ میں فاشہ کیسے بنی۔۔۔ عامم ہوتا کی جس طرح شریف بن رہے تھے وہ ہیں نہیں ہم سب آپ لوگوں کی مائیں ہمیں ہیں آپ کی بیٹیاں ہیں میں آج ان رائٹروں کے نام لے رہی ہوں جو جواب عرض کو بدنام کر رہے ہیں اور پلٹے پھرتے شیطان ہیں ان سب سے میں رابطہ کر چکی ہوں اور آزما بھی چکی ہوں خدا را ان سب کو کوئی درس دین مائیں بہنوں کی عزت کریں جن کے نام میں لے رہی ہوں ان کا یہ کام ہے۔۔۔ ملاقات کرو۔۔۔ دوستی کرو۔۔۔ شادی۔۔۔ جسم فروشی۔۔۔ سنا ہونے میں ملاقات کرو۔۔۔ اپنی لوٹ سمجھو۔۔۔ پیسے مانگتے ہیں۔۔۔ میں اللہ کو حاضر بنا کر جان کر کہہ رہی ہوں یہ درندے ہیں۔ یہ لوگ ہیں اگر آپ مجھے سچی سمجھتے ہیں تو میرا خط ضرور شائع کیجئے گا میری معصوم بہنیں بچ سکیں اور جواب عرض کے لیے بدنامی بے میں نہیں چاہتی کہ جواب عرض میں مائیں بہنوں کی شکایت ہو اور لوگ پڑھنا چھوڑ دیں۔

فردوس اعران تراچی۔
 محترمہ آپ نے جن رائٹروں کے نام لیے ہیں وہ ہم تک پہنچ گئے ہیں لیکن میں اس وقت تک ان کے نام کو شائع نہیں کر سکتا ہوں جب تک میں تصدیق نہ کر لوں۔ آپ فوری مجھ سے رابطہ کریں۔ تاکہ میں جان سکوں کہ کیا سچ ہے کیا جھوٹ۔ منظر جواب عرض۔ 0341.4178875

اسلام علیکم مجھے تقریباً تین سال ہو گئے ہیں جواب عرض پڑھتے ہوئے اس کی سچائی اور اس کے عنوانوں کے ساتھ محبت سی ہونے لگی ہے گویا دل میں خواہش ہوتی کہ ہم بھی اسے دفعہ کچھ لکھ کر بھیج دیتے ہیں شاید ہمارا لکھا ہوا بھی شائع ہونے کے قابل ہو مجھے غزلیں فلسفے تاریخ وغیرہ بھیج رہا ہوں یہ میری اپنی ڈائری سے لی گئی ہیں اور میری اپنی تخلیق ہیں میں نے فون جواب عرض کے سر کولیشن منیجر جمال الدین سے بات کی تھی انہی کے تعاون سے ہی یہ غزلیں بھیج رہا ہوں امید ہے کہ ضرور شائع کریں گے شکر یہ۔

رجیند لہری۔ خاندوال۔ رحیم یار خاں
 اسلام علیکم۔ سب سے پہلے جواب عرض کے تمام سٹاف اور قارئین کو سلام قبول ہو ماہ جون کا جواب

عرض میرے ہاتھوں میں ہے خوبصورت تاثل ہے۔ اسلام صلحہ بڑھا اور پھر ماں کی یاد کی نیامی بات ہے۔ آئی کشور کرن جی کا میں بہت فحش ہوں شہزادہ بھائی بہت امید کے ساتھ اپنی ایک کہانی بیچ رہا ہوں اس کو لکھو و شائع کرنا سرجی میں ٹوبہ ڈسٹریکٹ سے کہانی بیچ رہا ہوں سب قارئین شوق سے ساتھ لکھ رہے ہیں بہت اچھی کہانیاں آ رہی ہیں اور آپ کو کیا ہو گیا ہے آپ تو مجھے غائب ہی ہوئی ہیں۔ ریاض بھائی آپ کی محنت کو سلام کرتا ہوں۔ انتظار حسین سانی صاحب بہت اچھی کہانیاں لکھ رہے ہیں سر میں شمار سے میں پہلی بار لکھ رہا ہوں میں کوئی لکھاری نہیں ہوں صرف ٹھوڑی سی بیج بیانی لے کر حاضر ہوا ہوں کہیں یہ بھی غلطی ہو سکتی ہے تو معاف کرنا سر میں ڈسٹریکٹ ٹوبہ سے کہانی لکھ رہا ہوں پلیز میرا دل نہ توڑنا اس گوردی میں نہ پھینکنا سر میں بہت امید سے لکھ رہا ہوں اور آخر میں قارئین جواب عرض اور التماس ہے کہ میرے لیے دعا کریں کہ میں جلدی نجات پاسکوں۔

-----فرمان الہی تحصیل ضلع ٹوبہ-----
 اسلام علیکم سر ریاض احمد صاحب میں جواب عرض پچھلے تین سال سے پڑھ رہا ہوں لیکن آج بھائی کنول جی تہا نے مجھے کہا جواب عرض نے لیے پچھ لکھ کر تو انکل جان بھائی کنول نے میری حوصلہ افزائی کی مجھے جواب عرض میں لکھنے کا اتفاق ہوا انکل جی جواب عرض میں میرا یہ پہلا خط ہے اور مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے کہ میں جواب عرض میں نکھتا رہوں اور بھی تیار ہوں تو میرا دل درد کم ہوتا رہے گا کیونکہ جب سے جواب عرض پڑھتا ہوں تو مجھے بہت سکون ملتا ہے انکل جان اپنی ذاتی شاعری بیچ رہا ہوں شائع کر کے مجھے شکر ہے کہ موقع ضرور دینا انکل جان جون کا شمارہ پڑھا بہت ہی اچھا تھا ان سب رانٹروں کو سلام اور مبارکباد قبول ہو جنہوں نے اتنی اچھی کہانیاں لکھیں اللہ تعالیٰ ان سب کو صحت دے اور انکل جی گزارشت کہ میرا یہ فطالازی شائع کرنا اور آخر میں قارئین اینڈ رانٹرز سے گزارش ہے کہ وہ بھائی کنول جی تہا کے لیے دعا کریں کہ وہ جلدی ٹھیک ہو جائیں کیونکہ وہ بیمار ہیں اور ہسپتال میں ہیں آخر میں سب کو سلام۔

-----بھید اللہ سارنگھو منڈی-----
 اسلام علیکم۔ قار معذرت خواہ ہوں کہ کچھ ذاتی مصروفیات کی وجہ سے ای میل اور سٹی میں کھل کر تبصرہ نہ کر سکا ورنہ یقین کریں سٹی کے شمارے میں ہرگز برقی ایک سے بڑھ کر ایک ہی اب چلتے ہیں جون کے شمارے پوشیدہ آنسو کی طرف قارئین جون کا شمارہ لینے کے لیے رو بڑی ریلے سے انٹیشن کیا مٹرو پاں جواب عرض نہ ملا پھر اتفاق سے لپ لپ ریجہ رہنے کے لیے سھر جانا پڑا تو ایک بل ٹال پر جواب عرض نظر آئی یہ فوراً خرید لیا لپ لپ میں پچھو دیں اتنی لیے وقت نزاری کے لیے جواب عرض کے ورق درانی کرنے لگا سنوری تو پوشیدہ آنسو نظر آئی زہری خوشی کی انتہا نہ رہی خورشید زوہیب بھائی بڑے دن بعد نکھٹے ہیں مگر آپ کی سنوری بہت اچھی ملی اس کے علاوہ کون سے وقاس کے علاوہ۔ کون بے وقاسین کا ٹکی۔ کی سنوری بھی اپنی مثال آپ تھی۔ جتنا صرف میرے لیے مس آتش فائز کی لاجواب سنوری بھی مس فائز آپ دو۔ ہم پہنچا ہوں امید ہے کہ آپ آئندہ بھی کھتی رہیں گی ہمیں شوق ہوا فرزانہ سرور کی سنوری بھی اچھی لگی یہ شوق نہیں آساں سیدہ جیا عباس۔ اپنا بھی ہوتا ہے ایم اشرف سائل۔ تم کہوں ہو۔ محمد یونس ناز۔۔ ہم تھے جن کے سہارے پتسا با بر علی۔ پھیلی پیکوں۔ ٹھہرے اداس جگنو۔ انتظار حسین سانی۔ بھی خوش بھی غم نامہ خشک۔ تڑپتی جنت منگورا۔ سیر جسم۔ کہاں تم کہاں ہم۔ ایم آئی

ابن۔ گل بہار ناز بہ نازش۔ زندہ لاش آفتاب عہا ہی۔ زنجس ہی سکی۔ کس افشاں۔ جواب عرض کا دوسرا
 خوان آئی کشور کرن چوکی بھی کہانیاں اچھی تھیں برس مظفر شاہ آپ بہت اچھا تبصرہ کرتے ہیں پلیز کوئی
 سنوری بھی لے کر آ میں اور خورد شد زویب بھائی میں آپ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں پلیز اپنا نمبر دیں
 ۔ ریاض بھائی نمبر زدو ہارہ سے شائع کرنے شروع کریں اس کے ذریعے ہم اپنے دوستوں سے رابطہ کر
 سکتے ہیں اور جن رائٹرز کو روٹنگ کال سے پر ایلم ہے وہ ناپسندیدہ نمبر زدو ہارہ کو بلاک لسٹ میں لگا دیں امید ہے
 ریاض بھائی میں نے میں چار لیز لکھے آپ نے شائع تو کر دیئے مگر جواب نہیں دیا جو اب ضرور دیا کریں
 پلیز لیز کار ریاض بھائی میں نے اپنی کہانیاں سوچا نہ تھا۔ خود کسی حرام ہے۔ ویوں ہم لے لے بھی گئیں اور کچھ
 کو پین بھی بیچے تھے پلیز انہیں جلد شائع کر دیں اور یہ خط بھی شائع کرنا اس خط کے جواب اور اپنی کہانیوں
 کا شکر۔ محمد حسن ستا پین سٹ رو بڑی شکر

اسلام علیکم۔ ریاض بھائی اور باقی تمام دوستو کیسے ہیں امید ہے سب ٹھیک تھا کہ ہوں گے مٹی کا
 جواب عرض ملا تو بہت خوشی ہوئی جن میں میری جانعامر وکیل جت۔ ندیم بھائی ڈھکو۔ شاد رفیق۔ مقصود
 احمد بلوچ جی اور محمد یونس ناز۔ محمد سلیم۔ ساحل۔ ڈاکٹر شاز یہ شائق۔ محمد فقیر بخش ویری گند۔ اور سیف
 الرحمن زنگی۔ جی بہت اچھے ہو مرہم ہے میرے پاس اپنے زخمی ہونے کا واہ بھئی واہ مظفر شاہ۔ اب آپ بھی
 لکھنے کے قابل ہو گئے حما مظفر باوی اچھا لکھا فیصل شیرازی جی مبارکباد قبول کریں۔ عاصم بوتاب لکھا ہے
 آپ مسجد کے متوای بن گئے ہو دوسروں کو تو لٹا شہ بنے کا سبق نہ دو خدا کا خوف کرو اور جناب کا بھی جی
 بہت اچھا لکھا جہاں جانا ہے جاؤ اسی طرح۔ اور نمر دراز آ کاش بھی دھرنے دیتے۔ سے شکر رتے نہیں
 ویسے تو رنگن والوں کے آگے ہم جان دل حاضر ہے جو کرنا ہے کرو اور آپ مرد۔ جوتے تو پنجر لگانے والے
 کو فون نہ دیتے خود بات کرتے میں پہلے بھی دوست بھائی سمجھتا رہا اور آج بھی ہو مگر یعقوب کے دل میں
 تیرے لیے نفرت پیدا ہوئی نہیں سکتی اور سونیا جی آپ یہ کام چھوڑ دو اپنی آخرت بناؤ اور ایس جی پلیز ایک
 بار اپنے حالات کا بتاؤ میں بہت پریشان ہوں خدا لے لیے اور تیری خوشیاں کا سبب اہم جی بہت بہت
 حار اگر آپ بھولے تو ہم تم خدا خوش رہو سارے دوستوں کا تہ دل سے شکر گزار ہوں جو دل میں یاد
 رکھتے ہیں ریاض بھائی سنوری کو بھی جلد جگہ دیں یا سرہ کی بہت افسوس ہو جو اب عرض کی پوری تم کو سلام
 اہم یعقوب ذریعہ غازی خان

اسلام علیکم۔ مٹی کا شمارہ ملا سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا اس کے بعد کہاجوں کی طرف آیا سب کی
 کہانیاں اچھی تھیں خاص کر آئی ثناء اجالا کی میرا بھر کب جائے گا۔ یہ ایک بہترین کہانی تھی پھر جو کہانی
 مجھے سب سے پسند آئی وہ کچے گھر وندے جس کی رائٹر آئی سیدہ امامہ علی اچھی کہانی تھی۔ بھائی محمد سلیم
 اختر آپ نے اس سنوری میں بتایا کہ ایک ہندو بھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہوتے ہائی سب کہانیاں
 بھی اچھی تھیں ریاض احمد صاحب مجھے جواب عرض بہت لیتا ہے اس لیے میں لیت ہی خط لکھتا ہوں
 السلام۔ حق نواز سبیلہ

اسلام علیکم۔ مٹی 2015 کا شمارہ محبت نمبر بازار سے ملا پورا پڑھا ہے پڑھے کے بعد پورے
 انصاف کے ساتھ میدان میں اترا ہوں سب سے پہلے میری کہانی انتقام کی آگ شائع کرنے پر ریاض
 بھائی اور پورا اسٹاف کا شکر یہ ادا کرتا ہوں اور پسند ناپسند کا فیصلہ دوسروں پر چھوڑتا ہوں کہ میری کہانی لکھیں

آپشنڈو برو جواب عرض 230 اگست 2015

کو پسند ہے اور کس کو نہیں البتہ شہباز راجن پورا آپ تو خوش ہیں تا میری کہانی شائع ہوئی ہے۔ سیدہ امامہ آپ کی عمر سے بھی میرا بچہ زیادہ ہے جو اب عرض پڑھتے پڑھتے میرے بال سفید ہو گئے ہیں اگر آپ نے اچھی کہانی لکھو گی تو تعریف بھی کریں گے۔ اگر تنقید سے آپ خوش نہیں تو ٹھیک ہے نہیں کریں گے لیکن سچ کڑوا ہوتا ہے اب آتے ہیں شمارے کی جانب سب سے پہلے محمد بخش کی سنوری عاشری پڑھی بھائی آپ نے اس دور کی ایک حقیقت سامنے رکھ دی اور آج کل موہاگل پر لڑکیاں اس طرح کرتی ہیں جو آپ نے لکھا ہے وہی گند۔ شاہد بھائی کی فری محبت۔۔۔ جناب ساحل بھائی کی الیت نام لیسے۔ پوس ناز کی میں کیا کروں۔ ندیم عباس کی پیار عبادت ہے۔ ڈاکٹر شازیہ کی باگل محبت۔ انتظار حسین سانی بھائی کی بھی کتابوں میں پھول رکھنا۔۔۔ سید ہراز کی تم بھول گئے۔ فصل شہزاد کی اچھی محبت محمد طریف کی ایمانداری اور۔۔۔ عامر پوٹا کی میں فحاشہ کیسے بنی اچھی کہانیاں تھیں تاہم۔ عامر جاوید ہاگی کی سنوری بے وفا کون ایک منفرد کہانی تھی اس ماں کی سب سے ٹاپ سنوری لکھنے پر مقصود احمد بلوچ کی یہ کیسا عشق تھا مگی بلوچ صاحب ٹاپ سنوری لکھنے پر مبارکباد قبول کریں تمام دوستوں کو پرس کا سلام۔

پرس مظفر شاہ۔ پشاور

اسلام علیکم۔ جواب عرض ماہ مئی میرے ہاتھ میں ہے سب سنوریاں اچھی تھیں اس بار پچھروں کی وجہ سے لیٹ ملا بیٹی بے چینی سے انتظار تھا کہ کب پچھرتم ہوں اور رسالہ لے کر پڑھوں اللہ اللہ کر کے پچھرتم ہوئے رسالہ خرید اسب سے پہلے اسلامی صفحہ بڑھا اور دل خوش ہو گیا پھر کہانیوں کی طرف ہوا اس بار بڑی امید تھی کہ پانچ مہینے سے دو سنوریاں بھیج رہی ہیں شاید آتی ہو مگر نظر نہیں آتی بوا دکھ ہوا پھر خود ہی اپنے آپ کو امید دلائی اس بار نہ آئی تو اگلے ماہ ضرور شائع ہو جائیں گی۔۔۔ لاوارث آئی کشور کرن چوکی۔ نینا اشک نہ ہوں حماد مظفر ہادی میرا بچہ کب جائے گا۔ تم بھول گئے سیدہ امراز۔ کے ٹھروندے۔ سیدہ امامہ علی۔ محبت میں پانگل ماجدہ کنول۔ ان سب کو سنوری اچھی لکھنے پر میری طرف سے بہت بہت مبارکباد قبول ہوں اب آتے ہیں شاعری کی طرف تو غزلوں میں آپی کشور کرن چوکی۔ مس مہرین۔ عائشہ امول محمد نقمان۔ ثناء اجالا کی غزلیں، نائپا تھیں بہت بہت مبارک ہوا آخر یہ انکل جی اس بار امید ہے میری سنوری آپ ضرور شائع کریں گے اور شکر ہے کاموچ دین گے تاکہ میں اور بھی بھیج سکوں پلیز میڈا لیز اور غزلیں اور ڈائری ضرور شائع کریں آپ کا شکر ہے چونکہ شمارہ بھی بہت ہی زبردست تھا سب کہانیاں اچھی تھیں انکل جی میں کچھ غزلیں لکھیں اور کوہن بھیج رہا ہوں اور امید ہے کہ آپ انہیں ضرور شائع کریں گے آپی کشور کرن جی آپ بھی پلیز لکھتی رہا کریں آپی جی میں آپ کا فین ہوں اور آپ کی غزلیں اچھی لگتی ہیں آپی جی میری دعا ہے کہ آپ ہمیشہ ہی ہستی مسکرائی رہیں اللہ پاک آپ کو سدا سلامت رکھے اور آپ کا چھوٹا بھائی یا سر ملک آپ کو سلام پیش کرتا ہے پلیز دعاؤں میں یاد رکھئے گا انکل جی اپنا خیال رکھنا میری دعا ہے کہ عذاب عرض کو دن دینی رات چوٹی تری عطا فرمائے آمین

یا سر ملک مسکان چٹھ

اسلام علیکم۔ امید واثق ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ ایک کہانی ارسال کر رہا ہوں کسی قریمی اشاعت میں جگہ دیں گے یہ کہانی مجھے ایک ماں نے بھیل پلوں سے سسکتی آہوں سے سنائی ہے دعاگوں ہوں کہ اللہ آپ کو صحت تندرستی عطا فرمائے آمین۔

اگست 2018

جواب عرض۔ 231

آئندہ روز

Scanned By Amir

سجاد حسین جعفری۔ جلال مرگودھا
 اسلام ٹیکہ انٹرنل۔ تم آپ کیسے ہیں امید ہے کہ خبریت سے ہوں گے اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی لیم
 کو سلامت رکھے اور یہی عمر دے جوں کا شمارہ ایک خوبصورت اور دلکش ناسٹل کے ساتھ آٹھ جون کو ملا
 شمارہ بہت زبردست تھا پہلے اسلامی صفحہ پر حساب کہانیاں بہت اچھی تھیں یہاں کس کی تعریف کروں سب
 ایک سے بڑھ کر آئی تھیں سب اشعار بھی بہت اچھے تھے ان کے علاوہ بانی تحریر یہ بھی عمدہ تھیں لیکن اس
 سے پہلے میں نے جہاں بارخط بھیجا تھا وہ ابھی تک شائع نہیں ہوا اور کچھ اشعار اور غزلیں بھی بھیجی ہیں پلیز
 انہیں شائع کر کے شکر یہ کاموقع دیں میری دعا ہے کہ جو اب عرض دن و گنی رات چوتھی ترقی نہ سے آئیں۔

خضر حیات۔ حسن رضا جانی۔ رولڈ گل

جواب کے پورے اشاف کو سلام مٹی کا شمارہ مجھے آٹھ مئی کو ملا جسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی ابتداء میں
 ماں کی یاد میں عثمان مٹی صاحب کے لکھے ہوئے لفظ کمال لفظ تھے اور ساتھ ہی سپرست اور قابل تعریف بھی
 سب لکھنے والوں کو میری طرف سے ڈھیر ساری دعا خیر اور مبارکبادیں ہو اللہ تعالیٰ سب کو عزت اور
 خوشیاں دے۔ ہائی اپنی کشور کرن کو لاوارث کا دوسرا حصہ مکمل کرنے پر بہت بہت مبارکبادیں ہو بہت
 اچھی کہانی تھی اور سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ آپ کی شوہرن نعمان بھائی نے نئے نئے
 آئی نے بہت محنت کی کچ دوستو جس چیز پر بھی محنت کی جائے اس کا چھل ضرور مل جاتا ہے صبر اور محنت کا
 پھل بیٹھا ہوتا ہے اور ڈانٹے دار ہوتا ہے ایک بات یہاں لکھنا ضروری سمجھوں گا کہ ادارہ جو اب عرض
 سے گزارش ہے کہ پلیز انہیں شائع ضرور کریں کہ کچھ لوگ سو یاں خون کا لفظ استعمال کر رہے ہیں ہندو
 رات تک کرتا اور ایسے ایسے سہارے سوال کرنا جن کا تعلق نہ جو اب عرض سے ہو اور نہ ہی ہندی
 زبان سے اور یا نہی سے ہوتا ہے میں فحاشہ کیسے بنی عاصم یونا صاحب کی لکھی ہوئی کہانی اور شروع
 میں لکھے گئے الفاظ مجھے بہت پسند آئے عاصم یونا بھائی میرا سلام دیر کی کہ بھائی عزیز اور گزارش ہے کہ
 سب کو پلیز کنٹروفن کریں اور مکمل کریں سوال کہانی اور جو اب عرض پہ ہونا چاہئے اور کسی کو میری کوئی بات
 بری لگی ہو تو ساری سب سلام ایڈ اللہ حافظ۔

حسین شامزادہ ڈیڈ پال شریف

اسلام ٹیکہ۔ انگل ریاض صاحب میں اپنے تیسرے خط کی شائستگی کے ساتھ بہت خوش ہوں آپ
 کا بہت شکریہ ہے پرفین کا جو اب عرض بہت اچھا تھا کہانیاں غزلیں اور اسلامی صفحہ کا جواب تھا اور آپ کی کشور
 کرن چوتھی کی کی شاعری کی تو کیا ہے بات ہے اور ہائی سب بھی بہت اچھا لکھا ہے بہن میں خادہ رانی
 کو جراتوالہ ثوبیہ حسین ہو۔ خرم سبزوادی۔ رابعہ شیخوپورہ ایم منیر رضا ساہیوال۔ ان سب کی شاعری اور
 کہانیاں وغیرہ بہت ہی اچھی ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو لمبی عمر دے ان سب کو ہمیشہ خوش رکھے اور
 ہمیشہ لکھنے کی توفیق دے میری ان تمام قارئین سے گزارش ہے کہ میں ان سے دوستی کرنا چاہتا ہوں پلیز
 ملاحظہ لکھنا چھٹی بھی دوستی ایس ایم ایس پر جانے لگی دوستی پھر بیان پر مجھ سے رابطہ کریں انشاء اللہ
 مجھے مجلس یاؤ گے اللہ تعالیٰ جو اب عرض کو دن و گنی رات چوتھی ترقی عطا فرمائے آمین اور جناب شہزادہ
 عسکریہ کو جنت انورہ میں تک عطا فرمائے آمین انگل جی پلیز میرا بھی شائع کر دیں شکریہ۔
 کنول تی تھا۔ گلومندی۔

اسلام علیکم۔ ریاض بھائی صاحب سے ہیں آپ امید ہے کہ خیریت سے ہوں گے مٹی کا شمارہ ہمیشہ کی طرح زبردست تھا اسلامی سلسلہ اینڈ ماں کی یاد میں بہت اچھا لکھا ہوا تھا دیری گڈ۔ آپ کی کشور کرن کی تحریر اور سب اپنی مثال آپ تھی آپ کی کشور کرن سے گزارش ہے کہ اب نئے نئے ناول کے ساتھ انٹری دیں بہت خوش ہوئی ہیں آپ کی تحریریں بہت شوق سے پڑھتی ہوں۔۔۔ حماد ظفر ہادی کی ہر تحریر لفظ در لفظ موٹی بھیجی جاتی انجانی پڑھتی ہوں سب نینا اشک نہ ہوں یہ بھی خوبصورت تحریر تھی دیری گڈ ویلڈن ہانس پیسٹ لف نٹ سیدہ ایما سے تحریر کئے گئے گھر وہ ہے لا جواب مٹی دیری گڈ۔ میرا بھر کب جائے گا شہ اجالا کی تحریر بھی بہت اچھی تھی دیری گڈ ہانس ویلڈن بھی بھئی پیار میں شگفتہ ناز کی تحریر انجانی بر اثر مٹی ویلڈن۔۔۔ ایما دیری فریٹی محبت۔۔۔ پیار محبت ہے رخصت ایزن۔ زندگی کی شام ہو گئی۔ محبت کو سلام۔ کیا اب بھی چاند لکھا ہے بہت پر اثر لکھش اور لا جواب سنو ریاں تمہیں باقی تمام سنو ریاں بھی اچھی تھیں گلہ ستہ میں حماد ظفر ہادی نے بہت خوبصورت لکھا دیری ویلڈن۔ غزلیں نظمیں سب اچھی تھی آپ کی کشور کرن۔ شہ اجالا۔ منائل۔ اینڈ حماد ظفر ہادی۔ شاز یہ گل۔ سیدہ امامہ۔ شاہد بھائی۔ نازیہ نازش۔ آتش قاترہ فلک زبدا آٹھا اے آرد راجیلہ منظر۔۔۔ ندا علی عباس کو سلام۔ جون کا شمارہ ملا سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا خود کو لکھیں یا ب کیا اور پھر ماں کی یاد میں آپ کی کشور کرن نے بہت پیسٹ لکھا۔ فلک زبدا کا ناول چار کس سراب اعلیٰ سہم ہے نامہ نازش کی تحریر گل بہار بہت خوبصورت تحریر تھی۔۔۔ آتش قاترہ کی تحریر پڑھ کر تو میں لکھنا سنو ریاں کی ہمیشہ کھتی رہتا۔۔۔ فرزانہ سرور کی تحریر ہمیں عشق ہوا۔۔۔ سیدہ حیا کی تحریر یہ عشق نہیں آساں۔ میرا کوئی سے سرت شاہین۔ خورشید زویب کی تحریر لا جواب اور اے دن تمہیں خوبصورت سنو ریاں لکھنے پر مبارکباد قبول ہو۔ باقی سنو ریاں تڑپتی جنت ایسا بھی ہوتا ہے۔ زندہ لاش۔ بجلی پلکوں پر ٹھہرے جگتوں۔۔۔ کہاں تم کہاں ہم۔ یہ سنو ریاں اپنی مثال آپ تھیں جواب عرض کا دسترخوان بھی خوب رہا پسندیدہ اشعار سب نے اچھے لکھے لیٹروں میں شاز یہ گل کا لیٹرسب سے نمایا تھا بہت انصاف کے ساتھ تبصرہ کیا جو ان کے شمارے میں شاز یہ گل کی محسوس ہوئی پلیز ہر ماہ لکھا کر یہ عام شاکہ کے والد کا سن نہ بہت افسوس ہوا اللہ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور آپ کے تمام حرا والوں کو صبر عظیم عطا فرمائے آمین انگل ریاض سدے گزارش ہے کہ جو جملے سنو ریاں سے بہت کر ہوں وہ شائع نہیں کریں کیونکہ جواب عرض کی توجین ہیں اور تمام رائٹرز سے بھی یہی گزارش ہے کہ ایسے جملے نہ لکھیں جس کے بعد آپ کو بھی افسوس ہوا امید ہے کہ احتیاط کریں گے اور آخر میں سب کو سلام اللہ حافظ۔

سویرا فلک، روز و سلطان

اسلام علیکم جناب عزت مآب محترم ریاض احمد صاحب امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے اور اس امید کے ساتھ خط لکھ رہا ہوں کہ آپ اور ادارہ جواب عرض کے تمام ممبران بالکل خیریت و عافیت سے ہوں گے حضور بہت بہت شکر یہ جواب عرض کے کرنے میں ہماری جگہ رکھنے کے لیے۔ سیف الرحمن زخمی۔ ہم آپ کے بھی بے حد مشکور ہیں کہ آپ کی دلچسپی بھی ہم ادنیٰ سے شاعر کی طرف ہوئی جناب ہم آپ سے ملنے کا وعدہ تو نہیں کرتے البتہ کوشش ضرور کریں گے کیونکہ ہم تقریباً تین ماہ کے بعد یہ لکھتے چکر لگاتے ہیں اگر ممکن ہو تو ملاقات ہو کے رہے لی اور بھائی آپ کا موبائل نمبر میرے پاس نہیں ہے اور بھائی حسین کاظمی آپ یہ بتائیں کہ آپ ہم سے بے وجہ شکوے کیوں کرتے ہیں جب ہم کال

اگست 2015

جواب عرض 233

آئینہ روید

Scanned By Amir

کرتے ہیں تو آپ مصروفیات سے فرصت نہیں ملتی آپ تو وہ حساب کر رہے ہیں الٹا چور کو توال کر ڈالنے
 یہ ٹھیک نہیں ہے سدھر جائیں حسین کا لگی۔ سیف الرحمن۔ مس فوز یہ سنگن پور۔ سیدہ امامہ اور عامر جاوید
 ہاشمی یہ وہ نام ہیں جن کے قلم سے اترنے والے الفاظ مجھے بے حد متاثر کرتے ہیں آخر میں ادارے کے
 لیے دلی دعا ہے کہ ادارہ رتقی کی طرف گامزن رہے۔ آمین۔

----- شاعر یوسف دروی۔ ناروال۔

اسلام علیکم۔ مئی کا شمارہ ملاحظہ صورت ناٹل میرے ہاتھ میں ہے ایک حسینہ قاتل ادا کے ساتھ جلوہ
 افروز تھی اس کے حصار سے گل کر اندرونی صفحہ پر پہنچا تو فرست میں سبھی کے نام دیکھے بہت خوشی ہوئی
 کیونکہ ان میں سبھی میرے دور تھے جنہیں میں بھائی کہتا ہوں تو میں نے جلدی سے ورق پٹنے شروع کر
 دیئے اپنی سنوری واردات دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اس کے بعد پھر ورق گردانی کی تو ندیم عباس ڈھکو کی
 پیار عبادت ہے کیا کہنے بھائی بہت اچھی سنوری لکھی ہے میں ایک بات کہنا چاہوں گا آپ بہت بڑے
 رائٹر ہو ہر ناپک پر سنوری لکھیں پھر ایسہ ناز بشارت کی سنوری وہ محسب میرا بہت اچھی کہانی تھی آپ
 نے بہت خوبصورت انداز میں لفظوں کو اکٹھا کیا ہے بس اینڈ یہ تھوڑا سا سانس پیدا کر دیا ہے وہاں آپ
 تھوڑی تفصیل لکھ دیتی تو اچھا تھا کیونکہ جواب عرض وہ لوگ بھی پڑھتے ہیں جن کی تعلیم پانچ یا نڈل ہوئی
 ہے ہمیں تو سمجھا جائے گی مگر ان کو بہت مشکل ہے پلینڈ آئینہ خیال رکھنا۔ تو اب باری آئی ہماری پر ترقی کی
 سنوری کی نہیں سمجھے بھئی حماد ظفر ہادی وہر کیا خوب سنوری لکھی ہے مان گئے بھائی کیا خوبصورت انداز
 سے محبت کرنے والوں کو ایک کر دیا ویری گڈ مبارکہا اور ہم آپ کو اپنی پر ترقی ڈولی کیوں کہتے ہیں کیونکہ
 آپ ہو ہی خوبصورت لڑیا جیسے جیتے رہو۔ فیصل شہزاد و ہاڑی کی سنوری اچھی محبت دل کو چھو گئی اس میں
 آپ نے لفظ رانی استعمال کیا ہے جیسے ہی میں نے اسے پڑھا تو دل کو کرنٹ سا لگا کیونکہ یہ وہ نام ہے
 جس کی وجہ سے میں کھڑ گیا ہوں باقی آپ کی سنوری بہت زبردست تھی میں خود کو ایک رائٹر ہو کر فیصلہ نہیں
 کرتا کہ آپ کو کیا رائے دوں ایک طرف آپ کی محبت اور ایک طرف ماں نے قرآن کا واسطہ دیا ہے میں
 تو آپ کے لیے دعا ہی کر سکتا ہوں آپ لکھتے رہتا اگر آصف سانول سے سبھی بات ہو تو اسے کہنا کہ جٹ
 آپ کو بہت مس کرتا ہے یا سرو کی دیہ پاپور کی سنوری اچھی تھی لیکن اس کا ناٹل کہانی کے مطابق نہ تھا یا سر
 بھائی نام سوچ کر رکھا کریں جو سنوری پر بھیج کر تا ہو اور آپ نے اپنے لیٹر میں لڑکیوں کو برا کہا اور آپ
 ایک رائٹر ہو اور رائٹر کو یہ زیب نہیں دیتا کہ کسی کو برا کہیں اگر کوئی ہمیں برا کہے ہم پھر بھی اسے اچھا کہیں
 گئے کہ یہاں ہم ادب سیکھانے آئے ہیں نام پیدا کرنا ہے تو یہ باتیں لے بانڈھ لو۔ عاصم یونانی سنوری
 میں فحاشہ کیسے بنی بہت اچھی سنوری لکھتے ہیں آپ اور جناب سبھی یاد کر لیا کرو۔ مقصود احمد بلوچ کی سنوری
 یہ کیسا عشق تھا کیا خوب انصاف کیا ہے لفظوں کے ساتھ سانی بھائی آپ چھائے ایک ماہ میں آپ کی سو
 سنوریاں کہنا کہنے انتظار حسین سانی بھائی اس کی سمجھ نہیں آئی اور مار یہ شامل کا نام لکھا ہے نیچے سنوری
 ساری آپ کی تو پھر کیا بات ہے جتنا بھی لکھتے ہو کمال کرتے ہو ویری گڈ۔ آئی کشور کرن کی سنوری
 لاوارث بہت زبردست رہی مبارکہا قبول کریں باقی سبھی کی کہانیاں بھی بہت اچھی تھیں بہت محنت کی تھی
 میرا پیرا فصل آزاد آپ کا لیٹر اور غزل پڑھ کر بہت خوشی ہوئی خوبصورت انٹری کے ساتھ ویکلم کہتے ہیں
 بانی رمضان بمس پر مکی۔ خیر و نو۔ ملک علی رضا۔ خالد فاروق آسی۔ انتظار حسین سانی۔ عاصم یونانی۔ عمر دراز

اگست 2015

جواب عرض۔ 234

آئینہ رُو

Scanned By Amir

کر اور نگریب میا لوہانی نے مسلسل پانچ دن میرا نمبر ڈھونڈ کر رابطہ کیا آپ کی محبتوں کو سلام ہائی جن لوگوں نے میری کہانی پڑھ کر مبارک دی ان کا دل سے شکر ہے۔

اسلام علیکم سگی کا شمارہ ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی سب کی سنوریاں اچھی تھیں خیر رضا بھائی آپ کی سنوری تو کچھ خاص تھی عامر وکیل جٹ کی سنوری قدر بہتر تھی مگر عبدیم عباس ڈھک بھائی آپ نے خوب لکھا تھا اور یاسر کی صاحب آپ کی سنوری تو داوودہ تھی کیا بات ہے جناب دن بدن قلم میں درو آتا جا رہا ہے لیکن یہ بات میں اب قاری ہونے کے ناطے نہیں لکھی ہے اب جو آپ نے لیز لکھا تھا کہ میں نے آپ کو بدنام کیا ہے یہ کیا ہے وہ کیا ہے آپ کو یہ بات نہیں چاہئے تھی اور ہاں رہی بات جو اب عرض کی تو وہ میں ہر ماہ خرید لیا کروں گی آپ کی مہربانی آپ نے جتنی دیر جواب عرض بھیجا اور ہاں جو آپ نے فون پر بات کی ہے اس کا جواب میں آپ کو جلدی دوں گی آپ فرمنا کہ میں یہ تو میں جانتی ہوں کہ آپ لڑکیوں سے بات کرنے ہو یا نہیں خیر آپ کرو یا کرو اس سے مجھے کیا لینا دینا ہم آئندہ سے آپ کے بارے میں کچھ نہیں لکھیں گے اللہ آپ کو کامیابی عطا فرمائے آمین اور ملک نعمان نوار بھائی اب آپ بھی دیکھ لو یہ یاسر نے میری کئی بے عزتی کی ہے آپ بھائی ہو تو میری طرف سے اسے کچھ سمجھاؤ اور بھائی مگر آپ بھی دو۔ میری جان کس سونیا۔ غزل۔ عابدہ۔ زہیرہ۔ خدیجہ۔ آپ لوگ اب خوش ہو لو دیکھ لو آگیا ہے میرا لیٹر ریاض بھائی پلیز پورا شائع کرنا۔ آئندہ اتنا مزہ بھی نہیں لکھوں گی چہرہ پلیز بھائی پلیز مایوس نہ کرنا مائی اگلے شمارے میں بات ہوگی۔

اسلام علیکم۔ جناب ایک غزل چیش کی سے امید ہے شائع ہوگی پروف ریڈنگ پہلے سے بہتر ہوگی ہے لیکن مرید کھنار کی ضرورت ہے اس حکیم کو دید حکیم صاحب کی سنوری پڑھ کر جب رونا آیا مگر اسی طرف ہی ہمیشہ ہی لکھتے رہتا ہائی مجید احمد جانی امیر عامر شاکر۔ ریاض مسم خاں فاروق حسن علی اور انتظار حسین سانی کی تحریر اچھی تھیں غزلوں میں ذیشان ریاض۔ محمد جاوید اشفاق شاکر۔ مرزا عامر شاہین مسم فوزیہ کنول اصل آرزو صاحبہ صرغی بابا فقیر محمد بخش مرحوم کی غزلیں حال تھیں بابا فقیر بخش کی تو اب یاد ہی رہ گئی ہے ان کو اس دنیا سے کئے ہوئے بھی آج دو ۱۰ ہو گئے ہیں خدا پاک ان کو جس قدر اللہ اس میں جہ عطا فرمائے آمین۔ اور محترم دوست محمد ونو صاحب حال ہی میں عمرہ کی سعادت کر کے آگئے ہیں ان کو بھی بہت بہت مبارک ہو جو اب عرض کے تمام زمین سے دعائے خیر کی درخواست کرتا ہوں جو اب عرض کے لیے دعا گو۔

اسلام علیکم۔ ریاض بھائی کیا حال ہیں امید ہے مزاج گرامی ٹھیک ہوں گے آج ہی جواب عرض ملا لیٹرنہ دیکھ کر دکھ ہوا بھائی جان آپ میرا لیٹر لگا میں ناہ مجھے دکھ نہیں خیر ماہ مثنی جواب عرض ملا ابھی تک صرف ایک کہانی پڑھی ہے اور لیٹرسب کے اچھے ہیں کہانیاں بھی سب کی اچھی ہیں اور میں آخر میں میرا سب دوستوں کو سلام۔

اگست 2015

جواب عرض 235

آئینہ رویداد

Scanned By Amir

مختصر جناب ریاض احمد صاحب اسلام ٹیکم آپ سے ایک شکوہ ہے کہ ماہ اربیل کا شمارہ ملا یہاں بھی ہوتا ہے خرم شہزادی کہانی پڑھی اور پڑھ کر دکھ ہوا کہ بھائی خرم نے اپنے خور و شرک ایک لڑکی کو پارہا پارہا لٹکایا برابر نہیں ہوئی حافظہ عائشہ کی موت کا بہت دکھ ہوا۔ بے جان سے زندگی جناب ریاض شاہد کی کہانی بہت دردناک اور سبق آموز تھی جسے قلم گو پر ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا صبر دے آمین یہ دنیا ہے یہ مطلب پرست پہلے پیار پڑھاتے ہیں پھر لوتے ہیں۔۔۔ پھر منزل مل گئی اللہ دتہ چوہان کی کہانی بہت اچھی تھی وہ قسمت والے ہوتے ہیں جس کو محبت مل جائے۔ پیار کا سراب فلک زاہد لاہور کی کہانی صرف دولت اور مطلب کے بردھو تھی ہے۔۔۔ بھری زندگی کی قربانی جناب ناصر صاحب خلک۔ کی کہانی پڑھ کر دل زخمی ہو گیا اور بہت تڑپا بہت اچھی کہانی تھی میری دعا ہے کہ ساحل جعفری، زاہد جائے اور اس کو زارا مل جائے اور اس کی ماں جہاں بھی ہے واپس آجائے۔۔۔ وہ شخص قیامت تھا محمد اشرف زخمی دل کی کہانی بہت دردناک تھی آج کل کی لڑکیاں ناویہ جیسی ہی ہوتی ہیں جو اپنے شکار فی تماش میں رہتی ہیں خدا شاہ زیب کو صحت دے آمین آخر میں جواب عرض کے سب شاف کو خطوط و جاہت نجر اسلام قبول ہو۔

محمد آفتاب شاد کوٹ ملکہ دوونہ

اسلام ٹیکم۔ جون کا شمارہ میرے ہاتھ میں ہے جو کہ میں مہل پڑھ چکا ہوں سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا اس کے ہاں فی یاد میں پڑھ کر آنسو آئے اللہ تعالیٰ ہم سب کی ماں ساتھ ہمیشہ رکھے ماں کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں ہیں لیکن اب بہت بد نصیب ہیں ہم ماں کی بات نہیں مانتے بیوی کی مانتے ہیں پھر بہر حال اس نے بعد بہنوں کی چمڑی میں قدم رکھا تو میرا دوست انتظار حسین ساقی۔ منظور اہر۔ دیکھا اس کے بعد سید و جیہا عباس۔ فرزانہ پرور۔ انش فائزہ۔ مس القشاش۔ محمد یونس ناز۔ پرنس باہر علی کی کہانیاں بھی بہت اچھی تھی سب و مبارک سہا قبول ہو گلشن ناز۔ نرس ناز۔ شازیہ چوہدری کہانیاں ہوتی ہیں اب لوٹ آؤ سمیرا۔ مصباح۔ کیا حال ہے آپ کو شادوی مبارک ہو آخر میں تمام دوستوں ریاض انکل کو سلام خطوط۔

نرس عبد الرحمن۔ زمین را بھنا

اسلام ٹیکم۔ سب سے پہلے میں جواب عرض کے تمام شاف اور نثار زمین و سلام پیش کر رہی ہوں امید ہے کہ سب ٹھیک ہوں گے اور ماہ رمضان کی عبادتوں سے لطف اندوز ہوں گے دعا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو ماہ رمضان کے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے روزے نماز قبول ہوں سب قارئین روزے دار اور عبادتوں میں مصروف قارئین کو میری طرف سے ایڈوانس مبارک قبول کیجئے گا۔ اس سے بعد آتی ہوں شہرے کی طرف تو میں ان کی بے حد مشغور ہوں بہنوں نے میری تحریروں کو پسند کیا اور مجھے مبارک سہا اور حوصلہ افزائی دی۔ بھائی راشد لطیف۔ نبی راؤ۔ بھائی کاشف اعوان آپ کا شکر یہ آپ میری تحریروں کو بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔ بھائی شاہد رفیق سہو صاحب اگر تم چاہتے ہو ناں کہ میں تم سے رابطہ کر کے دیوی نمبر 2013 ماٹھ لوں گی تو یہ آپ کی بہت بڑی بھول ہے یہ ناول اپنے پاس ہی رکھیں مجھے نہیں چاہئے اوئے۔ ناصر اقبال خلک بھائی آپ اپنے ذہن سے یہ سوچ نکال دیں گے میں آپ کا شکر یہ ادا کرنے کے لیے رابطہ کروں گی مجھے اپنی عزت عزیز ہے کیونکہ آج کل امر کی لڑکی

اگست 2015

جواب عرس 236

آئینہ روبرو

تے بھی کسی جڑ کے کو مبارکباد دینے کے لیے یا شکر یہ ادا کرنے کے لئے رابطہ کیا ہے وہی پورے قارئین میں بدنام ہو کر بیٹھتی ہے تم ابھی نئے آئے ہو آسمان چھونے کی کوشش نہ کرو اور نہ ہی مجھ سے یہ امید رکھنا کہ تم سے رابطہ کروں گی۔ بھائی ایچ ظہیر صاحب آپ کا بہت شکر ہے آپ نے میری تحریریں اور سب کا انتظار کیا شکر ہے۔ سیدہ امامہ سلام ہے آپ نے مجھے یاد دیا اس کا بہت شکر ہے آپ کی تحریریں بھی اچھی ہیں لکھتی رہیں بھائی کنول جی آپ کا شکر ہے۔ ایچ نہ ایم میوان آپ مجھے برخط میں یاد دہرتے ہیں اس کا بہت بہت شکر ہے مگر ایک بات بہنا چاہوں گی غور کریں۔ آج تک نہ تو میں نے کسی سے خط کا الگ جواب دیا ہے اور نہ ہی دوں گی اور نہ ہی ایسی فضول باتیں سننے یا کرنے کی عادی ہوں مجھیں بروقت کھانے کی پڑی رہتی ہے اور ایسی فضول باتیں مجھے بالکل بھی پسند نہیں اور نہ ہی میں کسی سے ڈرتی ہوں تم انسانوں کی طرح کھاتے ہو یا جانوروں کی طرح ایسے بن بلائے مہمانوں کی میں نے بھی میزبانی نہیں کی آئندہ میرے بارے میں سوچ کر لکھنا تم میرے شہر سے ہو اس کا یہ مطالب نہیں کہ جو جی میں آئے مجھے کہتے جاؤ میں رسالے سے بٹ کر کوئی بات سننے کی عادی نہیں ہوں اور نہ ہی رہنا آئندہ سوچ کر لکھنا اوکے۔ سویرا لک آپ نے میری تحریر کی کمی کو محسوس کر کے ظاہر کر دیا آپ کا بہت شکر ہے انسان اللہ میں آپ سب بہن بھائیوں کے ساتھ ہوں اور شاہد اب جواب عرض میں نہ لکھوں سبزی یاد کرنے کا شکر ہے بھائی سجاد جی۔ تحریر کو پسند کرنے کا بہت شکر ہے ارسلان بھائی آپ کی بھی مشکور ہوں آپ نے میری تحریر لاوارث کو پسند کیا بھائی سلمان بشیر بہت شکر ہے میری تحریروں کو پسند کرنے کا میری کہانی کو پہلے نمبر پر قرار دینے کا۔ میں جن بہن بھائیوں کے نام نہ لکھ سکی ان سے معذرت خواں ہوں اور اپنے پیارے قارئین کی اور ادارہ جواب عرض کی مشکور ہوں جنہوں نے مجھے اتنی عزت دی ہے اور جن کی فطرت اور بری سوچ ہے میرے بارے میں دو نکال دیں کشور کرن کسی سے رابطہ نہیں کرے گی کیوں کہ بدنامی کی زندگی بہت بری چیز ہے اگر میری کسی بات سے کسی کو کوئی دکھ پہنچا ہو تو مجھے کوئی دکھ نہیں نہ ہی میں سوئی کرنے کی عادی ہوں ہائی ادارہ سے ریکویسٹ ہے کہ میرا ایئر پور اشاعت کریں میں نے اپنے بارے میں فضول باتیں سن کر تنگ آ کر لیز لکھا ہے اور ہوسکتا ہے کہ جواب عرض میں یہ میری آخری کہانی اور آخری خط ہو شاہد اب مجھے نکل جانا چاہئے۔ سب قارئین کو میری طرف سے عید الفطر کی خوشیاں ایڈو ایس میں مبارک ہوں اور جواب عرض کے لیے دعاگوں ہوں تعالیٰ اس ماہنامہ جواب عرض کو دن دن رات چوتنی ترقی کی طرف گامزن رکھے آمین۔

کشور کرن چوکی

اسلام علیکم۔ جون کا شمار بہت دیر سے ملا خیر کوئی بات نہیں دیر تو ہو ہی جاتی ہے۔ پوشیدہ آنسو نمبر نائل خانم سے خریدنا سب سے پہلے اسلامی صفحہ بڑھا پھر ماں کی یاد میں آپنی کشور کرن چوکی سرفرست تھیں ابھی آتا ہوں کشور بڑنی طرف سب سے پہلے۔ ہم تھے جن کے سہارے پرنس باہر علی بلوچ کی شہزادی اچھی لگی ہے عشق نہیں آساں سیدہ حیا عباس۔ پوشیدہ آنسو خورشید زہیب۔ ایسا بھی ہوتا ہے خرم شہزاد بھی خوش بھی تم۔ سب کشور بڑا اچھی محبت۔ انکل کا شکر ہے جو آج کل ہماری شکایتوں پر غور کر رہے ہیں انکل جی ہماری تحریر بھی شائع کر دیں مہربانی ہوگی پلیز انکل جی پلیز۔ شکر ہے بھائی شاہد رفیق۔ بیو بیو میرا سلام بھائی راشد لطیف صبر سے والا اللہ آپ کو خوش رکھے۔ خرم میں تمام راتیں حضرت اور قارئین جواب عرض کے ساتھ جڑ سے تمام ممبران کو سلام جو اب میرا عرض دن دن چوتنی ترقی کر رہے ہیں۔

مہر القدر کھا جو سب کبیر والا

اسلامِ علیکم۔ بھائی کیسے ہیں آپ خیریت سے ہوں گے۔ جون کا شمارہ ملا فوراً پڑھنا شروع کر دیا کیونکہ جب رسالہ میرے ہاتھ میں آجائے تو پھر اس کو فوراً پڑھوں یہ تو ممکن ہی نہیں سب سے پہلے اسلامی صفحہ بڑھا ایمازن تازہ کیا پھر ماں کی پاس میں آئی کشور کرن کی لکھی گئی تحریر بہت عمدہ تھی پڑھ کر بے اختیار آنسو نکل آئے پھر سٹوریوں کی طرف قدم بڑھایا کون بے وفا بھائی حسین بہت ٹاپ کی سٹوری تھی آپ کی۔۔۔ تم کہاں ہو۔ بھائی بوس نام میں اپنے بھائی ناصر سے اتنا ہی کہوں گی کہ جو اپنا ہوتا ہے وہ بھی چھوڑ کر نکلیں جاتا اور جو چلا جائے وہ اپنا نہیں ہوتا۔ جیسا صرف میرے لیے ہاتھی آتش فائزہ پرانہ دور چلا گیا ہے۔۔۔ بھی خوش بھی غم بھائی ناصر تنگ کی زبردست رہی اس کے علاوہ بھی سب سٹوریاں اچھی تھیں او سے بھائی تنزیل الرحمن آپ ہ لیسر شائع ہو گیا ہے اب جلدی سے ایک نئی سٹوری کے ساتھ انٹری دیں باجی شاد یہ گل ماں سمورہ آپ سے بات کر کے بہت اچھا لگا اب کا بہت شکر ہے کہ آپ نے مجھے اس قابل سمجھا۔ باجی ثانیہ اور باجی یاسمین آپ کا پیغام ملا بہت شکر ہے لیکن میں دوستی کی دو قین نہیں ہوں اس لیے معذرت چاہتی ہوں اور آپ کا دوسرا پیغام اتنا ہی کہوں گی کہ اور بھی بہت کام اس دنیا میں پہلے اپنا اپنا کام کریں فارغ ہو کر دیکھیں گے اور جواب عرض کی ٹیم کو اور لکھنے پڑھنے والوں کو میری طرف سے سلام ایڈٹ عید مبارک میرا بھائی خرم تنزاد مغل دل کی گہرائیوں سے آپ کو چھتوں بھر اسلام اور دعا میں باقی سب پڑھنے لکھنے والے اپنی اس بہن کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔

ماہ نور کنول پلندری آزاد کشمیر

اسلام علیکم خلوص بھر اسلام جس طرح ایک تمھکا ہوا: بور مسافر شاپ پہ کھڑے ہو کر بس کا انتظار کرتا ہے ٹھیک اسی طرح شدت اور بے چینی سے ہم بھی اپنے پیارے جواب عرض کا انتظار نہیں کرتے ہیں جب جواب عرض ہمیں ملتا ہے تو اس وقت بہت خوش ہوتی ہے اور ساری تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے وہی کہانیاں پڑھ کر اپنے غم بھول جاتے ہیں اور دل بہل جاتا ہے جون کا جواب عرض ملا جسے دیکھ کر اور پڑھ کر بہت سکون حاصل ہوا سب سے پہلے خوشی اس بات کی ہوئی کہ آپ کی کشور کرن کی وجہ سے کچھ تبدیلی آئی ہے آپ کی کشور کرن کا سجا ہوا جواب عرض کا دسترخوان بہت پسند آیا دیری گز آپ کی اس طرح جواب عرض پڑھنے والی لڑکیاں اس دسترخوان سے کچھ بیٹھے بٹھائے کھانا پکانا سیکھ سکتی ہیں اور با آسانی سے ہن سنبھالنے کا ہنر حاصل کر سکتی ہیں جو عورتوں کے لیے ضروری ہے آپ کی کشور کرن جی میری ڈھیر ساری دعا میں آپ کے لیے القدر ب العزت آپ کو زیادہ محنت دے اور سلامت رکھے آمین میں ادارہ جواب عرض کو گزاریں کروں گا پلیز اب لو بہارے ملک کی فلموں اور موسیقی کے حالات بہتر ہو رہے ہیں جی فلمیں بن رہی ہیں کافی محنت ہو رہی ہے تو کچھ عرصہ پہلے نیا طرح اب بھی سکروں اور اداکاروں کے انٹرویوں شائع کیا کریں تاکہ ہم اپنے ملک کے عظیم فنکاروں کو پہچان نہ سکیں ایسے لوگوں کے انٹرویوں میں بھی ایک سبق ہوتا ہے پتہ چلتا ہے کہ فلاں اداکار کا یہ نام ہے اور اس کا کیا مقام ہے ان کی باتوں سے نئے آنے کے لیے کئی محنت کی ضرورت ہوتی ہے اور میں بڑھتی ہے تو پلیز آپ پہلے کی طرح یہ سلسلہ دوبارہ شروع کریں شکر ہے۔ شاہد رفیق سبوح صاحب یاد رہے کہ بہت شکر ہے باقی جو دوست مجھے اکثر یاد کرتے ہیں۔ نہ ایم عباس ڈھنوسا بیواں نزا آت علی سانواں شیخ پورا۔ شاعر اداکار اخلاق صاحب لاہور

اگست 2015

ماہ اعق عرفی 28

آئینہ رویہ

Scanned By Amir

یہ مگر شاہد عباس جہاوریوں۔ شاہد سلطان پوری۔ یاسر ملک جٹ ایک۔ مس کرن روپنڈھی۔ ناز بیٹھا ملک۔ ناصر اقبال ٹنگ۔ ان تمام دوستوں کا بہت شکر گزار ہوں جو مجھے اس قابل سمجھتے ہیں سب کو میرا سلام اور بھائی ریاض ہمارا بھی نمبر لگا دیں آپ کو پتہ ہے کہ انتظار کی گھڑیاں بڑی مشکل ہوتی ہیں بہت لو اڑیں ہوگی جواب عرض سے منسلک سب دوستوں کو اللہ تعالیٰ ڈھیر ساری خوشیاں دے آمین۔ اللہ حافظ۔

 حسنین شاہ کرڈھڈیاں شریف

اسلام علیکم۔ میں پہلی بار آپ کی بزم میں شرکت کر رہی ہوں امید ہے کہ آپ مایوس نہیں کریں گے بہت عرصہ پہلے سے جواب عرض پڑھ رہی ہوں یہ رسالہ اپنی مثال آپ ہے اس کے سارے کالم بہت اچھے جارہے ہیں جواب عرض رسالے میں کچھ نام شناسا بھی لگے اس لیے آپ کی بزم میں شرکت کرنے کی جسارت کی کچھ کاوش لے کر آپ کی بزم میں آئی ہوں امید ہے کہ آپ ہمیں دل سے قبول کریں گے سب سے دکھ درد کو صبر کریں گے اور سب ایک بہت اچھے دوستانہ ماحول پیدا کریں گے اور اس نفسا نفسی دور میں اور دکھوں بھری زندگی کو بہت پیچھے چھوڑ کر ایک خوشگوار ماحول پیدا کریں گے جس میں ہم سب بہن بھائیوں کی طرح رہیں گے اور ایک دوسرے کو اپنا ہم اور دکھ درد باتیں گے اور اپنے آپ کو بلکا محسوس کریں گے اور خوشیوں بھری زندگی اپنائیں گے اور زندگی کی طرف لوٹیں گے اور ہمیشہ خوش رہیں گے۔ جواب عرض کی محفل کے تمام قارئین اکرام کو میرا سلام قبول ہو آپ کی کاوش پڑھ کر زندگی کی طرف لوٹنے کا حوصلہ محسوس ہوا ہے ہمیشہ خوش رہیں اور آباد رہیں اور جواب عرض دن رات چمکی ترقی کرے آمین۔

 گفتہ ناز بروہوی سکھر۔ سندھ

اسلام علیکم ریاض بھائی کیسے ہیں آپ امید ہے کہ سب ٹھیک ہوں گے آپ کو ایک کہانی بعنوان یہ بھی حقیقت ہے کے نام سے ارسال کر رہی ہے لیکن وہ ابھی تک شائع نہیں ہوئی کیا کہانی آپ تک نہیں پہنچی اگر ملی ہے تو اسے شائع کر دیں اب اور انتظار نہیں ہوتا ایک اور کہانی بھی لکھنے کا ارادہ ہے جیسے ہی موقع ملے گا میں لکھ کر ارسال کر دوں گا میری دعا ہے کہ اللہ آپ کو اور آپ کی پوری ٹیم کو ہمیشہ خوش رکھے آباد رکھے آخر میں آپ کو آپ کے پورے شاہد کو اور قارئین کو سلام۔

 پرنس کریم۔ کوہاٹ پشاور۔

محترم قارئین کرام مجھے بہت سارے رائٹروں کے شکایتیں مل رہی ہیں کہ بعض لڑکیوں کو جوانی کا کال کر کے ان کی تحریروں کی تعریف کرتی ہیں یہ ان کو بعد میں بلیک میل کرنا شروع کر دیتے ہیں ان سے ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں کہ جن کو سن کر دماغ گھومتا شروع ہو جاتا ہے میں تمام قارئین اور رائٹرز حضرات سے گزارش کرتا ہوں کہ ایسا مت کریں جس آپ کی عزت و حرمت آئے امید ہے کہ میری بات پر عمل کیا جائے گا ورنہ مجھے ان رائٹروں کو بلیک لسٹ کرنا پڑے گا جو ایسی گھناؤنی حرکتیں کرتے ہیں اور نہ صرف خود کو بلکہ جواب عرض کو بھی بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لڑکیوں کو مقصد کی بات کیا کریں کچھ رائٹروں کو لوگوں سے پیسے مانگنا شروع ہو گئے ہیں۔

 منیر جواب عرض۔ ریاض احمد۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو م ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety

شعری پیغام پتہ پتہ اور نام

جس کے لئے پیغام ہے، اس کا نام و مقام

نام _____ شہر _____

پیغام (شعری اور غیر)

بھیجنے والے کا نام و مقام

نام _____ شہر _____

جواب عرض

یکریں کاٹ کر اس پر شعر لکھ کر ہمیں ارسال کریں

نام _____ شہر _____ فون نمبر _____

ممبر نمبر _____

عملیہ